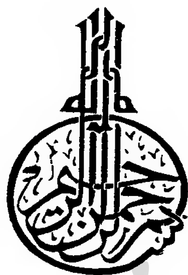
# سائرس اعظم

CYRUS E AAZAM

اسلم راہی ایم اے







# سائرس اعظم

اسلم راہی ایم۔اے

TITLE : Sā'iras-i A'ẓam : ek lājavāb tārīk͟hī nāvil /

AUTHOR STAT : Aslam Rāhī = Cyrus e Azam = Cyrus e Aazam / Aslam Ra

IMPRINT : Na'ī Dihlī : 'Ākif Buk Ḍipo, 2015

NATURE SCOPE : Novel.

LANGUAGE : In Urdu.

OCoLC#908831514

ایک لاجواب تاریخی ناول

# سائرس اعظم

اسلم راہی ایم۔اے

عاکف بک ڈپو۔

3243 کوچہ تاراچند دریا گنج نئی دہلی-2 فون:23265480

نام کتاب : "سائرسِ اعظم"

مترجم : اسلم راہی ایم اے

سن اشاعت : 2015ء

پبلشر : عاکف بک ڈپو،
۳۲۴۳، کوچہ تاراچند،
دریاگنج نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۰۲

"CYRUS E AZAM"

ASLAM RAHI M.A.

STUDENT PRICE Rs.200/= YEAR - 2015

LIBRARY PRICE Rs.400/=

*Published in Pakistan By*

*MAKTABA AL QURESH (LAHORE)*

*Printed at: RUSHAN PRESS Delhi - 110006*

AAKIF BOOK DEPOT

3243, Kucha Tarachand, Darya Ganj, New Delhi-2

*Ph: 011-23265480*

*e-mail : aakifbook@gmail.com*

## انتساب:

اپنے پوتے عبدالمعیز کے نام
بہتر مستقبل کی دعاؤں کے ساتھ

# تعارف

تاریخ کے اوراق سے کشید کی گئی ایک عظیم داستان۔ اس میں آپ کو سائرس جسے بعض مفسرین نے قرآنِ مقدس میں ذوالقرنین بھی کہا ہے تاریخ کی گمنامیوں سے اٹھ کر بحیرہ روم سے ہندوستان کی مغربی سرحدوں تک آتا دکھائی دے گا۔ اس میں بابل کا بادشاہ، وادی القریٰ میں ایک محل تعمیر کرتا بھی دکھائی دے گا۔ تعمیرات کے کاموں سے کچھ غلام بھاگتے دکھائی دیں گے جنہیں عرب کے صحراؤں میں آخری نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کا انتظار تھا۔

یہ سینکڑوں سال قبل مسیح سے تعلق رکھنے والی ایک روح پرور اور دلکشا روداد ہے جو یقیناً آپ کی دلچسپی کا باعث بنے گی۔





چھٹی صدی قبل مسیح آدھی کے قریب جا چکی تھی۔
عصر کا وقت تھا۔قومِ عیلام کا بادشاہ گوبارو اپنے مرکزی شہر شوش میں اپنے قصر کے دارالملاقات میں ایک بلند شہ نشین پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کے دائیں جانب اس کا بیٹا لازار، اس سے آگے اس کے لشکریوں کا سالار جرموس، اس کے ساتھ وزیر اور مشیر اکانس اور اس کے بعد دیگر امرائے سلطنت اپنے اپنے منصب کے مطابق بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ اس کے بائیں جانب اس کی بڑی بیٹی آمیتش، چھوٹی بیٹی ایزت اور اس کے بعد اپنے منصب کے مطابق دوسرے لوگ نشستیں سنبھالے ہوئے تھے۔قصر کے اندر اس لمحے خاموشی تھی۔ تاہم عیلام کے بادشاہ گوبارو اور اس کے اہل خانہ کے پیچھے کچھ عبا پوش غلام کھڑے مگس رانی کر رہے تھے۔ سامنے چھوٹی سی ایک شہ نشین پر مغنی دھیمے سُروں میں بانسریاں بجا رہے تھے۔کوئی بھی آپس میں بات چیت یا گفتگو نہیں کر رہا تھا۔مگر یوں لگتا تھا وہ سب بڑی بے چینی سے کسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوں۔
آخر کار قصر کے اس کمرے کے سامنے گوبارو کا چوبدار نمودار ہوا۔ گردن کو اس نے گوبارو کے لئے زمین کی طرف خوب خم کیا، ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا اژدھا کے منہ والا عصا بھی اس نے گوبارو کے سامنے جھکا دیا۔ کچھ دیر اسی انداز میں گوبارو کو وہ تعظیم دیتا رہا۔اس کے بعد وہ سیدھا کھڑا ہوا، پھر گوبارو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
”مالک! پارس کا ولی عہد سائرس اپنے لشکر کے ایک حصے اور اپنے اِمراء کے ساتھ ہمارے شہر میں داخل ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ آنے والے لشکریوں کو مستقر کی طرف لے جایا گیا ہے۔ جبکہ خود سائرس اپنے دو سالاروں اور مشیروں کے ساتھ قصر کا رخ کر رہا ہے۔“
یہ سن کر گوبارو اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی طرف دیکھتے ہوئے باقی لوگ بھی اٹھ

کھڑے ہوئے تھے۔ پھر گوبارو قصر کے اس کمرے سے نکلا۔ باقی سب لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ گوبارو سب کے ساتھ قصر کے صدر دروازے کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

قومِ عیلام کی سلطنت وسیع علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ بنیادی طور پر یہ سامی یعنی عرب تھے اور ان کی حکومت انتہا درجہ کی طاقت ور تھی۔ ان کی قدیم مملکت میں خوزستان، کرستان، اور کوہ پائے بختیاری شامل تھے۔ ان کی سلطنت مغرب کی طرف دریائے دجلہ تک، مشرق کی جانب پارس کے تھوڑے سے حصے تک، شمال کی سمت اس راستے تک جو بابل سے ہمدان کو جاتا تھا اور جنوب کی سمت بوشہر اور خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے چار بڑے بڑے شہر تھے۔ پہلا شوش جو ان کا مرکزی شہر تھا۔ دوسرا مادا کتورومی، تیسرا راہواز، چوتھا خایدالو تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خایدالو موجودہ شہر خرم آباد کی جگہ آباد تھا۔

آشوری بادشاہ آشور بنی پال نے قومِ عیلام پر حملہ آور ہو کر ایک طرح سے ان کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی تھی۔ ان کے بڑے بڑے دیوتا اٹھا کر ساتھ لے گیا تھا۔ اس کے حملہ آور ہونے سے عیلام کی سلطنت ایک طرح سے اُجڑ گئی تھی۔ لیکن موجودہ حکمران گوبارو نے اسے دوبارہ آباد کیا۔ اور اب وہ پہلے جیسا رعب اور ولولہ حاصل کر چکی تھی۔ گوبارو جو عیلام کا موجودہ بادشاہ تھا کسی دور میں وہ بابل کے بادشاہ بخت نصر کے لشکر میں شامل ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نکلا۔ آشور بنی پال کی تباہی کی وجہ سے عیلامی اِدھر اُدھر بکھر گئے اور آشور بنی پال کے جانے کے بعد وہ مختلف علاقوں سے نکل کر پھر اپنے علاقوں میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے گوبارو کو اپنا حکمران اور بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اب گوبارو ہی کی سرکردگی میں عیلامیوں نے پھر ترقی اور عروج حاصل کر لیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شوش شہر کے بڑے قصر کے سامنے تین سوار نمودار ہوئے۔ ایک سائرس جو ان دنوں پارس کی سلطنت کا ولی عہد تھا جبکہ حکمران اس کا باپ کمبوجیہ تھا۔ سائرس کے ساتھ اس وقت اس کے دو وزیر اور مشیر تھے۔ ایک کا نام امبا گرگانی اور دوسرے کا نام مہرداد تھا۔ چنانچہ عیلام کے بادشاہ گوبارو نے اپنے امراء کے ساتھ اس کا شاندار استقبال کیا اور ان تینوں کو اپنے قصر کے اندر لے کر گئے۔ جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز خود سائرس نے کیا اور گوبارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب آپ مجھ سے یقیناً یہ پوچھیں گے کہ میں کیا مقصد، کیا مدعا لے کر آپ کی طرف آیا ہوں میں اصل مقصد کی طرف آنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔ اس لئے کہ میں

وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم مکمل طور پر خود مختار نہیں۔ قومِ ماد کے حکمران آستیاگس کے باج گزار ہیں۔ اور ہماری طرح تم بھی ہر سال اسے خراج دینے کے پابند ہو۔ اس سے پہلے میرا باپ ہر سال بذاتِ خود ہمدان میں قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کی خدمت میں حاضر ہو کر خراج ادا کیا کرتا تھا۔ اب میرا باپ بیمار ہے۔ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا اور ہمدان جانے کا وقت بھی آ گیا ہے۔ اس دفعہ میرے باپ نے ارادہ کیا ہے کہ میں خود قوم ماد کے بادشاہ آستیاگس کی خدمت میں جا کر حاضر ہوں اور خراج کی معافی کے لئے گزارش کروں۔ اس لئے کہ اس بار ہمارے ہاں فصلیں اچھی نہیں ہوئیں۔ میں قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کی طرف نہیں جانا چاہتا تھا۔ لیکن کیونکہ یہ میرے باپ کا حکم ہے لہٰذا مجھے جانا پڑ رہا ہے۔ جانے سے پہلے میں آپ کی طرف اس لئے آیا ہوں کہ میں چاہتا ہوں کہ قوم ماد نے جو غلامی کا جوا ہم دونوں کے گلوں میں ڈالا ہوا ہے کیا ہم آپس میں اتفاق اور اتحاد کر کے اس غلامی، اس خراج سے نجات حاصل نہیں کر سکتے؟ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں آستیاگس کو خراج دینے سے انکار کر سکتا ہوں۔ اور اگر قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس نے ہمارے خلاف لشکر کشی کرنے کی کوشش کی تو مجھے امید ہے کہ میں اسے شکست دے کر مار بھگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ آستیاگس اچھے خیالات کا انسان نہیں۔ عیاش ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کا انتقامی بھی ہے۔ اس کی مملکت میں اگر کوئی نیک ہستی رہتی ہے تو وہ اس کی ملکہ ماندانہ ہے جو بابل کے بادشاہ بخت نصر کی بیٹی ہے۔“

سائرس جب خاموش ہوا تب چند لمحوں تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گوبارو پھر بول اٹھا۔

”سائرس! مجھے تمہارے ان خیالات سے اختلاف نہیں ہے۔ میں کوئی بات تم سے چھپاؤں گا نہیں۔ اس موقع پر میں تم سے کہوں گا کہ نہ ہی میں عبرانیوں کا کوئی پیغمبر ہوں اور نہ ہی کلدانیوں کا منجم۔ میری روح میری قوم عیلام سے وابستہ ہے۔ اور میں نے اپنے عوام اور اپنی سلطنت کی تعمیر اور اس کی خدمت کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ میں خود نہیں چاہتا کہ کسی کا باج گزار بن کر اپنی قوم پر حکمرانی کروں۔ پر اس وقت میری مجبوری ہے۔ میرے پاس اس وقت نہ اتنا بڑا لشکر ہے کہ میں قوم ماد کے بادشاہ آستیاگس کا مقابلہ کر سکوں۔ گو میرے ذرائع اور وسائل بہت ہیں لیکن میں آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے لشکر کی تعداد بڑھا رہا ہوں بلکہ ساتھ ہی ان کی تربیت کا اہتمام کر رکھا ہے۔ تمہیں اگر قوم ماد کے بادشاہ

آستیاگس نے بلایا ہے تو تم وہاں سے ہو آؤ۔ وہاں کے حالات کا جائزہ لو۔ فی الحال میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ آستیاگس سے تعلقات بگاڑنے کی کوشش نہ کرنا۔ اس سے کوئی عمدہ، اچھا اور وفاداری اور فرمانبرداری کا وعدہ کر کے واپس اپنے مرکزی شہر پار ساگرد چلے جانا۔ وہاں رہتے ہوئے پہلے اپنی عسکری طاقت کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔ جب تم یہ دیکھو کہ اب تم آستیاگس کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو گئے ہو تو پھر تم بھلے خراج دینے سے انکار کر دینا۔ ایسے موقع پر مجھے بھی اطلاع کرنا۔ تمہاری طرح میں بھی خراج کا جوا اتار پھینکوں گا۔ اور تمہارے کندھے سے کندھا، تمہارے شانے سے شانہ ملا کر آستیاگس کے خلاف حرکت میں آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اب بولو، تم کیا کہتے ہو؟''

گوبارو کا جواب سن کر سائرس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب تک چونکہ اس کی گفتگو گوبارو سے ہوتی رہی تھی۔ گوبارو کی دونوں بیٹیاں ایک طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب گوبارو نے اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور اس موقع پر سائرس نے خوشی کا اظہار کیا تب جب سائرس نے قہقہہ لگاتے ہوئے رخ موڑا تو اس کی نگاہ گوبارو کی بیٹیوں پر پڑی۔ بڑی بیٹی کسی قدر گوبارو کی اوٹ میں تھی۔ چھوٹی بیٹی جس کا نام ایزت تھا، وہ بالکل سامنے تھی۔ سائرس نے جب اس کی طرف غور سے دیکھا تو اس نے اندازہ لگایا، گوبارو کی چھوٹی بیٹی ایزت نارنجی شعلوں، دمکتی شفق، بتِ شنگرف جیسی خوبصورت، شبنم و شمیم کے وصال نشاط کے روشن اوطاق جیسی حسین، چاندنی کی پھوار، ورقِ ناخواندہ اور طلسم زیست کی سی پُر جمال تھی۔ اس سے اس کی نظر نظر میں اجالوں کی تقسیم، نفس نفس میں صبح کے پھولوں کے رس کا سماں تھا۔ بند کلیوں کے فشار سے اس کے ہونٹ الماس و گوہر اور شوخی میں ڈوبے سرخ پھولوں کا سماں پیش کر رہے تھے۔ حیا سے لال بھبھوکا اس کا آتشی چہرہ شفق کی نکھری موجوں، دہکتے جواہر اور چاندنی کی نرم لو دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے بھرے بازو خاموش محبت کے الاؤ، دبی دبی چاہت، امبری شام کے افسانے کی طرح پُر کشش اور شہابی رنگوں کی لالہ زاری سے جاذب نظر تھے۔ اس کے شعلہ گل سے سلگتے رخسار مہکتے خوابوں کے صندل، ڈالیوں پر مسکراتے شگوفوں اور لازوال نقوش کا سماں باندھے ہوئے تھے۔

اس کے بدن کے سحر و جذب، اس کی گرم سانسوں کی خوشبو، اس کے معصوم ہونٹوں کے شہد اس کے شفق رنگ بدن کی کشش، اس کی پیشانی کے نور اور اس کے سرخ ہونٹوں کے سرور نے اس ایزت نام کی لڑکی کو دہر کے نظاروں میں لازوال، مسحور کر دینے والے

سحری نغمے اور تخیلات کے سیمیں پردے پر نشیلی صبح کی بار سحر بنا کر رکھ دیا تھا۔
کچھ دیر تک سائرس بڑے غور سے ایزت کی طرف دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ جب گوبارو نے پہلو بدلا اور ایزت کی بڑی بہن آمتیش کا چہرہ بھی سامنے آیا تب سائرس دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایزت اور آمتیش دونوں بہنیں ایک جیسی لا انتہا قسم کی خوب صورت اور پُرکشش تھیں۔ شاید وہ کچھ دیر تک ایزت کو چھوڑ کر آمتیش کے حُسن میں کھو جاتا کہ اتنی دیر میں قصر کے اس کمرے کے دروازے پر گوبارو کا چوبدار نمودار ہوا اور اسے مخاطب کر کے بول اٹھا۔
''مالک! ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے مالک سے بھاگے ہوئے دو غلام پکڑے گئے ہیں۔ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ انہیں ہم زندان میں ڈالنے لگے تھے تاکہ اگر ان کا کوئی مالک آئے تو انہیں اس کے حوالے کر دیا جائے۔ لیکن ان دونوں نے منت سماجت کی کہ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا جائے۔ وہ اس وقت قصر کے اس کمرے کے باہر کھڑے ہیں۔ اگر حکم ہو تو میں ان دونوں کو پیش کروں؟''
یہاں تک کہنے کے بعد چوبدار جب خاموش ہوا تو قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو نے اپنے قریب بیٹھے سائرس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے سے سائرس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ شاید اس کے دیکھنے کا انداز وہ سمجھ گیا تھا۔ لہٰذا دھیمی آواز میں وہ کہنے لگا۔
''ان سے مل لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''
سائرس کے ان الفاظ کے جواب میں گوبارو نے اپنے چوبدار کو حکم دیا کہ دونوں غلاموں کو اندر لایا جائے۔
تھوڑی دیر بعد دو جوانوں کو قصر کے اس کمرے میں لایا گیا۔ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ شاید کہیں سے بھاگ کر آئے تھے۔ دونوں کو جب شہ نشین کے سامنے کھڑا کر دیا گیا تب سائرس بڑے غور سے ان دونوں کا جائزہ لینے لگا تھا۔ اُس نے دیکھا ان دونوں میں سے ایک زیادہ کڑیل جسم والا خوب قد آور اور کڑے اعضاء رکھنے والا تھا۔ اس نے یہ بھی دیکھا اس سے شہ نشین کے سامنے کھڑا وہ تاریک رات کے گھنے اندھیروں میں بے سکون کر دینے والے سوالات کی طرح چپ، غموں کی یلغار، ابتلاؤں کی کسک اور کڑوی کسیلی رتوں کی الم نصیبی کی طرح خاموش گردن جھکائے کھڑا تھا۔
ان دونوں کے آنے سے یوں لگتا تھا جیسے ان دونوں سے دعاؤں کی قبولیت کی ثمر

آوری، اُمیدوں کے اتھاہ سایوں تک کو چھپا لیا گیا ہو اور رات کے اندھے وسوسوں میں انہیں خواہشوں کی خونی ردا میں لپیٹ دیا گیا ہو۔

دوسرا قد کاٹھ میں خوب تھا لیکن اعضاء کے کڑرے پن میں پہلے والے سے کسی قدر کم تھا۔ پہلا اپنی جسمانی ساخت، اپنے کڑرے اعضاء کی وجہ سے طاقت اور قوتِ ارادی کا سنگم، غضب اور خونخواری کا ارتکاز لگتا تھا۔ سائرس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ اس لمحے اس کے جھکے ہوئے چہرے پر موت کی منڈی، قضا کے میلے میں زہر کی طرح پھیلتی آگ، زیست کے پیچ وخم میں بپھری موجوں کے بگولوں جیسا سماں تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت روز و شب کی مشقتوں میں خواہشوں کے ہولناک عذابوں، سناٹوں کی فضاؤں میں بھیانک کھنڈرات میں سرگرداں چیختی آندھیوں کے سے دیکھے جا سکتے تھے۔ لگتا تھا فرازِ کو تک سے گزر جانے والے بگولوں کو قصر کے اس کمرے میں منجمد کر دیا گیا ہو۔

سائرس کچھ دیر تک اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس کی آنکھوں میں اس سے بدترین دشمنی کی کیفیت کو خاطر میں نہ لانے والی جانبازی اور فداکاری تھی۔ ان دونوں کی مجموعی حالت سے لگتا تھا جیسے ان کے شعور اور لاشعور، ان کے جسم و نبض، ان کے لب و نطق کو منجمد کر دیا گیا ہو۔ ان کی خواہشوں کے ساگر، ان کی تمناؤں کی لہروں، ان کی آرزوؤں کی برق و راحت اور ان کے ارادوں کی شبنم اور شعلوں تک کو سنگریزوں میں بدل دیا گیا ہو۔

سائرس ابھی ان کا جائزہ ہی لے رہا تھا کہ آخر عیلام کے بادشاہ گوبارو نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

''تم دونوں کون ہو؟ کس نے تم کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے؟ کس کے غلام ہو؟ کہاں سے بھاگ کر آئے ہو؟ کیوں بھاگے ہو؟''

گوبارو کے اس سوال پر ان دونوں میں سے جو زیادہ کڑا اور قد آور تھا اس نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی، باری باری ایک نگاہ گوبارو اور سائرس پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! ہم گناہوں اور تباہی کے فیصلے کرنے والوں، کرب کی آنچ، زندان کی داستانیں، الم پھیلانے والوں کے تعصب کی میزان، ان کی ہولناک بدکاری، ابتلاؤں ان کے مفاد اور حرص کے طوفانوں، ان کے زرد پتوں کی کہانیوں اور اجالوں کے جنازے نکالنے والے جذبوں کا شکار ہوئے ہیں۔ اے بادشاہ! ہم انسانیت کو زہر آلود کرنے والے موت اور قضا کی آغوش کھول کر خود سر زہریلے سانپوں کی طرح ڈسنے والوں اور

بدی کی بے اماں فتنہ گری کا شکار ہوئے ہیں۔''
یہاں تک کہنے کے بعد وہ نوجوان جب خاموش ہوا تب بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گوبارو بول اٹھا۔
''پہیلیوں میں گفتگو نہ کرو۔ جو کچھ کہنا چاہتے ہو، کھل کر کہو۔ اب تک تم نے جو کچھ کہا ہے میں سمجھا نہیں ہوں۔''
جواب میں وہ نوجوان گوبارو کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''اے بادشاہ! ہمیں زبردستی غلام بنایا گیا تھا۔ میرا نام فرناک ہے۔ میرے اس ساتھی کا نام کراوش ہے۔ میں صحرائے عرب کا بدو ہوں اور یہ اسی صحرا کا رہنے والا یہودی ہے۔ ہم دونوں میں پرانے تعلقات تھے۔ ان تعلقات کی ایک وجہ ہے جو میں بعد میں بیان کروں گا۔ ہمارے غلام بنائے جانے اور پھر وہاں سے بھاگنے کی وجہ یہ ہے کہ بابل کے بادشاہ بنونید نے وادی تیماء کے مقام پر اپنے لئے ایک محل تیار کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد اس کے امراء، عزیز و اقارب کے محل بھی تعمیر ہونا شروع ہوئے۔ ان محلوں کی تعمیر میں بہت سے لوگوں کو غلام بنا کر کام لیا گیا اور ان میں ہم دونوں بھی شامل تھے ہم سے چونکہ زبردستی کام لیا جا رہا تھا لہٰذا ہم دونوں بھاگ نکلے۔ ہمارا ایک تیسرا ساتھی بھی تھا۔ وہ اینٹیں بنانے کا بڑا ماہر ہے۔ نام اس کا نوسکو ہے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ہی بھاگا۔ پر وہ بابل کی طرف چلا گیا۔ ہم اس سمت بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سے پہلے بھی ایک بار ہم نے بھاگ کر اپنی جان بچانے کی کوشش کی تھی لیکن ہم دونوں پکڑے گئے۔ اس کی نشانی میرے پاس موجود ہے۔ شاید آپ اس پر اعتبار کر لیں۔''
اس کے بعد فرناک نام کے اس قوی ہیکل نوجوان نے اپنا پھٹا ہوا لباس پنڈلی سے اٹھایا تو اس کی پنڈلی کو کئی جگہ سے داغا گیا تھا۔ داغنے کے ان نشانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔
''بھاگنے کی وجہ سے میری پنڈلی کو داغا گیا۔ اس کے بعد اس کام پر لگایا گیا۔ لیکن ایک بار پھر ہم وہاں سے بھاگے اور یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔''
فرناک نام کا وہ نوجوان خاموش ہوا تو اس بار پہلی بار سائرس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''جہاں تک میں نے تمہارے چہرے، تمہاری آنکھوں کی روشنی اور تمہاری شخصیت کا اندازہ لگایا ہے، میرا دل کہتا ہے تم واقعی غلام نہیں ہو اور نہ ہی تم کسی کے محل کی تعمیر میں

ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے پیدا کیے گئے ہو۔ تم کیا کام جانتے ہو؟ اگر تمہیں آزاد کیا جائے تو پھر تمہاری کیا خواہش ہو گی؟''

آزادی کی امید پر اس نوجوان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ کہنے لگا۔

''اگر آزادی کے بعد میری کوئی خواہش پوچھے تو میں یہ کہوں گا کہ پیٹھ کے نیچے نئی زین کا ایک سرکش گھوڑا ہونا چاہئے۔ پشت پر تیروں بھرا ترکش، کندھے پر لٹکتی ہوئی کڑی کمان، جسم پر زرہ، سر پر چمکتا ہوا آہنی خود، اس پر عمامہ، کمر پر بندھی ہوئی چرمی پیٹی میں تلوار اور خنجر ہوں۔ اس کے بعد مجھے کسی رزم گاہ، کسی میدانِ جنگ میں کھڑا کر دیا جائے۔ جہاں میں شب خون انسانیت کے گناہ گاروں، تہذیب کی عریانیوں کو اجاگر کرنے والوں، معبدوں کی بے حرمتی کے ذمہ داروں، ظلمتوں کی طنابوں، سلگتے فاقوں، ثقافت کی پستی اور تمدن کی گمراہی پھیلانے والوں، عذابوں اور سزاؤں کے قصے کھڑے کر کے انسانیت کی عریانی اور جہل کی سامانیوں کو فروغ دینے والوں کے خلاف تسخیر کے میدانوں کے شہ سوار اُجالوں کے قاصد، فطرت کے خلاق کی طرح حرکت میں آؤں۔ جذبات اور احساسات کی آتش بن کر ان پر حملہ آور ہوں۔ ان سے جینے کے وسائل چھین لوں۔ ان کی زیست کی فصیلوں پر پے در پے وحشتیں، ان کی سانسوں کی قربتوں میں دکھ کے سائے، ان کے جسم و روح کی بالیدگی میں بے چارگی اور درماندگی بھر کر رکھ دوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک نام کا وہ دیو ہیکر شخص جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک خوش کن انداز میں مسکراتے ہوئے سائرس اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر پہلے اس نے اپنا تعارف اسے کرایا، اس کے بعد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے تیری آنکھوں کی روشنی، تیرے چہرے کے تاثرات، تیرے جسمانی ڈیل ڈول اور تیرے کڑے اعضاء سے اندازہ لگا لیا تھا کہ تُو کسی محل کی تعمیر کے لئے غلامی کا کردار ادا کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ اگر تُو تیغ زنی میں مہارت رکھتا ہے تو کیا میں تیرا کسی سے مقابلہ کرا کر دیکھوں؟ جس سے میں تیرا مقابلہ کرانا چاہتا ہوں اگر تیغ زنی کے مقابلے میں تُو تھوڑی دیر بھی اس کے سامنے ٹھہر گیا تو میں تجھے اپنے لشکر میں شامل کر لوں گا۔ تیری آزادی کی تجھے ضمانت دوں گا اور یہ جو زنجیریں ہیں جن میں تجھے جکڑا گیا ہے یہ کاٹ دی جائیں گی۔ جہاں تک تیرے ساتھی کا تعلق ہے تو پہلے یہ بتا کہ تم دونوں میں تیغ زنی میں کون اچھا ہے؟''

قبل اس کے کہ فرناک بولتا، اس کا یہودی ساتھی کراوش فوراً بول اُٹھا۔

''فرناک مجھ سے طاقت اور قوت میں بھی بالا ہے۔ اس کے علاوہ تیغ زنی کے فن میں یہ مجھ سے بہت آگے ہے۔''

کراوش کا جواب سن کر سائرس خوش ہوا تھا۔ پھر اپنے قریب ہی بیٹھے اپنے ساتھی امباگرگانی کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر امباگرگانی اٹھا، اپنی نشست سے اٹھ کر وہ قصر کے اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان تھا جس کی کمر پر سرخ چمڑے کی نئی پیٹی میں تلوار اور خنجر تھا۔ سر پر آہنی خود، جسم پر نئی زرہ تھی۔ وہ عمدہ لباس میں ملبوس تھا۔ جب وہ قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا تو سائرس فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ شخص جو ابھی مسلح ہو کر قصر کے کمرے میں آیا ہے اس کا نام ہزار پت ہے اور یہ میرے باپ کے لشکر میں ایک سالار ہے۔ یہ ایک عمدہ اور نایاب تیغ زن ہے۔ اس کے ساتھ اگر تم تیغ زنی کے مقابلے میں تھوڑی دیر بھی ٹھہر گئے تو میں جانوں گا تم ایک عمدہ اور بہترین تیغ زن ہو۔''

جواب میں فرناک نے ایک گہری نگاہ سائرس پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

''میں اور میرے ساتھی نے گزشتہ دو دن سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔ کیا مقابلہ شروع کرنے سے پہلے مجھے اور میرے ساتھی کو پینے کے لئے پانی مہیا کیا جا سکتا ہے؟ اس کے بعد میرا ایک ہاتھ اور میری ایک ٹانگ جو زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے بے شک ایسے ہی رہنے دیں، مجھے زرہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آہنی خود بھی سر پر رکھنے کے لئے نہیں چاہئے۔ ایک تلوار اور ڈھال مہیا کر دی جائے تو پھر دیکھیں میں آپ کے سالار ہزار پت سے تیغ زنی کا مقابلہ کیسے کرتا ہوں۔''

فرناک کی اس گفتگو سے جہاں گوبارو اور سائرس چونکے تھے وہاں سب بیٹھے لوگ بھی حیران اور پریشان ہوئے تھے۔ پھر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے سائرس بول اٹھا۔

''کیا تم دونوں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا پیا؟........ یہ بات تم نے مجھے آتے ہی کیوں نہ بتائی۔''

اس کے بعد سائرس نے گوبارو کے قریب ہو کر دھیمے سے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

''محترم گوبارو! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ کسی آہن گر کو بلائیں اور وہ ان دونوں کی زنجیریں کاٹ دے؟''

گوبارو مسکرایا۔ ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے کسی کارندے کو بلایا۔ اسے

آہن گر کو بلانے کے لئے کہا۔ جب وہ چلا گیا تب سائرس کو گوبارو نے مخاطب کیا۔
''ان دونوں کے کھانے پینے کا بھی کوئی اہتمام ہونا چاہئے۔ گو وہ نوجوان کہہ رہا ہے کہ مجھے صرف پینے کے لئے پانی مہیا کیا جائے۔ لیکن اسے بھوکا رکھ کر مقابلہ کرانا اس کے ساتھ زیادتی اور انسانیت کی توہین ہے۔''
اس پر گوبارو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''میں ابھی کھانا منگواتا ہوں۔ یہ یہیں کسی نشست پر بیٹھ کر کھانا کھا لیں گے۔ اس کے بعد تیغ زنی کا مقابلہ کرایا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ جو بھاگا ہوا غلام ہے جس طرح اس کا قد کاٹھ اور جسمانی ساخت ہے، یہ تمہارے سالار ہزار پت سے خوب مقابلہ کرے گا۔''
اس کے بعد گوبارو نے اپنے ایک کارندے کو ان دونوں کے لئے دستر خوان وہیں چننے کا حکم دیا تھا۔ اتنی دیر تک دونوں کی زنجیریں بھی کاٹ دی گئی تھیں۔
سائرس کے کہنے پر اس کا سالار ہزار پت ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گوبارو کے کارندوں نے وہاں دستر خوان چن دیا تھا۔ فرناک اور کراوش نے وہاں بیٹھ کر کھانا کھایا، پانی پیا۔ اس کے بعد فرناک کے لئے جنگی لباس لایا گیا۔ اس نے سر پر خود، جسم پر زرہ پہنی، کمر پر سرخ رنگ کی چمڑے کی نئی پیٹی باندھی جس کے ایک طرف تلوار اور دوسری طرف خنجر تھا۔ ساتھ ہی اسے ایک نئی ڈھال بھی مہیا کر دی گئی تھی۔ تلوار کو میان سے نکال کر فرناک نے اس کا جائزہ لیا۔ وہ خاصی بھاری، وزنی، اور چوڑے پھل کی تلوار تھی۔ کچھ دیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک مسکراتا رہا، پھر سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''اے پارسا گرد کے ولی عہد! اب مقابلے کی ابتداء کرنے کے لئے دیر اور تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔''
فرناک کے ان الفاظ پر سائرس نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ ہزار پت کو باہر نکلنے کے لئے کہا گیا۔ اس موقع پر سائرس کے کہنے پر عیلام کے بادشاہ گوبارو نے اپنے سپہ سالار جرموس کو مقرر کیا کہ وہ ان کی تیغ زنی کے مقابلے کا منصف ہو گا اور وہی فیصلہ کرے گا کہ کون تیغ زنی میں بہتر اور اعلیٰ ہے۔
چنانچہ جرموس اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے کے وسط میں آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد فرناک اور ہزار پت کو جرموس نے مقابلے کی ابتداء کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ حکم ملتے ہی ہزار پت آندھی اور طوفان کی طرح فرناک پر ٹوٹ پڑا تھا اور اس نے تیز حملے کرنے

شروع کر دیئے تھے۔
فرناک بڑے منجھے ہوئے انداز میں اپنا دفاع کرتا رہا۔ ساتھ ہی کبھی کبھی وہ عجیب سے انداز میں ہزار پت کی طرف دیکھ بھی لیتا تھا۔ پھر ایک موقع پر اس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکنے کے بعد فرناک نے ہزار پت کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔
''ہزار پت! تُو پارس کی مملکت کا سپہ سالار ہے اور تمہارے مقابلے میں، میں ایک بھاگا ہوا غلام جسے ابھی تھوڑی دیر پہلے زنجیروں سے نجات دی گئی ہے۔ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ تو میری ذات پر المناکیوں کی پستیاں، ظلم وتشدد کی میزان، زیست کے خونی جنجال اور گہرے خونی ساگر کھڑے کر دے گا۔ لیکن تمہارے ساتھ تھوڑی دیر تک تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے بعد میں تو یہ اندازہ لگانے پر مجبور ہوا ہوں کہ تیرے وار، تیرے حملے تو روتی راتوں میں برستی برف باری، آسمان کے ازل تاب جلوؤں میں نیند کی طرح اُترتی شبنم اور اُجالوں کی مملکت میں چاندنی کے کھلتے بادبانوں سے بھی زیادہ بے ضرر اور ہلکے ہیں۔
ہزار پت! تُو سالار، میں غلام۔ لیکن میں اب اپنے کام کی ابتداء کرنے لگا ہوں۔ اب تک میں تیرے حملوں کو روکتا رہا ہوں اور تیری تیغ زنی کا اندازہ لگاتا رہا ہوں کہ تُو کس پائے، کس کمال کا تیغ زن ہے۔ اب ذرا سنبھل کر میرے ساتھ مقابلہ کرنا۔ جب میں تجھ پر ہجرتوں کے تاریک دشت، مزاحمتوں کے بے کنار سمندر، آگ اور خون کے کھیل، بدبختی کے سایوں کی طرح حملہ آور ہوں گا تو یاد رکھنا تیرے جسم کی توانائی کوشل، کروٹیں لیتی تیرے بدن کی ترنگ کو بے حس کر کے رکھ دوں گا۔''
اس کے ساتھ ہی فرناک حرکت میں آیا۔ اس کے بعد وہ سائرس کے سالار ہزار پت پر زمین کا سینہ چیر کر نمودار ہوتے آتشی لاوے، نفرت کی اُداس رُتوں اور درد کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔
فرناک کے یہ حملے بڑے تیز، شدید اور خطرناک تھے۔ کچھ دیر تک تو ہزار پت انہیں کامیابی کے ساتھ روکتا رہا۔ آخر اس کی قوتِ مزاحمت آہستہ آہستہ جواب دینے لگی اور کبھی وہ پیچھے اور کبھی دائیں بائیں ہٹتے ہوئے اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہوا تھا۔
کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا، پھر اچانک فرناک نے موت کے تلاطم کی گونجوں کی طرح کچھ نعرے بلند کیے۔ اس کے بعد وہ بنجر پیاس، قضا کی کراہ، سوگ کی آنچ، قہرمانیت کی بھیانک لہروں کا روپ دھار گیا تھا۔ بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ وہ ہزار پت پر الم

نصیب سایوں، غموں کی یلغار، دکھ کی کسک کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور بڑی تیزی سے اس نے ہزار پت کی نظر نظر میں سلگتے سائے اور نفس نفس میں قضا کی امبر بیل پھیلانا شروع کر دی تھی۔ سب نے دیکھا بدو، بدو نہ رہا تھا، وحشت پر اتر آیا تھا۔

ہزار پت کچھ دیر تک مزید مقابلہ کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کی ٹانگوں میں لڑکھڑاہٹ، اس کے بازوؤں میں کپکپاہٹ پیدا ہونی شروع ہو گئی تھی۔ اس سے فرناک نے پورا فائدہ اٹھایا۔ ایک بار اس نے اپنی ڈھال کا وار اس پر کیا۔ ڈھال کو جب ہزار پت نے اپنی ڈھال پر روکا تو فرناک نے اسے ایسا زوردار اور پُرقوت جھٹکا دیا کہ ہزار پت بڑی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا اور اس کی ڈھال اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ اس پر فرناک فوراً آگے بڑھا۔ اس کی تلوار پر اس نے اپنا پاؤں رکھ دیا تھا۔ پھر اپنے قریب کھڑے عیلام کے بادشاہ گوبارو کے سپہ سالار جرموس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہمارے مقابلے کا انصاف کرنے والے! میں نہیں جانتا تمہارا نام کیا ہے۔ پر میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تو اس مقابلے کا کیا فیصلہ دے گا؟''

اس پر جرموس آگے بڑھا۔ پہلے اس نے ہزار پت سے اس کی تلوار لے لی، اس کے بعد فرناک کو اس نے گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی، پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرا نام جرموس ہے۔ میں گوبارو کے لشکریوں کا سالار ہوں اور میں تجھ جیسے تیغ زن پر فخر کرتا ہوں....... تُو ایک لاجواب تیغ زن اور ایک عمدہ اور نایاب شمشیر زن ہے۔ تُو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اور تیری اس کامیابی اور فوزمندی پر میں تجھے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔''

قومِ عیلام کا بادشاہ اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سائرس اپنی جگہ پر اٹھا۔ ایک وقار کے ساتھ چلتا ہوا وہ فرناک کے پاس آیا۔ دھیمی دھیمی مسکراہٹ سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جس وقت تم اس کمرے میں داخل ہوئے تھے، تمہارے جثّے، تمہارے اعضاء و جوارح، تمہاری آنکھوں کی چمک۔ تمہارے چہرے کے تاثرات، تمہارے ڈیل ڈول اور قد کاٹھ سے اندازہ لگا لیا تھا کہ تم کسی کی غلامی کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ اس وقت میں اپنے دل میں بار بار ان خیالات کا اظہار کرتا تھا کہ کاش تم ایک تیغ زن کے

روپ میں میرے سامنے آئے ہوتے تو میں تمہاری قدر دانی کرتا۔ تمہیں غلامی کی حالت میں دیکھ کر مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا تھا۔ لیکن تم نے اپنی کارکردگی سے ثابت کر دیا ہے کہ تم ایک نایاب اور عمدہ قسم کے تیغ زن ہو۔ ہزار پت ہماری مملکت کے بہترین اور عمدہ سواروں میں سے ایک ہے۔ تیغ زنی میں اسے چت کر کے تم نے نہ صرف یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم ناقابلِ تسخیر ہو بلکہ تم نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ تمہیں لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ ہونا چاہئے۔"

اس کے ساتھ ہی دو تین بار سائرس نے فرناک کی پیٹھ تھپتھپائی، پھر قریب ہی کھڑے اس کے ساتھی کراوش کا بھی شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

"کراوش! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم یہودی ہو لیکن میں اندازہ کرتا ہوں کہ تم چونکہ فرناک کے دوست ہو لہٰذا تم بھی بڑے اچھے اور عمدہ قسم کے تیغ زن ہو گے۔"

پھر سائرس نے فرناک کا ہاتھ پکڑا، شہ نشین کی طرف گیا اور عیلام کے بادشاہ گوبارو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"محترم گوبارو! اس نوجوان کا نام فرناک ہے۔ اس کے ساتھی کا نام کراوش ہے۔ یہ دونوں آپ کے سامنے زنجیروں میں جکڑے غلاموں کی صورت میں پیش کئے گئے تھے۔ کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں اور انہیں اپنے لشکر میں شامل کروں؟ آنے والے دور میں جو مہمات میرے سامنے ہوں گی ان میں یہ دونوں میرے بڑے کام آئیں گے۔"

سائرس کے ان خیالات کا جواب گوبارو دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ انتہائی برہمی اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے گوبارو کی چھوٹی بیٹی ایزت بول اٹھی اور کھولتے ہوئے لہجے میں کہنے لگی۔

"یہ دونوں غلام ہیں۔ اپنے مالک کے ہاں سے بھاگے ہوئے ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ انہیں آزاد کر کے اپنے ساتھ لے جائے۔ جہاں سے یہ بھاگے ہیں انہیں وہیں واپس کیا جانا چاہئے۔ ان کا مالک ان کی تلاش میں ہو گا۔ لہٰذا مروجہ رسومات اور روایت کو سامنے رکھتے ہوئے ان غلاموں کا اپنے مالک کے پاس جانا انتہائی ضروری ہے۔ یہ نوجوان جس کا نام فرناک لیا گیا ہے، یہ اپنی پنڈلی دکھا چکا ہے۔ اس کی پنڈلی پر غلامی کی مہریں ہیں۔ لہٰذا انہیں یہاں نہیں رکھا جا سکتا۔ انہیں واپس ان کے مالک کے پاس بھیجنا چاہئے۔"

دراصل گوبارو کی حسین ترین اور پُر جمال بیٹی ایزت کا بھی کہنا غلط نہیں تھا۔ اُن دنوں عیلامیوں اور پارسیوں، ایرانیوں اور عراقیوں اور آس پاس کی مملکتوں میں غلاموں سے متعلق کچھ قوانین اور رسوم و رواج رائج تھے۔ اس دور میں غلاموں کا خاص نشان متعین کیا جاتا تھا۔ پہلا نشان یہ ہوتا تھا کہ غلام کے سر کے بال کسی خاص وضع پر کٹوائے جاتے۔ یہ وضع ہر مملکت میں مختلف طریقے سے متعین کی جاتی تھی۔ غلامی کا دوسرا نشان یہ ہوتا تھا کہ غلام کی پیشانی یا جسم کے کسی ظاہری حصے پر گودنے یا داغنے کا نشان ہوا کرتا تھا۔ اور یہ ایسے نشان ہوا کرتے تھے کہ ساری عمر مٹائے سے نہیں مٹتے تھے۔

اس کے علاوہ جو قوانین ان دنوں رائج تھے ان کے مطابق غلام آزادی بھی حاصل کر سکتا تھا مگر یہ داغ عمر تک کے لئے رہتے تھے۔ غلام گھروں میں قید نہیں تھے۔ وہ کام کاج سے منڈی، بازاروں یا دوسری جگہوں پر کھلے بندوں آ جا سکتے تھے لیکن شہروں کی حدود سے باہر جانے کے لئے انہیں اپنے آقا سے اجازت لینا پڑتی تھی۔

غلاموں کی اہمیت جو ان کی ضرورت پر مبنی تھی، اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کے گھر سے بھاگ جاتا تو وہ جس کسی کے ہاتھ آ جاتا اس کا فرض تھا کہ وہ اسے اس کے مالک تک پہنچا دے۔ اور ایسا کرنے کے لئے چاندی کی ایک خاص مقدار انعام کے طور پر بھی مقرر تھی۔

اگر غلام کو گرفتار کرنے والا اسے اس کے مالک کے پاس نہ پہنچاتا اور اپنے ہاں روک لیتا یا اسے پناہ دیتا تو اسے غلام چور کی سزا دی جاتی تھی۔ یہ سزا سزائے موت بھی ہو سکتی تھی۔ اگر غلام اتفاق سے اس شخص کے پاس سے بھی بھاگ جاتا تو اسے ثابت کرنا پڑتا تھا کہ اس میں اس کا ہاتھ نہیں اور غلام کے بھاگنے میں اس نے اس کی مدد نہیں کی۔ اگر کوئی مفرور غلام پکڑا جاتا، اپنے مالک کا نام اور پتہ نہ بتاتا تو اسے حکمران کے سامنے پیش کر کے اس سے پوچھ گچھ ہوتی۔ اگر پھر بھی وہ اپنے مالک کا پتہ نہ بتاتا تو پھر اسے عام بیگار کرنے والے غلاموں میں شامل کر لیا جاتا تھا۔ بھاگے ہوئے غلام کے مالک کو حق تھا کہ اس کے واپس آنے پر اسے بیڑیاں پہنا دے۔

اس دور میں جہاں آقا کے غلام پر حقوق تھے وہیں اس کے ذمے چند ذمہ داریاں بھی تھیں۔ اگر غلام بیمار ہوتا تو اس کا آقا اس کے علاج کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ اگر غلام اپنے مالک ہی کی کسی لونڈی سے نکاح کر لیتا یا اس کا مالک لونڈی خرید کر اس کے نکاح میں دیتا تو عام طور پر مالک ان کی سکونت کے لئے مکان اور اپنی حیثیت کے مطابق اثاث

البیت اور ضروریات کا دوسرا سامان بھی مہیا کرتا تھا۔
ایسی صورت میں آئندہ کے لئے وہ غلام اپنے اور اپنے بچوں کے کھانے، کپڑے کے لئے خود ذمہ دار ہوتا تھا۔ عموماً مالک اس سے طے کر لیتا تھا کہ اب وہ صرف خاص مقررہ اوقات کے لئے روزانہ اس کا کام کاج کرے گا، باقی وقت غلام آزاد ہوتا تھا۔ وہ جہاں چاہے جا سکتا تھا۔
اگر غلام کسی لونڈی سے خود شادی کر لیتا تو اس صورت میں اس کی بیوی کی قانونی حیثیت اس کے آقا کے گھر میں کیا ہوتی تھی؟ کیا وہ بھی اس کی لونڈی اور ملکیت تصور کی جاتی تھی یا اس پر کوئی حق نہیں حاصل ہوتا تھا؟ اس سلسلے میں مؤرخین کے خیالات مختلف ہیں اور کسی ایک نقطے پر اتفاق نہیں کیا گیا۔
غلام چاہے تو کسی شریف، آزاد عورت سے نکاح کر سکتا تھا۔ اس صورت میں اگر وہ موت تک غلام ہی رہتا تو اس کے ترکے میں نصف اس کے مالک کو ملتا تھا اور باقی نصف کے وارث اس کے بیوی بچے ہوتے تھے۔ اس کی اولاد البتہ آزاد ہوتی تھی۔ اس کے مالک کی غلام نہیں ہوتی تھی کیونکہ کسی شہری کی اولاد پیدائشی غلام نہیں ہو سکتی تھی۔
جب غلام جوان ہو جاتا تو اسے اپنے آقا کے گھر میں رہنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن لونڈی کا معاملہ دوسرا تھا۔ وہ اپنے آقا کے گھر میں رہ سکتی تھی۔
پرانے دور میں غلام کامل طور پر اپنے آقا کی ملکیت اور اس کی جائیداد کا حصہ تھا۔ اگر غلام کسی شخص کی غلطی سے زخمی ہو جائے یا کوئی اسے نقصان پہنچائے تو غلام کا مالک مجرم سے معاوضہ یا ہرجانہ لینے کا حق دار ہوا کرتا تھا۔ غلام کی ملکیت بدلتے دیر نہیں لگتی تھی۔ اس کا مالک جب چاہتا اسے بیچ ڈالتا یا کسی کو بطور تحفہ دے دیتا تھا یا قرض میں گروی رکھ دیتا تھا۔ غلام کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے مالک کے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ بلکہ اگر وہ کبھی اس کی خدمت کرنے سے انکار کر دے تو اس کے کان کاٹ دیئے جاتے تھے۔ لیکن اس کے مالک کو یہ حق حاصل نہیں ہوا کرتا تھا کہ وہ اسے جان سے مار دے۔ ہاں وہ اسے داغ دے سکتا تھا، بیڑیاں پہنا سکتا تھا اور اس کا آقا اسے اپنے دوسرے سامان کی طرح بیچ سکتا تھا اور قرض کے عوض رہن بھی رکھ سکتا تھا۔
دنیا کی تمام قدیم اقوام میں غلامی کا رواج تھا۔ مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں غلاموں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے یا کیا جاتا تھا وہ کبھی یکساں نہیں ہوا کرتا تھا۔ کہیں اس میں نرمی اور کہیں اس میں سختی برتی جاتی تھی۔ لیکن عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اچھا

سلوک مشرقی ملکوں میں اور برا سلوک مغربی ملکوں میں ہوا کرتا تھا۔
اسلام نے اس بارے میں انقلابی اصلاح کی۔ پہلے تو غلامی کو یکسر مٹا دیا۔ پھر جو غلام موجود تھے انہیں بھی ایسے حقوق عطا کئے جس سے ان کے لئے آزادی اور سماج میں مساویانہ درجہ حاصل کرنے کا موقع پیدا ہو گیا۔ چنانچہ غلام کو یہ حق حاصل ہو گیا کہ وہ صاحب مال و دولت ہو جائے اور سماج میں اثر و رسوخ پیدا کرے۔
غلاموں کے لئے اسلام کی یہ آزادی کا ہی نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاں غلام خود انہی پر حکومت کرتے رہے۔ ہندوستان کا خاندانِ غلاماں جس نے 1206ء سے 1290ء تک اور مصر کے ممالیک جنہوں نے 1254ء سے 1517ء تک حکومت کی۔ یہ دو مثالیں اس کا واضح ثبوت ہیں کہ اسلام نے نہ صرف غلاموں کو آزادی دی بلکہ ان کے ساتھ بہترین، عمدہ اور مساویانہ سلوک روا رکھا۔
جس وقت گوبارو کی بیٹی ایزت نے سائرس کو مخاطب کر کے فرناک اور کراوش کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا اس وقت ایزت کی بڑی بہن امیتش اسے کہنی مارتے ہوئے اسے چپ رہنے کے لئے کہہ رہی تھی اور یہ صورتِ حال سائرس نے بھی دیکھ لی تھی۔ پھر سائرس ایزت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''خاتون! جو کچھ تم نے کہا ہے وہ اپنی جگہ درست لیکن پہلی بات یہ ہے کہ یہ لوگ صحیح معنوں میں غلام نہیں ہیں، انہیں زبردستی غلام بنا کر ایک طرح سے بیگار میں کام لینے پر مقرر کیا گیا۔ ان دونوں کو نہ کسی سے خریدا گیا نہ یہ غلام کی اولاد ہیں نہ کبھی غلام رہے۔ صرف عمارات کی تعمیر کے لئے اس عمارت کے آس پاس کے لوگوں کو پکڑ کر زبردستی غلاموں کی طرح کام پر لگا دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جن لوگوں سے زبردستی کام لیا جا رہا تھا وہ سب غلام تھے اور غلامی کے سارے دستور اور قوانین ان پر لاگو ہوتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا یہ دونوں اس زمرے میں نہیں آتے کہ انہیں وہاں سے آزاد نہ کیا جائے جہاں بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنے لئے ایک محل اور اپنے امراء کے لئے محل تعمیر کرنا شروع کر دیئے ہیں۔
اور بی بی! ایک بات اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ غلامی سے نجات پانے کا ایک طریقہ بھی ہے۔ آپ لوگوں کے ہاں بھی اور ہمارے ہاں بھی یہ رواج ہے کہ اشراف عام طور پر غلاموں کو متبنیٰ بنا لیتے ہیں اور ان کا فرض ہے کہ والدین کے بڑھاپے میں ان کی خدمت کریں۔ اگر کسی شخص کے بیٹے بیٹیاں اس پر تیار نہیں ہوتے تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے

ماں باپ کسی کو متبنیٰ بنا دیں۔ اس صورت میں وہ وراثت میں اپنے حصے سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ اور یہی متبنیٰ ترکے کا وارث بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس نظریے سے بھی ان دونوں کو میں اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ اپنے ساتھ انہیں سالار کی حیثیت سے رکھ سکتا ہوں۔ نہ کوئی اعتراض کھڑا کر سکتا ہے اور نہ ہی مجھ سے ان دونوں کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔''

سائرس کا یہ جواب سن کر ایزت چپ سی ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا باپ گوبارو سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سائرس! میں دیکھتا ہوں کہ آنے والے دور میں آپ ان علاقوں کے ایک عظیم حکمران ہوں گے۔ آپ کو مجھ سے ان دو نوجوانوں کو ساتھ لے جانے کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ انہیں ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ میں آپ کا اس بات پر بھی شکر گزار ہوں کہ آپ ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے میرے پاس آئے۔ میں پھر اس بات کو دوہراتا ہوں کہ میں خود آستیاگس کی غلامی کا جوا اتارنے کے لئے تیار ہوں۔ پر اس کے لئے مجھے وقت چاہئے۔ پہلے میں اپنے امراء سے مشورہ کروں گا، پھر اپنی تیاری کروں گا، اس کے بعد میں آپ کی طرف پیغام بھیجوں گا۔ یا اگر تاخیر ہو تو آپ خود میرے ساتھ رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے کندھے سے کندھا ملا کر میں آستیاگس کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔''

گوبارو کا جواب سن کر سائرس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''میں یہاں رکوں گا نہیں........''

سائرس اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ گوبارو نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ کہنے لگا۔

''ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ کم از کم ایک شب آپ کو ہمارے ہاں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے بسر کرنا ہوگی۔ کل بے شک آپ یہاں سے روانہ ہو جائیے۔ میں جانتا ہوں اپنے باپ کی بیماری کی وجہ سے ساری ذمہ داریاں آپ پر آن پڑی ہیں۔ کیا میں یہ کہنے پر حق بجانب ہوں کہ آپ ہمارے ہاں سے نکل کر اگبتانا کا رخ کریں گے اور ایران کے شہنشاہ آستیاگس نے جو آپ کو بلایا ہے تو اس بلاوے کے جواب میں اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔''

اس گفتگو پر سائرس سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

''آپ کا کہنا درست ہے........ میں اپنے ساتھ آپ کے شہر شوش میں چند دستے ہی

لے کر آیا ہوں۔ جبکہ میرے ساتھ آنے والے لشکر کا باقی حصہ آپ کی سرحدوں پر خیمہ زن ہو چکا ہے۔ اسی کے ساتھ میں آستیاگس کے مرکزی شہر اگبتانا کا رخ کروں گا۔ اگر آپ زور دیتے ہیں تو میں ایک شب آپ کے ہاں قیام کر لیتا ہوں۔ کل صبح ہی صبح میں یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔''

سائرس کے اس فیصلے سے گوبارو خوش ہو گیا تھا۔ پھر گوبارو اٹھ کھڑا ہوا تھا اور سائرس کو اپنے ساتھ قصر کے دوسرے حصے کی طرف لے جا رہا تھا جبکہ سائرس کے ساتھیوں میں سے مہرداد اور سالار ہزار پت، فرناک اور کراوش دونوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے شوش کے مستقر میں قیام کر رکھا تھا۔



اگلے روز سائرس جب گوبارو کے مرکزی شہر شوش سے رخصت ہونے لگا تب گوبارو اسے رخصت کرنے کے لئے اپنے قصر سے باہر نکلا۔ گھوڑے پر سوار ہونے سے پہلے اچانک سائرس کی نگاہ قصر کی ایک دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی چٹان پر پڑی جس پر کوئی تحریر لکھی ہوئی تھی۔ وہ کوئی پرانی تحریر تھی۔ کچھ دیر تک سائرس بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اسے جستجو میں دیکھتے ہوئے گوبارو بول اٹھا۔

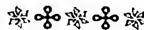
''اگر آپ یہ تحریر پڑھنا چاہتے ہیں تو نزدیک آ کر پڑھ سکتے ہیں۔ یہ آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال کا ایک کتبہ ہے جو اس وقت تحریر کیا گیا جب آشوریوں کا بادشاہ آشور بنی پال ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہوا اور ان علاقوں کو اس نے نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ میں نے اس کتبے کو اس لئے نہیں ہٹایا اور نہ ضائع کیا تاکہ عیلامی قوم اس کتبے کو پڑھتی رہے اور عبرت حاصل کرے کہ ماضی میں ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر دوسرے ممالک کے حکمرانوں نے کس طرح ان پر جبر کیا تاکہ آنے والے دور میں وہ ان علاقوں میں ایک طاقت اور قوت بن کر اُبھریں اور باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔''

گوبارو کے ان الفاظ سے متاثر ہو کر سائرس آگے بڑھا تاکہ اس بہت بڑی چٹان پر لکھی گئی تحریر کو پڑھ سکے جسے آشوریوں کے حکمران اور نینوا کے بادشاہ آشور بنی پال نے لکھوایا تھا۔ سائرس جب آگے گیا تب اس نے اس تحریر پر اپنی نگاہیں جما دیں۔ اسے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

''میں آشور بنی پال ہفت اقلیم کا جلیل القدر بادشاہ ہوں۔ میں نے اس

قصر کے حجروں سے گل بوٹے کے خوب صورت کام کا منقش ساز و سامان اپنے قبضے میں کیا اور یہاں سے اپنے ساتھ نینوا لے گیا۔ ہر اصطبل اور طویلے سے طلائی ساز کے گھوڑے اور خچر مجھے یہاں سے ملے........ میں نے یہاں کے معبد کے چمکتے کلس میں آگ لگا دی۔قوم عیلام کے دیوتا کو اس کی تمام زیب و زینت، دولت اور ثروت کے ساتھ اپنے ہاں لے گیا........ بتیس بادشاہوں کے مجسمے میں نے اپنے ہمراہ لئے اور ان کے ساتھ پتھروں کا وہ قوی ہیکل بیل بھی جو عیلامیوں کے ہاں رزم گاہ کے نگہبان سمجھے جاتے تھے۔ اس طرح میں نے اس سرزمین کو بالکل ویران کر دیا اور یہاں کے باشندوں کو خوب تہہ تیغ کیا۔ میں نے اس قوم کے مقبروں کی چھتیں گرا دیں اور وہ دھوپ میں تپ رہی ہیں۔ میں ان لوگوں کی ہڈیاں قبروں سے نکال کر لے گیا جو میرے خداؤں آشور اور ایشتار کو نہیں مانتے تھے۔ اس طرح ان کی روحیں ہمیشہ کے لئے ناشاد رہیں گی اور انہیں چین نصیب نہ ہوگا۔“

یہاں تحریر ختم ہو گئی تھی۔ تحریر پڑھنے کے بعد سائرس وہاں کھڑے ہو کر کچھ سوچتا رہا پھر ایک اُداس سی نگاہ اپنے قریب کھڑے گوبارو پر ڈالی۔ اس سے رخصت ہونے کی اجازت لی۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنے سالاروں اور محافظ دستوں کے ساتھ وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔ فرناک اور کراوش بھی اس کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔



محمد طارق اقبال

پاکستانی ڈائجسٹ ڈاٹ کام

محمد طارق اقبال

پاکستانی ویب سائٹ

ڈاٹ کام

کیا گیا تھا۔

کیا کسارا کو آلِ ماد کا تخت و تاج اس وقت ملا جب آشوری بادشاہ آشور بنی پال نے آلِ ماد کو شکست دی اور بظاہر ان کے اُبھرنے کی امید نہ رہی تھی۔ اس صورتِ حال کے باوجود کیا کسارا کی ہمت بہت بلند تھی۔ وہ اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے آشوریوں سے لڑا اور اس کی بد بختی کہ اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی اور الٹا سیتھین قبائل اس پر حملہ آور ہوئے۔ کیا کسارا کے عہد تک آلِ ماد کی مملکت دریائے ہیلس تک پھیلی ہوئی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ کیا کسارا نے میڈیا کو مغربی ایشیا کی عظیم ترین سلطنت بنا دیا تھا تو غلط نہ ہو گا۔ اس کے عہد میں آلِ ماد کی برتری پورے ایشیا میں مسلم ہو گئی تھی۔ جنوب کی طرف اس کی حدود بابل سے ملحق تھی۔ شمالی طرف یہ حدود آرمیدیا تک پھیلی ہوئی تھی بلکہ آرمیدیا بھی ایک طرح سے اب آلِ ماد کی مملکت کا جز بن گیا تھا۔

کیا کسارا کے بعد اس کا بیٹا آستیاگس آلِ ماد کا حکمران ہوا تھا اور اسی آستیاگس سے ملاقات کرنے کے لئے اہلِ پارس کا ولی عہد سائرس آستیاگس کے مرکزی شہر اکبتانا یعنی ہمدان کی طرف روانہ ہوا تھا۔

جس دور میں سائرس شمالی ایران کے بادشاہ آستیاگس سے ملاقات کرنے کے لئے گیا تھا ان دنوں اکبتانا یعنی ہمدان کو شاہوں کے شاہ کا شہر شمار کیا جاتا تھا۔ یہ شہر دور سرد شمالی علاقے کے بہت قریب واقع تھا اور ایک الگ تھلگ برف پوش کوہستانی سلسلے کے دامن میں اس کی بھورے پتھر کی فصیلیں صنوبر کے گھنے درختوں کی قطاروں میں بہت اونچی نظر آتی تھیں۔ آلِ ماد نے شہر کا نام اکبتانا رکھا تھا جس کے معنی ہیں اکٹھے ہونے کی جگہ۔

قومِ ماد کے لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کے آباؤ اجداد نے اس مقام پر تمام خانہ بدوش مادی قبائل کو کوہستانِ الوند کی مقدس وادی کے دامن میں پہلی مرتبہ اکٹھا کیا تھا۔ ورنہ اکبتانا کی اہمیت صرف اس وجہ سے تھی کہ یہ ایک ایسے مقام پر واقع تھا جہاں مشرق اور مغرب سے آنے والے قافلے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔

ان تجارتی قافلوں کی شاہراہ شمال میں دریائے گورگان سے شروع ہو کر اکبتانا سے ہوتی ہوئی ایران کے جنوب مغرب میں اس درے پر ختم ہوتی تھی جہاں سے نکل کر راستہ نشیبی میدان سے اترتا اور شہر نینوا کو چلا جاتا تھا۔

اہلِ ماد آرین تھے اور اہلِ پارس کے ساتھ ان کا خون کا رشتہ تھا۔ لیکن قبیلے الگ الگ تھے اور یہ کیفیت قدیم زمانے سے چلی آتی تھی۔ اہلِ ماد اور اہلِ پارس ایک ہی

زبان بولتے تھے لیکن ان کی زندگی کا تصور ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ اس لئے کہ ماد کا شاہی خاندان تین نسلوں سے برابر نئے علاقے فتح کرتا رہا تھا لیکن پارس کے کمانداروں نے ایسا نہیں کیا تھا۔

اہلِ ماد نے اپنی عسکری قوت کو آشوریوں کے نمونے پر مرتب کیا تھا۔ لیکن آشوریوں کی طرح وہ اس عسکری قوت سے کوئی بڑا عملی کام نہ لے سکے۔ آستیاگس کے باپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر گزارا تھا۔ جبکہ خود آستیاگس اپنا زیادہ وقت شاہی دستر خوان اور حرم سرائی میں گزارتا تھا جس میں ہمسایہ ملکوں کے درباروں کی کئی شہزادیاں داخل تھیں اور ان میں بابل کے نامور بادشاہ بخت نصر کی بیٹیماندانہ بھی تھی۔

اہلِ ماد نے اپنے کئی ہمسایوں کو اپنا باج گزار بنا رکھا تھا۔ ان میں خود سائرس کا باپ، اس کے علاوہ قومِ عیلام کا بادشاہ گوبارو اور کچھ دوسرے حکمران بھی شامل تھے۔ سائرس جب اپنے لشکر کے ساتھ آلِ ماد کے مرکزی شہر اگبتانا میں داخل ہوا اور آلِ ماد کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے ملاقات کی تو اس ملاقات کے دوران اس نے اندازہ لگایا کہ اہلِ ماد، اہلِ پارس کو اپنے سے کمتر خیال کرتے ہیں اس لئے کہ وہ پورے اہلِ فارس کو اپنا باج گزار اور ایک طرح کا فرمانبردار غلام خیال کرتے تھے۔

اگبتانا میں قیام کے دوران سائرس کی گفتگو آلِ ماد کے بادشاہ اور امراء سے زیادہ تر خراج کے سلسلے میں ہوئی۔ یہ گفتگو کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکی تاہم سائرس وقت گزاری کے لئے خراج کی رقم کی ادائیگی کا وعدہ کر کے ایک طرح سے قومِ ماد کے بادشاہ کو اپنی طرف سے مطمئن کر چکا تھا۔ اس موقع پر چاہئے تو یہ تھا کہ قومِ ماد کا بادشاہ سائرس کو اگبتانا سے اپنے شہر پارساگرد جانے کی اجازت دے دیتا۔ لیکن آستیاگس نے اپنی مملکت کی بہتری اور بھلائی کے لئے سائرس سے ایک کام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کی مملکت کے شمال میں کئی اور ان گنت وحشی قبائل تھے جو قومِ ماد کے ماتحت نہیں تھے۔ آستیاگس کو کسی نے یہ اطلاع دے دی تھی کہ کوہستانی سلسلوں کے اندر رہنے والے قبائل کے پاس مال و دولت کے انبار ہیں۔ لیکن کوئی معمولی لشکر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ کوہستانوں میں رہنے والے وہ انتہا درجہ کے جنگجو ہیں۔ چھاپہ مار جنگ کی ابتداء کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے لشکروں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس تکلیف دہ مہم کو سر کرنے کے لئے آخر قومِ ماد کے بادشاہ

اس موقع پر سائرس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ پھر کہنے لگا۔
''نہیں دارتان! میں ان پر حملہ آور ضرور ہوں گا۔ لیکن فی الحال میں اور تم دونوں لشکر کے ساتھ یہیں رہیں گے۔ اس موقع پر میں اپنے ایک نئے سالار کو آزمانا چاہتا ہوں۔ دیکھو وہ میرے لشکر میں نیا ہے۔ اس نے ابھی تک میرا مرکزی شہر پارساگرد بھی نہیں دیکھا۔ اس سے پہلے میں نے اس کے ساتھ تمہارا تعارف نہیں کرایا۔ میں اسے بلانے لگا ہوں لیکن اس کو بلانے سے پہلے میں تم پر انکشاف کروں کہ وہ صحرائے عرب کا بدو ہے۔ بابل کے بادشاہ بنونید نے ان سرزمینوں میں وادی تیما کے اندر اپنے لئے ایک محل تعمیر کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اس کے امراء بھی وہاں اپنی رہائش گاہ بنا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی تعمیر کے لئے زبردستی لوگوں سے کام لیا جاتا تھا۔ ہر کسی کو پکڑ کر بیگار میں لگا دیا جاتا تھا۔ وہ ایک دفعہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ بھاگا بھی لیکن دوبارہ پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ کر کام پر لگا دیا تھا۔ دوبارہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ بھاگا اور بھاگنے میں کامیاب ہونے کے بعد وہ قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو کے مرکزی شہر شوش میں داخل ہو گیا۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا لہٰذا میں نے وہاں ان دونوں کی زنجیریں کٹوائیں۔ ان میں سے ایک جس کا نام فرناک ہے، اس کا اپنے سالار کے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرایا۔ اور وہ تیغ زنی میں ایسا حیرت انگیز نکلا کہ اس نے میرے بہترین تیغ زن کو لمحوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر دیا۔ اس کا نام فرناک ہے اس کے ساتھ جو اس کا ساتھی ہے اس کا نام کراوش ہے اور وہ یہودی ہے۔ جہاں تک فرناک کا تعلق ہے، میں نے ابھی تک اس سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے لیکن وہ ہے بلا کا تیغ زن۔ عمدہ قسم کا جنگجو ہے۔ میں سمجھتا ہوں میرے لشکر میں وہ بہترین خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ میں اسے بلانے لگا ہوں۔ لشکر کا ایک حصہ اس کی کمانداری میں دوں گا اور اسے ان وحشیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے کہوں گا۔ پھر میں دیکھتا ہوں وہ کس طرح کی کارگزاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کی اسی کارگزاری کو سامنے رکھتے ہوئے میں اسے اپنے لشکر میں جگہ دوں گا۔''
چنانچہ اس گفتگو کے بعد سائرس نے ایک شخص کو بھیج کر فرناک کو بلانے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد فرناک اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا سائرس کی طرف آیا۔ اسے دیکھتے ہی دارتان حیرت اور تعجب کا اظہار کر کے کہنے لگا۔
''یہ جو شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا تمہاری طرف آ رہا ہے اگر یہ فرناک ہے تو اس کی شخصیت نے مجھے متاثر کیا ہے۔ جس طرح یہ گھوڑے پر بیٹھا ہے اس طرح وہ شہسوار بیٹھتے

ہیں جنہوں نے اپنی ساری عمر گھڑ سواری میں گزار دی ہو۔ گھوڑے پر بیٹھے ہونے کے باوجود بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ قد کاٹھ کا خوب ہے اور اس کے اعضاء و جوارح بھی فولادی قسم کے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جس مہم کے لئے اس کا انتخاب کر رہے ہو یہ یقیناً اس میں کامیاب اور کامران رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دارتان خاموش ہو گیا۔ یہاں تک کہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا فرناک قریب آیا۔ سائرس کے سامنے رک کر اس نے سائرس کو تعظیم دی۔ پھر چپ چاپ کھڑے ہو کر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ سائرس نے اسے مخاطب کیا۔

''فرناک! تمہاری تیغ زنی کا ایک امتحان میں نے عیلامی سلطنت کے قصر میں لیا تھا، اس میں یقیناً تم کامیاب ہو گئے تھے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کے مخبر آئے ہیں جنہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ کچھ آگے کوہستانی سلسلے کی ایک مناسب جگہ وحشیوں کا ایک لشکر گھات میں ہے اور جب ہم ان کے پاس سے گزریں گے تو وہ اچانک اپنی گھات سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لشکر کا ایک حصہ لے کر آنے والے ان مخبروں کی رہنمائی میں ان وحشیوں پر حملہ آور ہو اور جس راہ پر ہم نے سفر کرنا ہے اسے محفوظ بنا دو۔''

سائرس جب خاموش ہوا تب فرناک کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر کہنے لگا۔

''میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایک مہم سونپ رہے ہیں اور اپنے کچھ لشکریوں کو میری کمانداری میں دے کر مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے ایسا کرنا ہی ہے تو دیر کاہے کی۔ وہ لشکر مجھے دیں، مخبروں کو میرے ساتھ کریں، پھر دیکھیں میں ان وحشیوں پر کیسے ضرب لگاتا ہوں۔''

فرناک کا جواب سن کر سائرس خوش ہو گیا تھا۔ لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے اس نے فرناک کی کمانداری میں دیا۔ کراوش کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ چنانچہ کراوش بھی اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچا۔ کراوش کو فرناک کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ رکھا۔ پھر قومِ ماد کے مخبروں کی رہنمائی میں فرناک اور کراوش دونوں مہیا کیا جانے والا لشکر لے کر آگے بڑھ گئے تھے۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک جگہ فرناک نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ پھر جو مخبر اس کی رہنمائی کے لئے اس کے ساتھ کر دیئے گئے تھے ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے

کہنے لگا۔

''عزیز ساتھیو! گھات لگانے والے جن دشمنوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ہمیں بھیجا گیا ہے اب وہ یہاں سے کتنی دور ہیں؟''

اس پر ان میں سے ایک کہنے لگا۔ ''وہ اس وقت یہاں سے ایک فرسنگ سے زیادہ دور نہ ہوں گے۔''

اس مخبر کے جواب پر ہلکا سا تبسم فرناک کے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔ یہی حالت اس کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار کراوش کی بھی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر معنی خیز انداز میں فرناک نے اپنے ساتھی کراوش کی طرف دیکھا۔ اس طرح دیکھنے کے بعد فرناک اپنے گھوڑے سے اُترا۔ کراوش بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا۔ پھر کراوش کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا۔

''کراوش! میرے بھائی! ذرا اپنے کعبہ کی سمت کی نشاندہی تو کرنا۔''

کراوش نے کچھ سوچا۔ پھر ایک سمت اس نے اشارہ کیا۔ تب فرناک نے اپنا رخ اس سمت کیا۔ زمین پر بیٹھا۔ سجدہ ریز ہوا۔ اس کے بعد وہ انتہائی انکساری اور روتی ہوئی آواز میں دعا مانگتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اے اللہ! تُو ہی تباہی کی آگ کو رسیلی میٹھی پھوار، مایوسی کی گھٹاؤں کو سکون کی سبک اُڑانوں میں تبدیل کرتا ہے۔ تُو ہی اپنے بندوں کے لئے زہر آلود اضطراب اور تقدیر سے اُلجھتے التہاب کو امن کے بکھرے نیلموں اور شہاب رنگ گلابوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں۔ تیری واحدانیت، تیری ذات پر غیر متزلزل عقیدہ رکھتا ہوں۔ اے اللہ! تجھ سے ہی مدد مانگتے ہوئے میں برق کے گہواروں، کروٹ لیتے طوفانوں میں اترنے لگا ہوں۔ میرے اللہ! جس طرح تُو سحر آفریں قوت کی طرح ارادوں کو سلب کر لینے والے موت کے لازوال رقص کی طرح اپنے بندوں کی ہمیشہ مدد کرتا ہے، اسی طرح میرے اللہ! میری مدد کرنا۔ یا اللہ! میں ان سرزمینوں میں اجنبی، بے سہارا ہوں۔ میرے مولا! مجھے صحرا کا ایسا جنگجو، ایسا حرب آزما بنا کہ میں بدی کے متلاشیوں، گناہ گاروں کے ضمیروں پر آتش زنی اور خون ریزی کے بازار میں جوالا مکھی کے متحرک لاوے کی طرح ضرب لگا سکوں۔

اے اللہ! تیری ذات کی تقدیس، تیری توحید پر لازوال اور غیر متزلزل ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ ہم عرب کے صحراؤں میں آنے والے رسول عربی (محمد ﷺ) پر بھی ایمان

رکھتے ہیں۔ اے اللہ! آنے والے اس آخری رسولؐ کی شرافت اور نجابت کے صدقے میں خونی رقابتوں کے مقابلے میں مجھے سرخرو اور کامران رکھنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک لمحہ بھر کے لئے خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ آواز ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ اس کے قریب کھڑے کراوش کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ وہ بھی اپنی آنکھوں کی نمی صاف کر رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ بڑے پُرشوق انداز میں زمین پر سجدہ ریز فرناک کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ فرناک نے پھر کہنا شروع کیا تھا۔

"اے اللہ! ان سرزمینوں میں اجنبی ہونے کے ساتھ ساتھ میں اور میرا ساتھی ٹوٹی ہوئی کشتی کے بے بس ناخدا کی طرح ہیں.......اے اللہ! ہم اب تک لامحدود کم مائیگی اور بے زری، بد حالی اور رنجیدہ لمحوں میں وقت گزارتے رہے ہیں۔ اے اللہ! ان علاقوں میں مجھے طوفانوں سے لڑنے، برق سے کھیلنے کی ہمت عطا فرما۔ میرے مالک! تُو سارے جہان کا مالک، خالق اور رازق ہے۔ میری تجھ سے عاجزانہ التماس ہے کہ جس مہم کے لئے میں کوچ کرنے لگا ہوں اس میں مجھے ان سنے گیتوں کی نغمگی جیسی فوزمندی، رات کے ماتھے کی سحر خیزی جیسی کامیابی، وحی بن کر زمین پر نزول کرتی برق کی سی کامرانی اور فتح مندی کی سی سرفرازی عطا فرمانا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر کراوش آگے بڑھا۔ اپنے بازو ایک دم پھیلا کر اس نے فرناک کو گلے لگا لیا۔ پھر اس کی پیشانی چومی۔ اس کے بعد دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کرنے لگا۔

"فرناک! میرے عزیز بھائی! موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب آنے والے رسولِ عربی (محمدﷺ) کا اللہ یقیناً اس آنے والی مہم میں ہم دونوں کو کامیاب اور کامران رکھے گا اور فتح مندی کے جواہر کو ہمارے قدموں کی دھول بنا کر رکھے گا۔ آؤ میرے بھائی! اب اپنے کام کی ابتداء کریں۔"

کراوش کے ان الفاظ پر فرناک کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دونوں پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور قومِ ماد کے مخبروں کی رہنمائی میں انہوں نے دوبارہ پیش قدمی کرنا شروع کر دی تھی۔

تھوڑا سا مزید آگے جا کر فرناک نے پھر اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔ سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ فضاؤں میں تاریکیاں گہری ہوتی چلی گئی تھیں۔ کراوش سے مشورہ

کا پہرہ لگاتی کرب خیزیوں، زندگی کی بے کراں مسافتوں میں وحشت بھری تنہائیوں، قبروں کی خاموشی میں ڈوبے سراسیمہ حصار اور حیران پریشان کرتے بدحالی کا شکار دریچوں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہوگئی تھی۔

کچھ دیر کی مزید جنگ کے بعد شمال کے ان وحشیوں نے دیکھا کہ حملہ آوروں نے ان کے لشکر کی خاصی بڑی تعداد کو کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ اب ان کے پاس دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے آدھا لشکر بھی نہیں رہا تب وہ عجیب طرح کی وحشی آوازیں نکالتے ہوئے ایک سمت بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرناک اور کراوش نے اپنے لشکر کے ساتھ کچھ دور تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد مزید کم کی، اس کے بعد کوہستانی سلسلوں سے گھری اُس وادی میں شمال کے وحشیوں نے جو اپنی ضروریات کا سامان رکھا ہوا تھا اسے سمیٹ کر فرناک اور کراوش دونوں واپس ہو لئے تھے۔

فرناک اور کراوش دونوں اپنے لشکر کو لے کر جب اس جگہ آئے جہاں لشکر کے باقی حصے کے ساتھ سائرس اور دارتان ان کے منتظر تھے تب سب سے پہلے سائرس نے جو اپنے خاص لشکری اور چھوٹے سالار فرناک کے ساتھ بھیجے تھے ان سے اس نے جنگ کی ساری واردات پوری تفصیل کے ساتھ سنی۔ اس دوران اپنے گھوڑے سے اتر کر فرناک اور کراوش چپ چاپ ایک طرف کھڑے رہے۔ ساری تفصیل جاننے کے بعد آہستہ آہستہ سائرس فرناک کی طرف بڑھا۔ اس موقع پر وہ مسکرا رہا تھا جبکہ دارتان بھی اس کے ساتھ تھا۔ قریب جا کر چند لمحوں تک بڑی سنجیدگی سے سائرس، فرناک کی طرف دیکھتا رہا۔ اُس کے اس طرح دیکھنے سے فرناک کسی قدر پریشان سا ہوگیا تھا۔ پھر سائرس نے مزید آگے بڑھ کر فرناک کا شانہ تھپتھپایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جس طرح کی ضرب تم نے دشمن کے خلاف لگائی ہے میں تم سے ایسی ہی کارکردگی اور ایسی ہی کارگزاری کی توقع رکھتا تھا۔ سن صحرا نشین! میں آگ کی طرح بھڑکتی شدید قوی عداوتوں جیسی تیری جرأت مندی، ہر طرف وحشت بھرا خوف پھیلاتی بے باکی، قہرِ شدید اور جنونی جبلت جیسی تیری شجاعت، وقت کے سینے پر عیاں ہو کر سنسناتی پُرشور ہواؤں جیسی تیری دلیری کو سلام پیش کرتا ہوں۔ تُو کیا خوب غرض کے بندوں اور عیاری کے پُتلوں کے خلاف حرکت میں آیا۔"

اس کے ساتھ ہی سائرس نے اپنے قریب کھڑے اپنے سالار ہزار پت کی طرف دیکھا، اسے مخصوص اشارہ کیا۔ اشارہ پا کر ہزار پت پیچھے ہٹ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد

ہزار پت لوٹا۔ اس کے ساتھ کچھ لشکری بھی تھے جو میان میں بند کچھ تلواریں اٹھائے ہوئے تھے۔ جب وہ سائرس کے قریب آئے تب سائرس نے دونوں تلواروں کا جائزہ لیا۔ پھر ایک تلوار میان سے نکالی۔ وہ تلوار خوب چوڑے پھل کی بھاری اور وزنی تھی۔ اس کا دستہ سونے کا تھا۔ کچھ دیر تک سائرس اُلٹ پلٹ کر اس تلوار کو دیکھتا رہا، پھر دونوں ہاتھوں میں تلوار کو تولا اور فرناک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

''فرناک! اسے میری طرف سے انعام کے طور پر قبول کرو۔ یہ تمہاری کارگزاری کا صلہ ہے۔''

ساتھ ہی نقدی کی ایک تھیلی بھی فرناک کو پیش کی گئی۔ فرناک دونوں چیزیں لے کر خوش ہو گیا تھا۔

اس کے بعد سائرس، کراوش کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بھی اسی طرح کے انعامات سے نوازا۔ اس موقع پر دارتان بھی حرکت میں آیا۔ آہستہ آہستہ فرناک کی طرف بڑھا۔ اس کے سامنے جا کر رکا۔ کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر اس نے اپنے ہاتھ سے انتہا درجہ کی قیمتی جواہرات جڑی انگوٹھی اتاری، فرناک کا ہاتھ پکڑا، پھر وہ انگوٹھی فرناک کو پہنا دی تھی۔ ایسا کرنے کے بعد دارتان جب پیچھے ہٹا تب سائرس پھر فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فرناک! تمہیں اپنے لشکر میں شامل کرنے کے بعد میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسی مہم درپیش ہو جس میں، میں تمہیں سالار بناؤں۔ سو اس مہم میں تم کامیاب اور کامران لوٹے ہو۔ لہٰذا میں تمہاری کارگزاری پر فخر کرتا ہوں اور آج سے میرے لشکر میں تمہارا شمار اچھے اور بڑے سالاروں میں کیا جائے گا۔ جبکہ کراوش کا شمار بھی میرے سالاروں میں کیا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس رکا، پھر دارتان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو لشکر فرناک اور کراوش کے ساتھ گیا تھا اسے کم از کم ایک رات یہاں آرام کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ اس کے بعد آنے والی صبح کو ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔''

دارتان نے جب اس سے اتفاق کیا تب سائرس نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

☆☆☆



اگلے روز سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ پھر شمال کی طرف پیش قدمی کرنی شروع کر دی تھی۔ آگے بڑھتے ہوئے اب وہ بلند کوہستانی سلسلوں کے اندر داخل ہوئے تھے۔ سائرس اور اس کے لشکریوں نے دیکھا کہ کوہستانی سلسلوں کے اندر چشمے شمال کی طرف بہتے تھے اور چناروں کے نیچے دور تک نشیبی وادی پھیلی ہوئی نظر آتی تھی جس کے بیچ سے ہو کر ایک دریا گزرتا تھا اور پوری وادی پختہ فصل سے بھرپور سنہری نظر آتی تھی جس میں جابجا دیہاتوں کے درمیان بھیڑوں کے گلوں کی بھرمار نمایاں دکھائی دیتی تھی۔ اس طویل گہری وادی کے ادھر اُونچے اُونچے پہاڑ واقع تھے جن کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔

سائرس جب اپنے لشکر کے ساتھ گھاٹی سے اُترا اور دریا کے کنارے پہنچا تو اس جگہ پانی بہت گہرا تھا اور دریا کے اس پار وہاں کے باشندے ہتھیار ہاتھوں میں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ یہ لوگ وحشی قبائل کے تھے۔ جانوروں کی کھالیں پہنے ہوئے تھے اور شکار کے نیزوں سے مسلح تھے۔ اور حیرت کی بات یہ تھی کہ ان کے پاس ڈھالیں نہ تھیں۔ سائرس اور اس کے لشکریوں نے یہ بھی دیکھا کہ ان وحشیوں کے پیچھے ان کی عورتیں بھی بے شمار تعداد میں کھڑی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر تھے۔ ان کی اس حالت سے پتہ چلتا تھا کہ وہ لوگ دریا کے اس پار جی توڑ کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ اس لئے کہ شاید ان کے بچاؤ کی صرف یہی ایک جگہ تھی جہاں گہرا پانی سیاہ نظر آتا تھا۔

وہاں دریا میں بڑی بڑی چٹانیں ستون کی طرح کھڑی تھیں جن کے ساتھ پانی ٹکرا کر عجیب وغریب آوازیں نکالتا تھا۔ اس موقع پر کچھ مقامی لوگوں سے بھی سائرس کو پالا پڑا۔ انہوں نے سائرس پر انکشاف کیا کہ دڑیا کے اس پار جو لوگ اپنی عورتوں کے ساتھ

بالکل مسلح، تیار اور مستعد ہیں ان کا تعلق قدیم گرجی اقوام کے لوگوں سے ہے جو درندوں کی طرح نڈر ہو کر مقابلہ کرتے ہیں۔ انہوں نے سائرس پر یہ بھی واضح کیا کہ وہ وحشی لوگ اس دریا کو کورش کہہ کر پکارتے ہیں۔ کورش کے معنی چوپان یعنی گڈریے کے تھے۔ یہ نام انہوں نے اس لئے رکھا تھا کہ ان کے گلّے اس دریا کی بدولت پرورش پاتے تھے۔

اس ساری صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے سائرس نے پہلے اپنے سالاروں کو اپنے پاس جمع کیا، پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جہاں اس وقت ہم دریا کے کنارے کھڑے ہیں یہاں پانی بہت گہرا ہے۔ لیکن یہ گہرائی زیادہ دور تک نہیں ہے۔ تھوڑی جگہ پانی گہرا ہے۔ اس کے بعد پھر پانی کی گہرائی کم ہو جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے نیچے چلیں۔ کسی مناسب جگہ کی تلاش کریں جہاں دریا کا پاٹ چوڑا ہو، پانی کم ہو۔ وہاں سے دریا کو عبور کر کے دوسرے کنارے کے وحشیوں پر حملہ آور ہونا چاہئے۔ اپنے آگے آگے تیر اندازوں کو رکھنا چاہئے۔ پیچھے دوسرے لشکری ہوں۔ اس طرح پہلے جب ان پر تیر اندازی کی جائے گی، پھر لشکری حملہ آور ہوں گے تو یہ دو حملے ان وحشیوں کو فرمانبردار بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دینا ہی چاہتا تھا کہ اچانک اس نے کچھ اور سوچا۔ جو لشکری اس موقع پر حرکت میں آ رہے تھے انہیں روک دیا، اس کے بعد دارتان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دارتان! دوسرے کنارے کے وحشیوں سے ٹکرانا میں سمجھتا ہوں کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اگر ان سے صلح ہو جائے تو یہ ان کے اور ہمارے لئے بہتر ہے۔ انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے لئے میرے پاس ایک تجویز ہے اور وہ یہ کہ پہلے میں اور تم دریا کے دوسرے کنارے جاتے ہیں۔ لیکن نہتے ہو کر جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ جب ہم ایسا کریں گے تو وہ ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آئیں گے۔''

دارتان نے سائرس کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں نے اپنی تلواریں ایک طرف رکھ دیں، پھر دریا میں کود پڑے۔ تیرتے ہوئے جب وہ دوسرے کنارے جا کر ایک بڑی چٹان پر بیٹھ گئے تو دوسرے کنارے پر جو وحشی ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور مستعد تھے ان میں سے کچھ ان کے پاس آئے جن کی لمبی لمبی داڑھیاں تھیں۔ اس موقع پر دارتان نے ان سے صلح کی گفتگو کی۔ وہ لوگ صلح کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن

عین اس موقع پر سائرس کی کمر سے لگا ہوا وہ خنجر نمایاں ہو گیا تھا جو سائرس کو اکبتانا کی ملکہ ماندانہ نے دیا تھا۔ اس کے سونے کے دستے پر ان علاقوں کی بڑی دیوی کی تصویر تھی۔ جونہی ان مقامی وحشی لوگوں نے اس تصویر کو دیکھا، انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور سائرس کے مطیع اور فرمانبردار رہنے کا عہد کر لیا۔ اس طرح سائرس اور دارتان اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد ان کا پورا لشکر بھی دوسرے کنارے پر چلا گیا تھا۔ ان وحشی قبائل نے سائرس کو یقین دلایا کہ وہ نہ صرف سائرس کے لشکر کو کھانے پینے کی اشیاء مہیا کریں گے بلکہ ان کے پاس وسیع چراگاہیں بھی موجود ہیں جن کے اندر سائرس کے لشکریوں کے گھوڑے چر سکتے ہیں۔ اُن کی اس پیشکش پر سائرس نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔

چونکہ برف باری شروع ہو گئی تھی لہٰذا سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ انہی وادیوں میں سرما گزارنے کا تہیہ کر لیا تھا جبکہ اس فیصلے سے دارتان خوش نہیں تھا۔ دارتان چاہتا تھا کہ پیش قدمی کریں اور مختلف علاقوں پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کریں تاکہ اس کے لشکری خوش حال ہو جائیں۔ لیکن سائرس ایسا نہیں چاہتا تھا۔ دارتان اُس وادی سے نکلنے کے لئے مختلف حیلے حربے استعمال کرنے لگا تھا۔ ایک روز جبکہ سائرس اپنے خیمے میں انگیٹھی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، دارتان اس کے پاس آیا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ان علاقوں میں قیام کرنا ایک دشواری اور مصیبت سے کم نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کے مقامی لوگوں کے گھروں میں صحن اور فرش جانوروں کے لئے ہوتا ہے اور وہ خود مچانوں اور چھتوں پر سوتے ہیں جبکہ ان کے ہاں جو قیام کرتا ہے اس کے لئے مصیبت یہ ہے کہ اسے مچان پر سونا پڑتا ہے اور مچان کے نیچے رات کو سور مختلف قسم کی آوازیں نکالتے ہیں جس کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ اور پھر ان لوگوں کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔ صرف لوہے کے ذخائر اور کچھ تانبا ہے۔ اور ان چیزوں کو وہ کام میں لانا نہیں جانتے۔ نہ ہی انہوں نے اپنے علاقوں میں پختہ سڑکیں بنائی ہیں نہ کوئی شہر بسایا ہے نہ ہی کوئی عبادت گاہ تعمیر کی ہے۔ بس جھونپڑیاں بنا کر یہ اپنی عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے خوش اور مطمئن ہیں۔ کیا ہمیں یہاں سے نکل کر آگے یلغار نہیں کرنی چاہئے تاکہ اپنے لشکریوں کے لئے کچھ مال و دولت حاصل کر سکیں؟''

دارتان کی اس گفتگو کے جواب میں اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے

سائرس کہنے لگا۔

''میرے عزیز! چاروں طرف برف پڑ رہی ہے۔ اس موسم میں اپنے لشکر کو لے کر کہیں نکلنا لشکریوں کو موت کے منہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔''

سائرس کا جواب سن کر دارتان کو مایوسی ہوئی تھی چنانچہ دوبارہ وہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سائرس! جس وقت اکبتانا سے قوم ماد کے بادشاہ آستیاگس نے تمہیں ان علاقوں کی طرف بھجوایا تھا جن علاقوں میں اس وقت ہم قیام کئے ہوئے ہیں، آستیاگس نے ان علاقوں کو تمہیں بزورِ شمشیر فتح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اب جبکہ ہم اسی علاقے میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے ہیں کیا تم واپس جا کر قوم ماد کے بادشاہ آستیاگس سے کہہ سکتے ہو کہ تم نے یہ علاقے فتح کئے ہیں؟ حالانکہ ان علاقوں میں ہم یہاں کے مقامی وحشی لوگوں سے صلح کر کے داخل ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں تم قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کو کیا جواب دو گے؟''

اس موقع پر سائرس نے گھورنے کے انداز میں دارتان کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''دارتان! میں قومِ ماد کے بادشاہ کے سامنے اس طرح سے جواب دہ نہیں ہوں جس طرح تم خیال کر رہے ہو۔ اور پھر میں تم پر واضح کر دوں کہ اہلِ ماد کے حکمران کا قانون سرحد تک نافذ ہے اور تم جانتے ہو جن علاقوں میں اس وقت ہم قیام کئے ہوئے ہیں یہ قومِ ماد کی حدود سے باہر ہیں اور اس کوہستانی سلسلے کو کوہِ ارارات کہتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کے نبی نوح (علیہ السلام) کی کشتی ٹھہری تھی۔ میں تم پر یہ بھی واضح کروں کہ قومِ ماد کے بادشاہ کا قانون سرحدوں کے اس پار نافذ ہوتا ہے۔ سرحدوں کے اِس طرف نہیں۔ یہاں کیونکہ اس وقت قومِ ماد کا بادشاہ نہیں ہے، میں تنہا ہوں۔ چنانچہ جو میرا باپ ہے اور پارس کا بادشاہ ہے اس کے بیٹے کی حیثیت سے مجھے ان تمام معاملات کا فیصلہ خود کرنا ہے جو میرے سامنے آتے ہیں۔ گو میں نے ان علاقوں کو بزورِ شمشیر فتح نہیں کیا لیکن میں واپس اکبتانا جا کر اکبتانا کے بادشاہ آستیاگس سے جھوٹ بھی نہیں کہوں گا۔ میں اسے صاف کہہ دوں گا کہ یہ علاقے میں نے فتح کئے ہیں۔ لیکن تلوار کے زور سے نہیں، اپنے اخلاق اور صلح جوئی سے میں ان علاقوں پر قابض ہوا ہوں۔''

سائرس کے اس جواب سے دارتان مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ متفقہ طور پر انہوں نے

موسم سرما انہی وحشیوں کے اندر کوہستانِ ارارات کی برفانی چوٹیوں سے گھری وادیوں کے اندر گزارنے کا تہیہ کرلیا تھا۔

☆☆☆

سائرس اور دارتان نے اپنے لشکر کے ساتھ موسم سرما وہیں گزارا۔ اور جب بہار کا موسم آیا، برف پگھلنے لگی تب انہوں نے وہاں سے کوچ کیا۔ سائرس کو دراصل کورش نام کے اس دریا سے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔ کورش کے معنی چرواہا کے تھے۔ لہٰذا سائرس یہ خیال کرنے لگا کہ اس کی طرح کچھ آرین ضرور ان علاقوں میں آکر خیمہ زن ہوئے ہوں گے اور انہوں نے ہی اس دریا کا نام کورش رکھا ہوگا۔ اس لئے کہ آریا، کورش کا لفظ استعمال کرتے تھے اور آریا سائرس کو بھی کورش یا کوروش یعنی چرواہا اور چوپان کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دینے کے بعد اس نے دریا کے کنارے کنارے پیش قدمی شروع کردی۔ اصل میں ایسا کر کے سائرس دریائے کورش کے متعلق جاننا چاہتا تھا کہ وہ کہاں سے نکلتا ہے۔

دریا کے کنارے آگے بڑھتے ہوئے یہ لوگ ایک بے حد وسیع وادی میں داخل ہوئے جس کے اندر ایک سمندر نما جھیل تھی اور اس سمندر نما جھیل کے ساحل کا نام کولچز رکھا گیا تھا۔ سائرس جب اپنے لشکر کے ساتھ اس وادی میں داخل ہوا تو ان علاقوں میں پہلے سے آباد لوگ سائرس اور اس کے مسلح جوانوں کو دیکھ کر بکریوں کی طرح ڈر کر بھاگے۔ اس سے سائرس نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ جنگجو نہیں ہیں۔ چنانچہ سائرس نے ان لوگوں کے اندر قیام کیا تو انہوں نے بھی بڑے تپاک کا مظاہرہ کیا اور ایک طرح سے سائرس کے لشکر کے ساتھ گھل مل گئے۔ وہاں قیام کے دوران سائرس نے دو اہم چیزیں دیکھیں۔ پہلی یہ کہ بالکل اتھلے پانی کے چشموں میں بھیڑ بکریوں کی کھالیں پھیلا کر کیلوں سے ٹھونک دی گئی تھیں۔ گویا دریا کے اندر کھالوں کا فرش بچھا دیا گیا تھا۔ اور عجیب بات یہ تھی کہ ان کھالوں کا اُون والا رخ ہر جگہ اوپر تھا جس میں بظاہر کوئی مصلحت نظر نہ آتی تھی۔

دوسری چیز جو سائرس اور اس کے لشکریوں کے لئے عجیب تھی وہ یہ کہ وہاں ابتدائی قسم کے بحری جہاز بھی جھیل کے اندر کھڑے تھے۔ یہ لکڑی کی بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی کشتیاں تھیں جو ہوا کے جھونکے کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی تھیں۔ ان میں چاروں طرف لکڑیاں کھڑی کر کے خیمے کا کپڑا لگا دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد ساحل پر جب سائرس کے

لشکریوں نے وہاں کے ڈرپوک لوگوں کو غلہ، میوہ اور پھل لانے پر آمادہ کر لیا تو پتہ چلا کہ یہ کشتیاں ایسے تاجروں کی ہیں جو ایک اجنبی زبان بولتے تھے اور مقامی نہیں تھے۔

وہاں قیام کے دوران سائرس کو پتہ چلا کہ ان لوگوں کو مقامی لوگ برتنوں پر رنگ کرنے والے کہتے تھے اس لئے کہ یہ لوگ مقامی لوگوں سے سونا لے کر انہیں اپنے نفیس رنگین کام کے برتن دیتے تھے۔ ان لوگوں کی داڑھیاں گھنگریالی تھیں۔ ان کی صورتیں کالی مگر چہرے شگفتہ تھے۔ ان کے جسم سے تلوں کے تیل کی بُو آتی تھی اور یہ لوگ تجارت کرتے ہوئے ہتھیار بند رہتے تھے اور تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی اچھا سوداگر ملے تو اسے اغواء کر کے لے اُڑیں اور اپنا غلام بنالیں۔ اس مقصد کے لئے ان کی کشتیاں ہمیشہ تیار رہتی تھیں۔ ہوا بند ہوتی تو یہ لوگ چپوؤں سے اپنی کشتیاں چلاتے۔ یہ لوگ ہیبت ناک بھی تھے اور باطن میں تیز طرار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آریائی لوگوں کی ہی کسی شاخ سے ان کا تعلق ہو۔

جب مقامی لوگوں سے سائرس نے پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اکی کہتے تھے۔ ملطیہ اور سپارٹا شہروں کے رہنے والے تھے۔ سپارٹا کے لوگ تجارت سے زیادہ جنگجوئی میں نمایاں تھے۔ جب سائرس کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنا نہیں جانتے تو سائرس کو ان سے کوئی دلچسپی نہ رہی۔ اس لئے کہ سائرس تو ایسے جنگجو لوگوں کو پسند کرتا تھا جنہیں وہ اپنے لشکر میں شامل کر سکے۔

وہاں قیام کے دوران سائرس، اس کے سالاروں اور دارتان کو ایک، اور عجیب و غریب اور انوکھی گفتگو کا سامنا کرنا پڑا۔ وہاں قیام کے دوران سائرس نے محسوس کیا کہ وہاں کے لوگ سنہری اون کا ذکر بار بار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں سے دارتان اور سائرس نے سنہری اون سے متعلق سوال کیا اور سنہری اون دیکھنا چاہی تو انہوں نے قریب ہی تھوڑے سے فاصلے پر کچھ کولنچری لوگوں سے متعلق بتایا جو ایک بہت بڑی دیگ پر بھیڑیوں کی سوکھی ہوئی کھالیں جھاڑ رہے تھے۔ چنانچہ سائرس اور دارتان ان کے پاس گئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ لوگ دریا سے نکال کر خشک کی ہوئی کھالیں دیگوں کے اندر جھاڑ رہے تھے اور ان کی کھالوں کے اندر سے سونے کے ذرے نکل کر دیگوں میں گر رہے تھے۔

ان کے اس کام کو دیکھتے ہوئے سائرس نے یہ اندازہ لگایا کہ پانی کے بہتے چشموں میں لوگوں نے جو کھالیں گاڑ رکھی تھیں وہی سونے کو جمع کرتی تھیں۔ اس نے یہ بھی

اندازہ لگایا کہ ان لوگوں نے جو کھالیں دریا میں گاڑی تھیں ان کا اون والا حصہ چونکہ اوپر تھا۔ لہٰذا دریا کے اندر سونے کے جو ذرے بہتے ہوئے آتے تھے وہ ان کھالوں کے بالوں میں آ کر جم جاتے تھے اور چند دن کھالوں کو دریا میں پڑا رہنے کے بعد انہیں نکالا جاتا تھا۔ اس کے بعد انہیں دھوپ میں خشک کر کے بڑی بڑی دیگوں میں جھاڑا جاتا تھا تو ان سے سونے کے ذرّے نکلتے تھے جنہیں پگھلا کر لوگ سونا تیار کر لیتے تھے۔

سائرس اور دارتان کو مقامی لوگوں کے اس طرح سونا حاصل کرنے کا طریقہ بڑا پسند آیا۔ لیکن جس قدر وہ محنت مشقت کرتے تھے اس کے مقابلے میں بہت کم مقدار میں سونا وہ ان کھالوں کے ذریعے حاصل کر پاتے تھے۔

سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے اندر قیام کیا۔ اس کے بعد اس نے وہاں سے بھی پیش قدمی شروع کی۔ اب وہ اس راستے کی طرف ہو لئے جو شمال کی طرف جاتا تھا۔ چند دن کے سفر کے بعد وہ بہت اونچی پہاڑیوں پر چڑھنا شروع ہوئے جو آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ اب زمین انہیں گیلی دکھائی دے رہی تھی۔ اوپر پہاڑوں کی چوٹیوں پر بادلوں میں گھری ہوئی برف چمکتی ہوئی نظر آتی تھی۔ گھوڑے پتھروں پر جمی ہوئی کائی اور پتھروں میں اُگی ہوئی گھاس پر منہ مارتے ہوئے اپنا پیٹ بھر لیتے تھے۔ بادل شمال کی طرف چلے گئے تھے۔ اس موقع پر دارتان کے ارمنی سرداروں نے کوہستانی سلسلے کے نیچے ایک وسیع آباد اور گھاس سے پُر وادی کی طرف اشارہ کیا۔ سائرس اس وقت جہاں پہنچا تھا وہ دراصل کوہستانِ قفقار کا علاقہ تھا۔ اور جس وادی کی طرف ارمنی سالاروں نے اشارہ کیا تھا وہ وادی تفلیس تھی۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے سردیاں چونکہ پھر شروع ہو گئی تھی لہٰذا سائرس کوہستانی سلسلوں سے نیچے ان وادیوں کی طرف اُترا۔ آگے بڑھتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ سائرس مغرب کی طرف بحیرہ اسود کے ساحل پر جا پہنچا جہاں یونانی تاجروں نے بستیاں بسائی ہوئی تھیں۔ پھر وہاں سے بھی کوچ کرتے ہوئے یہ لوگ گورگان کی طرف بڑھے جسے آج کل بحر خزر کے ساحل کا نام دیا گیا ہے۔ سفر کرتے ہوئے یہ لوگ بحر خزر یا دریائے گورگان کے کنارے موجود باکو شہر جا پہنچے جہاں آج کل تیل کے چشمے ہیں اور اس کے علاوہ وہاں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آگے پیش قدمی کرتے ہوئے ایک بار پھر سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ قفقار کے بلند تر سلسلے کو عبور کر کے ان چراگاہوں کا رخ کیا جن چراگاہوں کی زمین کبھی روس کی ملکیت ہوا کرتی تھی۔

لگاتار سفر کرتے ہوئے سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ایسے کھلے میدانوں میں داخل ہوا جن کے اندر راکھ کے ڈھیر جگہ جگہ دیکھے جا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں گھوڑوں اور مویشیوں کے سموں کے نشان بھی تھے اور گاڑیوں کے پہیوں کے جو نشان وہاں تھے ان سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ ان کی آمد سے پہلے ضرور کوئی نہ کوئی گروہ وہاں خیمہ زن رہا ہوگا۔

ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد سائرس نے ہر چیز کا بغور جائزہ لیا۔ میدان میں ابھی بجھی آگ سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ چاروں طرف چمڑے کی رسیاں، مٹی کے پیالے اور خیموں کے لئے بالوں سے بنا گیا کپڑا جگہ جگہ پڑا تھا۔ سائرس نے ایک جگہ اپنے گھوڑے سے اتر کر اچانک ایک پتھر اٹھایا۔ اس پتھر کے ساتھ سونے کا دستہ لگا ہوا تھا۔ چونکہ دریا سے سونا سکائی قبیلے والے نکالتے تھے لہٰذا سائرس نے اندازہ لگایا کہ ان میدانوں میں بھی سکائی قوم نے قیام کیا ہوگا۔ اور یہی سکائی قوم تھی جن کو قابو کرنے اور جن کے علاقوں کو فتح کرنے قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس نے دارتان کے ساتھ لشکر دے کر سائرس کو روانہ کیا تھا۔

اس وادی میں داخل ہونے کے بعد سائرس بڑا حیران اور پریشان تھا۔ ان میدانوں میں اسے ایک بھی مکان نظر نہ آیا جس سے وہ یہ اندازہ لگا تا کہ ان میدانوں میں کوئی قوم مستقل قیام بھی کرتی تھی۔ اس سے اس نے اندازہ لگایا کہ اس میدان میں قیام کرنے والے سب کے سب خانہ بدوش تھے جو اس کے لشکر کو آتے دیکھ کر اپنی حفاظت کے لئے اپنا سامان اور اسباب باندھ کر دوسری سرزمینوں کی طرف چلے گئے۔

ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد سائرس کے لشکری بڑے خوش ہوئے۔ اس لئے کہ ان میدانوں کے شمال کی جانب جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی، سواروں کے گھٹنے گھٹنے دور دور تک گھاس لہراتی نظر آتی تھی اور بڑی بڑی گھنی جھاڑیوں سے خوشبودار گھاس کی ٹہنیاں ہوا میں سر اٹھائے جھومتی دکھائی دیتی تھیں۔ ان میدانوں کی کیفیت دیکھتے ہوئے اور وہاں موجود وسیع چراگاہوں کا اندازہ لگاتے ہوئے سائرس نے اپنے لشکر کو وہیں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

انہی میدانوں کے اندر ایک روز سائرس اپنے سالاروں کے ساتھ سورج غروب ہونے سے پہلے میدان کے ایک طرف کناروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس دوران سائرس اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک چشمے کے کنارے پہنچا۔ وہ جگہ اسے بہت خوب صورت

دکھائی دی۔ ابھی وہ اس جگہ کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اچانک ایک طرف سے ان لوگوں پر تیر اندازی شروع ہو گئی تھی۔ تیر ان کے اندر اور اطراف میں بھی گر رہے تھے۔ ایک تیر سائرس کی بغل سے ہوتا ہوا زمین میں پیوست ہو گیا تھا۔

سائرس اور اس کے سالاروں نے اندازہ لگایا کہ یہ تیر سامنے بلوط کے درختوں کے جھنڈ سے آ رہے تھے۔ اس طرح تیر اندازی ہونے سے وہ لشکری جو اس وقت سائرس کے ساتھ تھے وہ بڑے حیرت زدہ سے ہوئے اور عجیب طرح سے شور کرنے لگے۔ جو تیر کورش کی بغل سے ہوتا ہوا زمین پر گرا تھا وہ تیر سائرس نے اٹھایا۔ اس تیر نے اسے تھوڑا سا زخمی بھی کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ تیر کی انی خون آلود ہو گئی تھی۔ اس موقع پر سائرس کے ساتھیوں اور سالاروں میں سے فرناک، کراوش اور ہزار پت، امبا گرگانی اور مہرداد نے اس سمت بڑھنا چاہا جس سمت سے ان پر تیر اندازی کی گئی تھی۔ لیکن کورش نے انہیں اس طرف جانے سے روک دیا۔ اس لئے کہ سورج اب غروب ہو گیا تھا اور جس سمت سے تیر اندازی ہوئی تھی، وہاں گہرا جنگل تھا۔ سورج غروب ہونے کی وجہ سے وہاں گہرا اندھیرا بھی چھا گیا تھا۔

اس وقت چاروں طرف کہر پھیلنا شروع ہو گئی تھی جس نے اندھیرے میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس روز سائرس اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ گیا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح سائرس اپنے چند دستوں اور سالاروں کے ساتھ پھر اس کوہستانی سلسلے کی طرف آیا۔ اب وہاں کہر نام کو نہ تھی۔ میدان کی کھلی فضا میں سورج کے نکلتے ہی ہر طرف روشنی پھیل گئی تھی۔ اس اجالے میں اس کوہستانی سلسلے کا جائزہ لینے کے لئے سائرس نے اپنے دو دستے بظاہر شکار کھیلنے کے لئے اس کوہستانی سلسلے کی طرف بھجوائے۔ ایک دستہ دائیں جانب سے، دوسرا دستہ بائیں جانب سے ہوتا ہوا آگے بڑھا تھا۔ ان دستوں کے ساتھ کچھ ماہر تیر انداز بھی تھے جو اپنی پیٹھوں پر تیروں سے بھرے ہوئے ترکش باندھے ہوئے تھے اور ان کے کندھوں سے کمانیں لٹک رہی تھیں۔

جب وہ دستے روانہ ہونے لگے تب سائرس نے انہیں روک دیا۔ باقی ساتھیوں کو بھی اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے کو اپنے پاس رکھا۔ دارتان کو اپنے ساتھ لیا۔ دوسرے حصے کو اس نے فرناک کے تحت کیا۔ فرناک کے ساتھ ہزار پت اور کراوش کو بھی کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں چھوٹے لشکر اس کوہستانی سلسلے کی طرف بڑھے جن کے اوپر

گھنا جنگل تھا اور جس کے اندر سے ان پر تیر اندازی کی گئی تھی۔

آگے بڑھتے ہوئے سائرس کے حکم پر اس کے لشکریوں نے کمانوں پر تیر جما لئے تھے اور آگے بڑھتے ہوئے وہ یہی ظاہر کر رہے تھے کہ جیسے وہ جنگلی جانوروں کو چوکنا کر کے باہر نکالنا چاہتے تھے۔

سائرس اور اسکے ساتھی تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ چونک اٹھے۔ اچانک تین چھریرے بدن کے سوار جو وہاں گھات لگا کر چھپے ہوئے تھے، اچانک اپنی گھات سے نکلے اور قریب کھڑے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے۔

سائرس نے اپنے لشکریوں کو ان کا پیچھا کرنے اور انہیں پکڑنے کا حکم دیا۔ ایک سوار تیز نکلا۔ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس نے بھاگنا چاہا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے سائرس کے ایک سوار نے اس پر تیر اندازی کی۔ تیر اس کے ایسا لگا کہ وہ گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا۔ دوسرے سواروں کو آگے بڑھ کر سائرس کے آدمیوں نے پکڑ لیا۔ وہ برابر بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔ جب تک سائرس کے آدمیوں نے ان کے ہاتھ پاؤں نہ باندھ دیئے اس وقت تک وہ برابر اپنی رہائی اور بھاگ نکلنے کی کوشش میں لگے رہے۔

جن دو آدمیوں کو پکڑا گیا تھا وہ لوگ گورے رنگ کے اور اچھے ناک نقش کے تھے لیکن پست قد اور تنگ اونی لباس پہنے ہوئے تھے جو کالے رنگ کا تھا اور سر پر چاندی کے صافے باندھے ہوئے تھے جن میں سے لمبے لمبے بال ان کے شانوں پر لٹک گئے تھے۔ ان لوگوں کے سر کے بال نرم تھے جیسے آریائی اقوام کے ہوتے ہیں۔

سائرس کے لشکر میں اس وقت سکائی قوم کے افراد بھی تھے۔ یہ سکائی انتہائی شمال کے رہنے والے جنگجو تھے جنہیں قومِ ماد کے بادشاہ نے اپنے لشکر میں شامل کر لیا تھا اور اب وہی سکائی قوم کے افراد شمالی علاقوں میں سائرس اور دارتان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر ایک سکائی لشکری نے گرفتار ہونے والوں میں سے ایک کے جسم سے تیر کھینچا جسے تیر مار کر سائرس کے لشکریوں نے ہلاک کیا تھا۔ اس سکائی نے جب تیر نکالا تو اس نے دیکھا جس کے جسم سے تیر نکالا تھا وہ مرد نہیں عورت تھی۔ اس کے بعد دوسرے دو سواروں کا جائزہ لیا گیا۔ وہ بھی دراصل عورتیں تھیں۔ گرفتار ہوتے وقت ان عورتوں نے کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا تھا البتہ گرفتار ہوتے وقت چیخیں ضرور ماری تھیں۔

سائرس کو جب ان کے متعلق بتایا گیا تو وہ بڑا حیران ہوا اور ان کے پاس آیا۔ اسنے ان کے تیروں کو بھی غور سے دیکھا جو ان عورتوں کے ترکش میں تھے۔ وہ تیر اس تیر سے بالکل مختلف نمونے کے تھے جس سے سائرس زخمی ہوا تھا۔

اس موقع پر سائرس عجیب سے شش و پنج میں پڑ گیا تھا۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ آخر یہ کون سا قبیلہ ہے جس نے مردوں کی بجائے اپنی حفاظت کے انتظام عورتوں کے سپرد کر رکھے ہیں۔

سائرس کی اس جستجو کے جواب میں قدیم شمالی قبیلے کا ایک سکائی نوجوان سائرس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم سکائی ان لوگوں کو جانتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم بھی ان علاقوں کے ہی رہنے والے ہیں۔ یہ قبیلہ سبزہ زار اعظم میں واقع ہے اور یہ زمینیں جن میں آپ لوگ اسوقت کھڑے ہیں یہ سبزہ زار اعظم کہلاتا ہے اور یہاں صرف عورتوں کی حکومت ہے جو باہر سے آنے والے مردوں پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ ان کے گھوڑوں کو، ان کے سواروں کو ہلاک کر دیتی ہیں تا کہ اپنی بڑی دیوی پر خون کی بھینٹ چڑھا سکیں۔''

شمال کے سکائی قبیلے سے تعلق رکھنے والے اس شخص نے سائرس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ تیر انداز عورتیں ایک قدیم قبیلے کی ہیں جو ان کے اپنے قبیلے یعنی سکائی سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ اس شخص نے سائرس کو یہ بھی بتایا کہ سکائی قوم کے دو بڑے بڑے قبیلے تھے۔ ایک شاہی سکائی، دوسرا سرمتی سکائی۔

چنانچہ ان عورتوں کو پڑاؤ میں لایا گیا۔ سائرس نے انہیں کھانے پینے کے لئے کہا تو ان عورتوں نے کھانے پینے کی چیزوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس موقع پر وہ گرفتار ہونے والی عورتیں سائرس اور اس کے ساتھیوں کو ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے جال میں پھنسی ہوئی ہرنیاں دیکھتی ہیں۔

سائرس پریشان تھا کہ عورتیں ان سرزمینوں پر کیوں حکومت کرتی ہیں اور مردوں کو اپنے اندر کیوں داخل نہیں ہونے دیتیں۔ یہ سوچ کر گرفتار ہونے والی عورتوں سے سائرس نے پوچھا کہ وہ اگر ان کی سرزمینوں کی طرف جانا چاہے جہاں وہ حکومت کرتی ہیں تو کس سمت کا رخ کرے۔

ان دو میں سے ایک نے ایک سمت اشارہ کیا۔ اس موقع پر شاہی سکائی قبیلے کے دو آدمی سائرس کے لشکر میں شامل تھے انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ لڑکی نے صحیح

سمت اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ اب وہ ان عورتوں کی سلطنت کی طرف روانہ ہونا چاہتا تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہاں کیوں وہ حکومت کرتی ہیں اور مردوں سے کیوں نفرت کرتی ہیں۔

آخر یہ سفر جاری رہا۔ دوپہر کے وقت انہیں ایک عجیب وغریب چیز دکھائی دی۔ جس علاقے میں وہ سفر کر رہے تھے وہ چراگاہوں کا ایک بہت بڑا علاقہ تھا اور ان چراگاہوں کے درمیان ایک عجیب قسم کا ٹیلہ نظر آیا۔ وہ ٹیلہ گول تھا اور ایسا نظر آتا تھا جیسے کوئی بڑا پیالہ اُلٹ کر رکھ دیا گیا ہو۔ اس کے چاروں طرف سیاہ رنگ کی کچھ چیزیں تھیں جن کے سروں پر بڑے کھلے پنکھوں والے پرندے اُڑتے نظر آتے تھے۔

کچھ دیر سائرس، اس کے لشکری اور سالار اس عجیب وغریب گنبد اور ٹیلے کو دیکھتے رہے۔ آخر سائرس آگے بڑھا اور اس گنبد نما ٹیلے کے چاروں طرف اپنے سالاروں اور محافظوں کے ساتھ چکر لگایا۔ قریب جانے کے بعد سائرس اور اس کے سالاروں کو پتہ چلا کہ جہاں وہ ٹیلہ اور گنبد عجیب وغریب تھا، وہاں اس کے اوپر پہرہ دینے والے بھی عجیب وغریب تھے۔ وہ پہرہ دینے والے زندہ نہیں تھے بلکہ مردہ لوگ تھے جن کی لاشیں مردہ گھوڑوں کی پیٹھ پر قائم کر دی گئی تھیں اور مردہ گھوڑوں کو لکڑیوں کی ٹیک لگا کر سنبھالا دیا گیا تھا۔ مردہ اجسام پر نیزے اور ڈھالیں لگی ہوئی تھیں۔ جب ہوا چلتی تھی تو چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں ان مردہ سواروں کے اردگرد بجتی تھیں۔

یہ مردہ سوار شاید اسی طرح سال ہا سال سے پہرہ دے رہے تھے لیکن ہر سوار اپنے گھوڑے پر پوری طرح مسلح بیٹھا تھا اور ہر ہتھیار اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے بندھا ہوا تھا۔

سائرس اور اس کے سالاروں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ ٹیلے کے ان مردہ پہرہ داروں کا سلسلہ کس نے قائم کیا تھا؟ اور کیوں؟

اس موقع پر سائرس نے یہ بھی دیکھا کہ گنبد کے اوپر جو گھاس تھی وہ میدان کی گھاس سے بالکل مختلف تھی۔ اور یہ بھی اس نے اندازہ لگایا کہ مٹی کے اس بڑے گنبد نما ٹیلے کے چاروں طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے گنبد نما ٹیلے ایک حلقے کی صورت میں بنے ہوئے تھے۔

اس موقع پر آرمینیا کا ایک سالار سائرس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ سکائی قوم کا مقبرہ ہے۔ اس کی جسامت سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کوئی

اپنے زمانے کا دولت مند اور طاقت ور سردار یا کوئی حکمران اور بادشاہ دفن ہوا ہوگا۔‘‘

سائرس کچھ دیر تک بڑی گہری نگاہوں سے اس گنبد کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کے اردگرد چھوٹے ٹیلہ نما گنبد تھے۔ انہیں بھی دیکھا۔ پھر اس نے اردگرد نگاہ ڈالی۔ دور تک چراگاہوں کے اندر یا آس پاس زندگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ اس بناء پر اسے یہ اندیشہ ہوا کہ چراگاہوں کے خانہ بدوش باشندے گروہ در گروہ جھاڑیوں اور دوسرے درختوں سے ڈھکی ہوئی جگہوں میں چھپے پھر رہے ہوں گے اس لئے اس نے مقبرے کے ٹیلے پر اپنے کچھ پہرہ دار مقرر کر دیئے۔ نیچے بھی کچھ محافظ مقرر کئے تھے اچانک گھات سے نکل کر کوئی حملہ آور ہو تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد سائرس جب پیچھے ہٹا تو دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا قومِ ماد کا سالار دارتان کچھ لشکریوں کے ساتھ بھورے پتھر کے ایک بہت بڑے تختے پر سے جھاڑیاں اور گھاس صاف کر رہا تھا۔ سائرس جب وہاں پہنچا تو دارتان، سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’اس قسم کی چٹان اس میدان میں کہیں نہیں پائی جاتی...... اس لئے یہ پتھر کہیں اور سے اس مقبرے کا داخلہ بند کرنے کے لئے نصب کیا گیا ہوگا۔‘‘

دارتان کے اس انکشاف پر سائرس اور زیادہ تجسس اور جستجو میں پڑ گیا تھا۔ چنانچہ اس کے حکم پر رسوں کے ذریعے وہ بڑا چٹان نما پتھر ہٹایا گیا اور اس پتھر کے نیچے کی زمین کھودنی شروع کی گئی۔ لشکر وہاں جمع ہو گیا۔ سب جنگی سردار بھی اس کام میں جت گئے۔

آخر کار کھدائی کرنے والوں کو جلد ہی لکڑی کے لٹھوں کا ایک دروازہ مل گیا۔ سائرس لکڑی کے لٹھوں کے اس دروازے کو کھولنے کا حکم دینے ہی لگا تھا کہ اچانک چونک پڑا۔ اس لئے کہ بڑے گنبد کے اوپر اس نے جو اپنے محافظ مقرر کئے تھے انہوں نے چیخ چیخ کر خطرے سے آگاہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

چنانچہ ممکنہ حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے سائرس، دارتان اور سارے سالار بالکل تیار اور مستعد ہو گئے۔ اس موقع پر سائرس نے دیکھا، جھاڑیوں کے پیچھے سے ان گنت مسلح عورتیں نکل کر آ رہی تھیں۔ ان میں سے کچھ آگے اور کچھ ذرا فاصلہ رکھتے ہوئے صفیں باندھے پیچھے آ رہی تھیں۔ سب ہتھیار بند تھیں۔

سائرس نے یہ بھی دیکھا کہ ان عورتوں کے ہاتھوں میں کمانیں اور بھالے تھے۔ یہ حیرت انگیز نظارہ تھا کہ لمبے لمبے بالوں والے سوار جو سب عورتیں تھیں، کسی نامعلوم جگہ

سے ایک دم نکل کر آ گئی تھیں۔ لیکن سائرس نے اندازہ لگایا کہ اگر ان عورتوں نے اس کے لشکر پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ اس کے آزمودہ کار لشکریوں کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

اتنے میں ان عورتوں کے آگے ایک انتہائی خوب صورت، انتہائی پُرکشش اور نو عمر نوجوان لڑکی تھی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے باقی عورتوں کو روک دیا۔ سائرس اور اس کے سالاروں نے دیکھا وہ لڑکی انتہا درجہ کی خوبرو اور وجیہہ تھی۔ اس کے بالوں میں گیہوں کی سنہری بالیاں لگی ہوئی تھیں جو سورج کی کرنوں میں چمک رہی تھیں۔ اس کی ڈھال پر بارہ سنگھے کا سر لگا ہوا تھا اور اس کا نازک جسم نیلے رنگ کے چینی ریشم میں ملبوس تھا۔ وہ لڑکی کوئی زیادہ عمر کی بھی نہ تھی۔ اس موقع پر اس لڑکی نے چیخ کر سائرس کو مخاطب کر کے کچھ کہا جسے سائرس سمجھ نہ سکا۔ اس موقع پر سائرس کے لشکر میں جو سکائی قوم کے افراد تھے ان میں سے ایک سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ عورت آپ اور اپنے درمیان صلح اور امن چاہتی ہے۔ اسنے اپنا نام اور اپنی حیثیت اور منصب بھی بتا دیا ہے۔ وہ کہتی ہے میرا نام تیمرس ہے اور میرا تعلق سرمتی سکائیوں سے ہے۔ اس کا باپ کبھی ان علاقوں کا حکمران ہوا کرتا تھا۔ وہ یہ بھی کہتی ہے کہ یہ سرزمین سرمتی قوم کی ہے اور اس کا باپ جس کا جنازہ مقبرے میں رکھا ہوا ہے ان علاقوں کا بادشاہ اور حکمران ہوا کرتا تھا۔ وہ یہ بھی کہتی ہے کہ یہ سرزمین سرمتی قوم کی ہے اور اس کا باپ جس کا جنازہ مقبرے میں رکھا ہوا ہے، دوبارہ زندہ ہوگا۔''

تیمرس کی اس پیشکش اور گفتگو سے سائرس خوش ہوا۔ اور اس نے صلح کی ہامی بھر لی۔ تیمرس کو جب سائرس کے ان خیالات کا علم ہوا تو اس نے اپنے سر کے بال جھٹک کر پیچھے ہٹاتے ہوئے نرم آواز سے ایسی تیزی سے کہا جیسے چشمہ بہہ رہا ہو۔ وہ کہہ رہی تھی کہ وہ اپنی ماں کی نمائندگی کر رہی ہے جو مقبرے میں دوبارہ زندگی کی منتظر ہے۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس لڑکی کا باپ جس کا نام گزر تھا، اپنے سرمتی سکائیوں کی مدد سے اس پورے علاقے پر حکمرانی کیا کرتا تھا جو کوہستانِ سفید اور ریگِ سرخ کے ریگستان تک پھیلا ہوا ہے کہ اچانک شاہی سکائیوں کا حملہ ہوا۔

اس لڑکی کا کہنا تھا کہ ایک مدت تک سرمتی سکائیوں نے حملہ آور شاہی سکائیوں کو رد کے رکھا اور اپنا خوب دفاع کیا۔ اس کے بعد مشرق سے آنے والے ان شاہی سکائیوں سے صلح ہوگئی اور اس صلح کی خوشی میں ایک جشن منانے کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ اس جشن

میں مشرق کے شاہی سکائیوں نے دغا اور فریب سے کام لیتے ہوئے تیمرس کے باپ گزر اور اس کے تمام امیروں اور سالاروں کو تہہ تیغ کر دیا۔ اس طرح مکر اور فریب سے تمام سرمتی جنگجوؤں کا خاتمہ کر دیا گیا۔

سرمتی مردوں کے قتل کے بعد ان کی بیویوں نے اپنے مردوں کی لاشیں ممی بنا کر رکھیں اور شائستہ طریقے سے انہیں مقبرے میں محفوظ کر دیا۔ عورتیں جو زندہ بچی تھیں مقبروں کی نگہبانی کرتی رہیں تاکہ جب نئی زندگی کا دن آئے تو ان کے شوہر واپس اس سرزمین میں آئیں اور ان سے آ کر ملیں۔

تیمرس کی اس گفتگو سے سائرس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس نے باہر سے آنے والے مردوں پر عورتوں کے قبیلے کے حملہ آور ہونے کی جو داستانیں اس سے پہلے سنی تھیں اس کی حقیقت یہی ہو گی۔ وہ اس بات پر بھی خوش ہوا کہ ان عورتوں نے جو فرض اپنے اوپر عائد کر لیا تھا، جو کام اپنے ذمے لیا تھا وہ اگرچہ عزت اور آبرو کی چیز تھی لیکن ان کے لئے ایک دشوار مہم تھی اور وہ نوجوان تیمرس کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ وہ وحشی خانہ بدوش حملہ آوروں کے مقابلے میں اپنے دفاع کے لئے اس طرح کی جنگ کر سکیں۔ چنانچہ یہاں تک گفتگو کرنے کے بعد آخر سائرس نے تیمرس نام کی اس لڑکی کو مخاطب کیا اور پوچھا۔

''تم سرمتی سکائیوں کا وطن کس سمت ہے؟''

اس پر تیمرس پہلے کی طرح بلند آواز میں کہنے لگی۔

''ریگِ سرخ کے اس پار خوارا کی شاہراہ کے آگے بالکل وہاں جہاں سے سورج نکلتا ہے۔''

سائرس تیمرس کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا۔ دوبارہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو تم سب عورتوں کو چاہئے کہ انہی سرزمینوں کی طرف چلی جاؤ یعنی ریگِ سرخ کے اس پار خوارا کی شاہراہ کی طرف جسے تم اپنا آبائی وطن کہتی ہو۔ اس لئے کہ ظاہر ہے ان سرزمینوں کی حفاظت تم مردوں کے بغیر نہیں کر سکتی۔ زیادہ عرصہ یہاں نہیں رہ سکتی۔''

یہ الفاظ سن کر تیمرس جو ایک جنگجو دوشیزہ تھی پھر اسی طرح تیزی سے بولی جیسے کوئی تیز اور تند ندی گنگناتی ہوئی گزر گئی ہو۔ کہنے لگی۔

''مقبروں کی دیواروں کو توڑ کر ان کے تقدس کو ختم کر دیا جائے تو اس صورت سے شاید میں اور میرے ساتھ کام کرنے والی ساری عورتیں ریگِ سرخ کے اس پار خوارا کی

شاہراہ کی طرف چلی جائیں۔ ورنہ جب تک مقبرے قائم ہیں وہ کسی قیمت پر یہ جگہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مقبروں کے خالی ہو جانے کی صورت میں واقعی یہاں جمے رہنا بے سود ہو گا''

اس موقع پر گھوڑے پر سوار تیمرس اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر مزید سائرس کے قریب آئی۔ دیکھنے والوں نے دیکھا تیمرس نے شاید سائرس کی اس گفتگو کو ناپسند کیا تھا اس لئے کہ اس موقع پر اس کی آنکھوں سے غصے میں شعلے نکل رہے تھے۔

اس غصے اور غضب ناکی کی حالت میں کچھ دیر تک تیمرس، سائرس کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے بعد انتہائی بھیانک اور قہر بھرے انداز میں اس نے سائرس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''ظاہر ہے تم طاقت ور اور میں کمزور ہوں۔ اس وقت میں تمہارے مقابلے پر نہیں آ سکتی۔ لیکن اگر تم نے میرے باپ کے مقبرے کو توڑ کر اس میں تصرف کیا تو میری نفرت تمہارا پیچھا کرے گی۔ جیسے تمہارے جسم کا سایہ تمہارے ساتھ رہتا ہے، تمہارا تعاقب کرتا ہے اس طرح میں بھی تمہارے پیچھے رہوں گی۔ میں پتہ چلا لوں گی کہ تم اپنے سفر میں کس طرف جاتے ہو اور میں اپنے عالم خواب میں تمہیں زبردست نقصان پہنچانے کا سامان کروں گی۔ تمہارے دشمنوں کی دوست بنوں گی۔ تمہارے دوستوں کی دشمن۔ کبھی تمہاری نظر کے سامنے نہیں آؤں گی۔ البتہ اس وقت آؤں گی جب تمہارے جسم سے تمہاری زندگی خون بن کر بہہ رہی ہو گی۔''

پھر اچانک تیمرس نے اپنے چمکتے چہرے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر رونا شروع کر دیا اور اپنے گھوڑے کی گردن پر سر جھکا لیا تاکہ اس کے آنسو نظر نہ آئیں۔ اس کے بعد اچانک وہ حرکت میں آئی، باگیں موڑ کر وہ گھوڑا دوڑا کر لے گئی۔ اس کے ساتھ جو مسلح عورتیں آئی تھیں وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیں۔ پھر سائرس نے جن دو عورتوں کو گرفتار کیا تھا، انہیں بھی آزاد کر دیا۔ وہ عورتیں بھی ان کے پیچھے ہولیں۔ ان میں سے دو لڑکیوں نے اپنے گھوڑوں کو روکا اور گرفتار ہونے والی لڑکیوں کو اپنے پیچھے بٹھا کر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔

سائرس سمجھ رہا تھا کہ پہلے دھمکی دینے اور پھر اپنی بے بسی کا خیال کر کے رو پڑنا ایک عورت کے لئے عام سی بات ہے۔ لیکن پھر بھی اس لڑکی کی ہمت اور جرأت ناقابل انکار تھی۔

جس جگہ ٹیلے کی کھدائی کا کام ہو رہا تھا، سائرس نے دیکھا دارتان اور اس کے آدمیوں نے لکڑی کاٹ کر دروازہ کھول لیا تھا اور مقبرے کے اندر داخل ہونے کے لئے مشعلیں جلا رہے تھے۔ سائرس نے اس موقع پر دارتان اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیا۔ اُس نے اس بات کو ناپسند کیا کہ مقبرے کا دروازہ توڑ کر وہ اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے پہلے سائرس جب قوم عیلام کے بادشاہ گوبارو کے پاس گیا تھا تو گوبارو کے ذریعے جو اسے تفصیل معلوم ہوئی اس کے مطابق سائرس کو عیلام کے بادشاہ گوبارو نے اپنی سلطنت کے کھنڈرات میں آشوری شہنشاہ آشور بنی پال کی لوح کا واقعہ سنایا تھا کہ کس طرح عیلامیوں کی قبروں کو توڑ کر ان کی روحوں کو بے آرام کرنے اور نذروں اور پیشکشوں سے محروم کرنے میں آشوری بادشاہ نے فتح حاصل کی تھی اور اس فتح کا انجام کیا ہوا۔ وہ معاملہ یاد کر کے سائرس اداس اور افسردہ ہو گیا تھا لیکن جو کام دارتان کر رہا تھا وہ اسے اس سے روک بھی نہ سکا۔

آخر ہمت کر کے سائرس آگے بڑھا اور دھیمے سے لہجے میں دارتان کو کھدائی کا کام بند کرنے کے لئے کہا۔ اس پر دارتان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''تو یہ تمہارے اندر اہلِ فارس کی غیرت، حمیت بول رہی ہے۔''

اس موقع پر دارتان کی گھنی داڑھی میں اس کے دانت چمکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ساتھ ہی دارتان بے پرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس مقبرے میں ہڈیوں کے چند ڈھانچوں اور اس خزانے کے سوا کیا ہے جو توہم پرست وحشی اقوام کے لوگوں نے مردوں کے ساتھ یہاں دفن کیا ہو گا۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم اس سرمتی لڑکی سے ڈر رہے ہو جو تمہیں دھمکی دے کر گئی ہے یا تم اپنے آدمیوں کی دولت میں اضافے کے لئے تیار نہیں ہو؟''

اس پر سائرس نے نفی میں گردن ہلائی۔ اتنی دیر تک بعض سوار لپک کر دارتان اور اس کے آدمیوں کے ساتھ شامل ہو کر کھدائی کے کام میں تیزی پیدا کرنے لگے تھے۔

آخر جب کھدائی مکمل ہو گئی تو سائرس اور دارتان نے دیکھا وہ واقعی بہت بڑا مقبرہ تھا جس کی چھت لکڑیوں کی کڑیوں اور لٹھوں سے بنائی گئی تھی اور واقعی وہ کسی بہت بڑے سردار کے لئے بنایا گیا تھا جس کے دوبارہ زندہ ہونے کی اُمید وہ لڑکیاں لگائے ہوئے تھیں۔

مقبرے میں داخل ہوتے ہی ان لوگوں کی سب سے پہلے نگاہ عمدہ گھوڑوں کے مردہ

اجسام پر پڑی جو نہایت قیمتی ساز و سامان سے آراستہ تھے اور مردہ سائیس ان کی باگیں پکڑے کھڑے تھے۔ ان کے آگے بالکل بیچ کے کمرے میں خدمت گاروں کے مردہ اجسام تھے جو شراب پینے کے لئے چاندی کے سینگ ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے۔ کمرے میں شہ نشین پر تیمرس کے باپ گزر کی میت رکھی ہوئی تھی جس کی زرد داڑھی نمایاں نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ زندہ سو رہا ہے۔ اس کے سر پر تاج تھا اور شاہانہ پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ اس کی پیٹی اور بازو بندوں میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس کے سر کے پاس سونے کے حاشیے کا ایک آہنی خود رکھا ہوا تھا جس پر سونے کا بنا ہوا بارہ سنگھے کا سر مع سینے کے لگا ہوا تھا۔

تیمرس کے باپ کی میت کے برابر تمام ضروری چیزیں سجا کر رکھی گئی تھیں۔ شکار کے جوتوں سے لے کر طلائی کام کے تازیانے تک۔ اور ان تمام چیزوں پر طلائی کام تھا اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ہر چیز گزر کے شایانِ شان تھی۔ سائرس نے اندازہ لگایا کہ تمام سرمتی خزانہ اس میت کے ساتھ دفن کر دیا گیا ہو گا۔ وہاں سونے کی چیزوں کو دیکھ کر سائرس کو یاد آ گیا کہ اسی قسم کا زیور تیمرس بھی پہنے ہوئے تھی۔

مقبرے کے حجروں میں جو مدت سے بند تھے، ہوا بے حد کثیف ہو گئی تھی۔ وہاں دم گھٹتا تھا۔ اس لئے دارتان اور اس کے ساتھی لشکریوں نے قیمتی اشیاء جلدی جلدی نکالنا شروع کیں۔ اس کام میں سائرس نے حصہ نہیں لیا تھا۔

دارتان نے دیکھا وہاں بہت بڑی کانسی کی دیگ پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ مقبرے میں سونے چاندی کی چیزیں اور جواہرات جڑی جو اشیاء تھیں دارتان کے کہنے پر وہ ساری چیزیں اس دیگ میں رکھی جانے لگی تھیں۔ یہ ایک بہت بڑی دیگ تھی۔ اتنی بڑی کہ اس میں پوری بھیڑ پکائی جا سکتی تھی۔

اس موقع پر سائرس نے جب مقبرے کا مزید جائزہ لیا تو اس نے دیکھا کہ سرمتی بادشاہ گزر کے دائیں پہلو میں ایک عورت کی میت بھی پڑی ہوئی تھی جو سردار کی تقریباً ہم عصر معلوم ہوتی تھی اور اپنے ریشمی لباس میں ملبوس شان و شوکت کی مالک تھی۔ اس کے پاس ایک چاندی کے روغن دان میں تیل بھرا ہوا تھا اور ایک چھوٹا سا دستی آئینہ رکھا تھا۔ صاف ظاہر تھا اس نے اپنے شوہر کی میت کے ساتھ دفن ہونے کے لئے خودکشی کی ہو گی۔ اس بناء پر وہ یقیناً ملکہ ہو گی جو تیمرس کی ماں تھی۔

سائرس نے آگے بڑھ کر جب وہ آئینہ اٹھایا تو اس نے دیکھا وہ نہایت عمدہ کانسی کا

بنا ہوا تھا اور اسے صیقل کر کے چمکا کر انتہائی شفاف بنا دیا گیا تھا۔ آئینے کا دستہ سونے کا تھا جس پر شیرنی کا سر اور بڑی دیوی کا سر بنا ہوا تھا۔ اس آئینے کے دستے کو دیکھ کر سائرس دنگ رہ گیا۔ اس لئے کہ اس آئینے کا دستہ بالکل اس کے خنجر کے سونے کے دستے جیسا تھا جو خنجر اسے قوم ماد کی ملکہ ماندانہ نے مہیا کیا تھا۔

مقبرے کا سارا قیمتی سامان دیگ میں ڈالنے کے بعد اب دارتان اس دیگ کو باہر نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ سارا بیش قیمت سامان اس دیگ میں بھر لیا گیا تھا لیکن مصیبت یہ کہ جس سمت سے وہ راستہ بنا کر آئے تھے اس سمت سے دیگ کا نکالنا بڑا مشکل اور محنت طلب کام تھا۔ اس موقع پر سائرس کے ساتھیوں کے علاوہ قومِ ماد کے کچھ لوگوں نے بھی مقبرے کا سامان نکالنے میں بدشگونی سمجھی۔ لیکن دارتان نہ مانا۔ اس لئے کہ اس کا کہنا تھا کہ ہمیں کئی من خالص سونا اور جواہرات مفت میں ہاتھ لگ گئے ہیں۔ اس لئے ان کو چھوڑنا مناسب نہیں۔

یہ کارروائی کرنے تک چونکہ سورج غروب ہو گیا تھا لہٰذا مقبرے کے اندر سے جلدی جلدی سونے اور جواہرات سے بھری ہوئی وہ دیگ نکالی گئی۔ سائرس نے اس دیگ سے اور اس کے اندر رکھے جانے والے سونے اور جواہرات سے کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اُس کی بے توجہی پر دارتان بڑا خوش ہوا اور دولت سے بھری ہوئی اس دیگ کو اپنے خیمے میں لے گیا۔

سورج غروب ہونے کے بعد سائرس نے اس جگہ کے سامنے کی طرف جہاں گھوڑوں کو رکھا گیا تھا، پہرے کے لئے کئی دستے مقرر کر دیئے تھے۔ سائرس کو اندیشہ تھا کہ کہیں رات کی تاریکی میں ان چراگاہوں کی عورتیں ماہرانہ انداز میں ہتھیاروں کو استعمال کرتے ہوئے انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ اس لئے کہ سائرس نے دیکھا تھا کہ واپس جاتے ہوئے تیمرس کے تیور اچھے نہیں تھے۔ وہ غصے اور غضب ناکی کی حالت میں تھی اور نقصان پہنچانے کے لئے کوئی بھی انتقامی کارروائی کر سکتی تھی۔

چنانچہ اپنے لشکر کی حفاظت کے سارے انتظام کرنے کے بعد جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں پہرے دار مقرر کرنے کے بعد سائرس اپنے خیمے میں جا کر آرام کرنے لگا۔

اگلے روز صبح سویرے جبکہ فضاؤں کے اندر ابھی ہلکی تاریکی تھی، سائرس اٹھا۔ بستر سے اٹھ کر وہ چند قدم ہی خیمے کے دروازے کی طرف گیا ہوگا کہ اس کا پاؤں کسی پر پڑا۔ سائرس نے دیکھا وہ اس کا مشیر اور سالار امبا تھا جو اس کے خیمے کے دروازے پر ہی پڑ

کر سو گیا تھا۔ ایسا شاید اس نے سائرس کی حفاظت کے لئے کیا تھا۔ امبا کو وہاں اس حالت میں دیکھتے ہوئے سائرس مسکرایا۔ اُس نے اس موقع پر امبا کو جگایا نہیں۔ اس لئے کہ امبا اس وقت گہری نیند سو رہا تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ فضاؤں میں ابھی تاریکی تھی۔ تاہم مشرق سے روشنی کے آثار نمودار ہو رہے تھے اور خیمے سے باہر جو چیزیں تھیں وہ صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ امبا کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس آگے بڑھا۔ کیونکہ اس کا دھیان امبا کی طرف تھا لہٰذا وہ سامنے کسی چیز سے ٹکرایا۔

ٹھوکر کھانے کے بعد سائرس نے جب سامنے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ اس لئے کہ اس کے خیمے کے دروازے کے سامنے وہی کانسی کی بڑی دیگ پڑی تھی۔ جس کے اندر دارتان نے مقبرے کا خزانہ جو سونے اور جواہرات پر مشتمل تھا، رکھا تھا۔ اس دیگ کا منہ سرخ مٹی کے ڈھکن سے بند کر دیا گیا تھا اور اس ڈھکن کے اوپر دارتان کا کٹا ہوا سر خون سے تر بہ تر پڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر اس کے چمک دار دانت داڑھی میں سے نظر رہے تھے۔

سائرس نے جب آگے بڑھ کر دیگ کا ڈھکن اٹھایا تو دیگ کے اندر نہ سونا تھا نہ جواہرات جو گزشتہ دن دارتان نے مقبرے سے لے کر دیگ میں ڈالا تھا۔ بلکہ دیگ کے اندر دارتان کے جسم کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ یہ صورتِ حال سائرس کے لئے بڑی تکلیف دہ اور اندوہ ناک تھی۔

اتنے میں لشکر کے اندر جو لوگ جاگ گئے تھے وہ جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دارتان کے مارے جانے کی خبر جب لشکر میں پھیلی تو سارے لشکری اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر سائرس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا کہ کیا ان لوگوں نے کسی کو پڑاؤ میں آتے جاتے دیکھا ہے؟

لوگوں نے کہا۔ ہم نے کسی کو لشکر میں آتے جاتے نہیں دیکھا۔ نہ ہی ان علاقوں کی مسلح عورتیں ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوئی ہیں۔

تاہم ایک پہرے دار نے جس کا تعلق سکائی قبیلے سے تھا، بعنا، سکے، پائی پہلا کہ انکشاف کیا کہ سائرس اور دارتان کے لشکر میں قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس نے جو سکائی رہنما اور لشکری شامل کئے تھے وہ اپنے گھوڑوں سمیت لشکر سے غائب ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد اس سکائی باشندے نے سائرس پر وہ انکشافات کئے جنہیں سن کر سائرس حیرت زدہ اور دنگ رہ گیا تھا۔ اس سکائی سالار کا کہنا تھا۔

''یہ جو دارتان کو قتل کرنے کی واردات ہوئی ہے، یہ قتل یہاں کی مسلح عورتوں نے نہیں کیا ہے۔ بلکہ یہ کام ہمارے لشکر میں شامل سکائی راہنماؤں نے کیا ہے۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق تھا تو یہ صاف ظاہر تھا کہ مقبرے کی بے حرمتی، لوٹ کھسوٹ دیکھنے کے بعد وہ مسلح عورتیں پھر اس طرف نہیں آئی تھیں اور نہ ہی انہیں اس طرف آنے کی جرأت ہوئی تھی۔ لیکن لشکر کے اندر سکائی رہنما جو اس وقت خاموش تھے، مقبرے کے ساتھ ہونے والے سلوک پر انہوں نے کسی قسم کے ردِعمل کا اظہار نہیں کیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سکائی سالار کچھ دیر کے لئے رکا، پھر مزید انکشاف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس نے ان سکائی رہنماؤں کو اس بات کا بہت بڑا معاوضہ دینا طے کیا تھا کہ وہ جب دیکھیں کہ سائرس اور دارتان اپنے لشکر کے ساتھ ان علاقوں میں پہنچ گئے ہیں یعنی سبزہ زارِ اعظم میں آگئے ہیں تو وہ سکائی موقع جان کر سائرس اور دارتان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔''

اس سکائی نے یہ انکشاف کیا کہ آستیاگس سائرس کو اس لئے ختم کرنا چاہتا تھا کہ پارس کی حکومت کبھی طاقت پکڑ کر اس کے سامنے نہ آئے۔ آستیاگس جانتا تھا کہ سائرس کا باپ بیمار ہے، مرنے کے قریب ہے۔ اگر اس موقع پر سائرس کا خاتمہ کر دیا جائے تو اس کے باپ کے مرنے کے بعد پارس کی سلطنت کو بھی آستیاگس اپنے علاقوں میں شامل کر لے گا۔

جہاں تک دارتان کا تعلق تھا تو اسے قتل کرانے کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں آستیاگس اور دارتان کے باپ ہارپیگ کے درمیان ایک چپقلش اور رسہ کشی جاری تھی۔ ہارپیگ کا تعلق آرمیبیا سے تھا۔ اب آستیاگس کھل کر ہارپیگ کے خلاف حرکت میں نہیں آ سکتا تھا اس لئے کہ اس کے لشکر میں ان گنت آرمیبیا کے مسلح جوان ہیں۔ اگر وہ ہارپیگ کے خلاف حرکت میں آتا تو یقیناً وہ آرمیبیا کے لشکری ہارپیگ کے حق میں آستیاگس کے خلاف بغاوت کھڑی کر دیتے اور آستیاگس ایسا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے بڑے طریقے، بڑے سلیقے اور سوچ سمجھ کر اس مہم کا اہتمام کیا تھا تاکہ اس مہم کے دوران سکائی جنگجوؤں کے ہاتھوں سائرس اور دارتان دونوں کا خاتمہ کرا دیا جائے۔ اس طرح قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کے کہنے پر سکائی جنگجو دارتان کو ختم کر کے دیگ کے اندر محفوظ کی جانے والی ساری دولت لے اُڑے تھے۔

اس موقع پر سائرس پر ایک چونکا دینے والا انکشاف بھی ہوا تھا۔ جس وقت وہ گھات میں بیٹھنے والی تین لڑکیوں کے تعاقب میں اپنے لشکریوں کے ساتھ گیا تو اس تعاقب سے پہلے سائرس پر ایک تیر چلایا گیا تھا۔ اس تیر سے سائرس کو چھوٹا سا زخم بھی آیا تھا۔ اس لئے کہ وہ تیر اس کی بغل سے ہوتا ہوا گزر گیا تھا۔ اور جب لڑکیاں گرفتار ہوئیں تو ان لڑکیوں کی پشت پر جو ترکش تھے اور ان کے اندر جو انہوں نے تیر ڈال رکھے تھے وہ تیر اس تیر سے نہیں ملتے تھے جو سائرس پر چلایا گیا تھا۔

یہ خیال آتے ہی سائرس کو یقین ہو گیا کہ وہ تیر اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کے لشکر میں شامل کسی سکائی جنگجو نے گھات میں بیٹھ کر چلایا ہو گا۔ چنانچہ ان انکشافات پر اور دارتان کے قتل ہونے پر سائرس، آستیاگس سے انتہا درجہ کی نفرت کرنے لگا تھا۔





سائرس دارتان کے بغیر بڑا اُداس اور افسردہ رہنے لگا تھا۔ اس کے حکم پر دارتان کی لاش کو دیگ سے نکال کر محفوظ کرلیا گیا تھا تاکہ لاش کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کے باپ ہارپیگ تک پہنچا دیا جائے اور اسے مناسب طریقے سے اس کے باپ کی مرضی کے مطابق دفن کیا جائے۔ اس صورتِ حال کے بعد سائرس نے ان علاقوں سے نکل کر واپس جانے کا تہیہ کرلیا تھا۔

دارتان کی موت کے بعد سائرس نے اپنے اور قومِ ماد کے سارے سالاروں کو ایک جگہ جمع کیا اور ان پر واضح کیا کہ اس سبزہ زارِ اعظم کا سفر سخت جان لیوا اور مشکل ہے۔ اب میرا آگے بڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ لہٰذا میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس سبزہ زار سے نکلنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے؟

سب سالاروں نے جنوب کی طرف چلنے کا مشورہ دیا جبکہ راستے سب نے مختلف بتائے تھے اس لئے کہ کوہ سفید میں اس جگہ کا تصور ہر ایک کی نظر میں مختلف تھا جہاں سے ہو کر دریائے کورش گزرتا تھا۔

چنانچہ سائرس کو پہلے اندازہ تھا کہ اس کے سارے سالار جنوب کی طرف چلنے کا مشورہ دیں گے۔ لیکن ان کے بتائے ہوئے مختلف راستوں میں سے اس نے وہ راستہ اختیار کیا جو اس نے خود سوچ رکھا تھا اور بڑے غور و فکر کے بعد اپنے حافظے سے بار بار مدد لے کر یہ راستہ پوری احتیاط سے متعین کیا تھا۔ اس لئے کہ اس معاملے میں کوئی غلطی کرنے اور خطرہ مول لینے کی بالکل گنجائش نہ تھی۔ چنانچہ اس نے صحیح راستہ متعین کرنے کے لئے ستاروں کی سمتوں پر جو وہ ہر رات کو دیکھتا تھا، غور کیا اور یہ بھی دیکھا کہ اس نے کتنی دفعہ کوچ کیا ہے اور آگے بڑھا ہے۔ اور یہ بھی کہ ہر دفعہ کتنی مسافت طے کی ہے۔ اس کا مجموعی تخمینہ کیا بنتا ہے۔ ان سارے عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے سائرس جنوب کی

سمت میں بڑی تیزی اور سرعت سے بڑھنا شروع ہوا تھا۔

ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ انہوں نے دیکھا ان کے پیچھے راستے پر گرد کے بادل اُٹھنا شروع ہوئے تھے۔ ابھی چونکہ سرما شروع نہ ہوا تھا لہٰذا زمین خشک تھی جس کی وجہ سے پیچھے آنے والے گھوڑوں کی وجہ سے فضا میں گرد کے بادل اٹھے تھے۔ اس گرد کو دیکھتے ہوئے سائرس نے اپنے لشکر کو روک دیا اور اپنے اردگرد کھڑے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ جو گرد ہمارے پیچھے اُڑ رہی ہے اس سے میں اندازہ لگاتا ہوں کہ ہمارے پیچھے آنے والے چند سوار ہیں۔ میں اس لئے رک گیا ہوں کہ دیکھوں وہ کون ہے اور کیا وہ ہمارے لئے کوئی پیغام رکھتے ہیں؟''

ابھی سائرس نے یہی کہا تھا کہ پشت کی جانب سے دس کے قریب سوار اپنے گھوڑوں کو بھگاتے دکھائی دیئے اور ان کے ساتھ کچھ فالتو گھوڑے بھی تھے۔

آنے والے ان لوگوں نے سر پر رکھی ٹوپیوں پر کپڑے لپیٹ رکھے تھے اور تنگ شلواریں پہنے ہوئے تھے۔ سائرس کے وطن پارس کے لوگ دور دراز کے تند اور تیز سفر میں ایسے ہی لباس پہنتے تھے۔ جب وہ نزدیک آئے تو سائرس انہیں پہچان گیا۔ ان کے آگے سائرس کا ایک سالار تھا۔ پیچھے آنے والے پارساگرد کے مخبر تھے۔ قریب آ کر سائرس کو پا لینے کی خوشی میں ان لوگوں نے نعرے بلند کئے۔ جب وہ سائرس کے قریب آئے تو سائرس اپنے گھوڑوں سے اتر کر بڑے پُر جوش انداز میں ان سے ملا۔ چنانچہ ان لوگوں سے تفصیل جاننے کے لئے سائرس نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

پڑاؤ کے بعد آنے والے ان سواروں نے سائرس پر یہ انکشاف کیا کہ اس کا باپ اپنے مرکزی شہر پارساگرد میں چند روز بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ پارساگرد کے قریب دریا کے کنارے اس کے باپ کو دفن کر دیا گیا ہے۔ آنے والے ان لوگوں نے سائرس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ کچھ تیز رفتار قاصد اکبتانا یعنی ہمدان سے قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کا یہ پیغام لے کر ان کے مرکزی شہر پارساگرد گئے تھے کہ سائرس ایک جنگ میں مارا گیا ہے۔

آنے والے قاصدوں نے یہ بھی بتایا کہ سائرس کی بیوی کاسندان نے اس کے مارے جانے کی خبر سنتے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اس خبر پر یقین نہیں کرتی اور اس نے بہت

سے لوگوں پر یہ بھی انکشاف کیا کہ میں نے خواب میں سائرس کو زندہ سلامت دیکھا ہے۔ وہ پارساگرد کی طرف آ رہا ہے۔

آنے والے قاصدوں نے سائرس کو یہ بھی اطلاع دی کہ قومِ ماد کا بادشاہ آستیاگس ان کے سخت خلاف ہے۔ وہ پارس کے علاقوں پر بھی قبضہ کرنے کے متعلق سوچ رہا ہے۔ لہٰذا اپنے باپ کمبوجیہ کی موت کے بعد سائرس کو وقت ضائع کیئے بغیر اپنے مرکزی شہر پارساگرد پہنچ کر اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کرنا چاہیئے اور تخت نشین ہونے کے بعد پارس کی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنا چاہیئے۔

یہ پیغام ملنے کے تھوڑی دیر بعد سائرس نے پڑاؤ ختم کر کے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ وہ جاڑے کا موسم تھا، نیلے کوہستانوں کے درے برف سے اٹ گئے تھے۔ چنانچہ آگے بڑھنے کے بعد ایک جگہ سائرس کو رکنا پڑا تا کہ برف کے پگھلنے اور دروں کے کھلنے کا انتظار کرے۔ چنانچہ اسی طرح سفر کرتے ہوئے اپنے لشکر کو لے کر وہ پارساگرد کی طرف روانہ ہوا تھا۔

راستے میں اس نے ان لشکریوں کو علیحدہ کیا جو آستیاگس نے وارتان کی کمانداری میں سائرس کے ساتھ کیا تھا۔ ان کے حوالے وارتان کی سر کٹی لاش کی گئی۔ لاش گو سربریدہ تھی مگر اسے غسل دیا گیا تھا۔ پھر مروجہ طریقے کے مطابق سینے پر کئی قسم کا تیل لگانے کے بعد اسے جڑی بوٹیوں میں لپیٹ دیا گیا تھا تا کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہے۔ لہٰذا وہ لاش سائرس نے اکبتانا کے لشکریوں کے حوالے کی اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ لاش کو لے کر اکبتانا جائیں اور لاش کو وارتان کے باپ ہارپیگ کے حوالے کر دیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں جس وقت سائرس اپنے وطن سے نکل کر اکبتانا کی طرف روانہ ہوا تھا اس وقت دور دور تک سرما کی وجہ سے گھاس خشک ہو کر زرد پڑنا شروع ہو گئی تھی۔ اب جب وہ واپس اپنے مرکزی شہر آیا تو پھر اس نے اپنی سرزمینوں کو اسی حالت میں پایا۔ جب وہ پارساگرد کے شاہی محل کے سامنے اپنے گھوڑے سے اُترا تو اس نے دیکھا اس کی بیوی کاسندان اپنے دونوں بچوں کو لئے اس کے استقبال کے لئے کھڑی تھی۔ بچے اب کافی بڑے ہو گئے تھے۔ کاسندان اس وقت ارغوانی رنگ کی نئی عبا پہنے ہوئے تھی جس کے تکمے ہخامنشی شاہی خاندان کی نشانی یعنی پروں جیسے تھے۔

اپنی بیوی کے پاس آ کر سائرس پُرجوش انداز میں اس سے ملا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''تمہارے خواب کی تعبیر بڑی مبارک ثابت ہوئی اور میں بخیریت تمہارے پاس پہنچ گیا ہوں۔''

اس طرح اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر سائرس شاہی قلعہ میں داخل ہوا تھا۔

☆★☆

اگلے روز پارساگرد میں سائرس کی تاج پوشی کا جشن منایا گیا اور اسے اہلِ پارس کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ تاج پوشی کے وقت اس کی عمر اڑتیس سال کے لگ بھگ تھی۔ تاج پوشی کے وقت اس نے اپنی رعایا سے وعدہ کیا کہ وہ گفتار اور کردار میں نیک رہے گا۔ دوستوں سے دغا نہیں کرے گا۔ امیر اور غریب کو ایک آنکھ سے دیکھے گا۔ ہمیشہ رعایا کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دے گا۔

تاج پوشی کے وقت جن سرداروں اور سالاروں نے تاج پوشی میں حصہ لیا، سائرس نے انہیں چاندی کی بنی ہوئی بیش بہا چیزوں کے تحفے دیئے۔ اس موقع پر اس کا مشیر سالار مہرداد جو ایک خاموش طبع انسان تھا، اقرار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ جس طرح لوگوں میں تحائف تقسیم کر رہے ہیں اس طرح تو خزانہ خالی ہو جائے گا۔ آپ کے باپ نے یہ خزانہ بڑی مشکل سے جمع کیا تھا اور آپ اسے خالی کر رہے ہیں۔''

سائرس جانتا تھا کہ مہرداد جو کچھ کہہ رہا تھا اس کی بھلائی، اس کے بھلے کے لئے کہہ رہا تھا لہٰذا اس نے اس موقع پر مہرداد سے کچھ نہ کہا لیکن توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہ گیا تھا۔

ہر نئے بادشاہ کے دل میں بادشاہت سنبھالنے کے بعد یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ایسا محل تعمیر کرائے جو اس کے آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے محلوں سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ چنانچہ کورش نے بھی یہی ارادہ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جس ایوان میں شاہی دربار لگے اور ممتاز سفراء اور امراء باریاب ہوں، وہ صحیح معنوں میں اہلِ پارس کے حکمرانوں کے شایانِ شان ہو۔ نہ کہ کھلا سا احاطہ ہو جس میں ضیافت کے بعد کوؤں کے غول جمع ہوتے پھریں۔

یہ نیا محل بنانے کے لئے اس نے بابل سے فنِ تعمیر کے ماہرین بلوائے۔ یہ لوگ اپنے فن کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ مگر جب سائرس نے انہیں سمجھانا چاہا کہ موجودہ شاہی عمارت میں کیا اضافے ضروری ہیں تو انہوں نے کہا کہ نئی بنیادیں رکھے بغیر اس طرح کے تعمیری اضافے ممکن نہیں۔ اس مقصد کے لئے پرانی عمارت کو گرانا ہوگا۔

سائرس نے ان کی یہ بات سن کر کہا۔
''اگر اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا تو پرانی عمارت کو گرا دیا جائے اور نئی بنیادیں رکھی جائیں۔ اور بنیادیں کسی معمولی پتھر کی نہ ہوں بلکہ سنگِ مرمر کی ہوں۔''
ان کاریگروں کو سمجھاتے ہوئے سائرس نے یہ بھی کہا۔
''ڈیوڑھی کے ستون بھی سنگِ مرمر کے ہونے چاہئیں۔ دربار کا دیوان اتنا ہی وسیع ہو جتنا قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کا اکبتانا شہر میں ہے اور اس کا ہر ستون چالیس فٹ اونچا اور گولائی میں ایسا ہو کہ ایک آدمی دونوں بازو پھیلا کر انہیں گرفت میں نہ لے سکے۔
اس موقع پر سائرس اور کاریگروں کے لئے یہ مشکل آن پڑی تھی کہ آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے سائرس سے کہا کہ اتنے اونچے ستون عمارت کے لئے خطرہ بن جائیں گے اور بوجھ نہ سہار سکیں گے۔ چنانچہ اُن کے اس اعتراض پر سائرس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''تم چھت ایرانی طرز پر مخروطی رکھو۔ اس پر برف بھی نہ جم سکے گی۔''
وہ ماہرینِ تعمیر چونکہ گرم میدانی علاقے کے رہنے والے تھے، انہیں خیال نہ آیا تھا کہ اس علاقے میں، جہاں برف باری ہوتی ہے، مسطح چھتیں مناسب نہیں۔
جب محل کی پرانی عمارت گرائی جانے لگی تو سائرس نے اپنی بیوی کاسندان اور اپنے دونوں بیٹوں کو محل سے نکال کر شاہی محل سے چند قدم کے فاصلے پر پختہ اینٹ کا ایک حویلی نما مکان رہائش کے لئے دیا تھا۔ کاسندان اسی عمارت میں رہنے لگی۔ چنانچہ سائرس کے کہنے پر اس کے مرکزی شہر پارساگرد میں، اس کا نیا محل بڑی تیزی سے تیار ہونے لگا تھا۔
تاج پوشی کے بعد سائرس کو اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مقامی رسم و رواج اور اپنے آباؤ اجداد کے رواج کے مطابق اپنی سلطنت کا دورہ کرنا تھا۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسے اپنے پورے علاقوں کا جائزہ لینا تھا۔ چنانچہ تاج پوشی اور محل کی تعمیر کا حکم دینے کے بعد اس کام کی تکمیل کے لئے سائرس نے اپنے بہترین بارہ سالاروں کو طلب کیا۔ ان بارہ سالاروں میں فرناک اور کراوش بھی شامل تھے۔ جب یہ بارہ سالار اس کے سامنے آئے تب انہیں مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔
''میرے وفادار ساتھیو! تم بارہ میں سے دو کو میں علیحدہ کرتا ہوں۔ یہ دو فرناک اور کراوش ہیں۔ کیونکہ یہ اجنبی سرزمینوں کے ہیں اور میری خدمت کے لئے میرے ساتھ

شامل ہوئے ہیں اور میں ان کی کارکردگی دیکھتے ہوئے انہیں اپنے بہترین سالاروں میں شامل کر چکا ہوں لہٰذا انہیں میں ایک طرف کرتا ہوں۔ باقی دس میری بات غور سے سنو۔ تم میں سے ہر ایک اپنے ہی جیسے دس سردار اپنے ساتھ لائے۔ یعنی ہر کوئی دس سالاروں کو اپنے ماتحت کر کے لائے تاکہ جب میں سلطنت کے دورے پر نکلوں تو تم سب میرے ہم رکاب ہو۔ ان سو امراء کا دستہ ہزار سواروں کے اس مستقل وفادار دستے کی بنیاد پر بنایا جائے گا۔''

تاریخ میں یونانیوں نے سائرس کے اسی محافظ دستے کو اپنے تاریخی نوشتوں میں ایرانی شہنشاہ کے لافانی سرداروں کا لقب دیا تھا۔

چنانچہ وہ دس سالار جب اپنے ساتھ دس دس مزید سالاروں کو لے کر آئے تو ان سو سالاروں نے ایک بار پھر سائرس کی وفاداری کا حلف اٹھایا۔ اس حلف وفاداری کے بعد سائرس نے فرناک اور کراوش کو اپنے سامنے بلایا۔ کچھ دیر تک ان دونوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا، پھر اس کی نگاہیں فرناک پر جم گئیں اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فرناک! یہ مت خیال کرنا کہ میں نے ان دس سالاروں کو علیحدہ حکم دیا ہے۔ جو حکم میں نے انہیں دیا ہے اس میں تمہیں اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ تم ان سرزمینوں کے رہائشی نہیں ہو۔ تم اپنے ساتھ مزید دس سالار اکٹھے نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے تمہیں اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں تمہیں ان دس سالاروں میں سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ جہاں تک کراوش کا تعلق ہے وہ تیغ زنی اور جنگی مہارت میں تم سے کم ہے لیکن جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو تمہیں تو میں ایک طرح سے اپنے لشکریوں کا سالار اعلیٰ تسلیم کرتا ہوں۔ جس طرح میں نے اپنے دس سالاروں کے ذمے کام لگایا ہے اسی طرح میں تمہارے ذمے بھی کام لگانے لگا ہوں۔ جو کام میں تمہارے ذمے لگاؤں گا اسی کام کی تکمیل کے لئے کراوش تمہارے ساتھ تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس رکا، پھر دوبارہ فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم اور کراوش دونوں آج ہی قومِ عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں قومِ ماد کے بادشاہ گوبارو کی خدمت میں حاضر ہو اور اس سے کہو میں قوم ماد کی سرزمینوں سے واپس آچکا ہوں۔ قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس نے شمالی علاقوں کی ایک مہم میرے سپرد کی تھی اس مہم کے دوران چونکہ مجھے خبر ہو گئی تھی کہ قومِ ماد کا بادشاہ آستیاگس

میرے قتل کے درپے ہے لہٰذا اس مہم کو ادھورا چھوڑ کر میں آستیاگس سے ملے بغیر اپنے علاقوں میں آ گیا ہوں۔ میرا باپ مر چکا ہے۔ اب میں پارس کے تخت و تاج کا مالک ہوں۔ لہٰذا ان حالات میں گوبارو کو میری طرف سے یہ دعوت دینا کہ قومِ ماد کے خلاف وہ میرا ساتھ دے۔ اس لئے کہ اگر ہم متحد نہ ہوئے تو آستیاگس ماضی کی طرح ہم دونوں کو اپنا غلام بنائے رکھے گا۔ اور کم از کم میں غلامانہ زندگی بسر نہیں کرنا چاہتا۔ گوبارو سے کہنا کہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ماد کا بادشاہ میرے خلاف حرکت میں آئے گا۔ کوئی میرا ساتھ دے نہ دے، میں اس کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤں گا۔"

اس کے بعد بڑے رازدارانہ انداز میں پیغام کی تفصیل سائرس نے فرناک کو سمجھا دی تھی۔ پھر فرناک کو زادِ راہ دیا گیا اور سائرس کے حکم پر فرناک اور کراوش دونوں پارساگرد سے نکل کر قومِ عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

☆★☆

اپنے سو سالاروں پر مشتمل اپنے حفاظتی دستے ترتیب دینے کے بعد سائرس اپنی مملکت کے دورے پر نکلا۔

سائرس جس جس قصبے، جس جس شہر اور بستی میں گیا وہاں کے لوگوں نے اپنی بستیوں سے باہر نکل کر اس کا استقبال اور خیر مقدم کیا۔ اور جب سائرس ان کی بستیوں کے پاس پہنچا تو وہ لوگ پھلوں کے علاوہ نفیس اشیائے خوردنی اور عمدہ اور قیمتی کپڑے تحفوں کے طور پر سائرس کی خدمت میں پیش کرتے۔ سائرس جہاں جہاں بھی گیا، ہر بستی کی عورت کو اس نے ایک ایک اشرفی انعام میں دی۔ ان اشرفیوں پر لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کی تصویریں کندہ تھیں۔ اس لئے کہ ان علاقوں میں اس وقت وہی سکہ چلتا تھا۔ لیڈیا کی مملکت ایشیائے کوچک کے علاقے کے علاوہ اناطولیہ کے میدانوں میں پھیلی ہوئی تھی اور اس کا بادشاہ ان دنوں کرزوس تھا۔

جو قبائل ان دنوں سائرس کے تحت تھے ان کے علاوہ سائرس ان قبائل کی طرف بھی گیا جو براہِ راست اس کے تحت نہیں تھے۔ اس طرح وہ ان کے دلوں پر اپنی وجاہت اور جادو بیانی کا سکہ بٹھانا چاہتا تھا۔ ان قبائل اور ان کے جنگجوؤں سے ملتے ہوئے اس نے ان سے اس کے سوا کسی بات کا مطالبہ نہ کیا کہ تم بادشاہ کے دوست بن جاؤ۔

چنانچہ وہ قبائل جو اس کے ماتحت نہیں تھے، انہوں نے بھی بڑے شاندار انداز میں سائرس کا استقبال کیا۔ اور جب وہ ان قبائل سے رخصت ہونے لگا تو آخری تقریر کے

طور پر انہیں مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''تم دیکھتے ہو کہ پالتو حیوانوں میں بھی یکجہتی اور ایکا ہوتا ہے۔ وہ سب اکٹھے ایک جگہ بے کھٹکے چلتے پھرتے ہیں۔ مگر خطرے کی بُو سونگھتے ہی ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ کسی ایک حیوان کو اپنا سرکردہ بنا لیتے ہیں۔ جدھر وہ جاتا ہے، اس کے پیچھے سب ادھر کا ہی رخ کر لیتے ہیں۔ اگر ہمارے علاقوں کے امن میں کسی خطرے کی وجہ سے خلل پڑتا ہوتو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم بھی ایسا کریں؟ پس ایسا ہی کوئی وقت اگر تم پر آئے تو تم مجھے بلا لینا تا کہ میں تمہاری حفاظت کرسکوں۔''

سائرس کی اس تقریر سے وہ لوگ بڑے خوش ہوئے تھے اور ایک طرح سے انہوں نے سائرس کو اپنا حاکم اور سربراہ تسلیم کرلیا تھا۔

اب سائرس کے سامنے صرف کرمانی قبائل تھے جن کو زیر کرنا تھا۔ یہ کرمانی بیرونی علاقوں میں بستے تھے اور بڑے تند خو قسم کے لوگ تھے۔ وہ سرخ پتھر کی ان پہاڑیوں پر آباد تھے جو کرمان تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ سطح مرتفع اب بھی کرمان کے نام سے موسوم ہے۔ فاصلے کے لحاظ سے بھی یہ پہاڑیاں سائرس کے علاقے سے کوسوں دور تھیں۔

ان دنوں ان کرمانیوں کا سردار اور حاکم ایک شخص طبل نام کا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بڑا جنگجو، انتہائی دلیر اور ساتھ ہی سرکش تھا اور کسی کے قانون کو نہیں مانتا تھا۔ اپنے علاقے کے لئے اس نے خود قانون بنا رکھا تھا۔

یہ اتنا سرکش اور نڈر تھا کہ اس نے سائرس کے جشنِ تاج پوشی میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔ حالانکہ سائرس نے اسے شرکت کا دعوت نامہ بھیجا تھا لیکن اس نے شرکت کا وہ دعوت نامہ یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں کوئی سائرس کا ماتحت یا باج گزار نہیں ہوں کہ اس کے جشن میں شرکت کروں اور اسے نذرانے پیش کروں۔ میں تو ایک خودمختار حکمران ہوں۔''

اس طبل کا شہر دریا کے موڑ پر کوہستانی بلندی پر واقع تھا۔ چنانچہ سارے قبائل کو اپنا ماتحت کرنے کے بعد سائرس طبل کی اس پہاڑی کی طرف گیا جس پر اس کا شہر تھا۔ طبل کو خبر ہوگئی تھی کہ اہلِ فارس کا بادشاہ اس کے علاقوں میں داخل ہو چکا ہے لیکن وہ استقبال کے لئے نیچے نہیں اُترا۔ اس کی دیدہ دلیری کا یہ عالم تھا کہ اس نے کوہستانی سلسلے کے اوپر جو اس کا شہر تھا اس کا دروازہ بند کروا دیا اور فصیل کے اوپر جو بہت بڑا برج تھا اس میں بیٹھ کر سائرس کی آمد کا جائزہ لینے لگا۔ جبکہ کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے اس نے شہر کے اندر ہزاروں کرمانیوں کو بالکل تیار کر دیا تھا۔

جب سائرس اپنے پرچم لہراتا سواروں کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے کے قریب پہنچا جس کے اوپر طبل کا شہر تھا تو اس نے اس پہاڑ کا جائزہ لیا جس پر شہر آباد تھا۔ اس کے بعد اپنا گھوڑا دریا کے گھاٹ پر روک دیا۔ اس موقع پر اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا، اسے برج کے اندر طبل بیٹھا دکھائی دیا۔ چنانچہ اس نے بلند آواز میں طبل کو مخاطب کر کے کہا۔

''تم وہاں کیوں چڑھے بیٹھے ہو؟ نیچے کیوں نہیں اترتے؟''

طبل نے پہلے سائرس کے ساتھیوں کا جائزہ لیا۔ سائرس اپنے پورے مسلح ساتھیوں کو لے کر وہاں نہیں آیا تھا۔ اس کے پیچھے صرف سو سوار تھے۔ اس موقع پر سائرس کو مخاطب کر کے طبل کہنے لگا۔

''تم پوچھتے ہو کہ میں یہاں کیوں بیٹھا ہوا ہوں۔ میرا جواب یہ ہے کہ مجھے پتہ ہی نہیں کہ اگر یہ نہ کروں تو کیا کروں۔''

اُس کے اس جواب پر سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''ہم نے سنا ہے کہ تم خود کو لشکر کا سالار نہیں سمجھتے بلکہ یہ سمجھتے ہو کہ تم بادشاہ ہو۔ اور جو انسان اس شہر میں بستے ہیں تمہاری رعیت ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟''

''ہاں.......یہی بات ہے۔'' طبل نے پہلے جیسی اکڑ میں جواب دیا تھا۔

''تو پھر نیچے آؤ اور اس الزام کی صفائی پیش کرو۔'' اس کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس نے کہا۔

''کون سے الزام کی صفائی؟'' درشت لہجے میں طبل نے کہہ دیا تھا۔

''اس الزام کی کہ تم اس شہر کے باشندوں کی خدمت کرنے کی بجائے ان پر جابرانہ حکومت کر رہے ہو۔''

طبل، سائرس کی اس بات پر غور کرنے لگا۔ وہ کوئی خوف و ہراس محسوس نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ بات یہ تھی کہ وہ سائرس کے الفاظ کا صحیح مفہوم سمجھنا چاہتا تھا۔ اس نے پوچھا۔

''میرا مقدمہ کس کے سامنے پیش ہو گا؟''

''اس کے سامنے جو تمہیں مقدمہ پیش ہوئے بغیر بھی سزا دے سکتا ہے۔'' سائرس نے اس بار اپنا لہجہ تبدیل کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اچھا.......کون ہے وہ؟'' طبل نے پھر پوچھ لیا تھا۔

''میں.......اہلِ فارس کا بادشاہ سائرس۔''

اب طبل سوچ میں پڑ گیا۔ وہ ایک حکمران تھا اس لئے اس زمانے کے دستور کے

مطابق سائرس کے سامنے پیش ہونے سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ اسے بہتری اسی میں نظر آئی کہ اس کے سامنے حاضر ہو جائے۔

چنانچہ صرف ایک سو شمشیر بدست جوانوں اور اپنے تمام قانون دانوں اور مشیروں کے ساتھ وہ نیچے اترا اور سائرس کے سامنے پیش ہوا۔

دریا کے کنارے عدالت بیٹھ گئی۔ سائرس ایک چٹائی پر بیٹھا۔ طبل کو ملزم کی حیثیت سے اس کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی صفائی میں بیان دینا پڑا۔ یہ وہی طبل تھا جو خبر نہیں کتنی لڑائیاں لڑ چکا تھا۔

گو سائرس اس کے لئے عدالت بنا بیٹھا تھا مگر اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ رہا تھا۔ اہلِ فارس میں جو قانون رائج تھا اس کی رو سے جس شخص پر الزام عائد کیا جاتا تھا اسے اپنی صفائی میں اپنے نیک اعمال اور بہادری کے کارنامے پیش کرنے کا حق ہوتا تھا۔ اس کے نیک کاموں کا پلہ برے کاموں سے بھاری ہوتا تو اسے بری کر دیا جاتا تھا۔

طبل بہت سی لڑائیوں میں بہادری دکھا چکا تھا۔ پھر اس کے علاوہ اپنے لشکر کی کمان بھی بڑی دانش مندی سے کرتا رہا تھا۔ یہ سب قابل ذکر کارنامے تھے۔ چنانچہ اس نے یہ کارنامے شمار کرائے اور یہ بھی بتایا کہ میں اس وقت تک کتنے ہی انسانوں کی جانیں بھی بچا چکا ہوں۔

سائرس نے اس کا یہ بیان سننے کے بعد حاضرین عدالت سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے طبل کا بیان سنا ہے۔ طبل نے کرمانیوں کے سالار کی حیثیت سے ابھی تک کوئی بداعمالی نہیں کی۔ کیونکہ وہ ان کا حکمران بھی ہے۔ اس لئے اس حیثیت میں اس پر کئی الزامات عائد ہوتے ہیں۔''

''وہ الزامات کیا ہیں؟'' تنومند طبل نے سر اٹھا کر پوچھا۔

سائرس نے انگلیوں پر گننا شروع کیا۔

''کاشتکار، کمہار، مچھیرے، پارچہ باف، اہل صنعت و حرفت، سوداگر، چرواہے۔ تم نے ان پر صحیح طریقے سے حکمرانی نہیں کی۔ کیا تم نے ان لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کام کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو بتاؤ۔ اس کے علاوہ تمہاری سرزمینوں میں کالپی قبائل کے لوگ بستے تھے جن پر تم نے سختیاں کیں اور وہ تمہارا علاقہ چھوڑ کر دوسرے علاقے کی طرف منتقل ہو گئے۔''

اس موقع پر طبل نے اپنی صفائی میں بیان دیا اور اس کا بیان سننے کے بعد سائرس

کہنے لگا۔
''یہ شخص سپہ سالار بہت اچھا ہے۔ اس لئے اس حیثیت میں اسے قصور وار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ مگر یہ اس شہر کا حاکم بھی ہے۔ اس حیثیت میں اس کا یہ فرض تھا کہ آبادی کی فلاح و بہبود کے کام کرتا۔ مگر اس نے ان انسانوں کی بھلائی کی کوئی فکر نہیں کی جن کا انحصار اس کی ذات پر تھا۔ اس نے ان کی فلاح و بہبود کی تدبیریں نہیں نکالیں۔ یہ اس کی کوئی کوتاہ اندیشی تھی جس کی وجہ سے لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔''
طبل اپنے علاقوں کے جو قانون دان اپنے ساتھ لے کر آیا تھا انہوں نے جب یہ فیصلہ سنا تو اس کے خلاف انہوں نے ایک لفظ نہ کہا۔ چنانچہ ان کے اس ردِعمل سے سائرس خوش ہوا۔ دوبارہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''تم لوگوں نے کاشت کاری کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا۔ اگر دیا ہوتا تو کرمان کے کاشت کاروں کی حالت سدھر گئی ہوتی۔ اس کے لئے دریاؤں سے نہریں نکالی جا سکتی تھیں۔ اس سے کاشت کاروں کو فائدہ پہنچتا۔ مگر یہ کام نہیں ہوا۔ اس طرح اس حکمران کی ذات سے اس علاقے کی زراعت پیشہ آبادی کو نقصان پہنچا ہے۔ یہ ایک ایسا کام تھا جو کرنے کا تھا مگر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی تدبیریں ہو سکتی تھیں۔''
طبل، سائرس کی اس گفتگو سے بڑا متاثر ہوا۔ چنانچہ وہ عدالت جب برخواست ہوئی تو طبل نے فی الفور اپنا رویہ بدل لیا۔ بڑی نرمی کا مظاہرہ کرنے لگا۔ یہی نہیں بلکہ سائرس کے اعزاز میں ضیافت کا اعلان کیا اور سائرس کو دعوت قبول کرنے اور شہر کے ایوان میں جلوہ افروز ہونے کی درخواست کی تاکہ اطمینان سے گفت و شنید کا موقع ملے اور سائرس اسے بتائے کہ اس شہر کے باشندوں کی فلاح و بہبود کی اور کیا کیا تدبیریں اس کے ذہن میں ہیں۔ اس واقعے کے بعد وہاں کے لوگ سائرس کو عوام کا بادشاہ کہنے لگے تھے۔
جب طبل سائرس اور اس کے ساتھیوں کو شہر کے اندر لے گیا تھا اور گفتگو کا آغاز ہوا تب دورانِ گفتگو سائرس نے طبل کو مخاطب کر کے پوچھا۔
''میں نے سنا ہے کہ تم ہر سال بہترین اور عمدہ گھوڑوں کی ایک مخصوص تعداد آستیاگس کے لئے اس کے مرکزی شہر اکتبانا روانہ کرتے ہو۔''
اُس نے طبل کو مخاطب کر کے یہ بھی پوچھا کہ آخر اہلِ ماد کی بالا دستی ہم کیوں قبول کریں؟ اور یہاں کے سب قبائل اور لوگ اہلِ ماد کی رعایا کیوں بنے رہیں؟ سائرس نے طبل کو یہ بات بھی سمجھائی کہ بہتر یہ ہوگا کہ وہ خود اپنے علاقے اور اپنے علاقے کے

باشندوں کی خدمت کرے۔
سائرس جب خاموش ہوا تب طبل اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''میں ہی نہیں، ان علاقوں کے بہت سے قبائلوں کے سردار اور چھوٹے چھوٹے علاقوں کے حکمران سب عمدہ گھوڑوں کی ایک مخصوص تعداد اہل ماد کے بادشاہ آستیاگس کی طرف روانہ کرتے ہیں۔''
اس پر سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔
''میں جہاں جہاں بھی گیا سب سے میں نے سختی کے ساتھ کہہ دیا ہے کہ آئندہ کوئی بھی گھوڑوں کی مخصوص تعداد اکبتانا روانہ نہ کرے۔ ان علاقوں میں سب سے اچھے گھوڑے وہ ہیں جونسائی گھوڑے کہلاتے ہیں اور اکبتانا کا بادشاہ آستیاگس ان گھوڑوں کا بڑا شوقین ہے۔ چنانچہ جہاں میں نے دوسرے لوگوں کو منع کیا ہے کہ آستیاگس کو کوئی چیز روانہ نہ کریں وہاں میں تم پر بھی زور دیتا ہوں کہ آج کے بعد آستیاگس کو گھوڑے مہیا نہ کئے جائیں اور تم اس کی رعایا بن کر رہنے سے انکار کر دو۔ اگر اس سلسلے میں انہوں نے تمہیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کی اور تم پر حملہ آور ہوئے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہاری حفاظت کے لئے اٹھ کھڑا ہوں گا۔''
سائرس اب قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کے خلاف کھل کر سامنے آنے لگا تھا۔ جب سے اس کا باپ بیمار ہوا تھا، چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا تھا، اس نے آستیاگس کو خراج کے علاوہ عمدہ گھوڑے بھیجنے کا طریقہ ختم کر دیا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کا باپ کمبوجیہ نہ صرف خراج ادا کرتا تھا بلکہ اپنی مملکت میں سے چن کر عمدہ عمدہ گھوڑوں کی ایک مخصوص تعداد آستیاگس کو بھی پیش کرتا تھا۔ چنانچہ سائرس نے نہ صرف خراج دینے سے انکار کر دیا بلکہ گھوڑے بھیجنے کا سلسلہ بھی بند کر دیا۔ اور ایسا ہی اس نے طبل کے علاوہ دوسرے سارے چھوٹے بڑے حکمرانوں کو بھی کرنے کے لئے کہا اور سب نے سائرس کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے اکبتانا کے بادشاہ آستیاگس کی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کا عزم کر لیا تھا۔ چنانچہ سارے قبائل کا دورہ کرنے کے بعد سائرس آخر اپنے مرکزی شہر پارساگرد کی طرف چلا گیا تھا۔

***



حسین اور خوب صورت ایزت، اس کی بڑی بہن آمیتش اور بھائی لازار ایک روز اپنے مرکزی شہر شوش کے کتب خانے میں داخل ہوئے۔ یہ کتب خانہ بھی عجیب وغریب تھا۔ اس کتب خانے میں کئی معتبر عالم بکری کی کھالوں اور مٹی کی تختیوں کے کتبے تیار کرنے کے علاوہ پرانے کتبوں کی بحالی کے لئے کام کر رہے تھے۔ یہ کتبے دیواروں کے برابر سہارا دے کر کچھ اس طرح کھڑے کئے گئے تھے جیسے خزانے کی نفیس اشیاء سجائی جاتی ہیں۔ ان کتبوں میں عقل و تدبیر کا ایک پورا ذخیرہ موجود تھا۔ اس لئے کہ ان کتبوں میں قومِ ماد کی ماضی کی سرگزشت محفوظ تھی۔

ایزت، اس کی بڑی بہن آمیتش اور بھائی لازار ایک ایک کتبے کو ہاتھ سے مس کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ وہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا اور اس سے ملحقہ کئی چھوٹے کمرے تھے جنہیں کتب خانے کی شکل دی گئی تھی۔ اور یہ کتب خانے ماضی کی پوری روداد لئے ہوئے تھے۔ یہ سارے واقعات بکری کی کھالوں اور مٹی کی لوحوں پر محفوظ کئے گئے تھے۔ ان کتبوں میں قدیم حتی قوم کے زوال کا راز محفوظ تھا جو بڑی بہادر قوم تھی۔ ان کتبوں میں آشوریوں کے زوال کے اسباب بھی رقم کئے گئے تھے۔ حتیوں اور آشوریوں کی قوت اور طاقت پر نازل ہونے والی آفتوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔

ان کتبوں میں قدیم سمیری اور اکادی قوموں کے حالات بھی درج کئے گئے تھے کہ جس طرح وہ دور دراز شمال کے تاریک علاقے سے نکل کر حملہ آور ہوئے۔ کس طرح سمیری حملہ آوروں نے تاخت و تاراج کر کے بہت سے ملکوں کی عمارتوں کو غارت کر ڈالا۔ عبادت گاہیں اور محل سب ویران کر دیئے۔

جو کتبے سمیری قوم سے متعلق لکھے گئے تھے ان کے سامنے آ کر ایزت، آمیتش اور ان کا بھائی لازار رک گئے اور اس کتبے کو پڑھنے لگے۔ سمیری قوم کے لئے جو الفاظ وہاں

درج تھے وہ اس طرح تھے۔

''وہ ظالم لوگ ہیں۔ گھوڑوں پر سوار صفیں باندھتے جنگ کرنے کے لئے آئیں گے۔ اے دخترِ بابل! ہمارے دلوں پر غم چھا گیا ہے اور ہم عجیب کرب میں مبتلا ہیں جیسے بچہ جننے والی عورت تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔ میدان میں نہ نکلنا۔ اس لئے کہ دشمن کی تلوار خوف اور وحشت کا سایہ ہر طرف رقصاں ہے۔''

اس عبارت کو بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی طرف منسوب کیا گیا تھا اور یہ ایک نبی کی فریاد کے طور پر پیش کی گئی۔ دوسرے کتبے میں اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے کچھ اس طرح لکھا تھا۔

''پوری ایک نسل تک خوف و ہراس طاری رہا۔ ان حملہ آور دستوں کی ترک تاز کے بعد بیماریاں پھیلنا شروع ہو گئیں۔''

سمیری دراصل دجلہ اور فرات کے درمیان آباد ایک قدیم قوم کا نام تھا جو چار ہزار سال قبل مسیح میں اس علاقے میں آباد تھی۔ اس علاقے میں اس قوم کی طاقت در حکومت اور ریاست تھی۔ اس کا اپنا تمدن تھا۔ بعد میں صحرائے عرب سے نکلنے والے بدو جب ایک طاقت اور قوت کی صورت میں شمال کی طرف بڑھے تو یہ سمیری قوم انہی عربوں کے اندر خلط ملط ہو کر رہ گئی اور دونوں اقوام نے مل کر بابل کی حکومت قائم کی۔

آمیتش، ایزت اور ان کا بھائی لازار اسی طرح ہرنوں، بکریوں کی کھالوں اور پتھر اور مٹی کی لوحوں پر مشتمل کتب خانے کا جائزہ لے رہے تھے کہ ان کے باپ کا چوبدار کتب خانے میں داخل ہوا اور ایزت اور آمیتش کے بھائی لازار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''باہر دو قاصد آئے ہیں۔ انہیں اہلِ فارس کے بادشاہ سائرس نے بھیجا ہے۔ کیونکہ سائرس کا باپ کمبوجیہ مر چکا ہے لہٰذا اب اہلِ فارس کا بادشاہ سائرس تخت نشین ہوا ہے۔ اس نے کوئی اہم پیغام دے کر اپنے دو قاصد بھیجے ہیں۔ میں نے ان قاصدوں کو باہر کھڑا کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس وقت........''

یہاں تک کہتے کہتے اس چوبدار کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ گوبارو کا بیٹا لازار اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس سے آگے شاید تم یہ کہو گے کہ میرا باپ گوبارو، ہمارا وزیر اکانش اور ہمارا سپہ سالارِ اعلیٰ جرموس اس وقت تینوں ایک نیا تعمیر ہونے والا عبادت خانہ دیکھنے گئے ہیں۔

ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ گندا اور غلیظ گدا تو ہماری امیدوں سے بھی کہیں بہتر، اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ہم تو اس زمین کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے والے لوگ ہیں اور اسی قابل ہیں کہ........"

فرناک یہیں تک کہنے پایا تھا کہ گوبارو بیچ میں بول پڑا اور کہنے لگا۔

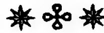
"آپ سائرس کے قاصد اور سفیر بن کر آئے ہیں۔ اس موقع پر اگر تم دونوں کو اپنی طرف سے کچھ تحائف پیش کروں تو انکار مت کرنا۔ اگر تم دونوں قصر کے اندر چلو تو میری عزت افزائی ہو گی۔ اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو یہیں رکو۔ میں تم دونوں کے لئے......."

گوبارو اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ اس لئے کہ فرناک بول اٹھا۔

"آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم آپ سے تحائف نہیں لیں گے۔ نہ ہی ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ پیغام آپ کو پہنچا چکے ہیں۔ پیغام کا جواب ہمیں موصول ہو گیا ہے۔ اب ہم رخصت ہوتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی فرناک نے کراوش کو مخصوص اشارہ کیا جس پر دونوں ایک ساتھ پیچھے ہٹے۔ سیدھے اس طرف گئے جہاں ان کے گھوڑوں کو باندھا گیا تھا۔ وہاں سے انہوں نے اپنے گھوڑوں کو کھولا، ان پر سوار ہوئے اور پھر قوم عیلام کے مرکزی شہر سُوش سے نکل کر وہ فارس کی مملکت کے مرکزی شہر پارساگرد کی طرف کوچ کر گئے تھے۔





گرما کے آغاز کا موسم تھا۔ ایک روز سائرس اپنے سالاروں میں سے فرناک، ہزار پت، کراوش، امبا، مہرداد اور دوسرے چھوٹے بڑے سالاروں کے علاوہ اپنے امراء کے ساتھ بیٹھا اپنی سلطنت کو آئندہ کے لئے پیش آنے والے خدشات سے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ سائرس خوش تھا کہ قوم عیلام کے بادشاہ گوبارو نے ہر حال میں اس کا ساتھ دینے کا عہد کیا ہے۔ فرناک اور کراوش نے سائرس سے اس رویے کا ذکر نہیں کیا تھا جو وہاں ان کے ساتھ گوبارو کی بیٹی ایزت نے روا رکھا تھا۔ ابھی مختلف خدشات پر گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سائرس کا چوبدار نمودار ہوا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! قوم ماد کے بادشاہ آستیاگس کا ایک قاصد آیا ہے۔ اس کے ساتھ بڑے تجربہ کار اور باریش لوگ ہیں اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے آنے کی وجہ پوچھی لیکن اس نے بتانے سے انکار کر دیا۔ وہ یہی کہتا ہے کہ اسے اس کے بادشاہ آستیاگس نے آپ کے نام ایک پیغام دیا ہے اور وہ پیغام آپ سے مل کر آپ تک پہنچایا جائے گا۔''

چوبدار کے اس انکشاف پر لحہ بھر کے لئے سائرس کے چہرے پر فکرمندی اور تلخی سی نمودار ہوئی تھی۔ پھر کہنے لگا۔

''آستیاگس کے جو قاصد آئے ہیں، انہیں یہاں لاؤ اور میرے سامنے پیش کرو۔''

چنانچہ یہ حکم سن کر چوبدار باہر نکلا۔ جاتے جاتے اس نے ایک بار پھر سائرس کو تعظیم دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور اکبتانہ کی طرف سے آنے والے لوگوں کو سائرس کے سامنے پیش کر دیا۔

وہ تعداد میں کئی تھے۔ پیچھے پیچھے کچھ باریش اور سن رسیدہ لوگ تھے اور ان کے آگے ایک جوان شخص تھا۔ سائرس کے سامنے آنے کے بعد انہوں نے سائرس کو کوئی تعظیم بھی نہ

دی اور سائرَ نے محسوس بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ آنے والوں کو اس نے مخاطب کیا۔

''تم لوگ کون ہو؟ اور کیا پیغام لے کر آئے ہو؟''

اس پر باریش اشخاص کے سامنے جو جوان تھا، وہ بول اٹھا۔

''میرا نام ابرداد ہے۔ میں قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس کے منصب داروں میں سے ہوں اور اپنے بادشاہ کا ایک اہم پیغام آپ کے لئے لے کر آیا ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ابرداد جب رکا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے شکوؤں بھری آواز میں سائرس بول اٹھا۔

''کیا تم نہیں جانتے ان علاقوں میں اگر کسی بادشاہ کا قاصد کسی دوسرے بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے تو دستور کے مطابق سب سے پہلے اسے تحفے پیش کرتا ہے۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں تم نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کرنے کے لئے تمہارے پاس کچھ ہے۔ اور کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ جو تم نے اپنے پیچھے باریش، سن رسیدہ لوگ رکھے ہیں یہ کون ہیں؟ اور یہ جو تمہارے ساتھ آئے ہیں تو ان کی آمد کا کیا مقصد ہے؟''

وہ سفیر جس نے اپنا نام ابرداد بتایا تھا، سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ کا کہنا درست ہے کہ جب کوئی یا کہیں کسی بادشاہ کا قاصد کسی اور بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے تو یقیناً دستور کے مطابق پہلے اسے تحفے پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارا بادشاہ آستیاگس آپ کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتا۔ وہ آپ کو صرف قومِ پارس کا حاکم خیال کرتا ہے۔ آپ کیونکہ اب تک ہمارے بادشاہ کو خراج مہیا کرتے رہے ہیں اور اسے گھوڑوں کی مقررہ تعداد ہر سال مہیا کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا آپ کی حیثیت ہمارے بادشاہ کے سامنے ایک ماتحت اور فرمانبردار کی ہے۔ لہٰذا کسی بادشاہ کے قاصد اس کے ماتحت کے پاس جاتے ہیں تو تحائف لے کر نہیں جاتے۔''

ابرداد کی اس گفتگو کو سائرس نے بڑا ناپسند کیا تھا۔ لیکن خاموش ہی رہا اور دوبارہ اس نے پوچھا۔

''یہ جو تم باریش لوگ اپنے ساتھ لے کر آئے ہو اس کے متعلق تم نے کچھ نہیں بتایا۔''

اس پر ابرداد کہنے لگا۔

''ان لوگوں کو میرے بادشاہ آستیاگس نے میرے ساتھ روانہ کیا ہے اور ان باریش لوگوں کے ذمے آستیاگس نے یہ کام لگایا ہے کہ آپ کے پاس آنے کے بعد جو گفتگو یہاں ہو اور جو گفتگو یہ سنیں اس کا ایک ایک لفظ لکھتے جائیں۔ اس لئے آپ دیکھیں

میرے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے، اسے یہ لکھتے جا رہے ہیں۔''

ابرداد کے ہاتھ میں اس وقت ایک لمبا عصا تھا جس کے منہ کی شکل طلائی شاہین کی تھی جو اُڑنے کے لئے پَر تول رہا تھا۔ وہ جوان آدمی تھا۔ تکلف اور اہتمام کے ساتھ بات کرنے کا شاید عادی نہ تھا۔ چنانچہ جو پیغام اس کے بادشاہ آستیاگس نے اسے دیا تھا وہ اس نے بڑے کھلے انداز میں سائرس سے کہہ دیا تھا۔

اس کے بعد اپنے پیغام کا آخری حصہ کہتے ہوئے ابرداد سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہمارے بادشاہ کا آپ کے لئے حکم ہے کہ آپ وقت ضائع کئے بغیر اس کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جو خراج آپ کے ذمے ہے، اسے پیش کریں۔ جو گھوڑے سالانہ اس سے پہلے آپ دیتے رہے ہیں وہ بھی اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ یہ پیغام صرف آپ کی طرف نہیں آیا بلکہ طبرستان، کردستان، آرمینیا اور قومِ عیلام کے علاوہ دوسرے ماتحت لوگوں کو بھی یہ پیغام پہنچایا گیا ہے۔ لہٰذا سب ہمارے بادشاہ کی خدمت میں خراج اور گھوڑوں کی مقررہ تعداد کے ساتھ پہنچیں گے اور ہمارے بادشاہ سے عزت افزائی حاصل کریں گے۔''

یہ پیغام سن کر سائرس گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔ سائرس نے جو نیا دیوانِ دربار تعمیر کروایا تھا اس پر ابھی چھت نہیں پڑی تھی مگر اس نے قاصدوں کے ساتھ وہیں گفتگو شروع کی تھی۔ سائرس اس وقت اس دیوان میں سنگِ مرمر کے تخت پر بیٹھا تھا۔ چنانچہ جو گفتگو سائرس اور ابرداد کے درمیان ہوئی تھی، آنے والے پارسی لوگ جب اس گفتگو کا ایک ایک لفظ تحریر کر چکے تب ابرداد قدم بڑھا کر تخت کے قریب آن کھڑا ہوا اور آہستہ سے سائرس سے کہا۔

''قومِ ماد کا بادشاہ آستیاگس تمہارے پہنچنے کا انتظار بڑی بے چینی سے کر رہا ہے اور وہ تمہارا خیر مقدم خوب کرے گا۔''

یہ پیچ دار گفتگو سن کر سائرس کا خون کھولنے لگا تھا۔ اس نے جھلا کر کہا۔

''میں جب تمہارے بادشاہ آستیاگس کے پاس جاؤں گا تو میں جانتا ہوں وہ میرا کس قسم کا خیر مقدم کرے گا۔ وہ میرا خیر مقدم نہیں کرے گا بلکہ سب لوگوں کے سامنے مجھے رسوا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور میں اُسے ایسا کرنے کا موقع نہ دوں گا۔ نہ اُسے حق دوں گا۔ اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ ان علاقوں میں وہ صرف اکیلا ہی بادشاہ ہے تو یہ

اس کی بھول، اس کی غلط فہمی ہے۔ ہم پارس کے ان علاقوں کے مالک ہیں۔ ہمارے تین اعلیٰ پائے کے خاندان ہیں جن کے اندر بے شمار ذیلی قبیلے ہیں۔ وہ سب میرے ماتحت میرے ساتھ ہیں۔ ہم اپنے علاقوں کے خودحکمران ہیں۔ لہٰذا آستیاگس کو ہمارے علاقوں میں دخل اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔''

سائرس جب خاموش ہوا تب دھیمے سے لہجے میں ابرداد نے پھر پوچھ لیا۔

''تو کیا یہ آپ کا آخری جواب ہے؟''

سائرس نے اس بار کھردرے لہجے میں ابرداد کو مخاطب کیا۔

''ہاں........ یہ میرا آخری جواب ہے۔''

ابرداد، سائرس کا جواب سن کر حیرت زدہ رہ گیا تھا۔ دوبارہ جستجو اور تشویش بھرے انداز میں اس نے پوچھ لیا۔

''کیا آپ جانتے ہیں آپ کا یہ جواب سن کر آستیاگس کیسا برہم اور برافروختہ ہوگا اور آپ کے خلاف کس قسم اور کس طرح کی کارروائی کا حکم دے گا؟''

اس موقع پر سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''سب جانتا ہوں۔ جب تم واپس جا کر میرے ارادوں سے آستیاگس کو آگاہ کرو گے تو یقیناً وہ میرے خلاف لشکرکشی کی ابتداء کرے گا۔ چنانچہ میں اس کے لئے تیار ہوں اور اس کی لشکرکشی کا جواب ضرور دوں گا۔''

سائرس کا یہ جواب سن کر ابرداد اور اس کے ساتھی بڑے فکرمند ہوئے۔ چنانچہ جس طرح آستیاگس کے قاصدوں نے سائرس کو کوئی تحفہ پیش کر کے اس کی عزت افزائی نہ کی تھی، اسی طرح سائرس نے بھی ان کی کوئی عزت افزائی نہ کی اور ان کی دھمکی کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے انہیں واپس جانے کا حکم دے دیا۔

ان قاصدوں کا سربراہ ابرداد جب اپنے مرکزی شہر اکبتانا پہنچا اور اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے سائرس کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی تفصیل کہی، تب قومِ ماد کا بادشاہ آستیاگس یہ گفتگو سن کر بڑا برہم ہوا۔ اسی وقت اس نے اپنی سلطنت کے سپہ سالارِ اعلیٰ ہارپیگ کو طلب کیا جو ارمنی تھا اور آستیاگس کے لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ تھا۔ ہارپیگ جونہی آستیاگس کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے ہارپیگ کو حکم دیا کہ ایک جرار لشکر لے کر جنوب کا رخ کرے۔ اہلِ فارس کے علاقوں پر حملہ آور ہو جائے اور اہلِ فارس کے نئے نام نہاد بادشاہ سائرس کو شکست دے کر اور اسے گرفتار کر کے اس کی

خدمت میں پیش کرے تاکہ وہ اسے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق سزا دے۔

گو ان دنوں آستیاگس اور اس کے سالار ہارپیگ کے درمیان ایک چپقلش اور نفرت کی لہر جاری تھی لیکن ہارپیگ نے حکم کا اتباع کیا اور آستیاگس نے جو اسے جرار لشکر مہیا کیا تھا اسے لے کر وہ سائرس پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے مرکزی شہر اکبتانا سے کوچ کر گیا تھا۔

☆★☆

ہارپیگ کی سپہ سالاری میں قومِ ماد کے لشکر کی اس پیش قدمی کی اطلاع سائرس کو بھی اس کے مخبر کر چکے تھے۔ لہٰذا سائرس اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ سائرس کسی بڑی طاقت اور قوت سے ٹکرانے کے لئے نکلا تھا۔ رات کے وقت اس نے اپنے مرکزی شہر پارساگرد سے کوچ کیا تھا۔ مشرق کی طرف منزل پر منزل مارتے ہوئے وہ قومِ ماد کے لشکر کی طرف بڑھا۔ راستے میں اس کے لشکر کے اندر جو متقی تھے۔ زمزمہ خوانی کرتے رہے۔ ساتھ ہی کائنات کے مالک سے دعائیں بھی مانگی جاتی رہیں کہ جس طرح آفتاب کے نور سے تاریکی چھٹ جاتی ہے اسی طرح اہلِ فارس کی سرزمین سے بدی کے آثار مٹانے کی انہیں توفیق عطا ہو۔

سائرس نے چونکہ اپنے لشکر کی خوب تیاری کی تھی۔ اس وقت اس کے لشکریوں کے سروں پر نئے خود جگمگا رہے تھے اور ان کی ڈھالوں پر چاندی کا کام اور بدن پر زرہ بکتر سورج کی روشنی میں چمکتی دکھائی دیتی تھیں۔ سائرس کا اصل مقصد قومِ ماد کے ہراول لشکر پر حملہ آور ہونا تھا جو ہارپیگ کے لشکر کے آگے آگے سائرس کے علاقوں میں داخل ہو کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا چاہتا تھا۔

چنانچہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ قومِ ماد کے ہراول لشکر پر حملہ آور ہوا۔ دونوں طرف کے لشکریوں نے اپنے جنگی گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور آگے بڑھے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو زیر کرنے کے درپے تھا۔ اس ٹکراؤ میں گو سائرس نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا لیکن قومِ ماد کے لشکر نے اس پر ایسا زور ڈالا کہ سائرس کا لشکر دشمن کے دباؤ میں آ گیا۔ سورج غروب ہونے تک سائرس کی قومِ ماد کے لشکر کے ساتھ ہولناک اور کرب خیز جنگ ہوتی رہی۔ اس جنگ میں جہاں قومِ ماد کا نقصان ہوا وہاں سائرس کے بہت سے لشکری بھی جنگ میں کام آ گئے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ صبح سے لے کر شام تک دشمن کے خلاف جنگ کرتے کرتے سائرس بری طرح نڈھال ہو گیا تھا۔ سورج جس وقت

غروب ہو رہا تھا، سائرس اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا ہی بیٹھا تھکاوٹ سے جھولنے لگا۔ اس موقع پر اس نے اپنے گھوڑے کی زین پوش کو تھام لیا تھا ورنہ گر پڑتا۔ اس کے علاوہ زخموں نے بھی اسے نڈھال کر کے رکھ دیا اور ان زخموں کی وجہ سے اس کے تن بدن میں آگ سی لگی ہوئی تھی۔ اس کا گھوڑا بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پسینے میں شرابور تھا اور دوسرے لشکریوں کے گھوڑے بھی میدانِ جنگ میں ٹھوکر کھا رہے تھے اس لئے کہ تھکاوٹ نے سب کو آن لیا تھا۔ چنانچہ اس پہلے ٹکراؤ میں سائرس کو پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا جس کی بناء پر اسے قومِ ماد کے لشکر کے خلاف پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ اس موقع پر سائرس کے سالار اس کے گرد ایک حلقہ بنا کر پیچھے ہٹے تھے۔ ان میں سے کچھ سائرس کو سنبھالا دیئے ہوئے تھے۔ سب کو چپ لگی ہوئی تھی۔ ان کے دائیں جانب دور مغرب میں سورج غروب ہو گیا تھا۔ اب ان کے پیچھے میدانِ جنگ تھا جس میں وہ اپنی ہر چیز قومِ ماد کے لشکریوں کے قبضے میں چھوڑ آئے تھے۔

سائرس چونکہ تھکاوٹ اور زخموں سے چور تھا لہٰذا آہستہ آہستہ اسے دن کی لڑائی کی باتیں سرسری طور پر یاد آنا شروع ہوئیں۔ تیروں کا سن سن کرتے ہوئے اپنے پاس سے گزر جانا اور ان کلہاڑیوں سے خون کا ٹپکنا جن سے گھوڑوں کے سر پھاڑے جا رہے تھے اور چرمی ڈھالوں کی وہ دیوار جو اس کے آگے پتھر کی دیوار کی طرح کھڑی تھی۔ سب اسے اب یاد آ رہی تھیں۔ چنانچہ ان حالات میں کسی حد تک سائرس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے شکست خوردہ لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ہم پارساگرد کے دروازے پر بھی دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ ہم انہیں اپنے وطن سے اس طرح مار بھگائیں گے جس طرح آج انہوں نے ہمیں میدانِ جنگ سے مار بھگایا ہے۔“

سائرس کی اس بات کے جواب میں اس کے لشکریوں کی طرف سے کوئی جاندار آواز سنائی نہ دی۔ بس لشکر کے اندر ایک سرسراہٹ سی ہو کر رہ گئی تھی۔ سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ فضاؤں کے اندر تاریکی پھیل چکی تھی۔ لہٰذا سائرس کو موقع مل گیا کہ وہ اپنے شکست خوردہ لشکریوں کو لے کر پیچھے ہٹ جائے اور انہیں بچا لے جائے۔ چنانچہ بچے کھچے لشکریوں کو لے کر سائرس ایک کم بلندی کے کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھ گیا تھا۔

جب اگلا روز آیا تو سائرس اور اس کے سارے سالار کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہو کر قومِ ماد کے لشکریوں کو نیچے میدانوں میں سانپ کی طرح رینگ رینگ کر چڑھتے

ہوئے دیکھ رہے تھے۔ سائرس جانتا تھا کہ قومِ ماد کے ساتھ کسی نہ کسی جگہ، کہیں نہ کہیں آخری معرکہ ضرور ہوگا۔ اس نے یہ تو اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کے لشکر کی تعداد قومِ ماد کے لشکر سے کم ہے۔ لیکن قومِ ماد کے لشکر سے ٹکرانے کے لئے اس نے ہمت نہیں ہاری۔

اس موقع پر جبکہ ان کے سامنے کوہستانی سلسلے کے نیچے قومِ ماد کے لشکر حشرات الارض کی طرح پھیل رہے تھے، سائرس کے کچھ سالاروں اور امراء نے اسے یہ مشورہ دیا کہ ہمارے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم اپنے سارے لوگوں سمیت ان وسیع مغربی میدانوں کی طرف چلے جائیں جو صحرا نورد کرمانی قبائل کے قلعہ بند شہروں کے پرلی طرف ہیں۔ انہوں نے یہ دلیل دی کہ اس کی رعایا اپنے گلوں سمیت نقل مکانی کر سکتی ہے اور ان کے یہاں سے نقل مکانی کے بعد قومِ ماد کے لشکری لوٹنے اور آگ لگانے کے لئے جب پارساگرد کا رخ کریں گے تو انہیں وہاں کچھ نہیں ملے گا۔

اپنے سالاروں اور امراء کے اس مشورے کو سائرس نے قبول نہ کیا۔ اس موقع پر اس کو یاد آ گیا کہ اس کا باپ کمبوجیہ کہا کرتا تھا۔

''ہماری وادی محفوظ ترین جائے پناہ ہے۔''

چنانچہ سائرس نے سوچا کہ اگر ہم یہاں سے چلے گئے تو ایک بار پھر پہلے کی طرح خانہ بدوش ہو جائیں گے۔ اور جس طرح دوسرے قبیلے چراگاہوں یا نامعلوم زرخیز خطوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں، اسی طرح ہم بھی پھرا کریں گے۔

مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ سائرس یہ بات بھی جانتا تھا کہ اس کے پاس صرف قیادت کے سوا کوئی سامانِ دفاع موجود نہیں جس سے کام لیتے ہوئے وہ قومِ ماد کو زیر کر سکے۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی فکرمندی تھی کہ قومِ ماد کے لشکر کی کمانداری ان کا سپہ سالارِ اعلیٰ ہارپیگ کر رہا تھا جو ارمنی تھا اور جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔

جس وقت سائرس کوہستانی سلسلے کے اوپر ان باتوں پر اپنے سالاروں اور امراء سے گفتگو کر رہا تھا، اسے قومِ ماد کے بادشاہ کے لشکر کی پیش قدمی روکنے کے لئے ایک ترکیب سوجھی۔ وہ اس ترکیب پر کچھ دیر غور کرتا رہا اور پھر اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ آخری داؤ ناقابلِ عمل نہیں ہے۔ اگر یہ تدبیر کارگر ہوگئی تو ہمیں فتح حاصل ہو جائے گی ورنہ موت تو ضرور کم از کم کچھ دن کے لئے ٹل ہی جائے گی۔

جو تدبیر اس نے سوچی تھی اس کا ذکر اس نے اپنے سالاروں سے نہیں کیا۔ اس مصلحت کی وجہ سے کہ اگر یہ داؤ نہ چلے تو وہ جو قدم اٹھانا چاہیں اٹھا سکیں۔

چنانچہ جو تدبیر اس نے سوچی تھی اس پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے اس نے اپنے سالاروں کو حکم دیا کہ وہ کسی ایسی جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالیں جو دشمن کی آنکھ سے اوجھل ہو۔ ساتھ ہی اس نے یہ حکم بھی دیا کہ لشکر کے کچھ دستے مقرر کئے جائیں جو برابر دشمن کی پیش قدمی پر نظر رکھیں اور اگر دشمن دوبارہ ہم پر ضرب لگانے کی کوشش کرے تو وہ دستے بروقت اطلاع دے سکیں۔

چنانچہ اس کے سالاروں نے ایک محفوظ جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ خیمے جب نصب ہو گئے تو سائرس اپنے خیمے میں رات کے وقت چراغ جلا کے بیٹھا رہا۔ شاید وہ اپنی تدبیر پر عمل کرنے کے لئے سوچ و بچار سے کام لے رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے خیمے سے نکلا۔ شاید وہ کوئی آخری فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ ان پہرے داروں کے پاس آیا جو اس کے خیمے کے دروازے پہ کھڑے کئے گئے تھے۔ اس نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"جن پہرے داروں کو تمہارے بعد پہرہ دینا ہے انہیں بھی جگا کر اپنے ساتھ لے آؤ۔"

اس نے انہیں یہ تاکید کی کہ اپنی ڈھالیں اور برچھے ساتھ نہ لائیں۔ صرف خنجر اور کلہاڑیاں لے آئیں۔

اس طرح رات کی گہری تاریکی میں اپنی تجویز پر عمل کرنے کے لئے سائرس نے بیس آدمی تیار کئے۔ جب یہ بیس آدمی اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں بتایا کہ کیا کارروائی کرنی ہے۔ پھر انہیں دھیمے لہجے میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں تمہارے ساتھ دشمن کے لشکر میں شامل ہوں گا۔ میں تمہیں راستہ بتاتا جاؤں گا اور تمہاری راہنمائی کرتا ہوا ہارپیگ کے پڑاؤ میں لے جاؤں گا۔ وہاں تمہیں دشمن کے پہرے داروں میں سے گزر کر آگے بڑھنا ہو گا۔ وہ تمہاری طرف توجہ نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہو گی کہ تم پیدل ہو گے۔ انہیں یہ خیال ہو گا کہ حملہ آور گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ ان کے اس مغالطے میں رہنے سے فائدہ اٹھا کر ہم سب اندھیرے میں ہارپیگ کے خیمے میں پہنچ سکتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس کچھ دیر کے لئے رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اس خیمے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے آگے دشمن کا علم نصب رہتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ ہم قوم ماد کے لشکریوں کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیں گے اور اس کے بعد

لڑتے بھڑتے پڑاؤ سے نکل کر ادھر بھاگ آئیں گے۔ آستیاگس کے لشکری ضابطوں اور قاعدوں کے عادی ہیں۔ جب ہم ان کے سپہ سالار ہارپیگ کو گرفتار کر لیں گے تو سپہ سالار کے بغیر وہ اگلے معرکے میں ہم پر غلبہ حاصل نہ کر سکیں گے۔''

یہ بیس آدمی جنہیں اس نے یہ ترکیب بتائی اس کے چیدہ چیدہ سواروں میں سے تھے۔ اپنا منصوبہ انہیں سمجھانے کے بعد اس نے ان سے پوچھا۔

''بولو، یہ مہم سر کرنے کے لئے میرے ساتھ تم اپنی جانیں خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار ہو؟''

انہوں نے بہ خوشی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے ہاں کہی۔ اور وہ بیس کے بیس ہارپیگ کے خیمے کا عزم کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی زور دیا کہ اس مہم میں سائرس ان کے ساتھ خود شامل نہ ہو۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسا کر کے سائرس اپنے آپ کو خطرے میں ڈالے گا۔

جس وقت سائرس اپنے لشکریوں کے ساتھ یہ گفتگو کر رہا تھا اسے ایک اور کام یاد آ گیا۔ ان بیس جانبازوں میں سے دو کو اس نے اپنے خیمے کے دروازے پر اس طرح پہرہ دینے پر کھڑا کر دیا جیسے وہ خود اندر سو رہا ہے۔ اس کے بعد باقی اٹھارہ کو لے کر سائرس ہارپیگ کے لشکر کی طرف بڑھا تھا۔ سائرس نے دور دور رہتے ہوئے ایک وسیع چکر لیا۔ اس کے بعد وہ ہارپیگ کے پڑاؤ کی طرف گیا۔ اپنے باپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے اسے کم از کم یہ گر کی بات معلوم ہو گئی تھی کہ پہرے دار لوگ عموماً دشمن کی صفوں پر نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اس مسافت کا جو اپنے پہرے داروں اور ارمنی سالار کے وسیع خیمے کے درمیان تھی، اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا۔

عام طور پر کسی لشکر کا سالار یا اس کے اعلیٰ منصب دار یہ توقع نہیں کرتے کہ وہ کوئی معمولی دلیرانہ اقدام کرے گا۔ اس لئے اس قسم کے تمام اقدام شروع شروع میں کامیاب ہو جایا کرتے تھے۔

سائرس کا یہ مقصد بھی ابتدائی مرحلے میں خوب کامیاب ہوا۔ اس کے گروہ کے افراد نے ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھا اور رینگتے ہوئے دشمن کے پہرے داروں کے پاس پہنچ گئے۔

جب یہ لوگ دشمن کے لشکریوں کے چرمی خیموں تک پہنچے تو وہاں تین ٹکڑوں میں بٹ کر اس طرح جیسے یونہی پھر پھرا رہے ہوں، آگے بڑھ گئے۔ ان میں سے جن کے پاس

کلہاڑیاں تھیں انہیں زمین سے لگائے لگائے آگے بڑھتے رہے۔ صبح کو پو پھٹنے سے پہلے سناٹا ہی ہوا کرتا ہے۔ اس سناٹے میں وہ دشمن کے سپہ سالار کے خیمے تک پہنچ گئے۔ مگر خیمے کے اندر سے روشنی آ رہی تھی۔ اس کے آگے چھ سات پہرے دار برچھیاں لئے کھڑے تھے۔ منظر کبھی روشن ہو جاتا اور کبھی تاریک۔ ظاہر تھا کہ خیمے کے اندر مشعلیں جل رہی تھیں۔ یہ انہی کی روشنی تھی۔ سائرس کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ یہ مشعلیں اس کے آدمیوں کے لئے محفوظ ثابت ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد اس کے لشکریوں نے اس کی قیادت میں ہارپیگ کے خیمے پر ہلہ بول دیا۔ خیمے پر پہرہ دینے والے پہلی ہی جھپٹ میں ہلاک ہو گئے۔ سائرس اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا۔ انہوں نے دیکھا خیمہ بہت بڑا تھا اور کئی کمروں میں بٹا ہوا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ہارپیگ سو رہا تھا۔ لیکن خیمے کو بانٹ کر چونکہ مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا لہٰذا وہ ایک حصے کے دروازے پر کھڑا تھا۔

اس موقع پر ہارپیگ کے دائیں بائیں ایک ایک مشعل جل رہی تھی۔ جب سائرس کے لشکری اسے گرفتار کرنے کے لئے آگے بڑھے تو پردوں کے پیچھے سے شمشیر بدست محافظ نکل کر سائرس اور اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔

چنانچہ سائرس کے آدمی بھی ان سے گتھم گتھا ہو گئے اور ہتھیار ہتھیاروں سے ٹکرانے لگے۔ زخمیوں کی چیخیں اور کراہیں فضا میں گونجنے لگیں۔ اس کے بعد کمرے میں جو مشعل تھی وہ چند بار پھک پھک کرنے کے بعد بجھ گئی جس سے خیمے میں دھوئیں کی بدبو پھیل گئی اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ یہ مشعلیں یوں بجھی تھیں کہ ہارپیگ نے انہیں سپاہیوں پر پھینک دیا تھا۔ پھر وہ چلّایا۔

"ہاتھ روکو۔"

اس موقع پر سائرس کے کچھ سالاروں نے ہارپیگ کو گرفتار کر کے ایک طرح سے اُسے بے بس بھی کر دیا۔ لیکن بعد میں حالات نے اچانک پلٹا کھا لیا۔ کمرے کے اندر جو مشعلیں بجھی تھیں وہ کسی اور نے نہیں بجھائی تھیں بلکہ ہارپیگ نے خیمے میں جلنے والی مشعلوں کو لشکریوں پر پھینکتے ہوئے زور زور سے چلّانا شروع کر دیا تھا۔

"احمقو! ہاتھ روک دو۔ جنگ کرنا بند کر دو۔"

یا تو یہ ہارپیگ کے اس کڑک دار حکم کا اثر تھا یا پھر لشکری اچانک اندھیرا ہونے سے بوکھلا گئے تھے، بہر حال لڑائی رک گئی اور اس لڑائی کے رکتے ہی سائرس نے سمجھ لیا کہ اس

کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ جس طرح سانپ فوراً وار کرتا ہے اسی طرح ارمنی سالار ہارپیگ نے بھی ایک ہی داؤ میں حالات پر قابو پالیا تھا اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اس نے حکم بھی دے دیا کہ اس کے اور سائرس کے علاوہ باقی سب لوگ برابر کے کمرے میں چلے جائیں۔

خیمہ چونکہ بہت بڑا تھا لہٰذا اسے کئی کمروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ہارپیگ کے کہنے پر سب لوگ دوسری طرف چلے گئے۔ اس موقع پر سائرس کے لشکری بڑی حیرت سے اس کا منہ تکتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہارپیگ بری طرح دھاڑا۔

''میرے اور سائرس کے درمیان آدھی صلح ہو گئی ہے۔ جو کوئی اس کی خلاف ورزی کرے گا، میں اس کی کھال کھینچ لوں گا۔''

یہ سارے واقعات رونما ہونے سے پہلے سائرس کے کچھ سالاروں نے ہارپیگ پر قابو بھی پالیا تھا۔ لیکن چونکہ ہارپیگ اندر سے اپنے بادشاہ آستیاگس کے خلاف اور سائرس کے حق میں ہو چکا تھا لہٰذا حالات تیزی سے تبدیل ہونا شروع ہو گئے تھے۔

جب ہارپیگ کی کڑک دار آواز سن کر اس کے لشکری وہاں سے ہٹ گئے تب ہارپیگ نے اپنے ایک خدمت گار کو خیمے کے اندر مشعلیں روشن کرنے کے علاوہ مشروب لانے کے لئے کہا۔ اس کے خدمت گار نے اسے مشروب پیش کیا اور گھونٹ گھونٹ مشروب پیتے ہوئے اس موقع پر وہ بڑے غور سے سائرس کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ اس موقع پر اس کے سانولے چہرے سے یوں لگتا تھا جیسے وہ سائرس کا منہ چڑھانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اسی وقت اس کی غراتی ہوئی آواز سائرس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

''اس واقعہ کے بعد اپنے ذہن میں یہ بات نقش کر لو کہ جو آدمی اندھیرے سے روشنی میں آتے ہیں ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ کیا تم اس غلط فہمی میں تھے کہ میں خیمے میں محافظوں کے بغیر سوتا ہوں؟''

سائرس کے ہاتھ میں اس وقت خنجر تھا۔ وہ اگر چاہتا تو اسی وقت ہارپیگ کا کام تمام کر سکتا تھا۔ کیونکہ ہارپیگ نے اس وقت اپنے جسم پر زرہ بکتر نہیں پہنی ہوئی تھی۔ مگر چونکہ ہارپیگ نے اپنے لشکر میں اس موقع پر صلح کا پیام نشر کر دیا تھا۔ حالانکہ جس وقت سائرس اس کے خیمے میں آندھی اور طوفان کی طرح داخل ہوا تھا، اس نے خیمے میں اس پر قابو پالیا تھا اس کے بعد اس کے کچھ سالاروں ہی کی وجہ سے اس کے باقی لشکر نے بھی ہارپیگ کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا اور ہارپیگ کے لشکر کے انہوں نے ایک طرح سے دم خم

بھی نکال کر رکھ دیئے تھے۔ لیکن جب ہارپیگ نے پینترا بدلا، تب سائرس بھی پُرسکون ہو گیا تھا۔

جنگ میں سائرس کے کچھ زخم بھی آئے تھے لیکن وہ ہلنے جلنے کے قابل تھا۔ تاہم نقاہت طاری تھی۔ اس وقت اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اعضاء جواب دے رہے ہوں۔ سائرس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ہارپیگ کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر پہلے کی نسبت نرم اور صلح پسندی سے بھرپور آواز میں سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا تم میرے اندازوں کو سمجھتے نہیں؟ جس وقت میں اپنے بادشاہ آستیاگس کے حکم پر لشکر لے کر تمہاری طرف روانہ ہوا تھا، کم از کم تم نے اپنے آدمی بھیج کر مجھ سے رابطہ تو قائم کیا ہوتا۔ تم نے یہاں آنے کے بعد ایک دم میرے لشکر پر حملہ بول دیا اور میرے لشکر کو تم نے کافی نقصان پہنچایا۔ اب چونکہ تمہارے لشکری پسپا ہوئے تھے لہٰذا وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میرے ہاتھوں تمہیں شکست ہوئی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے۔ کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں اپنے بیٹے وارتان کے قتل کو فراموش کر گیا ہوں؟ اُسے آستیاگس نے قتل کروایا تھا۔ اس کے کہنے پر میرے بیٹے وارتان کی تکہ بوٹی کر دی گئی تھی۔ حالانکہ میں نے اسے تمہارے ساتھ رہنے اور تمہاری حفاظت کرنے کا حکم دے کر بھیجا تھا۔"

اس موقع پر سائرس بھی اُداس ہو گیا تھا۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اس نے اپنے اور ہارپیگ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے تفصیل کے ساتھ ہارپیگ کو بتایا کہ کس طرح سبزہ زارِ اعظم میں اس کے بیٹے وارتان کی موت واقع ہوئی۔

سائرس جب خاموش ہوا تب ہارپیگ کہنے لگا۔

"تمہیں تفصیل کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی تم یہ خیال کرو کہ میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ تم میرے بیٹے کے قتل میں ملوث ہو۔ ایسا نہیں ہے۔ اگر مجھے اپنے بادشاہ آستیاگس کی سازش کی بھنک پہلے پڑ جاتی تو میں نہ تمہیں نہ اپنے بیٹے کو شمال کی طرف جانے دیتا۔ مجھے اس وقت آستیاگس کی سازش کا علم ہوا جب تمہارے بھیجے ہوئے آدمی میرے بیٹے کی لاش لے کر آئے۔ اس کے دوسرے ہی دن وہ ساری دولت بھی آستیاگس کے پاس پہنچ گئی جو دولت میرے بیٹے نے کانسی کی بڑی دیگ میں جمع کی تھی اور آستیاگس کے آدمیوں نے اس دیگ سے دولت نکال کر اس دیگ میں میرے بیٹے کی لاش کے ٹکڑے بھر دیئے۔ دیگ کی وہ ساری دولت اس وقت آستیاگس کے خزانے میں

موجود ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ہارپیگ خاموش ہوا۔ پھر دوبارہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سائرس! تمہاری خوش قسمتی کہ تم بچ گئے ہو۔ اس لئے کہ آستیاگس نے میرے بیٹے کو ہی نہیں، تمہیں بھی قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ تمہیں یاد ہوگا کہ تم پر کسی نے تیر چلایا تھا لیکن تمہاری خوش قسمتی کہ تم بچ گئے۔ وہ تمہیں اس لئے قتل کروانا چاہتا تھا تاکہ تمہارے علاقوں پر قبضہ کر لے۔ میرے تعلقات اس کے ساتھ خراب تھے۔ کئی مواقع پر میں نے اس کے فیصلوں پر تنقید کی تھی۔ میرے خلاف اس لئے حرکت میں نہیں آ سکتا تھا کہ اس کے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ میرے حق میں ہے۔ چنانچہ اسے خدشہ تھا کہ اگر اس نے میرے خلاف کوئی کارروائی کی تو اس کے لشکر میں بغاوت پھیل جائے گی اور وہ تاج و تخت سے محروم ہو جائے گا۔ وہ میرے بیٹے کو بھی سرِ عام نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ ایسا کر کے وہ تاج و تخت سے محروم ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے لشکری بغاوت کر دیتے۔ اس نے بس ایک مہم کی تیاری کی۔ وہ مہم جو شمال کی طرف بھیجی گئی تھی اس کا مقصد صرف میرے بیٹے کو اور تمہیں قتل کروانا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ہارپیگ کچھ دیر کے لئے خاموش ہوا۔ پھر دوبارہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اب میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اگر تمہارا کوئی رفیق کار ایسی حالت میں تمہارے پاس آئے کہ اس کے سر کی ہڈیاں ٹوٹی ہوں اور تم سے امداد چاہے تو کیا تم اوزار سنبھال کر جراحی کا عمل شروع کر دو گے؟"

اس پر سائرس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"نہیں...... یہ کام تو کوئی جراح ہی کر سکے گا۔"

اس پر ہارپیگ نے بھی قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا۔

"تم یہ بات جانتے ہو، پھر بھی تم نے میرے لشکر سے ٹکرانے کا غلط فیصلہ کیا۔ ٹکرانے سے پہلے اور میرے لشکر کو شکست دینے اور مار بھگانے سے پہلے کم از کم مجھ سے صلاح مشورہ ہی کر لیا ہوتا جبکہ میں نے اکبتانا سے چلتے وقت ہی ارادہ کر لیا تھا کہ تمہارے ساتھ مل کر آستیاگس کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ اسے قومِ ماد کے تخت و تاج سے محروم کر کے اس کی ساری سلطنت کا وارث بھی تمہیں بناؤں گا۔

بعد میرے اندازے کے مطابق آستیاگس ہم دونوں پر حملہ آور ہونے کے لئے یہاں پہنچ جائے گا۔ اس نے مجھے اپنے آگے آگے قتل و خون ریزی کا بازار گرم کرنے کے لئے روانہ کر دیا مگر وہ میرے اقدامات کو خود نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اپنے جاسوس تو اس نے ہر طرف پھیلائے ہوئے ہیں۔ وہ اب اگر یہاں کے حالات آستیاگس کو بتا بھی رہے ہوں تو ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے وہ یہ کہ آستیاگس کو کسی جنگ میں اپنے لشکر کی کمانداری کئے ہوئے برسوں ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ ماضی میں جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان کا سالار اور کماندار وہ مجھے ہی بناتا رہا اور میں نے بڑے بڑے معرکوں میں اس کے لئے خوب فتوحات حاصل کیں لیکن ان ساری فتوحات کا صلہ مجھے یہ دیا کہ میرے بیٹے کو اس نے ایک سازش کے تحت موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب وہ لشکر لے کر یہاں آئے گا تو میں اس کی طبیعت، اس کے مزاج کو سمجھتا ہوں۔ وہ سب سے پہلے تم پر جھپٹے گا۔ مجھ کو نظر انداز کرے گا۔ وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا کہ میری مدد کرتے ہوئے وہ تمہارے خلاف حرکت میں آنے کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ پہلی جھپٹ تم پر ہوگی۔ چنانچہ تم اس کا مقابلہ کرنا۔ میں پشت کی جانب رہوں گا۔ اس موقع پر میں اس کے لشکر میں شامل طبرستانی اور قومِ ماد کے کچھ سالاروں سے ساز باز کر کے انہیں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد میں پشت کی جانب سے آستیاگس پر حملہ آور ہوں گا۔ میں طبرستانیوں اور قومِ ماد کے سالاروں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ آستیاگس انتقامی مزاج، قتل و غارت گری کا شوقین ہے۔ اپنے دشمنوں کو فوراً موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ لشکر میں جس سالار کی کارگزاری اچھی نہ ہو اسے بڑی رازداری سے ٹھکانے لگا دیتا ہے۔ اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی کہ وہ سالار کدھر گیا۔ میں ان کے کان میں یہ بات ڈالوں گا کہ اگر اس جنگ میں تم میرا ساتھ دو تو میں آستیاگس کی جگہ تمہیں ایک ایسا بادشاہ دوں گا جو رحم دل ہوگا، تمہارے ساتھ تعاون کرے گا اور تمہاری بہتری، تمہاری بھلائی اور بہبود کے لئے کام کرے گا اور وہ حکمران اور بادشاہ سائرس ہوگا۔''

اس موقع پر سائرس نے ایک قہقہہ لگایا، پھر گھورتے ہوئے ہارپیگ کو کہنے لگا۔

''ہارپیگ! ابھی ابھی تم خود ہی کہہ چکے ہو کہ ایک دانا کماندار اپنی نقل و حرکت کو چھپانے کے لئے اس پر فریب کا جالا تان دیا کرتا ہے تو کیا تم مجھے دھوکا دینے کے لئے تو یہ کچھ نہیں کر رہے؟''

سائرس کی اس گفتگو سے ہارپیگ کے چہرے پر غصے کے کوئی آثار نہ تھے۔ اس نے سر ہلا کر کہا۔

''سائرس! تم واقعی بڑے ذہین آدمی ہو۔ تم واقعی حیران ہو رہے ہو گے کہ اگر ہارپیگ سے آستیاگس کی ٹھن گئی تھی تو دو ہفتے پہلے مجھ سے جنگ کرنے کو کیوں نکل کھڑا ہوا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں، اس کی ایک وجہ تھی۔ آستیاگس کو دھوکے میں رکھنا ضروری تھا۔ اس پر موٹاپا چھایا ہوا ہے جس نے اسے کاہل بنا دیا ہے۔ لیکن وہ احمق نہیں ہے۔ ہم یہاں بیٹھے اسے پھانسنے کے لئے جو جال بچھا رہے ہیں، اس کی اسے سن گن نہیں ملنی چاہئے۔''

اس کے بعد ہارپیگ نے کچھ سوچا اور پھر اٹھ کر خیمے کے دروازے پر پہنچا اور اس کا پردہ الٹ کر دیکھا۔ اب باہر کوئی خدمت گار نہیں تھا صرف چند اہل پارس کے لشکری زمین پر زخمی پڑے تھے۔ یہ دیکھ کر ہارپیگ کو اطمینان ہو گیا کہ اس کی اور سائرس کی باتیں کسی اور نے نہیں سنیں۔ اس کے بعد ہارپیگ واپس سائرس کے پاس آیا اور اسے دھیمے لہجے بلکہ رازداری میں کہنے لگا۔

''کمبوجیہ کے فرزند! اب تم کو ایک اور سبق سیکھنا ہے۔ آنے والی جنگ میں ہم آستیاگس کو زیر کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے اپنا قیدی بنا لیا تو اس کے قید ہونے سے شاید تم یہ سمجھنے لگو گے کہ ہم نے بڑا شاندار کارنامہ انجام دے دیا ہے مگر یاد رکھو! اصل فتح اسی وقت حاصل ہو گی جب ہم اس کے شہر، دولت اور دربار پر قبضہ کر لیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہارپیگ رکا۔ اس نے دیکھا باہر سورج طلوع ہونے کے آثار واضح ہو گئے تھے۔ روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب ہم دونوں کو محتاط رہنا ہو گا۔ تمہارا خدا تمہیں مادیوں اور پارسیوں کا بادشاہ بنا دے تو اس کے بعد ہی تم کو یقین آئے گا کہ میں اس وقت جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔''

اس کے بعد دونوں رہنما اٹھے اور آرام کرنے کے لئے نکل گئے تھے۔

چند ہی روز بعد قوم ماد کا بادشاہ آستیاگس بھی ایک بہت بڑا لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا تھا لیکن اس کی آمد سے پہلے ہی پہلے سائرس اور ہارپیگ دونوں نے اس سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کر لی تھی۔ سامنے سائرس اپنے لشکر کے ساتھ جبکہ پشت کی جانب ہارپیگ اپنے لشکر کے ساتھ گھات میں چلا گیا تھا۔

کے چھوٹے سالار اور امراء ایک طرح سے ٹھٹک کر رہ گئے تھے۔
عین اس موقع پر محل کے اس حصے میں سائرس کی آواز فاتحانہ انداز میں گونجی۔ شہر کے حکام سالاروں اور امراء کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔
''میں سائرس بن کمبوجیہ حاکمِ پارساگرد ہوں۔ میرا ٹکراؤ تمہارے بادشاہ آستیاگس سے ہوا۔ میں نے اسے شکست دی۔ اس کے لشکریوں کو بدترین طریقے سے ہانکا۔ اس کے لشکر کی اکثریت جنگ میں کام آگئی ہے۔ جبکہ آستیاگس جنگ کے دوران گرفتار کر لیا گیا اس وقت وہ پارساگرد کے زندان میں ہے۔ لہٰذا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ قومِ ماد کے سارے امراء سالار آج میرے سامنے وفاداری کا حلف اٹھائیں۔ اگر تم ایسا کر لو گے تو تمہارے گھر بار اور عورتیں پہلے کی طرح محفوظ رہیں گی۔ ضیافتیں اور جشن پہلے کی نسبت کم ہوں گے۔ البتہ وہ اپنے فرائض کو بدستور انجام دیتے رہیں گے۔ یہ میرا آج کا فرمان ہے اور میں اب اہلِ پارس اور قومِ ماد دونوں کا بادشاہ ہوں۔''
یہاں تک کہنے کے بعد سائرس جب خاموش ہوا تو تخت کے پیچھے جو سفید رنگ کا پردہ لگا ہوا تھا اس کے پیچھے سے انتہائی شفقت آمیز آواز آئی۔ یہ نسوانی آواز تھی۔ وہ آواز کہہ رہی تھی۔
''شاباش میرے بیٹے! تم فتح یاب ہو کر آئے ہو۔ مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔''
یہ آواز اہلِ ماد کی ملکہ ماندانہ کی تھی جس نے سائرس کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ وہ حرم سرا میں بیٹھی پردے کی اوٹ میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس موقع پر قومِ ماد کے سارے سالاروں اور امراء نے سائرس کے لئے حلف وفاداری اٹھایا سوائے ابرداد کے۔ یہ وہی ابرداد تھا جو ایک بار آستیاگس کا قاصد بن کر سائرس کے پاس گیا تھا۔ چنانچہ وہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''جب ہمارا بادشاہ آستیاگس زندہ ہے تو میں اسی کا فرمانبردار اور وفادار رہوں گا۔''
سائرس نے اسے پہچان لیا۔ اسے دیکھتے ہی سائرس مسکرایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''جس وقت تم آستیاگس کے قاصد بن کر گئے تھے، میں نے تم سے کہا تھا کہ آستیاگس مجھ سے مل کر خوش نہ ہوگا۔ تم نے اپنے بادشاہ کا انجام تو دیکھ لیا۔ اب تم نے بھی وہی رویہ اختیار کیا ہے۔''

چنانچہ جب ابرداد نے حلف وفاداری نہ اٹھایا تب سائرس نے حکم دیا کہ اسے ننگا کر کے درندوں کے پنجرے میں ڈال دیا جائے۔ اس پر اعتراض کرتے ہوئے ابرداد بولا۔
''اس کی بجائے آپ مجھے دیوانِ خاص میں عزت کے ساتھ قتل کرا دیں تو اچھا ہے۔''
سائرس نہیں مانا۔ اس کے حکم پر اس کے کارندے ابرداد کو پکڑ کر وہاں سے، ہٹا لے گئے تھے۔
جس وقت قومِ ماد کے سارے اُمراء اور سالار حلف اٹھا چکے تھے تب سائرس کے سامنے ہارپیگ نمودار ہوا۔ سائرس کے سامنے آ کر تھوڑی دیر تک وہ اپنی داڑھی کو کھجاتا رہا، اس کے گلے میں جو سنہری گلوبند تھا جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، کچھ دیر تک اسے انگلیوں میں لے کر دباتا رہا۔ وہ تھکا تھکا سا تھا۔ پھر اچانک ہارپیگ حرکت میں آیا۔ اپنا گلوبند اتار کر اس نے سائرس کے قدموں میں پھینک دیا اور خود بھی تعظیم کے لئے جھک گیا۔ پھر اس کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔
''میں قومِ ماد کے لشکریوں کا سالار ہارپیگ ہوں اور اپنی جان مال اپنے بادشاہ سائرس کے حوالے کرتا ہوں۔''
سائرس نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اپنے تخت کے پیچھے کھڑا ہونے کی اجازت دی۔ اس کے بعد اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنے کا عہد کیا۔
عین اسی لمحہ قصر کے کمرے میں دو لڑکیاں داخل ہوئیں۔ دونوں انتہا درجہ کی خوب صورت، پُر جمال اور پُر کشش تھیں۔ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے سائرس دنگ رہ گیا۔ کچھ دیر حیرت زدہ سا ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا، پھر ہلکا سا تبسم اس کے چہرے پر نمودار ہوا۔ اس کے بعد بڑی خوش طبعی میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''میں تم دونوں کو پہچان گیا ہوں۔ تم دونوں میں سے جو دائیں جانب ہے اس کا نام تیمرس ہے۔ دوسری کو میں نے دیکھ رکھا ہے لیکن نام نہیں جانتا اس لئے کہ نام صرف تیمرس نے ہی اپنا بتایا تھا۔ تمہاری میری ملاقات گنبد نما مزاروں کے پاس سبزہ زارِ اعظم میں ہوئی تھی۔ کیا میں نے درست کہا ہے؟ اگر یہ درست ہے تو یہ بتاؤ کہ تمہارا یہاں آنا کیسے ہوا؟ کیا تم میرے خاتمے کے درپے ہو؟''
سائرس کے ان الفاظ پر تیمرس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جو ساتھی لڑکی تھی اس کا نام سرینا تھا، وہ بھی خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ تیمرس نے سائرس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

گی وہاں ایسے نوجوانوں کا انتخاب بھی کریں گی جن کی طبیعت ہم سے ملتی ہو اور اگر کوئی ایسا نوجوان مجھے اور میری بہن کو مل گیا تو پھر ہم شادی کر لیں گی۔"

تیمرس کے اس جواب پر سائرس خوش ہو گیا تھا چنانچہ اس نے تیمرس اور سرینا کو لشکر میں شامل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ اسی وقت اس نے کچھ دستے مقرر کیے۔ تیمرس کو اکبتانا کے خزانے میں لے جایا گیا۔ سرینا بھی اس کے ساتھ تھی۔ پھر جو دولت تیمرس کے علاقوں سے اکبتانا کے خزانے میں آئی تھی اسے سائرس کے دستے سبزہ زارِ اعظم کی طرف لے گئے تھے۔ اس کے بعد سائرس نے تیمرس اور سرینا دونوں کے لئے عمدہ رہائش کا بھی اہتمام کر دیا تھا۔ ان کی رہائش کا یہ بندوبست اکبتانہ شہر کے زنانہ مہمان خانے میں کیا گیا تھا۔

اس سارے کام سے فارغ ہونے کے بعد سائرس جب ہارپیگ کے ساتھ اکبتانا کے ایوانِ خاص میں پہنچا تو وہاں اس کی ملاقات ملکہ ماندانہ سے ہوئی۔ ملکہ بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بیٹے! تُو نے آستیاگس پر فتح تو پا لی ہے پھر اسے زندان میں ڈال دیا ہے۔ لیکن یہاں اکبتانا میں محتاط اور ہوشیار ہو کر رہنا۔ میں اس وقت سے ڈرتی ہوں کہ کہیں تمہارا کوئی دشمن تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچائے۔ لہٰذا اکبتانا میں تمہاری حفاظت کا پورا پورا انتظام ہونا چاہئے۔"

سائرس یہ سمجھا کہ شاید ماندانہ کو اپنی محرومیوں کا غم ہے۔ چنانچہ اس نے اسے وعدہ دیا کہ آئندہ وہ اس کی ذاتی دولت، محلوں اور نوکر چاکر کی دیکھ بھال خود کرے گا اور اس کا ویسے ہی احترام کرے گا جیسا ایک بیٹا اپنی ماں کا کرتا ہے۔

سائرس کی ان باتوں سے ملکہ ماندانہ خوش تو ہوئی پھر اس نے ایک آہ بھری۔ اپنا سر اونچا کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں آپ کی عنایات کی وجہ سے بہت ممنون ہوں۔ لیکن پتھر کے کمروں میں آستیاگس نے اپنی عیاشی کی بُو اس طرح چھوڑی ہے جیسے سور کسی جگہ اپنی بُو چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ اپنے ڈھول جیسے پیٹ کو مرچ مصالحے سے پکے گوشت سے بھرتا اور زرخرید عورتوں کے ساتھ عیاشی کرتا۔ وہ میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ اگر وہ مرے تو اس کی موت میرے لئے خوشخبری ہو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ماندانہ کچھ دیر کے لئے رکی، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے

ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''سائرس! تم ان سرزمینوں میں اجنبی اور نو وارد ہو۔ اس موقع پر میں خلوص کے ساتھ تمہیں مشورہ دوں گی کہ اپنی رعایا سے دور مت رہنا۔ یہی کام آستیاگس نے کیا تھا۔ سو اس کا انجام تمہارے سامنے ہے۔ اگر تم بھی ایسا کرو گے تو تمہارا انجام اس سے مختلف نہیں ہوگا۔ میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ اپنے لوگوں میں گھل مل کر رہنا، ان کی احوال پرسی کرنا۔ ہمیشہ ان کے مدد و معاون بن کر ان پر حکومت کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ تم سے محبت کریں گے۔ اور اگر وہ تم سے محبت کریں گے تو ان کی محبت تمہاری سلطنت کے استحکام کا باعث ہوگی۔''

سائرس نے ملکہماندانہ کے اس مشورے پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اس کے بعد اس نے زیگورات نام کے برج کو دیکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ برج سابق بادشاہ آستیاگس نے بنانا شروع کیا تھا اور یہ اکبتانا کے عجائبات میں شمار کیا جانے لگا تھا۔ اس برج کو دیکھنے کے لئے جب سائرس اپنے امراء اور سالاروں کے ساتھ روانہ ہوا تو اکبتانا شہر کے لوگ شاہراہ کے دونوں طرف ایک ہجوم کی صورت میں جمع ہو گئے تھے تاکہ اپنے نئے بادشاہ کو دیکھ سکیں۔

برج کی تعمیر قریب الاختتام تھی اور اس کا سنہری کلس دور سے چمک رہا تھا۔ جب سائرس برج کو دیکھنے کے لئے قریب جا کر رکا تو وہاں جو برج کے محافظ تھے انہوں نے پیتل کے باجے بجا کر اس کا استقبال کیا۔ اس موقع پر سائرس کی ملاقات، پارسیوں کے ایک مغ سے بھی ہوئی۔ وہ مغ اس وقت اپنے ہاتھ میں پتھر کا ایک بیلچہ لئے ہوئے تھا۔ اس مغ کو مخاطب کرتے ہوئے سائرس نے پوچھا کہ وہ یہاں کس کی تلاش میں آیا ہے اور اکبتانا شہر میں کیا کر رہا ہے؟ حالانکہ اکبتانا میں مجوسیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس پر مغ غور سے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آپ لوگوں سے ذرا مختلف نظریات رکھتا ہوں۔ میں تو ایک زندہ جاوید ہستی کی تلاش میں ہوں اور اسی تلاش میں اِدھر اُدھر سرگرداں رہتا ہوں۔''

سائرس نے پوچھا۔

''جس شخص کی تمہیں تلاش ہے وہ کہاں ہے؟''

مغ غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''شاید مشرق میں سورج اسی کا مظہر ہے۔''

اُس مغ کی یہ باتیں سن کر سائرس کے دل میں آریوں کے اصل وطن مشرق کی یاد تازہ ہوگئی۔ چنانچہ سائرس نے اس سے پوچھا۔

''ان سرزمینوں کی طرف کیسے جایا جا سکتا ہے؟''

اس پر مغ کہنے لگا۔''وہاں پیدل بھی جایا جا سکتا ہے۔''

اس کے بعد سائرس نے اپنے امراء کو حکم دیا کہ اس مغ کو غسل کرا کے اسے نئے کپڑے پہنائے جائیں۔ اسے سونا چاندی دے کر مالا مال کر دیا جائے اور اسے کہا جائے کہ جن سرزمینوں کی طرف جانا چاہتا ہے چلا جائے۔ ساتھ ہی اپنے سالاروں کو سائرس نے یہ بھی حکم دیا کہ یہ بھی دیکھیں کہ وہ مغ کس طرف جاتا ہے۔ پھر مجھے اس کے سفر کی تفصیل بھی بتائیں۔

چنانچہ اس مغ کو سونا چاندی دے کر فارغ کر دیا گیا اور سائرس کے مخبر اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

واپس آ کر ان مخبروں نے سائرس کو اطلاع دی کہ مغ نے کاروان سرائے جا کر پہلے مشرق کی راہ پوچھی، پھر وہ چاندی کے سکوں کے عوض ایک سفید منہ والا گدھا خرید کر اس پر سوار ہوا اور تیزی سے مشرق کی طرف چلا گیا۔

چنانچہ سائرس نے حکم دیا کہ لشکر کو تیار کیا جائے۔ وہ بھی مشرق کا رخ کرے گا اور دیکھے گا کہ ان سرزمینوں میں کیا ہے۔

چنانچہ چند روز تیاری کرنے کے بعد سائرس مشرقی سرزمینوں کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں جہاں بھی وہ گیا لوگ اسے اہلِ پارس اور قومِ ماد کا بادشاہ سمجھ کر بہترین انداز میں اس کا استقبال کرتے رہے۔ مشرق کی سرزمینوں کی طرف جانے سے پہلے سائرس نے اگبتانا شہر میں جو آستیاگس کا خزانہ تھا وہ سارے کا سارا اپنے شہر پارساگرد کی طرف منتقل کر دیا تھا اور اپنے سالار مہرداد کو روانگی سے قبل اس نے اگبتانا پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اپنی سلطنت کے اس معائنے کے دوران اس نے مختلف لوگوں سے پوچھا کہ قدیم آشوری عرب لوگوں پر کس انداز میں حکومت کرتے تھے اور ان کے حملے کس انداز میں لوگوں پر اثر انداز ہوتے رہے۔ جن دنوں سائرس اپنی اس نئی مملکت کا معائنہ کر رہا تھا ان دنوں آس پاس کی سلطنت میں اس کے متعلق خبریں پھیلنا شروع ہوگئیں۔ مصر میں فرعون کو خبر ہوئی کہ سائرس نے قومِ ماد کو مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے۔ ان کے بادشاہ کو گرفتار کر کے وہ خود بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ غلط خبریں بھی اُڑانا شروع کر دیں کہ

سائرس ایک لشکرِ جرار لے کر بڑی برق رفتاری کے ساتھ دنیا فتح کرنے نکلا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا۔

اس موقع پر صور اور غزہ کے نمائندے ارغوانی اور سرخ لباس میں اگبتانا شہر میں آئے تاکہ سائرس کی عسکری طاقت کا اندازہ لگا سکیں۔ اس کے علاوہ بابل شہر میں بنی اسرائیل کے نبی ارمیا نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''لوگو! دریا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک میں تمہارے لئے اعلان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایران کے شمالی علاقوں میں بڑی بڑی قوموں کے سرداروں کا ایک اجتماع کر رہا ہے اور وہاں اس طرح اعلان ہو رہا ہے۔

''اے بادلو! بابل پر چاروں طرف سے حملہ کر دو۔ اس پر تیر برساؤ اور اسے تباہ کرنے میں ذرا برابر دیر نہ کرو۔ کیونکہ وہ گناہ کا مرکز ہے۔ اس سے اچھی طرح بدلہ لو اور اس سے وہی سلوک کرو جو اس نے تم سے روا رکھا ہے۔''

یہودیوں نے اپنے نبی ارمیا کی ان باتوں کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس لئے کہ یہودیوں کی یہ عادت تھی کہ وہ اکثر اپنے حکام کے خلاف سوچتے اور عمل کرتے تھے۔ اس لئے اس موقع پر انہوں نے اس بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ مصر بھی خاموش رہا۔ شمال کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی سائرس کے قوت پکڑنے پر بالکل چپ بیٹھی رہیں۔ بابل پر بھی سکوت طاری تھا۔ اس موقع پر اگر کسی حکمران نے سائرس کی طاقت اور قوت کو دیکھتے ہوئے محتاط ہونے کی کوشش کی تو وہ لیڈیا کا حکمران کرزوس تھا۔ لیڈیا میں ان دنوں ایشیائے کوچک اور اناطولیہ کے میدان آتے تھے اور ان علاقوں کا حکمران کرزوس تھا۔ چنانچہ کرزوس نے اپنے تیز رفتار قاصد یونان کی طرف روانہ کئے اور ان قاصدوں کو حکم دیا کہ وہ ڈلفی کے مندر میں جائیں۔ وہاں جو غائب دان بیٹھے ہیں ان سے یہ پوچھیں کہ سائرس سے صلح کرنے میں اس کے لئے بہتری ہے یا نہیں؟ اگر وہ سائرس پر حملہ کرے تو اس کا فائدہ ہے یا نہیں؟

ڈلفی کے غیب گوؤں پر کرزوس کا بڑا اعتقاد تھا۔ وہ ڈلفی کے مندر کے غیب دانوں سے یہ چاہتا تھا کہ وہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ سائرس کے خلاف اسے کیسا اور کس قسم کا قدم اٹھانا چاہئے۔

درحقیقت ڈلفی کے مندر کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ وہ ایک دھوکا اور فریب تھا جو لوگوں کے ساتھ اس دور میں کیا جاتا تھا۔ ڈلفی کے مندروں کی اس غیب گوئی کا وجود ایک غلام کی

وجہ سے ہوا۔ ہوا یوں کہ جزیرہ سامس جو بحرالجزائر میں واقع تھا، وہاں ایک الیسپ نام کا غلام تھا جو اپنی دانائی اور قصہ گوئی میں مشہور تھا۔ وہ لوگوں کو قصے کہانیاں سناتا تھا۔ کچھ اس کی طبع زاد ہوتی تھیں اور کچھ سینہ بہ سینہ چلی آتی تھیں جو اس نے حفظ کر رکھی تھیں۔ اس الیسپ کو قصہ گوئی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ بازار میں جمع ہو کر جہاں وہ قصہ سناتا تھا، بڑے شوق سے سنتے تھے۔ 550 قبل مسیح میں جس سال سائرس قومِ ماد کا بادشاہ بنا تھا، الیسپ کی موت غیر معمولی حالات میں واقع ہوئی۔

اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ الیسپ کی ایک حکایت سیاسی رنگ کی تھی۔ یہ قصہ اس نے لوگوں کو کچھ اس طرح سنایا کہ ایک دن مینڈکوں نے لکڑی کے ایک بے وقوف لٹھے کی حکومت سے تنگ آ کر ایک خوش اندام سارس کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس سارس نے حکومت شروع کی تو اپنی رعایا کو کھانا شروع کر دیا۔

جزیرہ سامس کا جابر بادشاہ جس نے بزرگانِ قوم کی قدیم مجلس کو توڑ کر مطلق العنان حکومت قائم کی تھی اس حکایت کی زد میں آتا تھا۔ چنانچہ اس نے الیسپ کو مار ڈالنے کی ٹھان لی۔ لیکن چونکہ الیسپ کی شخصیت قوم کے قصہ گو کی تھی۔ لوگ اسے پسند کرتے تھے اس لئے اسے قتل کرانا معمولی بات نہ تھی۔ لوگ بادشاہ کے خلاف اٹھ بھی سکتے تھے۔ چنانچہ الیسپ کو ختم کرنے کے لئے اس نے ایک تدبیر کی۔

چنانچہ ڈلفی کے درے میں ایک اپالو نامی کاہن رہتا تھا۔ اسے بہت سا مال و زر دے کر یہ کام اس کے سپرد کیا۔ اسے سمجھایا کہ وہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے جس کے تحت وہ جو کہے، لوگ اسے غیب دانی خیال کریں۔ چنانچہ اپالو نام کا وہ کاہن حرکت میں آیا۔ ایک عورت سے اس نے رابطہ قائم کیا جس کا نام پیتیا تھا۔ اس اپالو نے اس پیتیا نام کی عورت کو پہاڑ کے ایک سوراخ میں بٹھایا۔ اس سوراخ سے گرم چشمے کی وجہ سے بھاپ نکلتی رہتی تھی۔ چنانچہ اس اپالو نامی کاہن نے یہ مشہور کر دیا کہ پہاڑوں کے اندر وہ سوراخ جس کے اندر سے بھاپ نکلتی رہتی ہے اگر وہاں جا کر کوئی سوال کرے تو اندر سے اس کے سوال کا جواب ملتا ہے۔ جب یہ خبر چاروں طرف مشہور ہوگئی تو لوگ اسی کوہستانی سوراخ کے پاس آ کر اپنے سوال کرنے لگے۔ اپالو نامی کاہن نے وہاں یہ انتظام کیا کہ پیتیا نام کی عورت کو اس نے اس سوراخ کے پیچھے غار نما جو کھلی جگہ تھی وہاں بٹھا دیا تھا۔ چنانچہ وہاں جا کر جب کوئی سوال کرتا تو اندر سے عورت عجیب و غریب آوازیں نکالتے ہوئے اس کے سوالوں کا جب جواب دیتی تو لوگ ان جوابوں کو غیب کی آواز سمجھتے تھے لیکن

حقیقت یہ تھی کہ جب سوال کرنے والے وہاں پہنچتے تو اپالو نامی کاہن اور اس کے ساتھی پہلے سوال کرنے والے سے ملتے۔ اس لئے کہ اس سوراخ کے قریب اپالو کاہن اور دوسرے ساتھیوں نے ایک مندر تعمیر کر دیا تھا۔ اس مندر کا نام ڈلفی کا مندر رکھا تھا اور یہ یونان کے علاقے افیس میں تھا اور یہ دنیا میں غیب گوئی کے لئے بڑا مشہور تھا۔

چنانچہ جب لوگ اپنے سوالوں کے جواب جاننے کے لئے وہاں پہنچتے تو پہلے ڈلفی مندر کے کاہن اس سے ملاقات کرتے اور جس مقصد کے لئے وہ آتا وہ مقصد اس سے جانتے اور یہی باتیں جا کر اس عورت کو بتا دی جاتی تھیں۔ اور جب سوال کرنے والا بھاپ نکلنے والے سوراخ کے سامنے آ کر اپنا سوال پیش کرتا تو عورت اسے وہی جواب دے دیتی تھی جو جواب کاہن اس تک پہنچاتے تھے اس طرح اس مندر کو بڑی شہرت ملی اور لوگوں میں یہ توہم پرستی عام ہوگئی کہ ڈلفی کے مندر والے غیب دان ہیں۔

چنانچہ غلام اور قصہ گو الیسپ کا معاملہ بھی وہاں پیش کیا گیا چنانچہ اس موقع پر ڈلفی مندر کے کاہنوں نے عورت کو پیغام بھجوایا کہ تم یہ فیصلہ دینا کہ الیسپ واجب القتل ہے۔ البتہ اس کا خون بہا اس کے وارثوں کو دیا جائے تا کہ ان کی بسر اوقات کا سامان ہو سکے۔

چنانچہ الیسپ کا معاملہ جب پیش ہوا تو کاہنوں کے مطابق اسے واجب القتل قرار دیا گیا۔ کہتے ہیں جب الیسپ کو اپنی سزائے موت کی اطلاع ملی تو اس نے لوگوں کو ایک بوڑھے شکاری کتے کی حکایت سنانی شروع کی جو اتنا بوڑھا اور کمزور تھا کہ دوڑ نہیں سکتا تھا اور اپنے مالک کے لئے خرگوش پکڑ کر نہیں لا سکتا تھا اور مالک اسے بری طرح مارتا تھا۔

اس حکایت کا مقصد یہ سبق دینا تھا کہ وفادار کتا بھی جب قوت سے محروم ہو جاتا ہے تو مالک کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اس رقت آمیز قصے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ سزائے موت کا حکم اسی طرح برقرار رہا۔ اور آخر کار الیسپ قصہ گو کو مار دیا گیا۔

اب اس ڈلفی مندر کے پاس لیڈیا یعنی ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کے قاصد پہنچے تھے اور انہوں نے ڈلفی کے مندر کے سامنے یہ سوال رکھا تھا کہ اگر کرزوس دریائے ہیلس کو پار کر کے ایرانیوں پر چڑھائی کرے تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اس لئے کہ ماضی میں قوم ماد اور ایشیائے کوچک کے حکمرانوں کے درمیان دریائے ہیلس کو سرحد قرار دیا گیا تھا۔ یہ سرحد بابل کے عظیم بادشاہ بخت نصر کے کہنے پر قرار دی گئی تھی۔

جہاں تک لیڈیا کی سلطنت کا تعلق تھا تو اس کا پایہ تخت سارڈس یا ساردیس شہر تھا۔ سارڈس کے کوہستانی سلسلوں کے اس پار کسی دور میں خاندانِ مُداس کے دولت مند بادشاہ

حکومت کیا کرتے تھے۔ مڈاس کا مشہور بادشاہ جس کا نام افسانے میں آتا ہے کہ یونانی دیوتا دیانوس نے اسے منہ مانگی مراعات دی تھیں اور جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتا تھا، سونے کی ہو جاتی تھی۔ کرزوس جو ایک ملک گیر اور فاتح باپ کا خوش نصیب بیٹا تھا، مڈاس کے علاوہ دریائے پیکٹولس کے سونے کا مالک تھا اور اس سونے کے علاوہ اس کی دولت اور ثروت کا سب سے بڑا ذریعہ یہ تھا کہ اسے اس شاہراہ پر تسلط حاصل تھا جس سے ہو کر خام اجناس مشرقی علاقوں سے یونانی بندرگاہوں میں پہنچتی تھیں اور وہاں سے فونیقی اور یونانی تاجر مختلف مصنوعات غیر متمدن مغربی ممالک میں لے جاتے تھے۔

چنانچہ جب اپنا سوال ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس نے ڈلفی کے مندر کے کاہنوں کے سامنے پیش کیا تو اسے جواب ملا۔

''اگر تُو دریائے ہیلس سے گزرا تو ایک بڑی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔''

کاہنوں نے گول مول سا جواب دے دیا تھا۔ انہوں نے یہ واضح نہ کیا تھا کہ اگر تُو ہیلس کو پار کر کے گیا تو آیا تیری حکومت ختم ہو جائے گی یا سائرس کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس طرح گول مول سا جواب دے کر انہوں نے ایک طرح سے کرزوس کو مطمئن کر دیا تھا اور کرزوس یہی سمجھنے لگا تھا کہ اس کے مقابلے میں کاہنوں کی پیش گوئی کے مطابق یقیناً سائرس کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے دریائے ہیلس کو عبور کر کے ان علاقوں پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر لیا جو کبھی قومِ ماد کے تحت تھے اور اب وہ علاقے سائرس کی سلطنت میں شامل تھے۔





سائرس ہارپیگ، فرناک، کراوش، ہزار پت اور دیگر بہت سے سالاروں کے ساتھ اپنی نئی سلطنت کا دورہ کرتے ہوئے وسطی ایران کے شورزدہ میدان یعنی دشتِ کویر میں پہنچنے کی تیاری کے لئے نیسا کے مقام پر چراگاہوں میں مقیم تھا کہ کچھ قاصد اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اس چراگاہ میں داخل ہوئے جہاں سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ ان قاصدوں کی آمد پر سائرس ہی نہیں اس کے سالار بھی چونکے تھے۔ قاصد قریب آ کر اپنے گھوڑے سے اترے۔ انہیں دیکھتے ہی سائرس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دوسرے سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر سائرس ان قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! کیا تم کوئی اہم خبر لے کر آئے ہو؟''

سائرس کے اس سوال پر ان قاصدوں میں سے ایک بول اٹھا۔

''اے آقا! آپ کا کہا درست ہے۔ ہم ایک بڑی اہم خبر لے کر آئے ہیں۔ اور خبر یہ ہے کہ ایشیائے کوچک کا بادشاہ کرزوس ان علاقوں پر حملہ آور ہو چکا ہے جو اب اس سے پہلے قومِ ماد کے بادشاہ کے تحت تھے اور اب وہ علاقہ آپ کی سلطنت میں شامل ہے۔ اگر کرزوس کی راہ نہ روکی گئی تو یاد رکھئے گا وہ پیش قدمی کرتے ہوئے بہت آگے آئے گا اور لوگوں کا قتل عام اور لوٹ مار کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے علاقوں کی تباہی اور بربادی کا باعث بھی بن جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہوا تب سائرس کچھ دیر سوچتا رہا، پھر ہارپیگ، فرناک، ہزار پت اور دیگر سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! میں اب آگے دشتِ کویر کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کرتا ہوں۔ مجھے اب واپس لوٹ کر پورے لشکر کو حرکت میں لاتے ہوئے ایشیائے کوچک کے

''میں اپنے لشکر کو بلا کر اور ساتھ لے کر فوراً کرزوس کی سرحد پر پہنچ سکتا ہوں تا کہ تمام چیزوں کو خود دیکھوں اور صورتِ حال کا جائزہ لے کر جو تدبیر مجھے بہتر نظر آئے وہ تیار کرلوں۔''

جواب میں گوبارو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آپ کی ساری گفتگو کو سمجھتا ہوں۔ آپ کے چہرے کے تاثرات میں، میں یہ اندازہ بھی لگا چکا ہوں کہ آپ نے میری اس گول مول گفتگو کو ناپسند کیا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کرزوس کے ساتھ ٹکراؤ کے دوران فتح مندی کس کی ہوگی اور پسپائی کس کے حصے میں آئے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گوبارو رکا، باری باری ایک نگاہ اس نے سائرس، ہارپیگ، فرناک اور دوسرے سالاروں پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

''لگتا ہے میری اس گفتگو سے اہلِ پارس اور قومِ ماد کے بادشاہ کی تسلی اور تشفی نہیں ہوئی۔ میری مملکت میں کچھ پرانے، وضع دار اور سن رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ عالم لوگ ہیں۔ وہ پرانی اقوام کے حالات بھی خوب جانتے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو ان کی مجلس میں لے کر جاتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے قصر کے ایک مخصوص کمرے میں ہمہ وقت پرانے حالات کو مٹی کی لوحوں اور کھالوں پر محفوظ کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔''

سائرس نے جب اس سے اتفاق کیا تب گوبارو اسے لے کر اپنی مجلس کی طرف گیا۔ سائرس اور کرزوس کا مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا۔ وہ ڈھلی ہوئی عمر کے کئی اشخاص تھے جو ایک کمرے میں بیٹھے مٹی کی لوحوں پر پرانے حالات محفوظ کر رہے تھے۔ جب گوبارو نے ان کے سامنے سائرس کا مسئلہ پیش کیا تب کچھ دیر تک وہ آپس میں تبادلہ خیال کرتے رہے۔ اس کے بعد ان کا جو سرکردہ تھا اس نے کچھ دیر تک گوبارو سے گفتگو کی۔ چنانچہ اس کی ترجمانی کرتے ہوئے گوبارو، سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ اربابِ عقل و دانش کہتے ہیں کہ تمہاری راہ میں ایک زبردست دشواری حائل ہے جو بادی النظر میں دشواری معلوم نہیں ہوتی اور دشواری کو آسانی سے رفع بھی کیا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ لیڈیا یعنی ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس نے مصر کے فرعون کے علاوہ اسپارٹا کے حکمرانوں اور بابل کے بادشاہ سے دفاعی معاہدہ کر کے خود کو طاقتور بنا لیا ہے۔ مصر کے فرعون نے کرزوس سے یہ دفاعی معاہدہ اس لئے کیا ہے کہ اسے کرزوس کے ساتھ مال کے لین دین اور تجارت میں خوب

نفع ہوتا ہے اور وہ اس نفع سے فائدہ اٹھانے کے درپے ہیں۔ جہاں تک اسپارٹا کے حکمرانوں کا تعلق ہے تو وہ ویسے ہی کرزوس کے مداح ہیں اور اس کا حلیف بنتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔

تیسری قوت جس کے ساتھ ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس نے دفاعی معاہدہ کر لیا ہے۔ وہ بابل کا بادشاہ بنونید ہے۔ لہٰذا میری مجلسِ کبیر کے سربراہ نے اندیشوں کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اب اگر تم کرزوس سے جنگ کرتے ہو تو تمہیں ایک کی جگہ چار دشمنوں سے لڑنا پڑے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چاروں بیک وقت تمہارے خلاف حرکت میں نہ آ سکیں۔ ان میں سے ایک یا دو تم سے ٹکرائیں۔ اس لئے کہ اس وقت حالات کا نقشہ یہ ہے کہ اسپارٹا والوں کے پاس جو بحری بیڑے ہیں وہ یہاں سے کالے کوسوں دور ہیں اور وہ فی الحال کرزوس کی مدد کے لئے نہیں پہنچ سکتے۔ جہاں تک مصر کے فرعون کا تعلق ہے تو اس کے پاس بہترین جنگی رتھ ہیں۔ وہ بھی بہت دور بیٹھا ہوا ہے اور ان جنگی رتھوں کو تمہارے مقابل لانے کے لئے مہینوں لگ سکتے ہیں۔ غرض کرزوس کے دو حلیف یعنی اسپارٹا اور مصر سے تو تمہیں فی الفور کوئی خطرہ نہیں۔ البتہ بابل تمہارے سر پر ہی موجود ہے۔ اس کی طاقت بھی ان دنوں بہت بڑھی ہوئی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گوبارو رکا۔ پھر دوبارہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجلسِ کبیر کے سربراہ کا کہنا ہے کہ بابل والوں کو باہمی دفاع کے معاہدے کی پیشکش ہونے کے بعد ایک طرف کیا جا سکتا ہے۔ یعنی تم بھی بابل کے حکمران سے دفاعی معاہدہ کر لو تو اہلِ بابل کرزوس کے حق میں تمہارے خلاف اپنی طاقت کو استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ جب تم کرزوس سے ٹکراؤ گے تو وہ رک کر یہ دیکھیں گے کہ کرزوس تمہیں شکست دیتا ہے کہ تم اسے ہراتے ہو۔ کیونکہ ان کے لئے دونوں صورتوں میں فائدہ ہی فائدہ ہوگا۔ تم دونوں میں سے جو بھی فاتح ہوگا ان کا اس کے ساتھ دوستی کا معاہدہ ہوگا۔''

مجلسِ کبیر کے اس فیصلے سے سائرس بڑا خوش ہوا۔ چنانچہ گوبارو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آخر بابل کی مملکت سے معاہدہ کرنے کے لئے اس کی شرائط کیا ہونی چاہئیں؟''

اس سلسلے میں جب گوبارو نے کچھ کہنا شروع کیا تو سائرس نے اس کی بات مکمل نہ ہونے دی۔ پہلے ہی کہہ دیا۔

''میں بابل والوں سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں کروں گا جس کا مقصد حلیف ہونا

دینا ہو۔ اس لئے کہ میں دوست سے دوست جیسا اور دشمن سے دشمن کی طرح برتاؤ کرنا چاہتا ہوں۔''

عیلام کی مملکت کی مجلسِ کبیر کے ان ارکان کو سائرس کی یہ بات اچھی نہ لگی اور وہ سر ہلا ہلا کر ایک طرح اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر ہارپیگ نے دخل اندازی کی اور کہنے لگا۔

''اس وقت قومِ عیلام کے مادیوں اور اہلِ پارس دونوں کے ساتھ بہترین تعلقات ہیں۔ لہٰذا گوبارو اپنی طرف سے بابل کے حکمرانوں کو غیر جارحانہ معاہدے کی پیشکش کر سکتا ہے۔ اس معاہدے سے سائرس پر تو کسی قسم کی پابندی عائد نہ ہوگی لیکن اہلِ بابل کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو جائے گا کہ گوبارو اپنے لئے کوئی منفعت حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ کوئی اقدام نہیں کریں گے بلکہ اس تاک میں رہیں گے کہ ہم گوبارو سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔''

ہارپیگ کے اس مشورے کو سب نے پسند کیا تھا۔ لہٰذا گوبارو نے اس پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اس موقع پر سائرس نے گوبارو کا ہاتھ پکڑا اور بڑی رازداری میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو مسئلہ میں نے آپ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا وہ تو حل ہوا........ اب میں کرزوس سے خوب نمٹوں گا۔ لیکن میں علیحدگی میں ایک ذاتی مسئلے پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''

اس موقع پر گہری نگاہوں سے گوبارو نے سائرس کی طرف دیکھا، کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سائرس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تم میرے ساتھ نہیں آتے ہو؟ تمہارے قصر کے قریب سے شوش نام کا جو دریا گزرتا ہے اس کے پُل پر جاتے ہیں۔ پھر میں وہ گفتگو کرتا ہوں جو میں کرنا چاہتا ہوں۔''

گوبارو نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ دونوں قصر سے نکلے۔ دریائے شوش کے پُل پر جا کھڑے ہوئے، پھر گوبارو نے سائرس کو مخاطب کیا۔

''اب کہو! تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

اس پر سائرس کچھ دیر خاموش رہا، پھر کہنے لگا۔

''گوبارو! تم جانتے ہو میرا باپ مر چکا ہے۔ آج سے تم میرے باپ ہو اور میں تمہیں اپنے باپ ہی کی جگہ سمجھوں گا اور اس سلسلے میں، میں تم سے ایک رشتہ قائم کرنا

چاہتا ہوں۔''
سائرس کے ان الفاظ پر گوبارو غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ سائرس پھر بول اٹھا۔
''گوبارو! گو میں شادی شدہ ہوں اور میرے بیٹے کافی بڑے ہیں۔ اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی بیٹی آمتیش کو میرے نکاح میں دے دیں۔ اس طرح میرے اور آپ کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو جائے گا۔ اس رشتے کی وجہ سے ہم دونوں کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہوگا اور ہم دونوں آنے والے دور میں اپنا دفاع خوب کر سکیں گے۔''
سائرس کے ان الفاظ پر گوبارو نے خوشی کا اظہار کیا۔ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سائرس پھر بول اٹھا۔
''ایک اور اہم موضوع بھی ہے جس پر میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''
اس بار گوبارو نے چونکنے کے انداز میں سائرس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔
''وہ موضوع کون سا ہے؟''
جواب میں کچھ دیر خاموش رہ کر سائرس کچھ سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔
''میں جانتا ہوں آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔ میں چاہتا ہوں بڑی بیٹی آمتیش کو مجھ سے بیاہ دیں اور چھوٹی بیٹی آپ میرے سالار فرناک کے نکاح میں دے دیں۔ اب آپ یہ اعتراض کریں گے کہ وہ غلام تھا، غلام کو میں اپنی بیٹی کا رشتہ کیسے دے دوں؟ تو میں آپ پر یہ انکشاف کروں کہ وہ اب غلام نہیں ہے۔ پہلے تو میں نے اسے ایک سالار کی حیثیت سے اپنے لشکر میں شامل کیا تھا لیکن اس کی کارگزاری دیکھتے ہوئے اب اس کی حیثیت میری نگاہوں میں میرے بیٹے کی سی ہے۔ اور وہ مجھے بڑا عزیز ہے۔ اگر تم چھوٹی بیٹی ایزت کو اس سے بیاہ دو تو اس سے میری عزت افزائی ہو گی۔''
سائرس جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک سر جھکا کر گوبارو سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔
''قصر کی طرف چلتے ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ مجھے تم تھوڑا سا وقت دو...... اس سلسلے میں، میں اپنی دونوں بیٹیوں سے مشورہ کروں، اس کے بعد تمہیں آخری فیصلے سے آگاہ کروں۔''
سائرس نے گوبارو کے ان الفاظ کو پسند کیا تھا۔ چنانچہ دونوں حرکت میں آئے اور دوبارہ وہ قصر کے اندرونی حصے کی طرف جا رہے تھے۔

قصر میں داخل ہونے کے بعد سائرس قصر کے اس حصے کی طرف چلا گیا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے سب مل کر گفتگو کر رہے تھے اور جہاں گوبارو کے امراء کے علاوہ سائرس کے سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ گوبارو نے قصر کے دوسرے حصے کا رخ کیا تھا۔

گوبارو جب قصر کے ایک کمرے کے سامنے گیا تو اس نے دیکھا اس کمرے میں اس وقت اس کی بیٹی بیٹی آمیتش، چھوٹی بیٹی ایزت اور بیٹا لازار تینوں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ چنانچہ گوبارو جب آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوا تب تینوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایزت بھاگتی ہوئی آگے بڑھی، بڑے پیارے انداز میں اپنا بازو گوبارو کے شانے پر رکھا، پھر محبت بھری آواز میں کہنے لگی۔

''بابا! اگر میں غلطی پر نہیں تو آج آپ کو بہت بڑا مسئلہ درپیش ہے۔ بابا! غیب کا علم تو میرا خالق ہی جانتا ہے لیکن آپ کے چہرے کے تاثرات اور آپ کی آنکھوں کے اندر جو ہیولے ہیں ان سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ کوئی انتہائی اہم مسئلہ آپ کے سامنے ہے جس نے آپ کو پریشان اور فکرمند کر رکھا ہے۔''

اتنی دیر تک گوبارو آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ چنانچہ آمیتش، ایزت اور لازار بھی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔ اس کے بعد پہلے ایک گہری نگاہ باری باری گوبارو نے اپنی بیٹی آمیتش اور ایزت پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

''میری دونوں بچیو! جس موضوع پر میں گفتگو کر رہا ہوں، گو یہ موضوع کسی باپ کا نہیں ہوتا۔ آج تمہاری ماں زندہ ہوتی تو یقیناً وہ اس موضوع پر تم سے یہ بات کرتی۔ لیکن اب میں ہی تمہارا باپ، میں ہی تمہاری ماں ہوں لہٰذا میرے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ ایک معاملہ کا تم پر انکشاف کروں۔ اس لئے کہ تم تینوں بہن بھائی اس وقت موجود ہو۔ آمیتش! میری بچی! معاملہ یہ ہے کہ سائرس نے تیرا رشتہ طلب کیا ہے۔ میری بیٹی! اب تُو اپنی رضامندی بتا کہ تُو اس رشتے کے لئے راضی ہے یا تُو اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے؟''

گوبارو کے ان الفاظ کے جواب میں آمیتش کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی چنچل، شوخ اور تیز طرار ایزت بول اُٹھی۔

''بابا! آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں؟ سائرس نے کہاں اور کس جگہ آپ سے رشتہ مانگا؟''

جواب میں گوبارو نے سائرس کے ساتھ ہونے والی ساری گفتگو کی تفصیل کہہ دی

تھی۔ اس پر ایزت شکوؤں بھری آواز میں کہنے لگی۔

''بابا! آپ نے بہت غلط کیا۔ آپ کو اس سے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ آپ اس سلسلے میں اپنی بیٹیوں سے بات کر کے اسے آخری فیصلہ دیں گے۔ بلکہ آپ کو چاہئے تھا کہ وہیں اس رشتے کے لئے حامی بھر لیتے۔ اس لئے کہ میری بہن کو سائرس سے بڑھ کر کوئی اور اچھا زندگی کا ساتھی نہیں مل سکتا۔ اور اگر سائرس کے ساتھ ہمارا یہ رشتہ طے ہو جاتا ہے تو جہاں رشتوں میں تقویت آ جائے گی وہاں ہماری حکومت اور سلطنت بھی محفوظ ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اس رشتے اور ناطے سے سائرس ہمیشہ تمہارے علاقوں کی حفاظت کے لئے ہمارے لشکر کے کندھے سے کندھا ملا کر حرکت میں آیا کرے گا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہت بڑی سودمندی ہوگی۔ بابا! آپ کو سائرس سے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ آپ اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کریں گے۔ بلکہ آپ کو وہیں سائرس سے کہہ دینا چاہئے تھا کہ آپ کو یہ رشتہ منظور ہے۔''

ایزت کی اس گفتگو پر گوبارو کچھ دیر مسکراتا رہا، پھر اپنی بڑی بیٹی آمیتش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آمیتش! میں تمہارے منہ سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔ یہ ایزت ہی بولے جا رہی ہے۔ تم نہیں بولو گی؟ کیا تم رشتے پر راضی ہو یا ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہو؟''

چنانچہ گوبارو کے پوچھنے پر آمیتش نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ تب گوبارو کے علاوہ آمیتش، لازار اور ایزت کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کچھ دیر تک چاروں اس خوشی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ پھر گوبارو ایک دم سنجیدہ ہو گیا اور ایزت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! سائرس نے جہاں آمیتش کا رشتہ مانگا ہے وہاں اس نے تمہارا بھی رشتہ مانگا ہے۔''

گوبارو کے ان الفاظ پر ایزت چونکی تھی۔ کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتی رہی، پھر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ دو بہنیں ایک شخص کے نکاح میں آسکتی ہیں؟ یہ بڑی انہونی بات ہے۔ آپ نے کم از کم سائرس کو اس موضوع پر تفصیل تو بتا دی ہوتی۔''

جواب میں لمحہ بھر کے لئے گوبارو کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! تُو غلط سمجھی ہے۔ تیرا رشتہ سائرس اپنے لئے نہیں مانگ رہا۔ اپنے لئے تو اس نے آمیتش کا رشتہ مانگا ہے۔ آمیتش ہاں کر چکی ہے لہٰذا سائرس اور آمیتش کے رشتے کا اہتمام بہت جلد کر دیا جائے گا۔ میرا صرف تم سے سوال ہے کہ سائرس جس جگہ تمہارا رشتہ طے کرنا چاہتا ہے کیا تم اس کے لئے رضامند ہو جاؤ گی؟''

یہاں تک کہنے کے بعد گوبارو جب چپ ہوا تب ایزت کہنے لگی۔

''بابا! یوں آنکھیں بند کر کے میں رشتے کے لئے ہاں تو نہیں کہہ دوں گی۔ پہلے یہ بتائیں کہ سائرس نے میرا رشتہ کس کے لئے مانگا ہے؟''

گوبارو تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا، پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! تیرا رشتہ سائرس نے فرناک کے لئے مانگا ہے۔ وہی فرناک جو کسی دور میں زنجیروں میں جکڑا، غلام کی حیثیت میں ہمارے علاقوں میں آیا تھا۔ سائرس اسے اپنے ساتھ لے گیا، اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ اس کی کارگزاری سے وہ ایسا خوش ہوا کہ اب وہ نہ صرف فرناک کو اپنے لشکر میں سالار بنا چکا ہے بلکہ اس کا یہ کہنا ہے کہ فرناک کی حالت اب اس کے ہاں ایک بیٹے کی سی ہے۔ لہٰذا سائرس ایک طرح سے اپنے بیٹے کے لئے تمہارا رشتہ مانگتا ہے۔''

گوبارو جب خاموش ہوا تو ایزت کے غصے اور غضب ناکی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بپھرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرا رشتہ اور ایک غلام کے لئے؟....... ایسے غلام کے نام پر اور اس کی غلامی پہ میں تھوکنا بھی پسند نہ کروں چہ جائیکہ مجھے اس سے بیاہ دیا جائے۔ ایک غلام سے شادی کر کے میں اپنے دل کی ساری آرزوؤں کو مقتل میں تو نہیں پھینکنا چاہتی۔ ایک غلام کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا کر میں تمناؤں کی ساری صداؤں، ساری خواہشوں کو بدبختی کے گمبھیر طلسم میں تبدیل ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ بابا! غلامی نامرادیوں کی دھند، کرودھ کی آگ، دکھ کے اندھے جنگل، کرب کی پیلی کونپلوں اور خوف کے آنسوؤں سے بھی بدتر ہے اور میں ان سارے دکھوں کو کیوں اپنے گلے سے لگاؤں گی؟ ایک غلام کی زندگی کا ساتھی بننے کی بجائے میں مقتل گاہ میں خون ریزیوں میں لہولہو اضطراب اور خون خون پیچ و تاب کو ترجیح دوں گی۔ بابا! واپس جا کر سائرس سے کہنا اب دوبارہ کبھی اس غلام فرناک کے لئے میرا رشتہ مانگا تو پھر میں اس فرناک کو ہی موت کے گھاٹ اتار دوں گی۔''

ایزت کے ان الفاظ پر گوبارو پریشان سا ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

''میری بیٹی! تُو فکرمند نہ ہو۔ یہ تو ایک تجویز تھی۔ اس پر عمل کرنا، نہ کرنا ہمارا کام ہے۔ بہرحال آمیتش کے لئے میں سائرس سے ہاں کہہ دیتا ہوں اور میرے خیال میں وہ آج ہی شادی کا اہتمام کرنا چاہے گا۔ لٰہذا تم تینوں اس کے لئے تیار رہنا۔ جہاں تک تمہارے رشتے کا تعلق ہے تو بیٹی! میں صاف انکار کر دوں گا۔ اس میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اپنے باپ کے ان الفاظ پر ایزت بھی خوش ہو گئی تھی۔ چنانچہ گوبارو اس جگہ گیا جہاں سائرس بیٹھا ہوا تھا۔ گوبارو نے آمیتش کو اس کی زندگی کا ساتھی بنانے کے لئے ہامی بھر لی تھی اور جو گفتگو ایزت نے کی تھی اس کی بھی تفصیل بتا دی تھی۔

ایزت کے الفاظ سن کر سائرس کو دکھ ہوا تھا۔ اس موقع پر وہاں فرناک کے علاوہ دوسرے سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ فرناک نے بھی یہ گفتگو سن لی تھی۔ اس نے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

پھر اسی روز سائرس اور آمیتش کی شادی کا اہتمام کر دیا گیا۔ اس کے بعد سائرس اور گوبارو نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ گوبارو بھی اپنے لشکر کے ساتھ سائرس کے پہلو بہ پہلو کرزوس کے خلاف حرکت میں آئے گا۔ چنانچہ سائرس پہلے اکبتانا پہنچا۔ گوبارو، اس کی دونوں بیٹیاں، بیٹا، بڑے بڑے سالار اور اس کا لشکر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اکبتانا سے سائرس نے مزید لشکر کا اہتمام کیا، اس کے بعد اپنے اور گوبارو کے متحدہ لشکر کے ساتھ سائرس نے ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کا مقابلہ کرنے کے لئے مغرب کی سرزمینوں کا رخ کیا تھا۔





سائرس نے یہ پیش قدمی پانچ سو چالیس قبل مسیح کے موسم گرما میں کی تھی۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کہ اس موسم میں بارشیں خوب ہوئی تھیں لہٰذا لشکر کے گھوڑوں اور لشکر کے اندر بار برداری کے جو جانور تھے ان کے لئے راستے میں گھاس ملنے کی بڑی اُمید تھی۔

چنانچہ ان ارادوں کے تحت سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کیا تھا۔ راستے میں ایک جگہ اس نے اپنے چند سالاروں کے مشورے پر پڑاؤ قائم کیا اور پھر سارے سالاروں کو اپنے پاس جمع کیا تا کہ کرزوس پر حملہ آور ہونے کے لئے منصوبہ بندی کی جا سکے۔

اس مجلس کے دوران کچھ سالاروں نے یہ رائے دی کہ آگے بڑھ کر کرزوس سے ٹکرانے سے پہلے اسے مصالحت کا ایک پیغام دینا چاہئے۔ اگر وہ مصالحت کی پیشکش کو قبول کر لے، ہماری شرطیں مان جائے تو پھر اس سے ٹکرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سائرس نے اپنے سالاروں کی اس تجویز کو پسند کیا۔ لہٰذا کچھ قاصد ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کی طرف روانہ کئے۔ کرزوس کو ایشیائے کوچک کے علاوہ لیڈیا کا بادشاہ بھی کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

چنانچہ سائرس کے قاصد کرزوس کے مرکزی شہر سارڈس پہنچے اور اسے سائرس کا پیغام پہنچایا۔ جو پیغام سائرس نے بھجوایا تھا وہ کچھ اس طرح تھا۔

''اگر ایشیائے کوچک کا بادشاہ کرزوس مادیوں اور اہلِ فارس کے بادشاہ سائرس کا ایک عسکری سالار اور محافظ بن جائے تو پھر کرزوس اور سائرس کے درمیان کوئی تنازعہ نہ رہے گا۔ ایسا ہونے کے بعد کرزوس پہلے کی طرح اپنی رعایا اور اپنے شہروں اور زمینوں پر حکمرانی کرتا رہے گا جس طرح اب کر رہا

ہے اور سائرس کو اپنا حاکم اعلیٰ مان لینے سے اس کی زندگی اسی طرح گزرتی رہے گی جس طرح اب گزر رہی ہے۔ نیز اس کے بال بچے اور دوسرے رشتہ دار بھی زندہ سلامت رہیں گے۔ غرض اس کے موجودہ مرتبے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔"

سائرس کا یہ پیغام جب کرزوس کے پاس پہنچا تو کرزوس نے اس کا بڑا چبھتا ہوا اور بڑا توہین آمیز جواب دیا۔ اس کا جواب گومختصر تھا لیکن بڑا کڑوا تھا۔ جواب میں اس نے کہلا بھیجا۔

"ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس نے کبھی کسی کا حکم نہیں مانا، وہ اہلِ فارس کا کیا حکم مانے گا؟ جو ماضی میں قومِ ماد کے غلام رہ چکے ہیں اور مستقبل میں وہ کرزوس یعنی لیڈیا والوں کے غلام بن کر رہیں گے۔"

کرزوس کا یہ جواب جس وقت سائرس کے پاس پہنچا تو اس وقت اس کے سارے سالار اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ کرزوس کا جواب سن کر قریب بیٹھا ہارپیگ، سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کرزوس نے جو اس طرح کا جواب دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے جنگ کی خوب تیاری کر رکھی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نے تمہیں ایسا جواب دے کر اپنی ناموری میں ایک نئی لوح کا اضافہ کر لیا ہے۔ اس کے جواب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی جنگ کی تیاریاں اپنے اختتام کو پہنچا چکا ہے۔ جبکہ میں سمجھتا ہوں اس کے مقابلے میں ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔"

اس موقع پر سائرس نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"نہیں کیا تو پھر اب کر لو۔"

سائرس کے ان الفاظ کے جواب میں ہارپیگ حرکت میں آیا۔ اسی روز اس نے تیز رفتار ہرکارے شمالی شاہراہوں کے مسلح قبائل کی طرف بھجوا دیئے اور انہیں حکم جاری کیا کہ وہ جوق در جوق سائرس کے لشکر میں شامل ہونا شروع ہو جائیں تاکہ ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس پر حملہ آور ہوا جائے اور اس حملے کے دوران انہیں مال و دولت کی صورت میں بہت کچھ ملے گا۔

ہارپیگ کے اس پیغام کے جواب میں اس کے ارمنی پہاڑی لوگ گروہ در گروہ اس گھاٹی میں سائرس کے لشکر سے آن ملے تھے جو دریائے فراب تک چلی گئی تھی اور ایشیا کا

دروازہ کہلاتی تھی۔ اس کے علاوہ گھنے ویران جنگلوں میں بسنے والے کرواچی اور جنگجو کرد قبائل بھی اپنے قبائلی سرداروں کے پیچھے پیچھے گھوڑوں پر سوار آن پہنچے تھے۔

ان کردوں کے سروں پر اس وقت جھالر دار پگڑیاں تھیں اور پگڑیوں میں گھوڑوں کے بالوں کے طرے لگے ہوئے تھے۔

سائرس نے اپنے سالاروں کے ساتھ شاندار انداز میں ان کا خیر مقدم کیا اور ان سے پوچھا کہ انہیں کیا چاہئے۔

اس پر کردوں کا سالار بڑی دلیری اور جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''وہ لوٹ مار کے شوق میں آئے ہیں۔''

کردوں کے سالار نے غلط نہیں کہا تھا۔ اس لئے کہ چند برس پہلے قومِ ماد کے بادشاہ آستیاگس نے ان لوگوں کو لٹیروں کا لقب دیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں کی اس خواہش کے مطابق سائرس نے نقرئی سکوں سے ان کی جھولیاں بھرنی شروع کر دیں۔ جس وقت کھلے دل سے سائرس انہیں چاندی کے سکے دے رہا تھا، اس موقع پر ہارپیگ ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اور بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا۔

''سائرس! پہلے انہیں کچھ کر کے تو دکھانے دو۔ اس کے بعد انہیں اس طرح کے انعامات سے نوازا جا سکتا ہے۔''

لیکن سائرس برابر ان میں چاندی کے سکے بانٹتا رہا۔ پھر سائرس، ہارپیگ کے قریب آیا اور اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر کہنے لگا۔

''ایک بار ایک فال گو نے مجھ سے کہا تھا۔ وہ بادشاہ حقیر ہو جاتا ہے جو اپنی تقدیر پر شاکر نہ رہے بلکہ دولت جمع کرنے لگے۔''

آنے والے کردوں میں ڈھیروں چاندی کے سکے بانٹنے کے بعد سائرس ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر اس کے سر پر بھاری مادی وضع کی دستار تھی۔ اس کی بھوری بھوری آنکھوں پر چمکتی دمکتی ہوئی اگلے سرے پر سے مڑی ہوئی طوطے کی سی ناک، گھنگھریالے بالوں کی چھوٹی سی داڑھی اسے عجیب بنائے ہوئے تھی۔ اس موقع پر اس کے چند تجربہ کار سرداروں میں نے ایک نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''ہم لوگوں کی پوری پوری عمریں تلواریں چلاتے ہوئے گزریں۔ مگر یہ ایک شخص ہم پر ایسا آ گیا ہے جو ہر وقت تصورات کی دنیا میں کھویا رہتا ہے۔ اس وجہ سے وہ جتنی عمر کا ہے اس سے زیادہ کا معلوم ہونے لگا ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے اس سردار کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ عین اسی لمحہ کچھ قبائل کے لوگ سائرس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیونکہ سائرس کے گرد لوگوں کا جمگھٹا ہو رہا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ دھکم پیل کر کے سائرس کے سامنے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔

چنانچہ سائرس نے ان کی جھولیاں بھی چاندی کے سکوں سے بھر دیں۔ یہ صورتِ حال سائرس کے وزیر اور خزانچی امبا کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ امبا، سائرس کا بڑا مخلص تھا۔ اس طرح دولت بٹتے دیکھ کر وہ تاؤ کھا گیا۔ امبا اس موقع پر آگے بڑھا۔ اس نے بڑی بے باکی سے سائرس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کے خیمے کی طرف لے جانا چاہا لیکن سائرس وہیں کھڑا رہا۔ امبا اس وقت اپنے منہ میں مصری کی ایک ڈلی ڈالے ہوئے تھا لہٰذا اسے اپنے منہ میں پیچھے کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر آپ ان کے لئے اتنے میٹھے بنے تو یہ آپ کو چبا ڈالیں گے۔"

کچھ مزید کہنے کے لئے اور گلہ صاف کرنے کے لئے مصری کی ڈلی کو پھر ایک طرف کرتے ہوئے منہ دوسری طرف کر کے امبا نے تھوکا، پھر کہنے لگا۔

"آپ کو اس طرح دولت تقسیم نہیں کرنی چاہئے۔"

جواب میں سائرس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر میں ان کے لئے بہت زیادہ کڑوا بنا تو یہ لوگ مجھ پر تھوک کر چلے جائیں گے۔"

دراصل سائرس پہلے چھوٹی سی مملکت کا حکمران تھا۔ اب قومِ ماد کی سلطنت کے علاوہ اور بہت سے وسیع علاقے بھی اس کے تحت آ گئے تھے۔ قومِ ماد کا نامور سالار ہارپیگ، اس کے علاوہ جنگجو طبل، ان گنت کرمانی، طبرستانی کرد اور دوسرے کئی وحشی قبائل کے لوگ اس کے ماتحت اور فرمانبردار ہو گئے تھے۔ لہٰذا اپنی اس حالت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وہ پوری فراخ دلی سے سخاوت کر رہا تھا لیکن یہ بات امبا کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

جب کئی روز سائرس نئے آنے والوں میں چاندی کے سکے تقسیم کرتا رہا اور اس کے بعد چاندی اس نے اپنے لشکر میں تقسیم کر دی تب امبا اس کے پاس آیا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہمارے پاس جو نقرئی سکوں کے صندوق تھے، سب خالی ہو چکے ہیں۔"

اس پر سر ہلاتے ہوئے سائرس، امبا سے کہنے لگا۔

''اچھا ہوا۔ تمہیں ان کی حفاظت کرنے اور پڑتال کرتے رہنے کی سر دردی سے نجات مل گئی ہے۔ میں نے سنا ہے ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کے پاس دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس دولت سے ہم اپنے خالی صندوقوں کو پھر بھر لیں گے۔''

سائرس کے ان الفاظ سے اس کے لشکر میں ایک نیا اور انوکھا جوش و جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگلے روز سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ اب منزل پر منزل مارتے ہوئے وہ آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ دریائے دجلہ کے بائیں کنارے کے کھلے میدانوں میں پہنچا۔

وہاں ایک جگہ حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ اس کے پیچھے اس کا لشکر بھی رک گیا تھا۔ اس لئے کہ ان کے سامنے دور تک پھیلے ہوئے کھنڈرات تھے۔ کھنڈرات کے سامنے کچھ سیاہ رنگ کی دیواریں دکھائی دے رہی تھیں جو ایک ٹیلے کے سرے پر تھیں۔

یہ کھنڈرات قدیم اور پرانے شہر نینوا کے تھے جہاں سائرس رکا تھا اور جہاں سامنے کھنڈر دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں کبھی نینوا کا عظیم الشان تاریخی شہر ہوا کرتا تھا مگر اس وقت تو صرف ٹیلے ہی ٹیلے، کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دے رہے تھے۔ ان کھنڈروں کے سامنے ایک چوڑا دروازہ پتھر کا تھا جس کے پاس پتھر ی کے دو مجسمے تھے جو عجیب سے تھے۔ جن کا دھڑ بیل کا، سر انسان کا سا تھا۔ ان کے سروں پر تاج تھے اور انہوں نے پر ایسے کھول رکھے تھے جیسے ابھی کے ابھی اُڑے۔

سائرس نے اپنے گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھ کر دیکھا۔ کھنڈر کے اندر گلیوں کے فرش کبھی سنگ بستہ ہوں گے مگر اس وقت تو بالکل خستہ ہو رہے تھے اور کہیں کہیں پتھر کے ٹکڑے پڑے تھے۔ یہ ٹکڑے ہر وقت پہاڑی ہواؤں کے تھپیڑوں میں رہتے تھے۔ چنانچہ یہ گرد و غبار کی ڈھیریوں میں تبدیل ہو گئے تھے جن سے بگولے اُٹھتے رہتے تھے۔

وہاں اس وقت آس پاس کے لوگ سائرس کے لشکر کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ اس موقع پر سائرس نے اپنے سالاروں سے کہا کہ یہاں کے کسی مقامی آدمی کو پکڑ کر لائیں جو ان کھنڈرات میں اس کی راہنمائی کرے۔ اس لئے کہ وہ قدیم پرانے شہر نینوا سے متعلق کچھ جاننا چاہتا ہے۔

جواب میں اس کے سالار ایک کہنہ عمر بوڑھے دبلے پتلے راہبر کو پکڑ کر لائے اور سائرس کے سامنے پیش کیا۔

اُس راہبر نے سائرس اور اس کے سالاروں کو کھنڈرات کے ایوانوں کی سیر کرانے

کی حامی بھری۔ وہ دُبلا پتلا آدمی پرانے وقتوں کی عکاری زبان بول رہا تھا۔ وہی عکاری زبان جو کبھی بابل اور نینوا میں بولی جاتی تھی۔ اس لئے وہ اس موقع پر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انسان نہیں بلکہ کوئی باریش روح ہو۔

نینوا کے کھنڈرات میں جا کر وہ راہبر سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ جس جگہ آپ لوگ کھڑے ہیں یہاں کسی دور میں ٹائلوں کا فرش ہوا کرتا تھا۔ ان ٹائلوں پر شکار کے مناظر منقش تھے۔ پھر اس نے سائرس اور اس کے سالاروں کو ایسے بھی ٹائل دکھائے جو ٹوٹ پھوٹ سے بچ گئے تھے۔''

کافی دیر تک شہر کے کھنڈرات دکھانے کے بعد وہ بوڑھا سائرس اور اس کے سالاروں کو ان کھنڈرات کے ایک باغ میں لے گیا جہاں کھجور کے درخت بھی اسی طرح دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ برسوں سے تنہا چپ ویران کھڑے ہوں۔ اس وقت باغ ویران پڑا تھا مگر اس میں بھورے پتھر کی ایک سل بڑی عجیب تھی۔ وہ سل باغ کے اندر بڑے نمایاں طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ اس پر ایک تصویر کندہ تھی۔

چنانچہ وہ دُبلا پتلا راہبر سائرس اور اس کے سالاروں کو اس سل کے پاس لے گیا۔ پھر کہنے لگا۔

''یہ سل یہاں آشوریوں کے عظیم بادشاہ نے نصب کرائی تھی اور ایسا اس نے ایک فتح مندی کے موقع پر جشن مناتے ہوئے کیا تھا۔''

سائرس نے آگے بڑھ کر اس بڑی چٹان نما سل کا جائزہ لیا۔ اس پر جو تصویریں بنی ہوئی تھیں ان تصویروں میں آشوری عربوں کے عظیم الشان بادشاہ آشور بنی پال نے تاج اپنے سر سے اتار کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس کے بال کھلے ہوئے تھے۔ اس کے گھٹنوں پر شال پڑی ہوئی تھی اور وہ مشروب کا جام منہ سے لگائے ایک نشست پر گول تکیے کے سہارے نیم دراز تھا۔ اس کی ملکہ بھی اس کے قریب ہی ایک نشست پر بیٹھی ہوئی مشروب پی رہی تھی۔ دونوں کے پیچھے عبا پوش غلام مگس رانی کر رہے تھے جبکہ کچھ مغنی چند سازندوں کے ساتھ نغمات الاپ رہے تھے۔

اس موقع پر راہبر نے سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔

''آپ نے دیکھا آشوریوں کا بادشاہ اور اس کی ملکہ دونوں جس نشست گاہ پر بیٹھے ہوئے تھے اس نشست گاہ کے پائے صنوبر کے دکھائے گئے ہیں۔ یہ عمل اس لئے کیا جاتا تھا کہ بدروحیں ان سے دور رہیں۔''

سائرس آگے بڑھ کر اس چٹان پر بنی تصویروں کو بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ آشوری عربوں کے بادشاہ آشور بنی پال کے قریب ہی ایک عیلامی بادشاہ کا کٹا ہوا سر کھجور کے ایک درخت پر اُلٹا لٹکا ہوا تھا۔ گویا آشور بنی پال کی یہ تصویر اس موقع کی تھی جب وہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد جشن منا رہا تھا اور اس تصویر سے صاف ظاہر تھا کہ اس زمانے کی تھی جس میں اس نے قومِ عیلام کے مرکزی شہر شوش کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد فتح کی یادگار میں وہ لوح اس باغ میں نصب کرائی تھی۔

اب اس باغ کے کھجوروں کے درخت بالکل سُوکھ چکے تھے اور اس تصویر اور لوح کی بھی یہ حالت تھی کہ ریت سے اٹ گئی تھی۔ کافی دیر تک اس لوح کا جائزہ لینے کے بعد آخر سائرس نے اپنے پہلو میں کھڑے قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو کی طرف دیکھا اور اس تصویر سے متعلق اس کے خیالات جاننا چاہے۔ اس پر گوبارو کہنے لگا۔

''آشوریوں کا یہ بادشاہ اگر جنگی رتھ میں سوار ہونے کی بجائے اپنے کتب خانے میں ہی رہتا تو اس کے حق میں بہتر تھا۔''

مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ بات گوبارو نے اس بناء پر کہی تھی کہ اس کے خیال میں جنگ تو ایک آفت ہوتی ہے۔ اس کا جو نتیجہ ہوتا ہے وہ جنگ سے بھی زیادہ بری آفت ہوتا ہے جو انسان اوروں کو ہلاک کرنے کے لئے تلوار میان سے باہر کھینچے گا وہ خود بھی ایک ایسی تلوار سے ہلاک ہوگا جو انسانی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتی۔ کیا کوئی فانی انسان جنگ میں کودنے کے بعد اس کے نتائج سے محفوظ رہ سکتا ہے؟

سائرس کافی دیر تک قومِ آشور کے بادشاہ آشور بنی پال کی اس لوح کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے سالاروں کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں ان کے بادشاہ پر کسی بدروح کا اثر تو نہیں ہو گیا۔ اس موقع پر جو بوڑھا راہبر ان کے ساتھ تھا، اس کی یہ حالت دیکھ کر سناٹے میں آ گیا۔ وہ تو بے چارہ سائرس سے اس موقع پر انعام کی توقع رکھتا تھا جبکہ سائرس تو کسی اور ہی دنیا میں کھو چکا تھا۔

آخر سائرس سنبھلا اور جس راہبر نے نینوا کے کھنڈرات کی سیر کرائی تھی اسے خوب انعام و اکرام سے نوازتے ہوئے اس نے اسے رخصت کر دیا تھا۔ اس کے بعد سائرس اپنے لشکر کے ساتھ نینوا کے ان کھنڈرات سے نکلا۔ اب اس نے ایک بار پھر ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کے علاقوں کا رخ کیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ سائرس تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے لشکر میں بیل گاڑیاں'

اونٹ سب کچھ تھا۔ یہ لشکر اونچی اونچی پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا رہا۔ راستے میں وہ وادیاں آئیں جو صنوبر کے درختوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ یہ مقدس کوہستانِ ارارات کی وادیاں تھیں۔

وہ علاقے جن میں سے اس وقت سائرس اپنے لشکر کے ساتھ گزر رہا تھا وہ علاقے پہلے حتی قوم کے تھے۔ پھر آشوریوں نے ان پر غلبہ پایا اور وہ علاقے آشوریوں کے قبضے میں چلے گئے اور اب مادیوں کے پاس تھے۔ کیونکہ سائرس اب قومِ ماد کا بھی بادشاہ تھا اس لئے ایک طرح سے وہ علاقے اس کے اپنے تھے۔

اس سفر کے دوران سائرس نے ایک جگہ جب تھوڑی دیر کے لئے پڑاؤ کیا تب اس کے پاس ایک یونانی حاضر ہوا۔ اس یونانی کا نام مؤرخین پاتوس ایفیسن بتاتے ہیں۔ یہ یونانی ایشیائے کوچک کے سکوں سے بھرا ہوا ایک رتھ لے کر آیا تھا اور یہ ساری دولت اس نے سائرس کے سامنے پیش کر دی۔

چنانچہ اس دولت سے متعلق اس یونانی نے بتایا کہ جو دولت وہ لے کر آیا ہے وہ دولت کرزوس نے اسے یہ بہانہ بنا کر دی کہ ڈلفی کے معبد میں بھیجی جا رہی ہے۔ مگر اصل میں یہ مجھے آس پاس کی مختلف بندرگاہوں سے یونانیوں کو بھرتی کرنے کے لئے دی گئی ہے تاکہ وہ یونانی کرزوس کے ساتھ مل کر سائرس کا مقابلہ کریں۔

آنے والے اس یونانی نے یہ بھی بتایا کہ میری حالت یہ ہے کہ میں ان جابروں سے نفرت کرتا ہوں جو کرزوس کے پردے میں حکومت کر رہے ہیں۔ جب میں نے یہ سنا کہ مادیوں اور ایرنیوں کا طاقت ور بادشاہ رحم دل اور نرم مزاج کا ہے تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ یہ دولت اس کی نذر کروں گا اور باقی زندگی اس کی خدمت میں گزار دوں گا۔ چنانچہ میں یہ ساری دولت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔''

اس موقع پر سائرس کو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوئی تھی کہ ایک لیڈیائی اپنی قوم سے غداری کر رہا ہے۔ تاہم اس موقع پر جب ہارپیگ نے آنے والے اس یونانی سے کرزوس کے لشکر کی تعداد معلوم کی تو اسے بڑی تشویش ہوئی اور اس طرح سر ہلانے لگا جیسے دل میں سوچ رہا ہو کہ دشمن سے کیسے نمٹا جائے گا۔ جو مخبر اس سے پہلے سائرس نے خود بھیجے تھے انہوں نے بھی کرزوس کے لشکر کی تعداد اتنی ہی بتائی تھی جتنی وہ یونانی بتا رہا تھا۔

اس موقع پر غور سے ہارپیگ کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس نے پوچھ لیا۔

''اب کیا کرو گے؟''

ہارپیگ نے حسب عادت گھما پھرا کر جواب دیا۔ پھر سائرس کو ایک حکایت سناتے ہوئے کہنے لگا۔

''ایک کوہستانی سلسلے کے اندر ایک بکری رہتی تھی اور وہ بکری ہر وقت پہاڑوں پر چڑھی رہتی تھی اس لئے بھیڑیئے کو اس پر حملہ کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ بھیڑیئے نے کئی بار اسے پکڑنے کی کوشش کی مگر بکری پھرتیلی تھی، ہر بار بچ کر نکل جاتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس بکری نے ایک جھیل میں اپنا عکس دیکھا تو کہنے لگی۔

''بھئی واہ! میں تو بڑی طاقت ور ہوں۔ میرے سینگ کیسے شاندار ہیں۔ میری ٹانگیں کیسی عمدہ ہیں۔ میں دوڑتی کتنی تیز ہوں۔ میں نے اپنی طاقت سے کبھی کام لیا ہی نہیں ورنہ یہ بھیڑیا جو ہر وقت میری تاک میں رہتا ہے اس کی میرے سامنے کیا حقیقت ہے۔ ابھی جا کر اس کے چیتھڑے اُڑا دیتی ہوں۔''

غرض اس نے حماقت کے جوش میں بھیڑیئے کو ڈھونڈ نکالا اور اس پر حملہ کر دیا۔ بھیڑیا تو اس کے انتظار میں تھا ہی، اس نے بکری کا گلا دبوچ لیا اور ہلاک کر کے اس کا لذیذ گوشت مزے لے لے کر کھا گیا۔''

اس داستان کو سائرس نے بڑے غور سے سنا اور جب ہارپیگ یہ داستان کہہ چکا تب سائرس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''تو کیا یہ داستان سنانے سے تمہارا مقصد یہ ہے کہ میں بکری ہوں اور غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ کرزوس جیسے قوی دشمن کے پرخچے اُڑا دوں گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر میں اپنے پہاڑوں ہی میں بھاگا بھاگا پھرتا رہوں تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟''

اس پر ہارپیگ بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم سب زیادہ عرصہ تک زندہ رہیں گے۔''

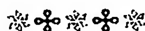
ہارپیگ کے اس جواب کو سائرس مسکرا کر ٹال گیا۔ پھر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنے کی رفتار تیز کر دی تھی۔ اس وقت وہ کاپادوکیا کی سطح مرتفع کے علاقے میں داخل ہو رہے تھے جہاں فضا میں اندھیرا چھایا رہتا تھا اور ان علاقوں سے تھوڑا سا آگے ایشیائے کوچک کا بادشاہ کرزوس اپنا جرار لشکر لئے ان سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے بالکل تیار اور مستعد تھا۔

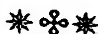


سائرس کے اپنے لشکر کے ساتھ کرزوس کے سامنے پہنچنے سے پہلے ہی پہلے کرزوس

اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ دریائے ہیلس کو اس نے پار کیا اور اناطولیہ کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد اس نے کت پتوکا شہر کو فتح کر لیا تھا۔ شہر کے باشندے اپنی بھیڑ بکریوں سمیت بھاگ کر پہاڑی کھوؤں یا کوہستانی چٹانوں اور سنگِ سرخ کے برجوں میں جا چھپے تھے۔ کرزوس اور اس کے لشکریوں نے فتح تو حاصل کر لی تھی مگر وہ مالِ غنیمت کے بڑے شوقین اور آرزومند تھے اور کت پتوکا شہر کے اندر انہیں مالِ غنیمت میں کھالوں اور یونانی وضع کے گلدانوں اور چند لڑکیوں کے سوا جنہیں وہ اٹھا لائے تھے کچھ نہ ملا تھا۔ چنانچہ کرزوس کے لشکری جو اپنے آپ کو تہذیب یافتہ خیال کرتے تھے یہ چیزیں ان کی نظروں میں نہ جچیں۔ چنانچہ کرزوس کے لشکری مختلف گروہوں اور دستوں میں بٹ کر اِدھر اُدھر روزانہ پھیل کر کارروائیاں کرتے۔ اپنے لئے ضرورت کا سامان اور مال و دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔

اب کرزوس نے ایک طرح سے اناطولیہ کے میدانوں کے اندر ایک کہرام اور تباہی مچا کر رکھ دی تھی۔ کت پتوکا شہر اناطولیہ کے وسیع جزیرہ نما کا دل خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے اونچے ہموار میدانوں سے جو آسمان سے باتیں کرتے تھے جنوب میں دجلہ اور فرات کے منبعوں، مشرق میں آرمینیا کے پہاڑوں اور شمال میں بحیرہ اسود کے ساحل پر یونانیوں کی تجارتی بندرگاہوں کو راستے نکلتے تھے۔ بہت پرانے زمانے کے یونانی ماہی گیروں نے پہلے تو اسے محدود علاقہ سمجھ کر اس کے مشرقی حصے کا نام اناطولیہ رکھ دیا تھا لیکن بہت عرصہ بعد انہیں پتہ چلا کہ جزیرہ نما تورس سے پرے اور بھی بہت کچھ پھیلا ہوا ہے۔ تب انہوں نے اس کا نام ایشیائے کوچک رکھ دیا۔ اب گویا کرزوس نے اناطولیہ کے ہموار میدانوں پر قبضہ کر کے ایک جنگی ناکہ فتح کر لیا تھا اور اسے اُمید تھی کہ اب اگر ان حالات میں سائرس اس سے ٹکرایا تو اسے بھی وہ بدترین شکست دے کر اس کے لشکر کی تباہی اور بربادی کا باعث بن جائے گا۔





سائرس بھی بڑی تیزی سے اناطولیہ کے میدانوں کی طرف بڑھا تھا۔ چنانچہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے اور صفیں درست کرنے لگے تھے۔ کچھ دیر تک دونوں لشکروں کے اندر زوردار انداز میں بڑے بڑے طبل، دفیں اور دوسرے آلاتِ موسیقی بجتے رہے۔ یہاں تک کہ کرزوس کے لشکر سے ایک تیغ زن جو اپنے سیاہ گھوڑے پر سوار تھا نکلا۔ گھوڑا بڑی خونخواری، بڑی تیغ پائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان کی طرف آیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ سوار گھوڑے کی باگیں دائیں بائیں کھینچتے، کبھی اس کی اگلی ٹانگوں، کبھی پچھلی ٹانگوں پر مہمیز لگاتے ہوئے اس سے کلیلیں کراتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی برچھا نما تلوار بلند کی۔ دوسرے ہاتھ میں ڈھال سنبھالی اور دونوں کو یعنی اپنی تلوار اور ڈھال فضا میں بلند کرتے ہوئے سائرس کے لشکر کی طرف دیکھ کر اس نے اپنا مدِ مقابل مانگا تھا۔

جب کرزوس کے اس تیغ زن نے انفرادی مقابلے کے لئے سائرس کے لشکریوں کو للکارا تب سائرس کے لشکر سے اس کا ایک چھوٹا سالار نکلا تاکہ کرزوس کے اس تیغ زن سے تیغ زنی کا مقابلہ کرے۔ دونوں تیغ زن ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ وقت کی آنکھ نے جب دونوں کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ کرزوس کا لشکری قد کاٹھ اور جسمانی ساخت میں زیادہ کڑیل، زیادہ قد آور دکھائی دے رہا تھا۔

جونہی سائرس کا لشکری اس کے سامنے گیا، کرزوس کا وہ تیغ زن آرزوؤں کے سنہری موسموں کو سانسوں کی قاتل دھاروں میں تبدیل کر دینے والے الاؤ کی کھولتی تمازت ابھرتے سوالوں کی ننھی خواہشوں کو اسیری کی سیاہ زنجیروں میں تبدیل کر دینے والے صحرا کے ریتلے جھکڑوں اور سحر خیز خیالات کو منتشر کرنوں، بکھرے خشک پتوں میں بدل دینے والے دکھوں کے اندھے اوہام کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کچھ دیر تک سائرس کا وہ لشکری انفرادی مقابلے میں کرزوس کے تیغ زن کے حملوں کو روکتا رہا۔ پھر وہ اس کے سامنے بے بس دکھائی دینے لگا اور پھر آہستہ آہستہ اس کی حالت اُداس چہروں کی اذیت، سکوت کے جان فزا لمحوں میں لرزاں خاموشیوں، اوہام کے کالے بادلوں میں بے کارواں مسافر اور اُجاڑ ویرانوں سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔
کچھ دیر مزید بڑی مشکل سے اس نے کرزوس کے اس سورما کو روکا۔ یہاں تک کہ کرزوس کے اس تیغ زن نے سائرس کے اس چھوٹے سالار کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔
ایسا کرنے کے بعد کرزوس کے اس تیغ زن نے ایک بار پھر اپنی ڈھال اور خون ٹپکاتی تلوار فضا میں بلند کی اور انفرادی مقابلے کے لئے سائرس کے کسی اور سالار کو بھیجنے کی طلب کی۔
وقت ضائع کئے بغیر سائرس کے لشکر سے ایک اور سالار نکلا۔ جونہی وہ کرزوس کے تیغ زن کے سامنے گیا، اسے دیکھتے ہی وہ سائرس کے لشکری پر جسم کے گوشے گوشے، نس نس میں دکھ کی شعاعیں بن کر داخل ہو جانے والے عمر کی بے ثباتی کے قصوں، زندگی کے طیلسان کے ہر کنارے پر گہرائی میں جواں مرگ خواہشیں بھرتے وقت کے کالے بھاگتے لمحوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔
کرزوس کا وہ تیغ زن بلا کا ماہر اور تلوار کا دھنی اور ہنرمند تھا۔ سائرس کے دوسرے سالار پر بھی ہولناک انداز میں وہ حملہ آور ہوا اور تھوڑی دیر کے مقابلے کے بعد ہی سائرس کے اس لشکری کی حالت شکن شکن چہروں، لخت لخت تن سے بھی ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے مزید مقابلے کے بعد کرزوس کے اس تیغ زن نے سائرس کے دوسرے سالار کو بھی ابدی نیند سلا کر رکھ دیا تھا۔
ایسے میں فرناک اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں سائرس اپنے لشکر کے سامنے کھڑا مرنے والے اپنے دونوں سالاروں کو بڑی بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔ جب فرناک گھوڑا دوڑاتا ہوا اس کے قریب آیا تب سائرس چونکا۔ یہاں تک کہ قریب آ کر فرناک نے سائرس کو مخاطب کیا۔
”مالک! ایشیائے کوچک کا جو یہ تیغ زن افرادی مقابلے کے لئے میدان میں اُترا ہے اور اس نے بڑی آسانی کے ساتھ ہمارے سالاروں کو اپنے سامنے نیچا دکھا دیا ہے، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مجھے میدان میں اُترنے کی اجازت دیں۔
فرناک کے ان الفاظ پر سائرس چونکا تھا۔ کچھ دیر تک گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ

چال تک سے محروم کر سکتا ہے۔

سن پراسپ! اس سے پہلے تیرا سامنا جو ہمارے دو سالاروں سے ہوا، وہ آرزوؤں کے سنہری موسموں میں قضا کے ستم کی آگ اور رزم گاہ کی ساحری کا کوئی خاص تجربہ نہیں رکھتے تھے اسی بناء پر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کے لئے عذابوں کے قلزم بن گئے ہو۔ سن پستیوں اور رسوائیوں کے نمائندے! عداوت اور رقابت بھری اندھی خواہشیں رکھنے والے! آ، میرے ساتھ ٹکرا۔ پھر دیکھ میں کیسے فسق و فجور اور حسد و رشک بھرے تیرے دل سے فاسد اور گندا خون نکالتا ہوں۔''

فرناک کی اس گفتگو سے پراسپ تاؤ کھا گیا تھا۔ کچھ دیر تک کھا جانے والے انداز میں اس نے فرناک کی طرف دیکھا، پھر شیخی اور لاف و گزاف پر اترتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے مقابلے پر آنے والے سن! جب میں اپنے آزمائے ہوئے کارناموں کی درخشانی کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے راکھ کر دینے والی جوالا مکھی، روحوں کی شادابی کو حلق کا پھندا بنا دینے والے قضا کے سار بن، افلاک کے اسرار میں خوابوں کو ادھورا کر دینے والے اجل کے کاروانوں کے سالار کی طرح حرکت میں آؤں گا تو یاد رکھنا میرے حملوں، میری ضربوں کے سامنے تمہیں کہیں بھی قدم جمانے کا موقع نہیں ملے گا۔ جس طرح تھوڑی دیر پہلے میں تیرے لشکر کے دو سالاروں کا خاتمہ کر چکا ہوں بالکل اسی طرح ان میدانوں کی شوریدہ فضاؤں میں، میں تجھے بھی تیری زندگی کی قید و بند سے آزاد کر دوں گا۔''

پراسپ کی اس گفتگو کے جواب میں فرناک نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا، پھر کہنے لگا۔

''یہ بھی تُو نے خوب کہی۔ میں نے اس سے پہلے بستیاں برباد اور شہر ویران کر کے اضطراب و بیزاری کے اثرات کھڑے کرنے والے بھیڑیئے، جنگل کی کالی راتوں میں دجل و فریب سے کام لے کر ہلاکت کے پیش خیمے بنتے درندے اور بھرے ایام کی ویرانیوں میں پریشان لمحوں کو فروغ دیتے ہر جام پر بھونکتے تجھ جیسے کتے بہت دیکھ رکھے ہیں۔ پراسپ! اس میں کوئی شک نہیں، اس سے پہلے تُو ہمارے دو سالاروں کا مقابلہ کر چکا ہے لیکن میرے ساتھ مقابلے کے دوران تمہیں اپنے اطوار بدلنے ہوں گے۔ اپنی جان بچانے کے لئے اپنی ساری ہنرمندی کو کام میں لانا ہو گا۔ پر میں تمہیں پہلے سے بتائے دیتا ہوں کہ جب تُو مجھ سے ٹکرائے گا، تیری کوئی ہنرمندی، تیرا کوئی جتن میرے خلاف کام نہیں آئے گا۔ آ، ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ پھر دیکھیں دشت دشت بھٹکتی

اُداس رُتوں کی زردیوں جیسی شکست اور رُسوائی، چیختے چنگھاڑتے تفکرات میں مرگ کی آہ و بکا جیسی پستی اور رسوائی کس کی جھولی میں آتی ہے اور ہمتِ مردانہ جرأت رندانہ کی روداد میں زندگی کے انجذاب، تمناؤں کے رس اور مسرت کے ترانوں جیسی کامیابی اُجالوں کی درخشندگی، بختِ بلند اور ارجمند قسمت جیسی فتح اور کامرانی کس کی جھولی میں آتی ہے۔ آؤ، اپنے کام کی ابتداء کریں۔ اس لئے کہ دونوں طرف کے لشکری بڑی بے چینی سے ہم دونوں کا مقابلہ دیکھنا چاہ رہے ہیں۔ لہٰذا وقت ضائع کر کے ہمیں لوگوں کو مایوس نہیں کرنا چاہئے۔''

پراسپ نے شاید فرناک کی گفتگو سے اتفاق کر لیا تھا چنانچہ فرناک پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ بڑے ماہرانہ انداز میں اپنی تلوار اور ڈھال کو تولنے لگا تھا۔

اپنی تلوار اور ڈھال کو عجیب سے انداز میں لہراتے ہوئے پراسپ ایک طرح سے غراتی ہوئی آواز میں فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تُو مجھے کسی قدر ضدی اور ڈھیٹ قسم کا انسان لگتا ہے۔ اس سے پہلے میں نے جو تیرے لشکر کے دو سورماؤں کو زیر کر کے انہیں عبرت خیز بنایا ہے، تُو ان سے سبق نہیں سیکھتا۔ ان کی لاشیں خون میں لت پت تیرے سامنے پڑی ہیں، پھر بھی تُو میرے ساتھ مقابلہ کرنے پر بضد ہے۔ سن! میں تین تک گنوں گا۔ اگر میرے تین گننے سے پہلے پہلے تُو نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑ کر واپس جانے کا ارادہ کر لیا تو میں تجھ پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔ واپس چلا جاؤں گا۔ اور اگر تُو نے اپنے گھوڑے کی باگیں نہ موڑیں تو پھر میں تم پر ایسے انداز، ایسی شدت کے ساتھ حملہ آور ہوں گا کہ پہلوں کی جو لاشیں پڑی ہیں ان کی نسبت میں تیری حالت زیادہ ابتر اور بری بنا کر رکھوں گا۔''

اس موقع پر فرناک نے کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''تیرے تین گننے کی ایسی تیسی۔ اگر تُو نے تین گننے کی کوشش کی تو تیرے پہلے ہی عدد پر تجھ پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔ تُو مجھے ان دو کی مثالیں کیوں دیتا ہے؟ وہ، وہ تھے، میں، میں ہوں۔ ذرا میرے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھ۔ میرا دل کہتا ہے کہ میری تلوار کی نوک پر تیرے لئے موت کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح تُو نے میرے لشکر کے دو سالاروں کو زیر کر کے پھر مقابلے کے لئے پکارا ہے اس طرح میں بھی تجھے تیغ زنی کے مقابلے میں لہولہان کر کے تجھے موت کے گھاٹ اتار کر تیرے لشکر کی طرف منہ کر کے کسی اور کو انفرادی مقابلے کے لئے پکاروں گا۔ اب مزید گفتگو نہ کرنا، مجھ پر حملہ

آور ہو اور اپنے انجام کو دیکھ، وہ کیسا ہوتا ہے۔ میں تجھے پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں۔اس کے بعد شاید تجھے ایسا کرنے کی مہلت نہ ملے۔''

فرناک کی اس گفتگو سے پراسپ انتہا درجہ کا تاؤ کھا گیا تھا۔ چنانچہ وہ بے رنگ دھندلکوں میں ہزاروں کھولتی شورشوں کی طرح آگے بڑھا۔اس کے بعد وہ پھیلتے بکھرتے، سکتے میں وحشی خونخوار لمحوں کی قوت سے محروم کر دینے والے آہ و فغاں کے ہنگاموں، بے بس کرتی شدت اور نیستی طاری کرتے خوف کی طرح فرناک پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

کچھ دیر تک پراسپ بڑے ہولناک انداز میں فرناک پر حملہ آور ہوتا رہا اور فرناک بڑی مہارت اور بڑی آسانی سے اس کے حملوں کو روکتے ہوئے دفاع تک محدود رہا۔

جب کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا اور اپنے حملوں کی وجہ سے پراسپ کوئی تبدیلی نہ لگا سکا تب ایک بار اس کے وار کو اپنی ڈھال پر روکنے کے بعد انتہائی ہولناک انداز میں پراسپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

''مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تُو میرے ساتھ عجیب طرح کی گفتگو کرتا تھا۔ مجھے دھمکی دیتا تھا کہ تُو نے اس سے پہلے اپنے دو مدِ مقابلوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ لہٰذا مجھے اس مقابلے سے بچنا چاہئے۔ تُو مجھے تین گننے کی دھمکی دیتا تھا۔ پر میں تیری اس دھمکی میں نہیں آیا۔ دیکھ، کچھ دیر تک تُو نے میرے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ اس مقابلے کے دوران جو میں نے تیری تیغ زنی کا اندازہ لگایا ہے اس کے مطابق ان حملوں میں تُو مجھ پر کوئی زوال و انحطاط اور تھکاوٹ طاری نہیں کر سکا۔ میں نے یہ بھی اندازہ لگایا ہے کہ تیرے حملوں میں امن کو مسمار کرتے دنوں کی نہ وحشت ناکی ہے اور نہ ہی آزادی پر یلغار کرتی راتوں کی سی تباہی ہے۔ پراسپ! تیرے حملہ آور ہونے میں نہ خونخوار پیچ و تاب ہے، نہ جھلساتے تند انگاروں سی شدت اور نہ ہی موت کا کوئی اٹل پیغام ہے۔ ہاں تیری گفتگو میں نفرت کا لق و دق کہرام، تیرے الفاظ میں تعصب کی خونخواری اور تیرے انداز میں سلگتی آگ سا کرب ضرور تھا........ سن پراسپ! تُو مجھ پر حملہ آور ہو چکا۔ میں تیرے حملوں کو روکنے میں کامیاب رہا۔ اب میں دفاع کی چادر پھاڑنے لگا ہوں۔ جارحیت پر اُترنے لگا ہوں۔ اب ذرا میرے حملوں کو روک کے دکھانا۔ میں تجھے بتاؤں گا تیغ زنی کسے کہتے ہیں۔''

اس کے بعد فرناک اس طرح حرکت میں آیا جس طرح شبنم کے قطروں میں گھس جانے والی سورج کی تیز کرنیں حرکت میں آتی ہیں یا لفظوں کا اضطراب کھڑا کرتے رقص

کرتے خونی دھبے اپنا رنگ دکھاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ پراسپ پر سیاہ رات کے پھیلاؤ میں ہزیمت کی بے کیف جلن، فضاؤں کی نبض کو برہم کرتی گرم شعلہ نگاہ برق اور گریز پا ساعتوں میں حسرتوں کے تلاطم کی تیرگی کے عذاب کھڑے کرتے سنگ و خشت کے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

پراسپ پر حملہ آور ہوتے وقت فرناک کی سلگتی نظروں کی آنچ میں اس وقت نفرت ملی کراہت کھڑی کرتے تباہی کے ہولناک بھنور تھے۔

پراسپ کچھ دیر تک تو ان حملوں کو روکتا رہا۔ آخر اس پر بوکھلاہٹ طاری ہونے لگی تھی۔ کبھی کبھی پیچھے بھی ہٹنا شروع ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ فرناک کے تیز حملوں کے سامنے وہ یوں محسوس کرنے لگا جیسے کسی بہت بڑی اور ناقابل شکست قوت نے اسے شعلہ زن ظلمتوں، آوازوں کے سیل اور کرب کے بھنور میں لا کھڑا کیا ہو۔

ایک موقع پر جبکہ پراسپ لڑکھڑانے کی کوشش کر رہا تھا، فرناک کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس پر اپنی تلوار کا ایک انتہائی خوفناک وار کرنے کے ساتھ ہی اس نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر اس کے گھٹنے پر دے ماری تھی۔ پراسپ اس سے پہلے فرناک کے تیز حملوں سے بچنے کے لئے بار بار اپنے گھوڑے کو پیچھے ہٹاتا تھا۔ اس کے بازو بتاتے تھے کہ اس پر تھکاوٹ بھی طاری ہو رہی ہے۔ جب فرناک نے اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر اس کے گھٹنے پر ماری تب اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے پراسپ کسی قدر اپنا توازن کھو بیٹھا۔ اسی لمحے خوب زور کے ساتھ فرناک نے اپنی ڈھال اس کے شانے پر دے ماری تھی۔ ڈھال کا لگنا تھا کہ پراسپ اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔ اس موقع پر اس کی ڈھال بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔ عین اسی لمحہ ایک جست لگاتے ہوئے فرناک بھی اپنے گھوڑے سے نیچے کود گیا تھا لیکن پراسپ کے قریب نہیں گیا۔ مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سن پراسپ! اس موقع پر اگر میں آگے بڑھ کر تیری گردن کاٹنا چاہوں تو تُو مجھے روک نہیں سکتا۔ میں تجھے ایک بار پھر اٹھ کر مقابلہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔ دیکھ، تیری ڈھال ذرا فاصلے پر جا کر گری ہے۔ اُٹھ، اسے اُٹھا لے۔ جب تک تُو اپنی ڈھال اُٹھا نہیں لیتا میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں میں تجھ پر وار نہیں کروں گا۔''

پراسپ سہمے سہمے انداز میں فرناک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ فرناک نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''اس طرح سہمی اور ڈری ہوئی لومڑی کی طرح میری طرف کیوں دیکھتے ہو؟ اس موقع پر اگر تم نے کسی چالاکی یا فریب سے کام لینے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں تمہاری گردن کاٹنے میں ایک ساعت کی بھی تاخیر نہیں کروں گا۔''

پراسپ آہستہ آہستہ بڑے محتاط انداز میں ڈھال کی طرف بڑھا۔ ڈھال اُس نے اُٹھالی۔ لیکن اُس پر پریشانی اور فکرمندی طاری تھی۔ پھر دھیمے لہجے میں فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس موقع پر اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں تیغ زنی میں تمہاری برتری کو تسلیم کرتا ہوں اور تم سے یہ کہتا ہوں کہ یہ انفرادی مقابلہ تم جیت گئے اور میں ہار گیا، میں واپس اپنے لشکر میں جاتا ہوں، تم اپنے لشکر کو لوٹ جاؤ۔''

فرناک نے اس کی گفتگو پر ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

''تیرے اس طرح واپس جانے کی ایسی تیسی۔ یہ جو تُو نے اس سے پہلے ہمارے لشکر کے دو تیغ زنوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے تو کیا ان کے ساتھ تیری کوئی ذاتی دشمنی تھی؟ کیا یہ تیرے زرخرید غلام تھے کہ ان کا خاتمہ کرنے کے بعد جب خود ہارنے کی دلدل میں پھنس رہا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ تُو واپس چلا جائے۔ لیکن تُو واپس نہیں جائے گا۔ سن، انفرادی مقابلے کے لئے اُترنے والے ہارنے کے بعد واپس لشکر میں نہیں جاتے، موت کی دلدل کا رخ کرتے ہیں۔ لشکر میں وہی جاتے ہیں جو تیغ زنی کے مقابلے میں سرخرو اور کامران رہتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک پھر آگے بڑھ کر خوفناک انداز میں پراسپ پر ضربیں لگانے لگا تھا۔ پراسپ اب بری طرح پیچھے ہٹتے ہوئے اپنا دفاع کر رہا تھا۔ ایک موقع پر پھر جب وہ لڑکھڑایا تو فرناک نے اپنی ڈھال اس کے سر پر دے ماری۔ ادھ موا سا ہو کر پراسپ زمین پر گر گیا۔ آگے بڑھ کر فرناک نے اس کی تلوار اور ڈھال چھین لی۔ پھر اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''مقابلے کے شروع میں ہی جس وقت تُو بڑی لاف زنی کرتا تھا، بار بار انفرادی مقابلے میں میرے لشکر کے کام آنے والے دو ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے اپنی برتری کا مظاہرہ کرتا تھا اس وقت ہی میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میری تلوار کی نوک پر تیری موت لکھی ہوئی ہے۔ سو دیکھ، اب تُو میرے سامنے بے بس ہے۔ میری تلوار کی نوک جس پر تیرے لئے موت لکھی ہوئی ہے اس وقت تیری گردن کا طواف کر

رہی ہے۔ شیخی خورے! سن، تلوار کا کھیل ایک بھیانک کھیل ہے۔ اس کھیل میں کامیاب وہی رہتا ہے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا ہے۔ جو زندگی کو لات مار کر پیچھے ہٹنے کے لئے کہتا ہے۔ موت کو کہتا ہے کہ آ میرے گلے مل۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک نے اپنی تلوار بلند کر کے گرائی اور پراسپ کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

فرناک کے ایسا کرنے پر سائرس کے لشکر میں خوشی کے نعرے بلند ہونے لگے تھے۔ جبکہ کرزوس کے لشکر میں اس موقع پر بالکل خاموشی کی دُھند پھیل گئی تھی۔ جب سائرس کے لشکریوں نے نعرے بلند کرنا بند کئے تب فرناک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی تلوار جو اس نے پراسپ کے لباس سے صاف کر لی تھی اس پر گرفت مضبوط کی، ایک ساتھ ڈھال اور تلوار کو اس نے بلند کیا، پھر کرزوس کے لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے انفرادی مقابلے کے لئے کوئی دوسرا مدمقابل مانگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے کرزوس کے لشکر سے ایک سوار نکلا۔ بڑے سرکش انداز میں اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا وہ فرناک کے قریب آیا اور آتے ہی فرناک پر اس نے حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔

فرناک اُس کی اس حرکت پر مسکرایا۔ اب فرناک نے دفاعی حیثیت اختیار نہیں کی تھی۔ شروع میں ہی وہ جارحیت پر اُتر آیا تھا۔ لہٰذا نیا آنے والا مدمقابل بھی زیادہ دیر تک فرناک کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔ فرناک نے اس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کو موڑتا ہوا اپنے لشکر کی طرف ہولیا تھا۔

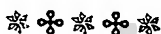
فرناک جس وقت اپنے لشکر کے قریب گیا تب سائرس اور اس کے قریب ہارپیگ کے علاوہ ہزار پت اور دوسرے سالار اپنے گھوڑوں سے اترے۔ اس موقع پر کراوش بھی قریب آ گیا تھا۔ آگے بڑھ کر سائرس نے پہلے فرناک کو گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی، پھر کہنے لگا۔

''اس شاندار فتح پر میں تمہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

اس کے بعد ہارپیگ کے علاوہ دوسرے سالاروں نے بھی فرناک کو مبارکباد دی۔ اس وقت سورج غروب ہونے کے لئے چونکہ جھک رہا تھا لہٰذا دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ میں چلے گئے تھے۔

اس کے بعد دونوں لشکر کھل کر ایک دوسرے کے سامنے نہ آئے۔ چند روز تک

دونوں لشکریوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے اور جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ اس طرح دریائے ہیلس کے قریب سائرس اور کرزوس کے درمیان کبھی کبھی چھاپہ مار جنگ کے علاوہ مختلف ٹولیاں ایک دوسرے سے ٹکرا جاتی تھیں۔ تاہم دونوں لشکر ابھی تک کھل کر ایک دوسرے سے ٹکرانے سے گریز کر رہے تھے۔ اس طرح دن گزرنے لگے تھے۔





کرزوس کے سالار پراسپ کے خلاف فرناک کے انفرادی مقابلہ جیتنے اور اس کے بعد چھوٹی چھوٹی جھڑپوں میں کرزوس کے لشکریوں کو ہر جگہ شکست اور بدترین ذلت آمیز پسپائی دینے کی خوشی میں عیلام کے بادشاہ گوبارو نے اپنے اور سائرس کے لشکر کے سارے چھوٹے بڑے سالاروں کی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ دعوت کے سارے انتظامات کرمانیوں کے سردار طبل اور عیلام کے بادشاہ گوبارو کے سپہ سالار جرموس کے حوالے کئے گئے تھے۔ جبکہ گوبارو کے بیٹے لازار اور کچھ لوگوں کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ اس دعوت کی اطلاع سارے چھوٹے بڑے سالاروں کو دیں گے۔

چنانچہ جس روز دعوت کا اہتمام کیا جانا تھا اس روز فرناک اور کراوش دونوں اپنے خیمے میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ خیمے میں قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو کا بیٹا لازار داخل ہوا۔ فرناک اور کراوش دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ اس پر لازار آگے بڑھا اور کسی قدر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ دونوں سائرس کے بڑے سالاروں میں شامل ہیں۔ میرے آنے پر آپ کو اس طرح کھڑا نہیں ہونا چاہئے تھا بلکہ آپ کی آمد پر مجھ جیسے لوگوں کو کھڑا ہو کر آپ کا استقبال کرنا چاہئے۔''

فرناک نے لازار کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ تاہم اس کے اور کراوش کے لبوں پر اس وقت ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ یہاں تک کہ لازار نے فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میں آپ دونوں کو صرف یہ بتانے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ میرے باپ نے لشکر کے سارے چھوٹے بڑے سالاروں کی دعوت کا اہتمام کیا ہے۔ یہ دعوت آج شام کو ہو گی۔ اس دعوت کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو آپ نے کرزوس کے بہترین تیغ زن کے

مقابلے میں بڑے احسن طریقے سے انفرادی مقابلہ جیتا، دوسرے اس کے بعد جب چھوٹی موٹی جھڑپیں کئی روز تک کرزوس کے لشکریوں کے ساتھ ہماری ہوئیں تو ان میں بھی ہم نے ہر موقع پر انہیں شکست دی۔ اور یہ دعوت کا اہتمام اس سلسلے میں کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آج شام آپ دونوں اس دعوت میں ضرور شرکت کریں۔ دعوت کے لئے ہمارے خیمے کے سامنے جو میدان ہے وہاں ایک بہت بڑے شامیانے کا اہتمام کیا جائے گا اور وہیں دعوت کا اہتمام کیا جائے گا۔ کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ دونوں شرکت کریں گے۔''

جواب میں لمحہ بھر کے لئے فرناک نے غور سے لازار کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''سنو لازار! اس وقت میں تم سے ہاں کہتا ہوں اور نہ ہی ناں۔ تمہارے جانے کے بعد میں اپنے بھائی کراوش سے مشورہ کروں گا۔ اس کے بعد ہم کسی ردِعمل کا اظہار کریں گے۔''

لازار کا چہرہ بتاتا تھا کہ فرناک کے اس جواب سے اسے کسی قدر مایوسی ہوئی تھی۔ تاہم وہ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے دوسرے سالاروں کو بھی اس دعوت کی خبر کرنا تھی۔

اُس روز شام کے بعد جب دعوت کا اہتمام کیا گیا تو ایک شاندار اور مختلف رنگوں پر مشتمل شامیانہ تھا جو اس جگہ نصب کیا گیا تھا جہاں قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو اور اس کے اہلِ خانہ کے خیمے تھے۔ چنانچہ اس شامیانے کے اندر بہترین نشستوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جب سب لوگ آ کر بیٹھ گئے تب سب سے آخر میں سائرس آیا۔ اس کے ساتھ اس کی خوب صورت اور حسین نئی بیوی آمیتش بھی تھی جو گوبارو کی بیٹی تھی۔ سائرس اور آمیتش اس نشست پر آ کر بیٹھ گئے جو ان کے لئے مختص تھی۔ اس کے بعد جو باقی نشستیں تھیں ان پر گوبارو کی دوسری بیٹی ایزت، اس کا بھائی لازار، ہارپیگ، گوبارو کے لشکریوں کا سالار جرموس، دوسری طرف کرمان کا سردار طبل اور اس کے کچھ سالار موجود تھے۔ ساتھ میں امبا گرگانی، مہرداد، سائرس کا بہترین سالار ہزار پت اور باقی چھوٹے بڑے سالار اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اپنی حسین بیوی آمیتش کے ساتھ اپنی نشست پر بیٹھنے کے بعد کچھ دیر تک خوش کن انداز میں شامیانے کے ماحول کو سائرس دیکھتا رہا۔ ساتھ ہی شامیانے کے اندر بیٹھے لوگوں کا بھی بغور جائزہ لیتا رہا۔ اس کے بعد یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ چہرے پر ایک طرح

کے ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اس کی بیوی جو اس کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی وہ بھی جستجو میں مبتلا ہو گئی تھی۔ گوبارو بھی پریشانی کا شکار تھا۔ ایسے میں سائرس کی آواز سب کی سماعت سے ٹکرائی۔

''مجھے خوشی ہے کہ سب لوگ اس دعوت میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ لیکن میں یہاں فرناک اور کراوش کو نہیں دیکھتا۔ کیا انہیں شرکت کی دعوت نہیں دی گئی؟''

سائرس کی آواز میں شکایت، شکوے اور ایک طرح کی تلخی تھی۔

اس موقع پر گوبارو اپنی جگہ سے اٹھا اور سائرس کے پاس آکر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

''اس کے نہ آنے کی ایک وجہ ہے۔ اور میرے خیال میں اس وجہ سے کراوش بھی نہیں آیا ہوگا۔ اس لئے کہ دونوں میں اتفاق اور محبت ہے۔''

گھورنے کے انداز میں سائرس نے گوبارو کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

''اس کے نہ آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟''

اس پر گوبارو نے وہ واقعہ بڑی تفصیل سے کہہ دیا تھا جب سائرس کے کہنے پر فرناک اور کراوش قاصد بن کر گئے تھے اور اس کی چھوٹی بیٹی ایزت نے ان کی قدر دانی کرنے کی بجائے انہیں غلام سمجھتے ہوئے زمین پر بیٹھنے پر مجبور کیا تھا۔

اس انکشاف پر لحہ بھر کے لئے غصے اور غضب ناکی میں سائرس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ شکوؤں بھری نگاہ قریب ہی بیٹھی ایزت پر اس نے ڈالی۔ ایزت نے بھی اس انداز میں سائرس کو اپنی طرف نگاہ دوڑاتے ہوئے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ پھر جلد ہی سائرس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس موقع پر اس کی بیوی اور گوبارو کی بیٹی آمیتش محبت بھری آواز میں سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے خیال میں اگر یہ معاملہ ہے تو فرناک اور کراوش دونوں کو آپ کوئی نمائندہ بھیج کر بلا لیں۔ ان کا شامل ہونا ضروری ہے۔''

اس پر سائرس نے نفی میں گردن ہلائی، پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

''نہیں۔ فرناک اور کراوش کو اس طرح یہاں نہیں بلایا جائے گا۔ اس طرح وہ یہ سمجھیں گے کہ میں نے انہیں جواب طلبی کے لئے بلا لیا ہے۔ میں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہتا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ فرناک کو میں نہ صرف اپنے لشکریوں کا بہترین اور عمدہ سالار خیال کرنے لگا ہوں بلکہ میں اسے اپنا بیٹا بھی کہہ چکا ہوں۔ اس لحاظ سے اگر اسے اس دعوت میں سب لوگوں کے سامنے بلایا جاتا ہے اور شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی جاتی

ہے تو وہ اسے اپنی توہین خیال کرے گا اور میں کسی بھی صورت اس کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔"

اس موقع پر سائرس نے ایک گہری نگاہ اپنے قریب ہی بیٹھی ایزت پر ڈالی، پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ایزت! تُو میری بہن ہے اور ایک بہن کی حیثیت سے میں تجھ سے یہ توقع کر سکتا ہوں کہ تُو میرے بہترین سالار سے غلاموں جیسا بلکہ ان سے بھی بدتر سلوک کرے گی۔ میری بہن! انسان کی زندگی کے حالات سدا ایک جیسے نہیں رہتے۔ تم نے ان دونوں کو غلام سمجھ کر ان سے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا۔ جبکہ وہ پیدائشی غلام تو نہیں تھے۔ زبردستی انہیں غلام بنا کر زنجیروں میں جکڑا گیا۔ میں سمجھتا ہوں تم نے ان کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کر کے ان کی بے عزتی اور توہین کی ہے اور تمہارے اسی رویے کی وجہ سے میرے خیال میں ان دونوں نے دعوت میں شرکت نہیں کی۔ اس لئے کہ........"

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس رکا، پھر گوبارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"پہلے مجھے یہ بتایا جائے کہ انہیں اس دعوت کی اطلاع دینے کون گیا تھا؟"

اس موقع پر لازار بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"میں خود انہیں شرکت کی دعوت دینے گیا تھا۔"

"کیا تم نے انکشاف کیا تھا کہ اس دعوت کا اہتمام لوگوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے؟"

لازار نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب سائرس کہنے لگا۔

"تو پھر فرناک اور کراوش کے نہ آنے کی یہی وجہ ہے کہ ایزت نے ان کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور اس دعوت کا اہتمام چونکہ تم لوگوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے لہٰذا ان دونوں نے شرکت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں اس معاملے میں وہ حق بجانب ہیں اور غلطی تم لوگوں کی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس جب خاموش ہوا تو گوبارو اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سائرس ایک بار پھر شکوؤں بھری آواز میں بول اٹھا۔

"فرناک اور کراوش کے علاوہ میں دو اور اہم ہستیوں کو بھی دیکھتا ہوں کہ وہ اس دعوت میں شریک نہیں ہیں۔"

سائرس کے ان الفاظ پر گوبارو ہی نہیں اس کا بیٹا لازار اور بیٹی ایزت اور زیادہ

پریشان ہو گئے تھے۔ اس پر گوبارو نے دھیمے سے لہجے میں پوچھا۔
''آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟''
اس پر سائرس دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔
''میں اس دعوت میں تیمرس اور سرینا دونوں کو نہیں دیکھتا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ انفرادی مقابلوں کے بعد جو چھوٹی چھوٹی جھڑپیں کرزوس کے لشکر کے ساتھ ہوتی رہی ہیں ان جھڑپوں میں تیمرس اور سرینا دونوں نے بہترین بلکہ انتہا درجہ کی عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور کئی مواقع پر انہوں نے دشمن کے کئی دستوں اور گروہوں کو بدترین شکست دے کر ان کا پیچھا کر کے ہمارے لئے مالِ غنیمت بھی حاصل کیا۔ ایسی ہستیوں کو تو اس دعوت میں شرکت کے لئے کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان دونوں کو فی الفور بلایا جائے۔ جب تک وہ دونوں نہیں آتیں، کم از کم میں کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔''
گوبارو نے فوراً ایک آدمی کو بھیجا۔ سب انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد تیمرس اور سرینا بھی وہاں نمودار ہوئیں۔ انہیں دیکھتے ہی سائرس نے خوشی کا اظہار کیا۔ دونوں سائرس کے قریب آ کر رُکیں، پھر سائرس ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''تم دونوں کی حیثیت میری بیٹیوں کی سی ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ تمہیں بروقت اس دعوت کی اطلاع نہ کی جا سکی۔ میں نے اس دعوت کو صرف تم دونوں کی وجہ سے التوا میں ڈالا ہوا ہے۔ اور میں نے کہا تھا کہ جب تک تم دونوں نہیں پہنچ جاتیں، دعوت شروع نہیں کی جائے گی۔''
اس پر تیمرس نے بہترین خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سائرس کا شکریہ ادا کیا، پھر کہنے لگی۔
''کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ اس دعوت کا اہتمام کس سلسلے میں کیا گیا ہے؟''
جواب میں سائرس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''اس دعوت کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ ہمارے سالار فرناک نے انفرادی مقابلے میں کرزوس کے عمدہ سالار کو بدترین شکست دی اور اس کے بعد پھر مقابلے کے لئے للکارتے ہوئے کرزوس کے دو تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر اور بے بس کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے بعد چھوٹی موٹی جھڑپیں کرزوس کے لشکریوں کے ساتھ ہوتی رہیں۔ اس میں بھی چونکہ ہر ٹکراؤ میں ہمیں کامیابی ہوئی لہٰذا ان دو وجوہات کی بناء پر محترم گوبارو

محمد طارق اقبال
پاکستانی ویب سائٹ
ڈاٹ کام

صح طارق ایتال

پاشتی یادی

داط طاش طام

سے کچھ نہ بولی۔ غصے اور غضب بھری ایک نگاہ اس نے فرناک پر ڈالی۔ اس موقع پر وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ فرناک نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی، پھر پہلے سے زیادہ تلخی اور بھیانک پن میں کہنے لگا۔

''جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس کے جواب میں اپنے منہ سے ایک لفظ نہ نکالنا۔ اگر نکالو گی تو اپنی ایسی بے عزتی اور بے حرمتی کراؤں گی کہ وہ بے حرمتی ساری زندگی تمہارے ضمیر میں کانٹے کی طرح چبھتی رہے گی۔ اب اٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ۔''

فرناک کے ان الفاظ کے جواب میں ایزت چپ چاپ اپنی جگہ سے اُٹھی اور باہر نکل گئی تھی۔

ایزت کے اٹھ کر جانے کے بعد خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ یہاں تک کہ اس خاموشی کو تیمرس نے توڑا اور فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

''مجھے تو اب آپ سے گفتگو کرتے ہوئے خوف اور ڈر آنے لگا ہے اور میں تو بولتے ہوئے بھی بڑی محتاط رہنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اگر گوبارو کی اس بیٹی نے آپ کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا تھا تو یہ اس کی بدتمیزی اور انسانیت سے گری ہوئی حرکت تھی۔''

یہاں تک کہتے کہتے تیمرس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے فرناک بول اٹھا۔

''جس وقت سائرس شمال کی مہم پر گیا تھا اور تمہارا وہاں سامنا ہوا تھا۔ اس وقت مجھے پتہ چلا تھا کہ تمہارے باپ کا نام گزر تھا اور وہ ان علاقوں کا حکمران تھا۔ جن علاقوں میں تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ہمارے سامنے آئی تھی، اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ تم میں اور ایزت میں ایک مماثلت ہے۔ جہاں تک ایزت کا تعلق ہے تو وہ عیلامیوں کے بادشاہ گوبارو کی بیٹی ہے اور اپنی اسی حیثیت پر اسے گھمنڈ، فخر اور اندھا تمرد ہے۔ بی بی! جہاں تک تمہارا احوال ہے تو تم بھی شمال کے ایک بادشاہ کی بیٹی ہو۔ لہٰذا ایزت نے جو ہم سے بدترین سلوک کیا اس کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے تو اب تم سے بھی خوف آنے لگا ہے کہ تم بھی ہم سے ویسا ہی سلوک نہ کرو۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب ہلکی ہلکی دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں تیمرس بول اُٹھی۔

''میں آپ سے پہلی بات تو یہ کہوں گی کہ میں آپ کے لشکر کی ایک اکائی ہوں۔ اس لحاظ سے میں آپ کی ایک ساتھی ہوں۔ اس رشتے اور ناتے کے تحت میں آپ سے

التماس کرتی ہوں بلکہ آپ کو اجازت دیتی ہوں کہ آپ آئندہ مجھے میرے نام سے مخاطب کر سکتے ہیں۔ دوسری بات جو اس موقع پر میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ ایزت اور تیمرس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایزت اگر چہروں کو شکن شکن کرتی حیوانیت کی عکاسی ہے تو اس کے مقابلے میں تیمرس صبح درخشاں میں رقص کرتے حقائق آشنا لمحوں جیسی ثابت ہو گی۔ ایزت اگر غرور اور نخوت بھرا پھندا اور قہر و کرب بھرا رشک و حسد ہے تو اس کے مقابلے میں تیمرس زیاست کی اکائیوں میں گل اندام جذبوں اور کرب و تحفظ کا احساس ثابت ہو گی۔ ایزت اگر بے سحر آفاق میں اُجڑے آشیانوں کا پیغام ہے تو اس کے مقابلے میں تیمرس یقیناً کرنوں کے الہام اور نغموں کے سحر سی نرم رو ثابت ہو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس کچھ دیر کے لئے رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"اب میری اس گفتگو سے آپ یہ اندازہ لگائیں گے کہ میں خود توصیفی میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ نہ میں اپنی خود ستائشی چاہتی ہوں۔ میں نے ایک حقیقت آپ کے سامنے بیان کی ہے۔ اب آپ اور میرے بھائی کراوش کے دل میں یہ گمان بھی اٹھ رہے ہوں گے کہ آخر میں اور میری چچا زاد بہن سرینا کیوں اور کس مقصد کے تحت آپ دونوں کے خیمے میں آ گئیں۔ حالانکہ اس سے پہلے ہمارا نہ آپس میں کوئی تعارف ہے نہ کوئی ربط نہ کوئی تعلق۔ پھر ہمارا آنا کس وجہ سے ہے؟ اس آنے کی وجہ سے آپ دونوں کے دلوں میں شبہات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ میں انہی شبہات کو رفع کرنا چاہتی ہوں۔

آپ جانتے ہیں میں اور میری بہن دونوں ان سرزمینوں میں اجنبی ہیں۔ ہم دور دراز کے علاقے انتہائی شمال کے سبزہ زارِ اعظم کی رہنے والی ہیں۔ ہارپیگ کے بیٹے دارتان نے میرے باپ کے مقبرے میں رکھی ہوئی ساری دولت کو سمیٹ کر دیگ میں بند کر دیا تھا۔ اس کا یہ فعل مجھے بڑا ناگوار گزرا تھا لیکن میں اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ بے بس تھی۔ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ خاموش رہی۔ لیکن اس کائنات کے مالک کا کرنا ایسا ہوا کہ تم لوگوں کے لشکر کے اندر ہی جو آستیاگس کے آدمی تھے انہوں نے دارتان کو موت کے گھاٹ اتار کر دیگ کی وہ ساری دولت آستیاگس کے پاس اگبتانا میں پہنچا دی۔ اس موقع پر آپ جانتے ہیں میں نے سائرس کے لئے دھمکی آمیز الفاظ بھی استعمال کئے تھے۔

شاید وہ الفاظ آپ کو یاد نہ ہوں۔ میں ان الفاظ کو دہراتی ہوں۔ میں نے اس موقع پر سائرس کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

''ظاہر ہے تم طاقت ور ہو اور میں کمزور ہوں۔ اس وقت میں تمہارے مقابلے پر نہیں آ سکتی۔ لیکن اگر تم میرے باپ کے مقبرے کو توڑ کر اس میں تصرف کرو گے تو میری نفرت تمہارا پیچھا کرے گی جیسے تمہارے خوب صورت جسم کا سایہ تمہارا پیچھا کرتا ہے۔ میں پتہ چلا لوں گی کہ تم اپنے سفر میں کس طرف جاتے ہو۔ میں اپنے عالمِ خواب میں تمہیں زبردست نقصان پہنچانے کا سامان کروں گی تمہارے دشمنوں کی دوست بنوں گی اور تمہارے دوستوں کی دشمن۔ میں پھر بھی تمہاری نظروں کے سامنے نہیں آؤں گی البتہ اس وقت آؤں گی جب تمہارے جسم سے خون زندگی بن کر بہہ رہا ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس رکی، پھر کہنے لگی۔

''حیرت کی بات یہ ہے کہ جس وقت میں سائرس کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ میں جس وقت سائرس کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت وہ اہلِ پارس کے علاوہ قومِ ماد کا بادشاہ بھی بن چکا تھا اور میرے کہنے پر اس کی مہربانی کہ اس نے وہ ساری دولت جو دارتان نے دیگ میں بھری تھی، میری ساتھی لڑکیوں کی طرف بھجوا دی تھی جبکہ میں نے اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ واپس جانے کی بجائے اپنی چچا زاد بہن سرینا کے ساتھ سائرس کے لشکر میں قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔

آپ دونوں کے ذہن میں یہ بھی سوال اٹھے گا کہ میں اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ کیوں نہ گئی؟ میں نے سائرس کے لشکر کا کیوں انتخاب کیا؟........ ایسا میں نے اس لئے کیا کہ ہمارا اصل وطن ریگِ سرخ کے اس پار خوارا کی شاہراہ کے کنارے خوارا شہر ہے۔ میری ساتھی لڑکیاں اب تک وہاں پہنچ چکی ہوں گی اور وہ وہاں پُرسکون زندگی بسر کر رہی ہوں گی۔ وہاں وہ مختلف مردوں سے شادیاں کر کے اپنا گھر آباد کر چکی ہوں گی۔ لیکن میں اور میری بہن سرینا وہاں نہیں جا سکتیں۔ اس لئے کہ وہاں ہمارے دوستوں کی نسبت ہمارے دشمنوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے کہ میرا باپ جو کبھی سبزہ زارِ اعظم کا بادشاہ ہوا کرتا تھا وہ بھی خوارا کی سرزمینوں سے آ کر وہاں آباد ہوا تھا۔ خوارا کی سرزمینوں سے وہ اس لئے نکلا تھا کہ وہاں اس کے دشمنوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ اگر میں بھی اپنی بہن سرینا کے ساتھ اپنے قبیلے کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ خوارا کی طرف چلی جاتی تو یقیناً اب تک ہم دونوں موت کے گھاٹ اُتر چکی ہوتیں۔ اس بناء پر میں نے خوارا جانے کی

بجائے سائرس کے لشکر میں رہنے کو ترجیح دی۔

جس وقت میں اکبتانا شہر میں سائرس کے سامنے پیش ہوئی، میں سمجھتی ہوں یہ سائرس کی شرافت ہے کہ اس نے مجھ سے یہ سوال نہ کیا کہ میں تو اس کے خاتمے کے درپے تھی۔ تاہم گزشتہ دن جب اس نے مجھے بلایا تو میں اور سرینا دونوں اس کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت وہ اپنے خیمے میں اپنی بیوی آمیتش کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ اس ملاقات میں اس نے مجھ سے یقیناً سوال کیا کہ میں تو اس کے خاتمے کے درپے تھی۔ اب جبکہ میں اس کے لشکر میں شامل ہوگئی ہوں تو اب میرے کیا ارادے ہیں۔اس پر میں نے انتہائی عاجزی کے ساتھ سائرس سے اپنے رویے کی معافی مانگ لی ہے۔اور آئندہ اس کے لشکر میں لشکر کی ایک وفادار اکائی کی حیثیت سے کام کرنے کا عہد کیا ہے۔ چنانچہ میری اس معذرت کو سائرس نے قبول بھی کر لیا ہے۔ معذرت کی اس قبولیت کے بعد میں اور میری بہن سرینا اب خوش کن اور بے فکری کے انداز میں لشکر کے اندر قیام کر سکتی ہیں۔ سائرس کی مہربانی کہ جہاں اس نے اکبتانا شہر میں ہم دونوں کی رہائش کا اہتمام کیا ہے، وہاں اس نے لشکر کے اندر بھی ہم دونوں کے لئے علیحدہ خیمے کا اہتمام کیا ہوا ہے۔

یہ تو وہ گفتگو تھی جو پس منظر میں کہنا پڑ رہی تھی۔ اب میں اصل مقصد کی طرف آتی ہوں۔ مقصد یہ کہ یقیناً آپ دونوں یہ سوچ رہے ہوں گے کہ میں اور میری بہن آپ دونوں کے خیمے میں کیوں آئیں۔ اس کا جواب میں یوں دوں گی کہ لشکر کے اندر تم دونوں کے سوا کوئی اور نہیں ہے جن کی زندگی کے حالات ہم سے ملتے ہوں۔ میں اور میری بہن سرینا دونوں ان سرزمینوں ہی میں نہیں، لشکر میں بھی اجنبی ہیں۔ جہاں تک آپ دونوں کا تعلق ہے اور جہاں تک سائرس سے میں نے آپ دونوں کے حالات جانے ہیں اس کے مطابق تم دونوں بھی نہ صرف ان سرزمینوں میں اجنبی ہو بلکہ لشکر کے اندر بھی اجنبی ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ تم نے اپنی کارگزاری کی بناء پر سائرس کے لشکر میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیا ہے۔ تم دونوں کی یہ حالت ہے کہ تم دونوں کو زبردستی اپنی سرزمینوں سے علیحدہ کیا گیا۔ میری اور میری بہن کی بھی یہ حالت ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو خوارا کی سرزمینوں سے زبردستی علیحدہ کیا گیا۔ کیونکہ میری اور میری بہن کے حالات کافی حد تک آپ دونوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ حالات مجھے سائرس سے معلوم ہوئے۔ لہٰذا میں نے اپنے دل میں یہ ٹھانی تھی کہ جب کبھی بھی لشکر گاہ میں ہمارا وقت نہ گزرے، پرانی یادیں

عذاب بن کر ہم پر مسلط ہوں اس وقت میں اور میری بہن دونوں آپ کے خیمے میں چلی آیا کریں گی تا کہ آپ کے ساتھ گفتگو کے دوران ہمارا وقت اچھا گزر جائے۔ اگر آپ میرے اور میری بہن کے اس طرح آنے کو پسند نہیں کریں گے تو پھر میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ ہم دونوں کبھی بھی آپ کے اس خیمے کا رخ نہیں کریں گی، آپ کے خیمے کی دہلیز تک کو پار نہیں کریں گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر تک فرناک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

"تم نے جو شروع میں اپنا اور ایزت کا تقابلی جائزہ پیش کیا تھا، میں سمجھتا ہوں اس میں تم حق بجانب ہو۔ تم میں اور ایزت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تم دونوں یقیناً ہماری طرح ان سرزمینوں ہی نہیں اس لشکر میں بھی اجنبی ہو۔ لہٰذا اگر تم ہمارے خیمے میں آنا چاہو تو تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ لیکن سب کے سامنے آؤ تا کہ تم پر کسی کو حرف گیری کرنے کا موقع نہ ملے۔ دیکھو تم دونوں حسین اور خوب صورت ہو۔ تیمرس! جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو میں تمہارے منہ پر تمہاری خوب صورتی کی تعریف نہیں کروں گا۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ خوب صورتی میں تم ایزت سے کسی بھی طور کم نہیں ہو۔ چہرے کی خوب صورتی کے ساتھ ساتھ عورت کی سیرت کی خوب صورتی بھی اس کی درخشانی میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ عورت کی عزت، اس کی آبرو نایاب اور بے بہا جواہر سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اس بناء پر جب بھی تم دونوں ہمارے خیمے میں آؤ تو یہ سمجھ کر آنا کہ تم دونوں کی عزت تم دونوں کی آبرو، تم دونوں کی عفت ہم دونوں کے لئے اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور قیمتی متاع ہو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک کچھ دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ بڑے غور سے تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اس موقع پر تمہارے تحفظ، تمہاری آسودگی کے لئے میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ لشکر میں اگر کسی سے تمہیں شکایت ہو، کوئی شخص تمہاری بے عزتی کے درپے ہو تو مجھے بتا دینا۔ اس کے بعد تم ایک طرف ہٹ جانا۔ میں اس سے ایسا نمٹوں گا کہ اس کی آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی۔"

فرناک کے ان الفاظ پر تیمرس اور سرینا دونوں خوشی سے پھولی نہ سما رہی تھیں۔ پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیمرس بول اٹھی۔

''آپ نے اپنی گفتگو سے میرا اور میری بہن کا دل خوش کر دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب ہم دونوں بہنیں اس لشکر میں اکیلی نہیں ہیں، کچھ ایسے لوگ بھی اس لشکر میں ہیں جو ہماری عزت اور عصمت، ہماری آبرو اور ہماری جان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی تیمرس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ سرینا بھی کھڑی ہو گئی۔ پھر تیمرس میٹھی میٹھی نگاہوں سے فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں اور سرینا اب جاتی ہیں اور بہت جلد ایک اچھی چیز لے کر آپ دونوں کے پاس آئیں گی۔'' اس کے ساتھ ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیمرس اور سرینا دونوں فرناک کے خیمے سے نکل گئی تھیں۔

دوسری طرف فرناک اور کراوش کے خیمے سے نکل کر ایزت جب اپنے خیمے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا اس خیمے میں اس وقت اس کے باپ، بھائی کے علاوہ خود سائرس اور آمیتش بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایزت سر جھکائے خیمے میں داخل ہوئی۔ کچھ دیر تک سائرس بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر جب ایزت ایک نشست پر بیٹھ گئی تب سائرس نے اسے مخاطب کیا۔

''میری عزیز بہن! جس کام کے لئے تُو گئی تھی اس کا کیا بنا؟''

جواب میں اُداس اور افسردہ لہجے میں ایزت نے وہ ساری گفتگو کہہ دی تھی جو فرناک کے خیمے میں ہوئی تھی۔ اس پر کچھ دیر تک سائرس مسکراتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''قسم کائنات کے مالک کی۔ جو کچھ فرناک نے کہا ہے مجھے بھی اس سے ایسے ہی رویے کی امید تھی۔ دیکھو جس وقت تم نے اس سے برا سلوک کیا تھا۔ اس وقت وہ تمہاری سرزمینوں میں تھا۔ بول نہیں سکتا تھا۔ وہاں اس نے بڑی شرافت، عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کیا۔ یہ اس کی مہربانی اور اس کی بلند کرداری تھی۔ اب جبکہ یہاں پڑاؤ کے اندر اس کی حیثیت میرے لشکر میں ایک بہترین سالار کی ہے تو اس گفتگو کے دوران اس نے تمہارے ساتھ ایک سالار ہی کا سا سلوک کیا تو تم اس پر پریشان نہ ہو۔ اس نے یقیناً تمہیں معاف نہیں کرنا تھا۔ مجھے بھی اس سے یہی امید تھی۔ شاید حالات آہستہ آہستہ کچھ ایسا رخ اختیار کریں کہ وہ تمہارے رویے کو بھول کر تمہیں معاف کر دے۔

جہاں تک تمہارا یہ انکشاف ہے کہ جب تم اس سے ملنے کے لئے اس کے خیمے میں گئیں تو تمہارے وہاں جانے سے پہلے اس کے خیمے میں تیمرس اور اس کی بہن سرینا دونوں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس کے متعلق میں انکشاف کروں کہ تیمرس اور سرینا نے گزشتہ

دیکھتا رہا۔ اس موقع پر ہارپیگ اپنے سارے سالاروں کی نمائندگی کرتے ہوئے سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہمارے لشکر میں ارمنی لشکری ہیں۔ وہ تو اپنی اپنی رہائش گاہوں یعنی اپنے اپنے شہروں اور وطن کو جا کر جاڑے بھر کا آرام کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ مادی لشکر جو سائرس کے لشکر میں شامل تھے انہوں نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ گرم کمروں میں سردیاں بِتانے کے خواہش مند تھے جبکہ سوار اس بات پر آپس میں اُلجھ رہے تھے کہ پارساگرد واپس جانے کا سب سے قریب کا راستہ کون سا ہے۔ جب سب اپنی اپنی کہہ چکے تو سائرس نے ان کی باتوں پر غور کیا۔ اس کے بعد انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر ہم سارڈس کی طرف چلے جائیں تو وہاں جاڑہ سب سے آرام سے گزرے گا۔''

یہ پہلا موقع تھا جب اس نے اپنے آزمودہ کار سالاروں کی بات رد کی اور انہوں نے اس کے عزم میں فولاد جیسی سختی محسوس کی۔ اس نے فوج کو مغرب کی سمت یخ بستہ سرخ زمین سے گزار کر سارڈس جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اپنے اس ارادے پر کاربند رہتے ہوئے سائرس حرکت میں آیا۔ پورے لشکر کے ساتھ اس نے دریائے ہیلس کو پار کیا اور پھسلتے ہوئے برف کے تودوں سے اپنے لشکریوں کو بچاتے کوہستانِ تمولس کی تلہٹی میں زیتون کے درختوں کے جھنڈ کی گرم فضاؤں میں جا پہنچا تھا۔

دوسری طرف ایشیائے کوچک کا بادشاہ کرزوس جب برف باری سے محفوظ رہنے کے لئے سائرس کے سامنے سے ہٹ کر دریائے ہیلس کو عبور کرنے کے بعد اپنے مرکزی شہر سارڈس پہنچ گیا تو اس کا خیال تھا کہ سائرس دریائے ہیلس کو عبور کرنے کے بعد اس کے مرکزی شہر کا رخ نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ چاروں طرف برف پڑی ہوئی تھی۔ سردی ایسی تھی کہ جسم کو کاٹ مارتی تھی۔ گھوڑوں کے کھانے کے لئے اس برف باری میں کہیں سے چارہ نہ مل سکتا تھا۔

ان حالات میں کرزوس اپنے محل میں سلامتی کے ساتھ پہنچا اور اس کے بعد اس نے وہ قدم اٹھائے جو اس کی ناکامیوں کا باعث بن گئے۔ اس نے اپنے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا اور اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سائرس نے جو کچھ کرنا تھا، وہ کر گیا ہے۔ کرزوس ہی نہیں اس کے سالاروں کا بھی یہی خیال تھا۔ چونکہ دریائے ہیلس اس سے پہلے تمام ماد اور ایشیائے کوچک کے درمیان سرحد فاصل خیال کیا جاتا تھا اور چونکہ کرزوس دریائے ہیلس کو عبور کر کے اپنے علاقوں میں آ گیا تھا لہٰذا اس کا خیال تھا کہ اب سائرس

پیش قدمی نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ کرزوس نے اہلِ ماد کے علاقوں سے دست برداری اختیار کر لی ہے۔

چنانچہ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کرزوس اور اس کے سالاروں نے سب سے پہلے ان یونانی لشکریوں کو فارغ کیا جنہیں کرزوس نے بھاری رقوم دے کر اپنے لشکر میں شامل کیا تھا۔ یہ لشکری زیادہ تر یونیا کی بندرگاہ کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ ان اجیر لشکریوں کو واجبات ادا کر کے انہیں کرزوس نے فارغ کر دیا اور وہ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ان کے گھر زیادہ تر یونیا کی ساحلی بندرگاہ پر تھے۔

کرزوس نے ایسا اس لئے کیا تھا کہ اگر وہ ان سب کو پورا موسمِ سرما اپنے مرکزی شہر میں بٹھائے رکھتا تو انہیں سرما کی پوری تنخواہیں ادا کرنی پڑتی تھیں۔ چنانچہ اس نے یہ رقم بچا لی اور ان لشکریوں کو فارغ کر دیا تھا۔

اس کے بعد کرزوس نے تیز رفتار قاصد بابل کے علاوہ مصر کے اپنے حلیفوں کی طرف روانہ کئے اور انہیں یہ پیغام دیا کہ آنے والے جاڑے کے پانچ مہینوں میں کم از کم وہ اپنی عسکری تیاریوں کو اپنے عروج پر لے آئیں تا کہ کسی بھی موقع پر سائرس کو اپنے سامنے زیر کر کے آئندہ کے لئے اسے اٹھنے کے قابل نہ چھوڑا جائے۔

ایسا کرنے کے بعد اس نے اپنی مملکت کے عمدہ صناعوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ سونے کی ایک عمدہ تختی تیار کریں، اس پر عمدہ تحریر لکھیں اور سونے کی وہ تختی کرزوس ڈلفی مندر کے پجاریوں کو پیش کرنا چاہتا تھا۔

ڈلفی مندر کے پجاریوں نے کرزوس کی التماس پر جو پیش گوئی بتائی تھی اس پیش گوئی کا ذکر کرزوس نے کسی اور سے نہیں کیا تھا اور اپنے تک ہی محدود رکھا تھا۔ تاہم اس کے درباریوں کو یہ پیش گوئی کسی حد تک معلوم ہو گئی تھی مگر انہوں نے بھی اس کی موجودگی میں کبھی اس کا تذکرہ نہ چھیڑا تھا۔

اس طرح کرزوس اپنی پریشانیوں کو ہلکا کرتا جا رہا تھا۔ لشکر اس نے کم کر دیا۔ یونانیوں کو فارغ کر کے اپنے اپنے علاقوں کی طرف بھیج دیا۔ ڈلفی مندر کو خوش کرنے کے لئے اس نے ان کے لئے سونے کی تختی بنانا شروع کر دی تھی۔ اب اس کے سامنے ایک ہی بہت بڑی پریشانی تھی اور یہ بڑی پریشانی اس کے سب سے چھوٹے بیٹے کی صورت میں تھی۔

اس کا چھوٹا بیٹا انتہائی خوب صورت تھا۔ شکل و صورت میں یونانی دیوتا لگتا تھا مگر وہ

پیدائشی گونگا اور بہرہ تھا۔ کرزوس اس کے لئے اپنے معبدوں اور عبادت گاہوں میں جا کر گھنٹوں دعائیں مانگتا۔ ارتمیس دیوی کے مندر میں اس نے اس کے اچھا ہونے کی دعا مانگی۔ اس کے علاوہ اس کے علاقے میں کوہ مائی کیر کی تلہٹی کے چشموں کے قریب اپالو دیوتا کا مقدر تھا۔ اپالو کے مقدر میں بھی اس نے تحفے تحائف بھجوائے اور اپنے بیٹے کے اچھا ہونے کی درخواست کی مگر کوئی دیوتا، کوئی دیوی اس کے بیٹے کو اچھا نہ کر سکی۔

اپالو کے مندر سے کرزوس کو بڑی امیدیں تھیں کیونکہ وہ بارہا سنا کرتا تھا کہ اپالو نے اس چشمے کے قریب ایک مُردہ بچے کو جلا دیا۔ انہی افواہوں کی وجہ سے ایک بار مصر کے فرعون نیکو نے جو بڑا زبردست بادشاہ تھا اس نے اپنے مندر کو اپنا وہ لباس بطور تحفہ بھیجا جو لباس پہن کر اُس نے وادئ یزغمید میں یہودیوں کو بدترین شکست دی تھی اور اس نے اس جنگ کے دوران جن یہودیوں کو غلام بنایا تھا ان سے ایک نہر کھدوائی جس کے ذریعے بحیرہ روم کو بحیرہ قلزم سے ملانا مقصود تھا تاکہ نیکو کے جہاز بحیرہ روم سے بحیرہ قلزم تک پہنچ سکیں۔ یہودی غلام اس نہر کی کھدائی کرنے میں ہزاروں کی تعداد میں مرے تھے۔

ڈلفی مندر کے پجاری اپالو دیوتا کے مندر سے رقابت رکھتے تھے چنانچہ جب مصر کے فرعون نیکو نے اپنا لبادہ یہودیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد اپالو کے مندر کی طرف بھجوایا تو ڈلفی مندر کے پجاریوں نے اسے ناپسند کیا۔ جب اپنے بیٹے کے اچھا ہونے کے لئے کرزوس نے بھی اپالو دیوتا کے مندر کی طرف تحائف بھیجے تب بھی ڈلفی مندر کے پجاریوں نے اسے نہ صرف ناپسند کیا بلکہ انہوں نے ایک گول مول سا جواب دبے دبے لفظوں میں کرزوس کو لکھ بھیجا۔ جو کچھ انہوں نے لکھا اس کا لب لباب کچھ اس طرح تھا۔

''کبھی خواہش نہ کر اپنے بیٹے کی آواز سننے کی۔ جس کے لئے تُو دعا مانگتا رہا ہے۔ کیونکہ اس دن جب تُو اس کی آواز سنے گا تجھ پر مصیبت ٹوٹے گی۔''

ڈلفی مندر کے پجاریوں کے اس مجمع میں مخالفت کا پہلو نہ سہی مگر ابہام ضرور تھا۔ چنانچہ کرزوس نے ڈلفی مندر کے پجاریوں کے اس مجمع کا بھی کسی سے ذکر نہ کیا تھا۔

کرزوس چونکہ متلون دماغ کا آدمی تھا لہٰذا سائرس کے حملہ آور ہونے کے علاوہ اسے اپنے بیٹے ڈلفی مندر کے پجاریوں کے جملوں اور لفاظی کی وجہ سے بھی پریشانی لاحق تھی تاہم ابھی تک اسے یہ خبریں مل رہی تھیں کہ سائرس نے دریائے ہیلس عبور نہیں کیا۔ اس بناء پر اس نے اپنی پریشانیوں پر قابو پانے کے لئے اپنے ماحول کو اپنے ذوق کے مطابق

شان و شوکت کا مرقع بنانا شروع کر دیا۔ شہر کو خوب آراستہ کیا اور اپنے آباؤ اجداد کے مقبرے میں جس پر گنبد بنا ہوا تھا کئی ستونوں کا اضافہ کرنے کے لئے عجیب و غریب وضع کے خوب صورت ستون نصب کروانے شروع کر دیئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مقبرے کی تعمیر کے لئے اس کے مرکزی شہر سارڈس کی طوائفوں نے بڑے بڑے نذرانے پیش کئے تھے۔ غرض اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے کرزوس بڑے سامان کرنے لگا تھا۔ البتہ اپنے چہیتے بیٹے کے گونگے بہرے ہونے کا غم اسے ضرور کھائے جا رہا تھا۔

جس وقت کرزوس ان انتظامات میں مصروف تھا اس دوران سائرس نے دریائے ہیلس کو عبور کر لیا اور اب اپنے لشکر کو آگے بڑھاتے ہوئے تمولس کی مقدس پہاڑیوں کی تلہٹی میں جو زیتون تھے، ان کے پاس خیمہ زن ہوا تھا۔

یہ خبر جب کرزوس کو سنائی گئی تو اس نے اس خبر کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگا کہ سائرس کسی بھی صورت دریائے ہیلس کو عبور کر کے اس کی سرزمینوں میں داخل ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ اور جب دوسرے مخبروں نے کرزوس کو یہ خبر دی کہ وہ قومِ ماد اور اہلِ پارس کے لشکریوں کو انہوں نے تمولس سے سارڈس کی طرف آنے والی شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ خبر سن کر بھی کرزوس نے نفی میں سر ہلایا۔ خبر کو سنی ان سنی کر کے اس نے رد کر دیا اور کہنے لگا۔

''یہ افواہ ہے۔ بھلا اس کڑاکے کی سردی میں کوئی لشکر تمولس کی پہاڑیوں کے قریب پہنچنے کے بعد اس کے مرکزی شہر کا رخ کیسے کر سکتا ہے؟''

اسی شش و پنج میں چند دن مزید گزر گئے۔ کرزوس اپنے آپ کو یہ تسلیاں دیتا رہا کہ جو خبریں اسے مل رہی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ سائرس نے نہ ہی دریائے ہیلس کو عبور کیا ہے اور نہ ہی وہ تمولس کے کوہستانی سلسلے کی طرف آیا ہے لیکن چند ہی روز بعد اسے تمولس کی چوکی سے اپنے مخبروں کا یہ پیغام ملا۔

''ان گنت وحشی گھڑ سوار جو فلاکت زدہ دیو معلوم ہوتے ہیں، تمولس کی اگلی چوکیوں میں پہنچ چکے ہیں۔ اس وادی میں جو کالے انگوروں کے باغات دور تک پھیلے ہوئے ہیں وہ باغ اور تاکستان اب انہی اجنبی گھڑ سواروں کی زد میں ہیں اور یہ اجنبی گھڑ سوار سائرس کے لشکری ہیں۔''

جب لگاتار یہ خبریں آنا شروع ہوئیں کہ سائرس کے لشکری اب لمحہ بہ لمحہ تمولس کے کوہستانی سلسلوں سے نکل کر ایشیائے کوچک کے مرکزی شہر سارڈس کا رخ کر رہے ہیں

تب کرزوس کو معلوم ہوا کہ یہ تو عجیب انہونی ہونے لگی ہے۔ اور ایسی انہونی رونما ہو رہی ہے جو ٹالے سے نہیں ٹل سکتی۔ اس وقت اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا کہ اس نے کیوں موسم سرما کی پانچ تنخواہیں بچانے کے لئے اجیر یونانی لشکریوں کو اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اسے جب یہ یقین ہو گیا کہ سائرس واقعی ہی اس کے مرکزی شہر کا رخ کر رہا ہے تب وہ اپنے لشکر کو درست کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ وہ ذرّہ پوش یونانی گھڑ سوار جو اپنے گھروں کو جا چکے تھے اب اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ انہیں دوبارہ طلب کرے اور اگر طلب کرتا بھی تو وہ وقت پر پہنچ کر اس کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ اس وقت تک سائرس یقیناً اس پر حملہ آور ہو چکا ہوتا۔

چنانچہ ان حالات میں کرزوس نے دو سمتوں کو تیز رفتار قاصد بھجوائے۔ کچھ قاصد یونان کی ریاست اسپارٹا کی طرف روانہ کئے اور دوسرے قاصد کو مصر کے فرعون کی طرف روانہ کیا اور ان دونوں سے اس نے التماس کی کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو بحری جہازوں کے ذریعے اپنے لشکر اس کی سرزمینوں کی طرف بھجوائیں تا کہ حملہ آور سائرس کا مقابلہ کیا جا سکے۔

اب کرزوس ہی نہیں اس کے مرکزی شہر اور آس پاس کی ساری بستیوں اور قصبوں کے مکینوں کو بھی یہ یقین ہو گیا تھا کہ سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ہیلس کو عبور کر لیا ہے اور اب وہ کوہستانِ تمولس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے ان کے مرکزی شہر سارڈس کا رخ کئے ہوئے ہے۔

جب یہ خبریں سارڈس شہر کے اندر پھیلیں تب شہر کے اندر ایک ہلچل سی برپا ہو گئی تھی۔ شہر کے اندر رہنے والے اپنے مندروں اور عبادت گاہوں کا رخ کرنے لگے تھے۔ پجاریوں کی دعاؤں کی آوازیں گلی کوچوں میں سنائی دینے لگی تھیں۔ کوہستانِ تمولس کی ڈھلان پر جو کرزوس کی مملکت میں دیوتاؤں کے مندر تھے ان کے لئے چڑھاوے چڑھائے جانے لگے تھے۔ کرزوس کے سالار تگ و دو اور بھاگ دوڑ کرتے ہوئے اپنے جنگجو ساتھیوں کو جمع کر کے اپنے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرنے لگے تھے۔ اس کے بعد جو واقعہ پیش آیا وہ کرزوس اور اس کے امراء کے لئے بڑا حیرت انگیز تھا۔ اس لئے کہ کوہستانِ تمولس کے اندر دروں میں جو سرکش قبائل آباد تھے جو ماضی میں کرزوس کے خلاف بغاوت کھڑی کرتے رہے تھے اس کے لئے دردِ سر بنے ہوئے تھے۔ وہ زخمی حالت میں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے سارڈس شہر کے نواح میں جمع ہونا شروع ہو

گئے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کرزوس کے کچھ سالار خوش بھی تھے کہ وہ وحشی جو ان سے زیر نہ ہو سکے تھے اور جگہ جگہ انہوں نے بغاوتیں کھڑی کی تھیں، آخر حملہ آور سائرس نے انہیں چھید کر رکھ دیا اور وہ ان کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ تاہم اس موقع پر کرزوس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسے سائرس کی راہ روکنے اور اس پر ضرب لگانے کے لئے روانہ کیا۔

سائرس جو اپنے لشکر کے ساتھ مار دھاڑ کرتا ہوا کوہستانِ تمولس سے لیڈیا کی مملکت کے مرکزی شہر سارڈس کا رخ کئے ہوئے تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ کرزوس کا بہت بڑا لشکر اس کی راہ روکنے کے لئے اس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تب اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک مناسب جگہ پڑاؤ کر لیا اور کرزوس کے لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے سارے سالاروں کا ایک اجلاس بھی طلب کر لیا تھا تا کہ کرزوس کے لشکر کی آمد سے پہلے وہ اپنی جنگی منصوبہ بندی کو آخری شکل دے دے۔

جب سارے سالار اس بڑی خیمہ گاہ میں جمع ہو گئے جس میں سائرس بیٹھا ہوا تھا تب سب کو مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''شاید آپ سب لوگوں کو خبر ہو چکی ہو گی کہ کرزوس کا ایک بہت بڑا لشکر ہماری راہ روکنے اور ہم سے ٹکرانے کے لئے ہماری طرف پیش قدمی کر رہا ہے جہاں میں نے پڑاؤ کیا ہے۔ کرزوس کے لشکر کا مقابلہ ہم یہیں کریں گے۔ جہاں تک میں سوچ پایا ہوں اس کے مطابق لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے رکھا جائے گا۔ مرکزی حصے میں، میں خود ہوں گا۔ محترم گوبارد میرے ساتھ ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہارپیگ لشکر کے سپہ سالارِ اعلیٰ کی حیثیت سے بھی میرے ساتھ مرکزی حصے میں رہے گا۔ دوسرا حصہ لشکر کا دایاں پہلو ہو گا اس کی کمانداری فرناک کے ہاتھ میں ہو گی جبکہ کراوش اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کرے گا۔ لشکر کا تیسرا حصہ بائیں پہلو میں ہو گا۔ اس کی کمانداری ہزارپت کرے گا جبکہ امباگرگانی اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کرے گا۔''

سائرس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بیچ میں ایک دم ہارپیگ بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''محترم سائرس! آپ برا نہ مانئے گا۔ جنگ کی جو منصوبہ بندی آپ نے پیش کی ہے مجھے اس سے تھوڑا سا اختلاف ہے یا آپ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں اس میں تھوڑی سی تبدیلی چاہتا ہوں۔''

اس موقع پر سائرس نے مسکراتے ہوئے ہارپیگ کی طرف دیکھا پھر بڑی فراخ دلی کا

پر قسمتوں کو برگشتہ کرتی برے ایام کی ویرانیوں، حیات کو مرگ کے خونی کھیل میں مبتلا کرتی، جوش مارتی کرب خیز حدت اور زمین بوس اور پاش پاش کر دینے والے قہر لمحوں کے پھندوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ یوں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے مرگ و زیست کی آہ و بکا، چیختے چنگھاڑتے لمحوں کا شور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ آوازوں کو پراگندہ کرتی ناشاد و سوگوار ساعتیں چاروں طرف ناچ اٹھی تھیں۔ آسمان سے موت طاری کرتی برق ساعت کے نقص کا باعث بننے لگی تھی۔

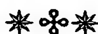
جس وقت سائرس اور کرزوس کے لشکری اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ ایک دوسرے پر ضربیں لگا رہے تھے، عین اسی لمحے فرناک اور کراوش اپنے شتر سوار لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے۔ وہ چونکہ ایک طرف اوٹ اور آڑ میں کھڑے ہوئے تھے لہٰذا اس موقع پر فرناک نے اپنے شتر سوار لشکر کو قہرمانیت کی سستی، رفتار کی لذت، اجالوں کے سمندر اور عذاب کے قافلوں کی طرح آگے بڑھایا۔ اونٹوں کو بھگاتا ہوا فرناک، کرزوس کے لشکر کے ایک پہلو کی طرف لے گیا۔ جب اونٹ میدانِ جنگ میں کرزوس کے لشکریوں کے اندر داخل ہونے لگے تب کرزوس کے لشکریوں کے جو گھوڑے تھے وہ واقعی اونٹوں کو دیکھ کر بدکنے لگے اور اس طرح ان کے بدکنے نے کرزوس کے لشکر میں ایک افراتفری برپا کر دی تھی۔ اس کے بعد فرناک کے کہنے پر اس کے سارے لشکری اپنے اونٹوں پر سے اتر کھڑے ہوئے اور اونٹوں کو ہانک کر کرزوس کے لشکر میں شامل کر دیا گیا تھا۔ کرزوس کے لشکر میں ان اونٹوں کی وجہ سے گھوڑوں کے بدکنے سے اور زیادہ افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا۔ ایسے میں فرناک اور کراوش دونوں اپنے لشکر کو سنبھالتے ہوئے حرکت میں آئے۔ پھر وہ قلب و جگر کی تہوں میں دکھ کے نوحے بھر دینے والے فوق العادت قہرمانی کے مدو جزر، بازوؤں کو شل، بدی کی تحریکوں کو ریت پر لکھی تحریروں کی طرح مٹا دینے والی ہواؤں کے تیز کھولتے سفر اور خدوخال اور اعضاء کو مدقوق کر دینے والے نئے موسموں کے پُرعذاب جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

ایک تو کرزوس کے لشکر میں جو اونٹ گھسے انہوں نے کرزوس کے لشکریوں کے گھوڑوں کو ایسا بدکایا کہ گھوڑے سواروں سمیت بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد جب نئی سمت سے فرناک اور کراوش نے حملے شروع کیے تو کرزوس کے لشکریوں کی رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کرزوس جو اس وقت اپنے لشکر کے وسطی حصے میں تھا وہ بھی بھاگا۔ آخر کرزوس اپنے لشکر کو لے کر اپنے

مرکزی شہر سارڈس کی فصیل کے مختلف دروازوں سے ہوتا ہوا شہر کے اندر محصور ہو گیا۔

چنانچہ اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ سائرس نے بھی کوچ کیا اور کرزوس کے مرکزی شہر سارڈس پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی سائرس نے شہر پناہ کے دروازوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ سائرس کے لشکریوں نے شہر کے دروازوں پر کافی ہلّہ بولا مگر کواڑوں کو توڑا نہ جا سکا۔ شہر کے قریب ہی درمیانے درجہ کی ایک جھیل تھی جس کے اطراف میں وسیع میدان تھے۔ ان میدانوں کے اندر ہی کرزوس اور سائرس کی جنگ ہوئی تھی۔ چنانچہ جھیل کے کنارے سائرس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا اور یہ حکم ملتے ہی سارڈس شہر کے سامنے جھیل کے کنارے خیموں کا ایک شہر آباد ہو گیا تھا۔





ایشیائے کوچک یعنی لیڈیا کا حکمران کرزوس بڑا پریشان اور فکرمند تھا۔ وہ اپنے مرکزی شہر میں محصور تھا۔ جبکہ شہر کے نواح میں جو جھیل تھی اس کے کنارے سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ ایسا لگتا تھا سائرس نے مستقل وہاں قیام کرنے کا ارادہ کرلیا ہو۔ اس کے بعد کرزوس کو جو اپنے مخبروں کے ذریعے سائرس سے متعلق خبریں پہنچیں وہ کرزوس کے لئے مزید حوصلہ شکن تھیں۔ اس کے مخبروں نے کرزوس کو بتایا۔

جہاں کرزوس اور سائرس کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ وہ میدان اب چراگاہ محسوس ہو رہا تھا۔ کرزوس کو یہ بھی بتایا گیا کہ شہر کے مضافات میں جو باغ تھے ان کو سائرس کے لشکریوں نے چھیڑا تک نہ تھا۔ نہ ہی شہر کے نواح میں جو بستیاں تھیں ان میں سے کسی کے مکان کے دروازے پر خون بہایا گیا نہ قیدیوں کی ٹولیاں بنا کر انہیں دستور کے مطابق غلاموں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رسیوں میں جکڑا گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اناطولیہ کی سرزمینوں میں جو جنگیں ہوتی تھیں، اسی طرح جنگ میں گرفتار ہونے والوں کو پکڑ کر اور رسی میں جکڑ کر انہیں فروخت کرنے کے لئے قیدی بنایا جاتا تھا۔

کرزوس کو اس کے مخبروں نے یہ بھی بتا دیا کہ جہاں سائرس نے اپنی خیمہ گاہ قائم کی ہے، اس کے خیموں کے پرلی طرف گھڑ دوڑ کے روزانہ مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر چڑھ کر جہاں پتھریلے نخلستان تھے وہاں ان کے گھوڑے چرتے تھے۔

جب خزاں کا موسم آیا تو کرزوس کو مزید خبریں ملیں۔ اسے بتایا گیا کہ سائرس کے لشکری مقامی کسانوں کے ساتھ مل کر موسمِ خزاں کا پھل اکٹھا کرنے میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔ ان کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں کرزوس کے لئے بڑی پریشانی کا باعث تھیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ شہر کے نواح میں جو شراب کی دکانیں تھیں،

سائرس کے لشکریوں نے مؤرخین کے بقول وہاں جو شراب کے مٹکے رکھے ہوئے تھے ان کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر نہ دیکھا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ اپنے مٹکوں میں وہ شراب بھرتے تھے نہ شراب کی دکانوں کی طرف جاتے تھے بلکہ شہر کے نواح میں جو ندی تھی وہاں سے وہ پینے کے لئے اپنے مٹکوں میں پانی ضرور بھرتے تھے۔

اس کے بعد کرزوس نے مخبروں کے ذریعے یہ سنا کہ قوم ماد نے شہر کے نواح میں جو ندی تھی اس کے کنارے ایک ایسی رسم ادا کی جو یونانیوں کو بڑی عجیب معلوم ہوئی۔ کرزوس کو بتایا گیا کہ سائرس کے کچھ لشکریوں نے دو جڑواں چٹانی قربان گاہیں بنا کر ان پر آگ لگائی اور پجاریوں نے جو سفید نمدے کے کن ٹوپ پہنے ہوئے تھے، سرو کے پتلے پتلے تنوں کے بنے ہوئے ڈنڈوں سے اس آگ کے شعلے اٹھائے اور ان پر پانی اور شہد چڑھاتے رہے۔

اس رسم سے متعلق آخر کرزوس نے ایک ایسے شخص سے رابطہ قائم کیا جو گزشتہ جنگ میں قیدی بنایا گیا تھا اس نے لیڈیا کے حکمران کرزوس کو بتایا کہ ایرانیوں نے یہ رسم اپنی پانی کی دیوی اناہیتا کے نام پر ادا کی تھی۔

حیرت کی بات یہ کہ انہی دنوں ایشیائے کوچک کے لوگوں کی دیوی کی رسم ادا کرنے کا موقع بھی آ گیا تھا۔ کرزوس اور اس کے امراء بھی اس دیوی کو مانتے تھے۔ لہٰذا جہاں سائرس کے لشکریوں نے ندی کے کنارے دیوی اناہیتا کی رسم ادا کی وہاں کرزوس اور اس کے امراء نے بھی اپنی دیوی کے لئے مذہبی رسم ادا کرنے کا سامان کیا۔ یہ دیوی جس کے لئے انہوں نے مرکزی رسم ادا کرنا تھی، وہ لیڈیا والوں کی بڑی دیوی خیال کی جاتی تھی اور ان علاقوں میں وہ ایشیائے کوچک والوں کے لئے قادر مطلق مانی جاتی تھی۔ اس دیوی کا نام ارتیمس تھا اور اس دیوی کو کمان بردار اپالو دیوتا کا نسوانی وجود اور کائی بیل دیوی کے بھیس میں دھرتی ماتا سمجھا جاتا تھا۔

کرزوس کے محل میں خواجہ سرا اور نسوانی لباس پہنے ہوئے پجاری اس دیوی کے مندر کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ اس کی بیویاں اور سہیلیاں وہاں اپنے چہروں سے نقاب اتار کر پوجا کرتیں اور اس سے پرے ہٹ کر آپس میں بات چیت کرتی رہتیں۔ چنانچہ ایرانیوں کی دیکھا دیکھی کرزوس نے بھی اپنی دیوی کے لئے مذہبی رسم ادا کی۔ مندروں کی ستون دار راہ داری کے سامنے کھلے صحن میں قربانی کی رسم ادا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ سوکھی لکڑی کی ایک چتا تیار کریں جس میں لکڑی کی تہیں اس طرح

بچھائی جائیں کہ ہر تہہ پر جھاڑ جھنکاڑ رکھا گیا ہو اور پھر اعلان کروا دیا کہ اگر اس کے دشمن شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ اس چتا پر بیٹھ کر جل مرے گا اور ان علاقوں کے پرانے بادشاہ پریام کی طرح کسی لشکری کی تلوار سے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا انتظار نہیں کرے گا۔

دیوی ارتیمس کے لئے مذہبی رسومات ادا کرنے کے بعد اور جس چتا کے بنانے کا کرزوس نے حکم دیا تھا جب وہ چتا تیار ہو گئی تب کرزوس نے اپنے محل میں کام کرنے والے سارے خواجہ سراؤں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے حکم دیا کہ جب تم اس چتا کو جلتی ہوئی دیکھو تو میری سب بیویوں اور کنیزوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا۔

ان دنوں کرزوس کی عجیب و غریب حالت تھی۔ ایک طرف جہاں کرزوس اپنی دیوی ارتیمس سے مذہبی رسوم ادا کرتے ہوئے امداد چاہ رہا تھا تو دوسری طرف چتا تیار کر کے اپنا اور اپنی بیویوں اور کنیزوں کا خاتمہ کرنے کے بھی درپے تھا۔ تیسری طرف وہ فلسفیانہ منطق سے اپنے سالاروں اور لشکریوں کو یہ کہتے ہوئے ڈھارس بھی دے رہا تھا کہ اگر سپارٹا اور مصر کے بحری بیڑوں نے سارڈس پہنچ کر دشمن کو محاذ اٹھانے پر مجبور نہ کیا اور دشمن نے شہر میں گھسنا چاہا تو شہر کی فصیل توڑے سے نہ ٹوٹے گی اور اگر شہر کا بیرونی حصہ فتح ہو گیا تو اس کا محل فتح نہ ہو گا کیونکہ ایک تو دریا کے اس پار ہے دوسرے اونچائی پر بنا ہوا ہے۔ اگر یہ فتح ہو گیا تو وہ بھاگ کر جان بچا لے گا۔ اس طرح مختلف خیال آرائیاں کرتے ہوئے کرزوس ایک طرح سے یہ ظاہر کرنے لگا تھا کہ وہ انتہا درجہ کی ذہنی اذیت میں مبتلا ہو چکا تھا۔

کرزوس اپنے شہر سارڈس کو ناقابل تسخیر خیال کرتا تھا اور اس کا یہ زعم تھا کہ اس شہر کی فصیل کو عبور کر کے یا اسے توڑ کر مسمار کر کے کوئی لشکر اندر داخل نہیں ہو سکتا لیکن سائرس کے صرف دو ہفتے سارڈس کے نواح میں جھیل کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد ایک ایسا حادثہ پیش آیا جو سارڈس شہر کی فتح کا باعث بن گیا۔

ہوا یوں کہ ایک روز شام کے دھندلکے میں کرزوس کے محل کا ایک پہرے دار فصیل کی منڈیر کے آس پاس ٹہل رہا تھا۔ اس وقت آندھی نما تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ وہ نیچے دیکھنے کے لئے منڈیر کی کگر پر جھکا۔ چونکہ اس وقت ہوا میں بڑی تیزی اور شدت تھی ہوا کی تیزی کی وجہ سے اس کے سر کا خود اتر کر نیچے جا پڑا۔ گرنے والا وہ خود فصیلِ قلعہ کی چٹان پر لڑھکتا ہوا چند نیزے دور جا کر رکا تھا۔

کرزوس کے محل کی عمارت سارڈس شہر کے سب سے اونچے مقام پر تھی۔ اس لئے چٹان کے سرے پر جو محل تھے، ندی تک کوہستانی سلسلہ تھا اس جگہ کوئی دیوار کھڑی نہیں کی گئی تھی۔

لیڈیا کے اس پہرے دار نے سوچا، فاصلہ ایسا کچھ زیادہ تو ہے نہیں۔ نیچے جا کر خود اپنا خود اٹھا لاؤں گا۔ چنانچہ اس نے اپنے ہتھیار ایک طرف رکھے اور چٹانوں کی بھربھری سطح پر قدم رکھنے کے لئے جو نشانات بنے ہوئے تھے ان پر پاؤں رکھتا ہوا اس جگہ اتر گیا جہاں اس کا آہنی خود پڑا تھا، اسے اٹھا کر پھر اوپر چڑھ گیا۔

اس موقع پر نیچے ایک مادی لشکری جو اس وقت سیر کرتا پھر رہا تھا اس نے اس پہرے دار کو چڑھتا اور اترتا دیکھا تو سوچا کہ اگر یہ لشکری چٹان پر چڑھ اتر سکتا ہے تو وہ لوگ بھی یہ کام کر سکتے ہیں۔

اتفاق سے وہ لشکری کوہ پیمائی بھی کرتا رہا تھا۔ چنانچہ وہ فوراً چٹان پر چڑھا اور پھر با آسانی نیچے اتر گیا۔ غرض اس نے یہ اطمینان کر لیا کہ اس پہاڑی پر چڑھنا کچھ مشکل نہیں ہے چونکہ اس کا پتھر بھربھرا ہے۔ اس لئے فصیل بھی آسانی سے کاٹی جا سکتی ہے جس سے ایک وقت میں سینکڑوں سپاہی چڑھ کر محل پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔

اس نے اپنے لشکر میں پہنچ کر اپنے کماندار کو بتایا۔ وہ چھوٹا کماندار اسے پکڑ کر ہارپیگ کے پاس لے گیا۔ ہارپیگ نے سنا تو سوچا جو ترکیب یہ لشکری لے کر آیا ہے اسے کم از کم آزما کر تو دیکھنا چاہئے۔ اگر کامیابی نہ ہوئی تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ایک درجن آدمی ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ داؤ چل گیا تو بادشاہ کے محل پر قبضہ ہو جائے گا اور چونکہ وہ شہر کے سب سے اونچے مقام پر ہے اس لئے شاید اس کے فتح ہوتے ہی شہر والے شہر کے دروازے کھول دیں۔

الغرض محاصرین نے فوج میں اعلان کرا دیا کہ جو لشکری پہاڑی پر پہلے چڑھیں گے، انہیں انعام دیئے جائیں گے۔

چنانچہ اگلے روز رات کی خاموشی میں لشکر کے بہت سے جنگجو اس کوہستانی سلسلے کے عقبی حصے پر چڑھنا شروع ہو گئے اور منڈیر کے پیچھے دبکے دبکے رسے نیچے لٹکا کر اوپر چڑھانا شروع کر دیا۔

لیڈیا کے سنتری اس وقت گشت نہیں کیا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں کافی دیر بعد پتہ چلا کہ اجنبی سپاہی محل کے اندر گھس رہے ہیں۔

اب سارڈس شہر کے اندر ایک ہلچل برپا ہوئی اور یہ خلل پڑا کہ محل جہاں غروب آفتاب کے بعد اجالا ختم ہو رہا تھا اس چیخ و پکار کے ساتھ تلواریں بھی ٹکرانے لگیں اور ان کی جھنکار سے فضا میں گونج اٹھیں۔

محل کی راہداری میں بھڑکتی ہوئی شعلوں کی بھک بھک اور عورتوں کی چیخ اور خوف زدہ غلاموں کی بھگدڑ نے ایک قیامت برپا کر کے رکھ دی تھی۔ جبکہ کرزوس اور اس کے درباری امیر بھاگ کر صحن میں پہنچے تو چتا کے شعلے اُٹھنے لگے جسے اس کے حکم سے آگ دکھا دی گئی تھی۔

اب کرزوس تذبذب کی وجہ سے خلجان میں پڑ گیا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ خواجہ سرا خنجر نکالے اس کے حرم سرا کے دروازے کا رخ کر رہے تھے تاکہ اس کی بیویوں کے گلے کاٹ ڈالیں اور کم سن خدام حیرت سے منہ کھولے اسے گھیرے کھڑے تھے مگر وہ انہیں رکنے کا حکم نہ دے سکا۔ اس کے منہ سے بات ہی نہ نکل رہی تھی۔ پھر اس کے افسروں نے چلا کر انہیں روکا تو یوں ہوا مسلح سپاہی جو اس کے سامنے سے قطار باندھ کر گزر رہے تھے خود پوش ایرانی تھے اب کہ وہ دہشت زدہ ہو کر چیخ اٹھے۔ اس چیخ و پکار میں کوئی تیز اونچی آواز میں اس پر چیخنے لگا تھا اور کرزوس غور سے دیکھنے لگا وہ چیخ کدھر سے آئی تھی۔ پھر اندازہ لگانے کے بعد اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس لئے کہ وہ چیخ اس کے بیٹے کی تھی جو گونگا تھا۔ ماں سے چمٹا ہر وقت بے معنی آوازیں نکالتا رہتا تھا۔ کرزوس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کہ اس کا روگی بیٹا درست ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

اب کرزوس چتا کے پاس کھڑا ہوا اس کے اردگرد اس وقت لڑائی ہو رہی تھی مگر اسے یہ کشمکش خواب کی طرح بے حقیقت معلوم ہو رہی تھی۔ کرزوس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لئے اور بے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔ اس کے محافظ خواجہ سراؤں نے ہتھیار پھینک دیئے۔ ایرانی لشکریوں نے دیکھا کہ ایک جگہ ایک چتا جل رہی ہے تو کلہاڑیوں سے لکڑیاں الگ الگ کر دیں اور ان پر پانی ڈال کر آگ کو بجھا دیا۔

الغرض یوں سارڈس شہر فتح ہو گیا۔ اس لئے کہ جب کچھ لشکری شہر کی فصیل کے اوپر چڑھنے کے بعد محل میں داخل ہوئے تو اس کے پیچھے پیچھے سائرس اور اس کے سارے لشکری اور سالار بھی محل کے اندر چلے گئے تھے اور انہوں نے شاہی محل پر قبضہ کر لیا تھا۔

یوں ایشیائے کوچک کا ناقابل تسخیر شہر سائرس کے ہاتھوں فتح ہوا۔ لڑائی موقوف ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے بعد یونانی شاعروں نے کرزوس کے تذکرے میں زیب داستان

کے لئے یہ کہانی جوڑ دی کہ کرزوس نے چتا میں جل کر اپنی جان قربان کر دی تھی۔ گویا اس نے یہ واقعہ یوں بیان کیا کہ اپالو دیوتا وہاں آن موجود ہوا تھا۔ اس نے کرزوس پر رحم کھا کر اس کی جان بچانے کے لئے آسمان سے مینہ برسایا تھا۔

اگلے روز ہارپیگ کے اندازے کے مطابق شہر والوں نے دروازے کھول دیئے۔ قومِ ماد اور ایرانی امیروں کی ایک جماعت صحن کی سیڑھیاں چڑھ کر محل میں داخل ہوئی تو راہداری میں ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی۔ دروازے میں کرزوس کے درباری امراء موجود تھے۔ انہوں نے سائرس کو بلند آوازوں سے مخاطب کر کے کہا۔

''ازراہِ کرم محل کو لوٹنے کے بعد نذرِ آتش ہونے سے بچایئے گا۔''

اس موقع پر ایک افسر نے جس کا چہرہ تمتما رہا تھا اور وہ گھڑ سواری کے وقت پہنے جانے والے ایک بہترین لباس میں ملبوس تھا اس نے اپنے ساتھ لشکریوں کے ساتھ ایک طرح سے کرزوس کو گھیر لیا تھا جس سے یہ سمجھا جانے لگا تھا کہ کرزوس ایک طرح سے ان کے ہاتھوں اسیر بن چکا تھا۔

اسی حالت میں کرزوس سائرس کے ان سالاروں اور لشکریوں کو اپنے دیوان خانے میں لے گیا جہاں سنگِ مرمر پر منقوش نادر تصویریں اور صناعی کے بہترین نمونے رکھے ہوئے تھے۔

کرزوس جان گیا تھا کہ اب وہ شہر اس کا نہیں بلکہ حملہ آوروں کا ہے۔ اس بناء پر دیوان خانے سے نکال کر وہ انہیں اپنے کتب خانے میں لے گیا۔ وہاں بھی عمدہ اور نادر قسم کی تصویریں تھیں۔ اس کے بعد وہ سائرس کے سالاروں کو لے کر باہر آیا۔ اس صحن میں آیا جس صحن میں جشن کی تقریبیں ہوتی تھیں وہاں اس نے سائرس کے سالاروں کو پیالہ دکھایا جس پیالے سے متعلق کہا جاتا تھا کہ اتنا بڑا پیالہ کہیں نہیں اور اس کی صناعی جیسی صناعی بھی کہیں نہیں۔

اس کے بعد کرزوس خود ہی سائرس کے سالاروں کو تہہ خانہ میں لے گیا جہاں اس کی سونے چاندی کی سلاخیں محفوظ رہتی تھیں۔ اس نے خزانے کے برنجی کواڑ کھولے۔ یہ ایسی ہنرمندی سے بنائے گئے تھے کہ ٹیڑھی کنجی قفل سے باہر نکالتے ہی باہم پیوست ہو جاتے تھے۔

چنانچہ خزانے میں پہنچ کر کرزوس نے سائرس کے سالاروں کو اشارہ کیا کہ چاندی اور سونے کی ان سلاخوں میں سے جس قدر وہ چاہیں اپنی ذات کے لئے لے جائیں۔ اس

لئے کہ وہ خزانہ تو اب انہی کا تھا۔

اس کے بعد کرزوس کو کچھ لوگوں نے یہ خبر دی کہ قومِ ماد اور اہلِ فارس کا بادشاہ سائرس شہر میں داخل ہونے کے بعد شہر کے مختلف حصوں کا معائنہ کرنے کے لئے نکلا ہوا ہے۔ کہتے ہیں اس موقع پر کرزوس بڑی بے چینی کی حالت میں اپنے گونگے بہرے بیٹے کے ساتھ ایک نشست پر لیٹ گیا۔ وہ گونگا بہرہ بیٹا اب بولنے لگ گیا تھا اور کرزوس کو یہ دکھ تھا کہ وہ بولا بھی تو کس مصیبت کے وقت بولا۔ اس موقع پر وہاں جمع کرنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کرزوس کہنے لگا۔

''مجھ سے تو پہلے ہیلن آف ٹرائے کے دور کا ان علاقوں کا بادشاہ پریام ہی اچھا تھا۔ پریام ہی کی طرح میرے ہاتھ سے یہ شہر نکل گیا ہے۔ اس کو دیکھ کر تو میں جیتا تھا بلکہ مجھ سے تو پریام ہی اچھا رہا۔ میں تو اپنی بنائی ہوئی چتا پر جلنے کی ہمت بھی نہ کر سکا۔ زندگی کے آخری لمحے تو غیر فانی ہو جاتے مگر پھر غور کرنے کے بعد وہ وہاں کھڑے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ اس لئے کہ جس وقت میں چتا پر جل مرنے کے لئے آیا تھا، وہاں پہنچنے والے سائرس کے کچھ لشکریوں نے چتا پر پانی ڈال کر اسے بجھا دیا تھا۔''

کرزوس کے چہرے سے اس وقت لگتا تھا جیسے اس کے تمام اعضاء شل ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ نہ اب وہ لیڈیا کا بادشاہ ہے اور نہ ہی کچھ کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے کچھ کرنے کی ضرورت ہے تو وہ چپ چاپ اپنے بیٹے کو سمیٹتا ہوا ایک نشست پر لیٹ گیا تھا۔

آخر کرزوس کو سائرس کے سامنے پیش کیا گیا۔ سائرس نے نہ اس سے کوئی باز پرس کی نہ اس کے لئے کوئی سزا تجویز کی بلکہ اسے معاف کر دیا۔ اس کے اس امر سے کرزوس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی تاہم سائرس نے یہ کیا کہ اسے بالکل آزاد اور کھلا نہ چھوڑ دیا بلکہ اس کے اختیارات سلب کرنے کے بعد اسے اپنے ساتھ رکھنے لگا تاکہ ان علاقوں سے متعلق اس سے اطلاعات حاصل کرتا رہے۔

دوسری طرف کرزوس بھی اب کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا۔ اسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ سائرس اب اسے موت کے گھاٹ نہیں اتارے گا۔ لہٰذا جس وقت سائرس نے سارڈس شہر کا محاصرہ کیا تھا تو اس وقت جو تفکرات کرزوس کو درپیش تھے وہ ان سے چھٹکارا حاصل

کر چکا تھا۔ اب وہ سائرس کے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کی باتیں کر لیتا تھا بلکہ وہ ستار بہترین انداز میں بجاتا تھا اور کبھی کبھی سائرس کے سامنے ستارنوازی بھی کرتا تھا۔

سائرس نے اس کی مملکت کے سارے خزانوں کو تہہ خانوں میں مقفل کر دیا اور کرزوس کے کچھ منصب داروں کو حکم دیا کہ وہ نئے محاصل وصول کرنے کے کام میں لگ جائیں۔ اب چونکہ سائرس مزید علاقوں کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتا تھا لہٰذا کرمان کے حاکم اور اپنے موجودہ سالار طبل کو اس نے کرزوس کے علاقوں کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔

اس کے بعد سائرس نے اپنے پڑاؤ کے اندر قیام کیا اور اسی پڑاؤ سے اپنے کچھ ایلچی یونان کے ڈلفی مندر کی طرف روانہ کئے اور ڈلفی مندر کے پجاریوں کو پیغام بھجوایا کہ انہوں نے جو کرزوس کے لئے پیش گوئی کی تھی تو اس پیش گوئی کے مبہم الفاظ کے نتیجہ میں ایرانیوں کی مملکت فتح کرنے کی بجائے وہ اپنی مملکت کھو بیٹھا ہے۔

سائرس کے ان الفاظ کے جواب میں ڈلفی مندر کے پجاریوں نے ایک تلخ جواب اس کی طرف روانہ کیا۔ اپنے جواب میں انہوں نے لکھا تھا:

''ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کے پاس عقل ہوتی تو وہ ان سے پوچھتا کہ مملکت سے کون سی مملکت مراد ہے؟''

مندر کے پجاریوں کا جواب سن کر کرزوس کو احساس ہوا کہ یہ مندر ایک حکمران بادشاہ سے جتنے اخلاق سے پیش آتا ہے اتنے اخلاق سے اس بادشاہ سے پیش نہیں آتا جو دشمن کی قید میں ہو۔ بہرحال کہیں آزادی سے دن گزارنے کی بجائے کرزوس نے سائرس کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ اب اسے مملکت کی فکر بھی نہیں تھی۔ ہر چیز سے بالکل خالی الذہن تھا۔ دوسری طرف سائرس بھی اس کی صحبت سے لطف اندوز ہونے لگا تھا۔

※ ❖ ※ ❖ ※



ایک روز سائرس اپنے شامیانہ نما بڑے خیمے میں اپنی بیوی آمیتش، گوبارو، حسین و خوبصورت ایزت اور لازار کے ساتھ بیٹھا کسی اہم موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس بڑے خیمے کے دروازے پر اس سمے حسین اور پُر جمال تیمرس اور اس کی چچا زاد سرینا دونوں آئیں اور خیمے کے دروازے پر آ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔

انہیں دیکھتے ہی سائرس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر تم دونوں کو مجھ سے کوئی کام ہے تو اندر آ جاؤ۔''

اس پر تیمرس اور سرینا دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئیں اور خیمے میں جو خالی نشستیں پڑی ہوئی تھیں، سائرس کے اشارے پر وہاں ہو بیٹھی تھیں۔ اس موقع پر انہیں مخاطب کرتے ہوئے سائرس کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی تیمرس بول اٹھی تھی۔

''میں آپ کے پاس ایک التماس اور التجا لے کر آئی ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ اسے رد نہیں کریں گے۔ جو مانگ ہم آپ سے کریں گے اسے تسلیم کر لیں گے۔''

اس موقع پر سائرس نے بڑے غور سے تیمرس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''تم انتہائی شمال کے سبزہ زاروں کے حکمران کی بیٹی ہو۔ میں اپنے دل میں تمہارے لئے عزت اور قدر و منزلت رکھتا ہوں۔ کہو، تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ تمہارے کسی معقول مطالبہ کو رد نہیں کیا جائے گا۔''

اس پر تیمرس کو کچھ حوصلہ ہوا۔ ہونٹوں پر زبان پھیری، اس کے بعد دوبارہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری اور میری بہن سرینا کی التماس ہے کہ ہم دونوں کو اجازت دی جائے کہ ہم

اپنا خیمہ فرناک اور کراوش کے خیمے کے پاس نصب کیا کریں۔ ایسا ہم......"
میرس یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اسے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے سائرس بول اٹھا تھا۔
"میں جانتا ہوں تم دونوں ایسا کس بناء پر چاہتی ہو؟...... جس وقت تم نے میرے لشکر میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت ہی تم نے مجھے اپنے ارادوں سے متعلق تفصیل بتا دی تھی۔ میں نے پیش کش کی تھی کہ اگر تم چاہو تو میں تم دونوں کی شادی کا کوئی اہتمام کرا سکتا ہوں۔ لیکن تمہارا جواب یہ تھا کہ تم اور تمہاری بہن دونوں میرے لشکر میں قیام رکھو گی اور قیام کے دوران اگر تم دونوں کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے لئے کوئی پسند آ گیا تو تم دونوں شادی کر کے مستقل طور پر اکبتانا میں آباد ہونے کی کوشش کرو گی۔ اب اگر تم دونوں بہنوں نے......"
یہاں تک کہنے کے بعد سائرس رک گیا، کچھ سوچا، پھر دوبارہ کہنے لگا۔
"میرا مطلب ہے کہ اگر تم دونوں فرناک اور کراوش میں اپنی دلچسپی کا کوئی سامان دیکھتی ہو تو پھر تمہیں ان کے ساتھ اپنا خیمہ نصب کرنے کی اجازت ہے اور آج کے بعد جب بھی تمہارا خیمہ نصب ہوا کرے گا، فرناک اور کراوش کے خیمے کے قریب ہو گا۔ اس سلسلے میں، میں اپنی خیمہ گاہ کے سالاروں کو ضروری احکامات جاری کر دوں گا۔"
سائرس جب خاموش ہوا تب دوبارہ اپنے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے میرس کہنے لگی۔
"جو کچھ آپ نے کہا ہے یہ ابھی صرف اندازہ ہے۔ نہ میں نے ابھی تک کسی کو پسند کیا ہے نہ ہی میری بہن سرینا ایسا کر سکی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے لئے فرناک میں اور میری بہن سرینا کراوش میں دلچسپی کا سامان دیکھتی ہے۔ ان کے نزدیک اپنا خیمہ نصب کرانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے، ان کی باتیں سننے کا موقع ملے گا۔ اس طرح ہم دونوں کی عادات اور تمدن سے ایک طرح کی آگاہی حاصل کر لیں گی۔ اگر ہم نے یہ سمجھا کہ وہ دونوں ہمارے لئے پیدا ہوئے ہیں تو ہم دونوں یقیناً ان سے شادی کر لیں گی۔ اس لئے کہ اس وقت ہمارے لشکر میں ہم دونوں کو فرناک اور کراوش سے کوئی بہتر اور اچھا جوان دکھائی نہیں دیتا۔"
یہاں تک کہنے کے بعد میرس جب خاموش ہوئی تب ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ایزت بول اٹھی۔

''تم شمال کے سبزہ زار اعظم کے حکمران کی بیٹی ہو۔ تمہاری ایک عزت، تمہارا ایک وقار، تمہارا ایک مقام ہے۔ تو کیا تم ایک غلام کو حاصل کرنے کے لئے اس قدر تگ و دو کر رہی ہو؟''

ایزت کے منہ سے یہ الفاظ سن کر چند لمحوں تک تیمرس اس کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر کہنے لگی۔

''تم عیلام کے حکمران کی بیٹی ہو۔ لیکن روز و شب کے ہنگاموں اور لیل و نہار کی گردشوں میں، میں تمہارے فرسودہ خیالات کی نفی کرتی ہوں۔ سن عیلام کے بادشاہ کی بیٹی! برسوں، صدیوں، قرنوں سے یہ جو انسانیت کی رگوں میں غلامی کا نام لہو کی گردش کی طرح دوڑتا رہا ہے یہ حیوانیت ہی نہیں بلکہ ایک ذلیل خیانت ہے۔ بی بی! فطرت اور تقدیر کسی کو پیدائشی غلام نہیں بناتی۔ یہ اس دنیا کے مکینوں کا کام ہے کہ وہ اپنے جیسے انسانوں ہی کو تپتے سایوں، خوابناک کھنڈروں کی صورت دیکھ کر اپنے سے کمتر ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو کائنات میں غلامی کو فروغ دیتے ہیں وہ خود تو آفاق کے در و بام کو چھونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ غلاموں کو بدبختی کی سیاہی کے داغ لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ تقدیر تو ہر شخص کے لئے زیست کو نغموں کے سحر جیسا ہی پیش کرتی ہے۔ قوم عیلام کی بیٹی! اگر زبردستی کسی کے ماتھے کی چمک کو شکن شکن کر دیا جائے، اگر زبردستی کسی انسان کو اسیر بنا کر اسے غلاموں کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے، ظلم و جبر سے کام لیتے ہوئے بدبختی کی بھاری تہیں اس پر ڈال دی جائیں، اس کی زندگی کو ٹوٹی صداؤں، کرچی کرچی بازگشت میں تبدیل کر دیا جائے تو اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں۔ قصور ان لوگوں کا ہے جو معاشرے کے پسے ہوئے لوگوں کو جو آزاد زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں، ہجر لمحوں کے عذاب اور عداوتوں کی کرب خیزی کے سے ماحول میں ڈالتے ہوئے انہیں سسک سسک کر زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

میری ایک بات یاد رکھنا۔ خواہ تم ہو یا کوئی اور انسان جو دوسروں کو اپنے سے کمتر خیال کرتا ہے ایک روز تقدیر قضا کے اندر اندھے کنوئیں کی طرح اس کے سامنے آتی ہے اور جرم بھری خاموشیوں کی طرح کام کرتے ہوئے وہی ماحول اس پر بھی طاری کر دیتی ہے جس ماحول سے وہ نفرت کر چکا ہوتا ہے۔

میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ میں فرناک کی طرف مائل ہوں۔ میرے دل میں اس کے لئے محبت کی چبھن ہے لیکن میں کسی اور کے سامنے اس وقت تک اپنی اس محبت کا

اظہار نہیں کروں گی جب تک مجھے یہ احساس نہیں ہوتا کہ فرناک کے دل میں بھی میرے لئے ایسے ہی جذبے اور ایسی ہی خواہشیں پرورش پا رہی ہیں۔ محترم گوبارو کی بیٹی! تمہیں ابھی تک ایسے جذبات اور احساسات سے پالا نہیں پڑا۔ یاد رکھنا! جب محبت کسی پر وارد ہوتی ہے تو نگاہوں میں وسعتیں، ذہن میں کشادگیاں پیدا کرتی چلی جاتی ہیں۔ اس وقت وہ غلام اور آزاد کے سارے امتیازات کو فراموش کرا دیتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا! جب محبت ٹوٹ کر کسی پر وارد ہوتی ہے تو پھر وہی محبت زمین کے ذرّے ذرّے، دریاؤں کے قطرے قطرے کے اندر ایک بے کنار انقلاب اور تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ محبت تو بکھرتے قلزموں، برق کی کڑک، زلزلوں کی دھمک تک کے سامنے سنگِ خارا کی نہ ٹلنے والی چٹان ثابت ہوتی ہے۔

سن ایزت! اس پیمانۂ مشیت میں یہ محبت ہی ہے جو مکاں کو لامکاں میں، ستاروں کو کہکشاں میں، ذرّے کو صحرا میں، قطرے کو سمندر میں تبدیل کر کے رکھ دیتی ہے۔ آج تُو نے سب کے سامنے مجھے یہ طعنہ دیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ایک غلام کی محبت میں ملوث کر رہی ہوں۔ ایسا کر کے تُو میری بے عزتی، میری توہین کا باعث بنی ہے۔ میں تمہارے لئے دعا کرتی ہوں کہ جس طرح میں کسی کی محبت میں مبتلا ہوئی ہوں، اس کائنات کا پیدا کرنے والا تمہیں بھی ایسے ہی حالات سے دوچار کرے۔ اس روز میں تم سے جو سب سے پہلا سوال کروں گی وہ یہ ہوگا کہ آزاد اور غلام میں کیا فرق ہوتا ہے؟"

یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس جب رُکی تب اُس کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں سائرس بول اٹھا۔

"تیمرس! میں نے تمہیں ایک موقع پر بیٹی کہا تھا اور بیٹی کی حیثیت سے میں ہمیشہ تمہاری قدر کرتا رہوں گا۔ آج جو تم نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے، تمہارے ان جذبات نے میری نگاہوں میں تمہاری عزت کو دوچند کر کے رکھ دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایزت ایک طرح کی بڑائی اور گھمنڈ میں مبتلا ہے۔ میری نگاہوں میں یہ بھٹکی ہوئی ہے اور میرا دل کہتا ہے عنقریب یہ راہِ راست پر آئے گی لیکن جس وقت یہ راہِ راست پر آئے گی اس وقت اس کے پاس پچھتاؤوں کے علاوہ کچھ نہیں رہے گا۔

میری عزیز بیٹی! تُو نے اپنے آپ کو فرناک کی محبت میں مبتلا کیا ہے۔ میں تمہیں اس سلسلے میں شاباش دیتا ہوں اور تم پر واضح کرتا ہوں کہ وہ غلام نہیں ہے نہ ہی اس کا ساتھی کراوش غلام ہے۔ اگر کسی نے زبردستی بنا دیا تھا تو اس سے ان کی شخصیت، ان کی انا میں

کوئی حرف گیری نہیں لگتی۔ اب وہ میرے لشکریوں میں سپہ سالار ہے۔ کراوش بھی ایک سالار ہے۔ یوں میرے لشکر میں اس کا ایک اعلیٰ اور ارفع منصب ہے۔ لہٰذا......''

یہاں تک کہتے کہتے سائرس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ تیمرس ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی۔

''آپ نے جو کچھ کہا ہے میں زندگی بھر اس پر فخر کرتی رہوں گی۔ لیکن میں آپ پر یہ بھی واضح کر دوں کہ میں نے اپنے لئے فرناک کو اور سرینا نے کراوش کو اس لئے پسند نہیں کیا کہ وہ دونوں آپ کے لشکر میں سالار ہیں۔ میں نہیں جانتی کائنات کے مالک سے متعلق آپ کے کیا خیالات ہیں۔ لیکن اگر آپ اسے مانتے ہیں تو اسی کو گواہ بنا کر آپ کے سامنے اپنے یہ جذبات پیش کرتی ہوں کہ فرناک اگر آپ کے لشکر میں سالار نہ بھی ہوتا اور میں اس کے ساتھ رہتے ہوئے اس کی طبیعت، اس کے مزاج سے آشنا ہو جاتی تو قسم ہے مجھے اس کائنات کی سب سے بڑی طاقت کی میں اس وقت بھی اس سے محبت کرنے لگتی۔ چاہے وہ غلام ہی کیوں نہ ہوتا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔''

تیمرس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ سائرس بول اٹھا۔

''تم دونوں بہنیں جاؤ۔ تم دونوں کو اجازت ہے کہ تمہارا خیمہ فرناک اور کراوش کے خیمے کے پاس نصب کیا جائے۔ پر ذرا ٹھہرو۔''

اس کے ساتھ ہی آواز دے کر سائرس نے اپنے چوبدار کو بلایا جب وہ خیمے کے دروازے پر آیا تو تحکمانہ انداز میں اسے مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''یہ میری دو بیٹیاں خیمے کے اندر کھڑی ہیں۔ تیمرس اور سرینا! ان دونوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے خیمے کو کراوش اور فرناک کے خیمے کے پاس نصب کرنے کا اہتمام کرو۔ آئندہ جب بھی کہیں پڑاؤ کیا جائے گا، خیمہ گاہ نصب ہوگی ان دونوں کا خیمہ ہمیشہ فرناک اور کراوش کے خیمے کے پاس ہوا کرے گا۔''

اپنے آپ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے جب چوبدار نے سائرس کو تعظیم دی تب سائرس مسکراتے ہوئے تیمرس کی طرف دیکھ کر پھر کہنے لگا۔

''اب تم دونوں میرے چوبدار کے ساتھ جاؤ۔ یہ تمہارا خیمہ فرناک اور کراوش کے خیمے کے پاس نصب کر دیتا ہے۔''

تیمرس اور سرینا دونوں خیمے سے نکلیں۔ اس وقت گہرے بادل بنے ہوئے تھے۔ زمین کی طرف خوب جھکے ہوئے تھے۔ چوبدار کے ساتھ چلتے چلتے تیمرس نے ایک نگاہ

اوپر ڈالی، بادلوں کا جائزہ لیا، پھر سرینا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''سرینا! میری بہن! جلدی کرو، اپنے خیمے کو اکھیڑ کر فرناک اور کراوش کے خیمے کے پاس نصب کرائیں۔ ہوسکتا ہے بارش یا برف باری شروع ہو جائے اور اس سے پہلے پہلے ہمیں اپنے کام کی تکمیل کر لینی چاہئے۔ جس وقت میں اور تم سائرس کے خیمے کی طرف آئی تھیں تو میں نے بھی دیکھا تم نے بھی جائزہ لیا کہ لشکر کے سارے جوان خیمہ گاہ کے اردگرد جو گھنے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ ہیں ان کی طرف جا رہے تھے تاکہ لکڑیاں کاٹ کر پڑاؤ کے اندر ان کا ڈھیر لگایا جائے اس لئے کہ برف باری شروع ہو گئی تو ایندھن کی ضرورت دگنی ہوسکتی ہے۔ میری بہن! جلدی کرو۔''

سرینا نے تیمرس کے ان خیالات سے اتفاق کیا تھا۔ دونوں اپنے خیمے کے پاس آئیں۔ چوبدار ان کے پاس تھا۔ پھر چوبدار نے چند جوانوں کو حکم دیا اور اس کے کہنے پر جلدی جلدی تیمرس اور سرینا کا خیمہ اُکھاڑا گیا۔ خیمے کے اندر جو سامان تھا وہ کچھ تیمرس اور سرینا نے اٹھا لیا۔ باقی کچھ چوبدار اور دوسرے جوانوں نے اٹھایا تھا۔ اس کے بعد تیمرس اور سرینا کا خیمہ فرناک اور کراوش کے خیمے کے ساتھ نصب کر دیا گیا تھا۔

جب خیمہ نصب ہو چکا، نصب کرنے والے جوان چلے گئے۔ چوبدار بھی اپنے کام کی تکمیل کر کے چلا گیا۔ خیمے کے اندر جس وقت دونوں بہنیں اپنا سامان درست کر رہی تھیں اچانک تیمرس کو کوئی خیال گزرا۔ وہ سرینا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''سرینا! میری بہن! میں ابھی آتی ہوں۔ دیکھتی ہوں کہ فرناک اور کراوش دونوں اپنے خیمے میں ہیں کہ نہیں۔ اگر ہیں تو میں انہیں اطلاع کرتی ہوں کہ ہم نے اپنا خیمہ ان کے پہلو میں نصب کرا دیا ہے اور آئندہ ہمارا خیمہ یہیں نصب ہوا کرے گا۔''

جواب میں سرینا نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی تھی۔ جس پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں تیمرس بھی خیمے سے نکلی۔ جب وہ فرناک کے دروازے پر آئی تو اس نے دیکھا، خیمہ خالی پڑا تھا۔ خیمے کو خالی دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے تیمرس کے چہرے پر افسردگی آئی، پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا، واپس اپنے خیمے میں آئی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ سرینا نے اسے مخاطب کیا۔

''تم اتنی جلدی لوٹ آئی ہو۔ میں تو سمجھی تھی تم کچھ دیر وہاں بیٹھو گی۔ فرناک پر اپنی اور کراوش پر میری محبت کا اظہار کرو گی۔''

اس پر بڑی سنجیدگی میں تیمرس کہنے لگی۔

محمد طارق اقبال

پاکستانی [illegible]

[illegible]

نے مجھے اور کراوش دونوں کو ایک طرح کی کسرِ نفسی میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہم دونوں اپنے آپ کو ایک اچھا انسان خیال کرتے تھے لیکن اس نے ایک موقع پر ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا جس سے ہم یہ محسوس کرنے لگے کہ شاید ہم انسانوں کی کسی دوسری ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس بناء پر اکثر و بیشتر میں یہی سوچ کر رہ گیا کہ مجھے کم از کم تمہارا نام لے کر مخاطب نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ تم نے دیکھا میں تمہیں گزر کی بیٹی کہہ کر ہی مخاطب کرتا رہا ہوں۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں تیمرس کہنے لگی۔

''اس سلسلے میں آپ کو پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی آپ کو ہچکچانا چاہیئے۔ ایزت غلطی پر تھی۔ اگر وہ قومِ عیلام کے بادشاہ کی بیٹی ہے تو بادشاہ کی بیٹی ہونے کے ناطے سے وہ انسانیت کے دائرے سے تو نکل نہیں جاتی یا دوسرے انسانوں کی نسبت وہ کوئی مافوق الفطرت حیثیت تو اختیار نہیں کر لیتی، رہے گی انسانوں کے اندر انسان ہی۔ پس جو دوسرے انسان کی قدر نہیں کرتا اس کی اپنی قدر گھٹ جاتی ہے۔ آپ مجھے میرا نام لے کر مخاطب کر سکتے ہیں بلکہ میں آپ سے یہ کہوں کہ اگر آپ مجھے میرے نام سے مخاطب کیا کریں تو اس میں میری خوشی، میری طمانیت ہوگی۔''

تیمرس کے ان الفاظ پر فرناک نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ تیمرس پھر بول اٹھی۔

''اس وقت میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آئی ہوں۔ ہمارا خیمہ تو نصب ہو گیا ہے۔ خیمے کے وسط میں، میں نے اور سرینا دونوں نے مل کر ایک گڑھا بھی کھود دیا ہے۔ آج سردی بہت زیادہ ہے۔ برف باری کا بھی امکان ہے........''

یہاں تک کہتے کہتے تیمرس کو رک جانا پڑا۔ اس کی پیٹھ چونکہ خیمے کے دروازے کی طرف تھی۔ چہرہ فرناک کی طرف تھا لہٰذا اس کی بات کاٹتے ہوئے فرناک بول اٹھا۔

''پہلے ایسا کرو کہ مڑ کر باہر دیکھو۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ ہمارے خیمے میں آنے کے بعد کیا تبدیلی رونما ہوگئی ہے؟''

فرناک کے کہنے پر تیمرس نے جب مڑ کر باہر دیکھا تو زمین سفید ہونا شروع ہوگئی تھی۔ برف تیزی سے گر رہی تھی۔ اس پر تیمرس فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ مہربانی کر کے ہم دونوں بہنوں کے لئے لکڑیوں کا اہتمام کر دیں تاکہ ہم خیمے میں آگ روشن کر کے خیمے کو گرم کر سکیں۔''

اس پر فرناک بڑی تیزی سے خیمے کے دروازے کی طرف گیا۔ وہ نوجوان جو ان کے خیمے میں لکڑیوں کے گٹھے پھینک رہے تھے انہیں آواز دے کر بلایا اور لکڑیوں کے مزید دو گٹھے لانے کا کہا۔

تیمرس ابھی تک فرناک کے خیمے ہی میں کھڑی تھی کہ وہ دونوں نوجوان لکڑی کے دو گٹھے اٹھا کر لے آئے۔ اس پر فرناک کراوش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کراوش! میرے ساتھ آؤ۔ لکڑیوں کے یہ دونوں گٹھے ان کے خیمے میں لے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے لئے خیمے میں آگ گرم کر آتے ہیں پھر اپنے خیمے میں آ کر آگ روشن کرتے ہیں۔''

کراوش نے فرناک کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ خیمے سے نکلے۔ تیمرس ان دونوں کے ساتھ تھی۔ تیمرس کے خیمے میں آ کر فرناک نے دونوں لکڑیوں کے گٹھے ان کے خیمے میں پھنکوا دیئے۔ وہ دونوں جوان چلے گئے۔ جونہی وہ خیمے میں داخل ہوئے خیمے میں بیٹھی سرینا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ فرناک کہنے لگا۔

''جب ہم تمہارے خیمے میں داخل ہوا کریں ہمارے لئے تم کھڑی نہ ہوا کرو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا پھر ایک دل شکستگی اور اُداسی میں کہنے لگا۔

''میری عزیز بہن! تُو جانتی ہے کہ کسی دور میں ہم دونوں غلام رہے ہیں۔ غلامی کے ان ایام نے ہم پر ایک طرح کی شکست طاری کر دی ہے اور جس نہج پر غلام بنا کر رکھتے ہیں اس کے مطابق تو اب ہم بھی خیال کرتے ہیں کہ دوسروں کے آنے پر ہم کو کھڑا ہونا ہے اور کسی دوسرے کو کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک جب خاموش ہوا تو اس کی ظرف ہمدردی کے انداز میں دیکھتے ہوئے تیمرس بول اُٹھی۔

''میں آپ کی اس دلیل، آپ کی اس حجت کے خلاف احتجاج کرتی ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ پہلے بھی غلام نہیں تھے۔ زبردستی پکڑ کر بیگار پر لگا دیا گیا تھا۔ میں اسے غلامی خیال نہیں کرتی۔ اور پھر اب تو ماحول ایسا تبدیل ہو چکا ہے۔ آپ سائرس کے لشکر میں سب سے بڑے سالار ہیں۔ اب تو آپ کی عزت، آپ کا احترام کرنا سب کا فرض ہے۔''

فرناک نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ وہ گٹھے جو دو لشکری پھینک کر گئے تھے ان کے ساتھ کچھ خشک گھاس بھی خیمے میں ڈال گئے تھے۔ تیمرس اور سرینا نے جو گڑھا کھودا

تھا۔ فرناک اور کراوش نے پہلے اس کے اندر تھوڑی سی خشک گھاس رکھی، گھاس کو روئی کے ذریعے آگ دکھائی۔ جب گھاس آگ پکڑ گئی تو اس پر مزید گھاس رکھنے کے ساتھ ساتھ پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈال دی گئیں۔ چھوٹی لکڑیوں نے جب آگ پکڑی تب گڑھے میں بڑی بڑی لکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد آگ بھڑک اُٹھی۔ خیمہ گرم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جب ایسا ہو چکا تب تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک بول اٹھا۔

''دیکھو تیمرس! جس کام کے لئے تم ہم دونوں کو بلا کر لائی تھیں اس کام کی ہم نے تکمیل کر دی ہے۔ آگ روشن ہو گئی ہے۔ تھوڑی دیر تک تمہارا خیمہ مزید گرم ہو جائے گا اور کم از کم اس برف باری میں سردی کا احساس نہیں ہوگا۔ اب میں اور کراوش اپنے خیمے میں جاتے ہیں اور وہاں بھی آگ روشن کرتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ساتھ ہی تیمرس بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو کبھی کبھی ہم دونوں بہنیں مل کر کھانے کی کوئی اچھی چیز بنائیں اور آپ دونوں کو پیش کریں تو آپ......''

فرناک نے ہلکا سا قہقہہ لگایا، کہنے لگا۔

''یہ بات بھی تُو نے خوب کہی۔ اگر تم دونوں کبھی کھانے کی چیز بناؤ تو میں خود تم سے کہوں گا کہ اس میں سے ہمیں بھی کچھ کھانے کو دینا۔ ہم تو لشکر میں جو کھانا تیار ہوتا ہے بس اس پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔''

اس پر پہلے کی نسبت زیادہ کھل کر بات کرتے ہوئے تیمرس کہنے لگی۔

''اگر یہ بات ہے تو اس وقت پھر آپ دونوں اپنے خیمے میں جائیں۔ ہمارے خیمے میں آگ اب بھڑک اٹھی ہے۔ میں اور سرینا کچھ پکانے کا اہتمام کریں گی۔ جو کچھ ہم نے پکانا ہے وہ ہم نے پہلے ہی شہر کی طرف جانے والی کچھ عورتوں سے منگوا لیا تھا۔ شام کو جب لشکر کا کھانا تیار ہو جائے تو کھانا لانے والوں سے آپ یہ کہئے گا کہ آپ دونوں کے کھانے کے علاوہ ہمارا کھانا بھی ہمارے خیمے میں لے آئے۔ پھر میں آپ دونوں کو دعوت دیتی ہوں کہ آج شام کا کھانا آپ دونوں کا ہمارے خیمے میں ہوگا۔''

تیمرس جب خاموش ہوئی تب پہلے کی نسبت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرناک نے پہلے کراوش کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''کراوش! یہ تو معاملہ ہی بہت اچھا ہے۔ اس سے پہلے شوش شہر کی لشکر گاہ میں گوارد کی بیٹی ایزت نے جو ہمارے ساتھ سلوک کیا تھا تو ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ ساری ہی عورتیں اس مزاج کی ہوتی ہیں لیکن کم از کم تیمرس اور سرینا دونوں بہنوں نے اس کی نفی کردی ہے۔''

اس کے بعد فرناک تیمرس کی طرف بڑھا اور کہنے لگا۔

''دیکھو تیمرس! میں اور کراوش تم دونوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بہرحال تم دونوں کی اس دعوت پر ہم ضرور آئیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک اور کراوش دونوں خیمے سے نکل گئے تھے۔



دونوں کو آپ دونوں کا انتظار تھا۔ میں سرینا سے کہہ رہی تھی کہ سورج غروب ہو گیا ہے۔ اب فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیل گئی ہیں لہٰذا آپ دونوں آنے ہی والے ہوں گے۔ اب آپ اکیلے آئے ہیں تو فرناک کہاں ہے؟''

اس پر کراوش کہنے لگا۔

''فرناک نے تو مجھے پتہ کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ کھانا تیار ہے کہ نہیں؟''

اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیمرس کہنے لگی۔

''میرے عزیز بھائی! کھانا تیار ہے۔ آپ انہیں بلا کر لائیں تا کہ چاروں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں۔''

تیمرس کے ان الفاظ پر کراوش خاموش ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ مڑا اور اپنے خیمے کی طرف چلا گیا۔

خیمے کے دروازے پر کھڑے ہی کھڑے جب کراوش نے فرناک کو کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی تب خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرناک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ خیمے کے اسی کونے کی طرف گیا جہاں سے تھوڑی دیر پہلے کراوش نے ایک چرمی چادر اٹھائی تھی۔ اُس کونے میں جا کر فرناک نے چمڑے کی ایک چادر اٹھائی اور کراوش کی طرح اپنے اوپر ڈال لی۔ پھر دونوں تیمرس اور سرینا کی طرف بڑھے تھے۔

دونوں خیمے میں داخل ہوئے، جوتے اتار کر دونوں جب آگے بڑھنے لگے تب ایک دم فرناک کے قدم رک گئے۔ اس کی اور کراوش کی آمد پر تیمرس اور سرینا دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ صورتِ حال شاید فرناک کو پسند نہ آئی تھی لہٰذا وہ مڑا اور دوبارہ جوتے پہنتے ہوئے کہنے لگا۔

''کراوش! اگر تم یہاں رُکنا چاہتے ہو تو رکو۔ میں تم لوگوں کے ساتھ کھانے میں شامل نہیں ہوں گا۔ میں واپس اپنے خیمے کی طرف جا رہا ہوں۔''

فرناک کے ان الفاظ پر تیمرس کی بیچارگی، اُس کی اُداسی، اُس کی افسردگی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لپک کر خیمے کے دروازے کی طرف گئی۔ فرناک کے قریب کھڑی ہوئی پھر کہنے لگی۔

''کیا ہوا؟ آپ جوتے پہن کر واپس کیوں جانے لگے ہیں؟ کیا آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھائیں گے؟ جبکہ آپ نے میرے ساتھ ایسا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔''

اس پر تیمرس کی طرف دیکھے بغیر بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

''دیکھ تیمرس! میں نے اس سے پہلے تمہیں اور سرینا دونوں سے کہا تھا کہ جب میں اور کراوش تم دونوں کے خیمے میں آئیں تو ہمارے لئے تم اپنی جگہ پر کھڑی نہ ہوا کرو۔ آج پھر تم کھڑی ہو لہٰذا اس طرح سے تم دونوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس سے میں نے یہ تاثر لیا ہے کہ تمہاری نگاہوں میں میری کوئی عزت، میرا کوئی وقار نہیں ہے اور جہاں عزتِ نفس نہ ہو وہاں میں بیٹھتا نہیں ہوں۔''

فرناک کی اس گفتگو سے تیمرس بے چاری کٹ کر رہ گئی تھی۔ کچھ دیر تک بڑی بے بسی سے فرناک کی طرف دیکھا پھر معذرت طلب انداز میں کہنے لگی۔

''اچھا، آپ ایسا کریں، واپس نہیں جائیں۔ یہ ہم دونوں بہنوں کی غلطی ہے اس لئے میں معذرت خواہ ہوں اور آئندہ ایسی غلطی دہرائی نہیں جائے گی۔''

تیمرس کے ان الفاظ پر فرناک کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ جوتے پہننے اس نے ترک کر دیئے۔ مڑا، اپنے اوپر جو اس نے چرمی چادر ڈال رکھی تھی وہ خیمے کے دروازے کے پاس ہی رکھ دی۔ کراوش نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ پھر دونوں آگے بڑھ کر چھوٹے سے گڑھا نما الاؤ کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ اس الاؤ کی وجہ سے خیمہ خوب گرم ہو رہا تھا۔ نشست پر بیٹھنے کے بعد فرناک نے اس سفید رنگ کی باریک جالی دار چادر پر نگاہ ڈالی جس سے کھانے کے برتن ڈھانکے ہوئے تھے، پھر تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تیمرس! لگتا ہے تم دونوں بہنوں نے مل کر کھانے کا کوئی لمبا ہی اہتمام کیا ہے۔ میری زندگی کا یہ پہلا موقع ہے کہ میں اتنے بڑے اور لمبے چوڑے دستر خوان پر بیٹھ رہا ہوں۔ ہم لوگ صحرا نشین ہیں۔ جب اپنے گھروں میں رہتے تھے تو سادہ غذا ہی کھاتے تھے۔ جب بابل کے بادشاہ بنونید کی وجہ سے وادیٔ تیماء میں غلام بنا لئے گئے تب بھی ہمیں پیٹ بھر کر کھانا تو نہیں ملتا تھا لیکن مشقت پوری لی جاتی تھی۔ آج آپ دونوں بہنوں کا اتنا بڑا دستر خوان دیکھ کر جہاں حیرت ہو رہی ہے وہاں میں خوشی بھی محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے لئے بھی کوئی اتنا بڑا اہتمام کر سکتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا۔ اس موقع پر جب اس نے ایک نگاہ اپنے سامنے بیٹھی تیمرس پر ڈالی تو اس نے جائزہ لیا کہ اس کی گفتگو سے تیمرس اُداس اور افسردہ ہو رہی تھی۔ چنانچہ تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک پھر بول اٹھا۔

''تیمرس! میری ان باتوں کا برا مت ماننا۔ میں جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوں۔

کی طرف دیکھتے ہوئے تیمرس بول اُٹھی۔
"اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں آپ دونوں سے ایک ایسا سوال کروں جو آپ کی ذاتیات سے تعلق رکھتا ہے؟"
فرناک جس کی نگاہیں اس سمے الاؤ کی آگ پر جمی ہوئی تھیں اس نے گردن گھما کر تیمرس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
"تیمرس! اب میں اور کراوش دونوں ہی تم دونوں کا نمک کھا چکے ہیں۔ یہ جو تم دونوں نے ہماری دعوت کی ہے، یوں جانو دعوت میں تمہارا نمک کھانے کے بعد ہم دونوں اس قابل نہیں رہے کہ تمہاری کسی بات کا برا مانیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ نمک حرامی ہوگی اور ہم ایسا کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ تم جو کچھ پوچھنا چاہتی ہو بلا جھجک پوچھو۔ میں اپنی اور کراوش کی طرف سے تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔"
فرناک کے ان الفاظ پر تیمرس خوش ہوگئی تھی۔ پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بول اٹھی۔
"کیا آپ دونوں ہمیں اپنے اہل خانہ سے متعلق کچھ تفصیل نہیں بتائیں گے؟"
تیمرس کے اس سوال پر فرناک غم زدہ اور افسردہ ہو گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا اس سوال پر اس کا چہرہ بجھ گیا ہو۔ یہی کیفیت کچھ کراوش کی بھی تھی۔ یہ صورتِ حال تیمرس کے لئے ناقابل برداشت تھی لہٰذا معذرت طلب انداز میں فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
"میرے خیال میں میرے اس سوال سے آپ کی دل شکنی ہوئی ہے۔ میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔"
تیمرس کے ان الفاظ پر فرناک کہنے لگا۔
"سنو تیمرس! میں تمہیں اپنے اور کراوش دونوں کے حالات تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔ جہاں تک ہم دونوں کا تعلق ہے تو ہم وادئ تیما کی ایک نواحی بستی کے رہنے والے ہیں۔ دونوں ہمسائے ہیں۔ تم دونوں کو یہ تو پتہ ہوگا کہ کراوش یہودی مذہب کا پیروکار ہے اور میں ایک ایسے مذہب کا ماننے والا ہوں جسے عرب کے صحراؤں میں احناف کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ہم لوگ خداوند قدوس کے بھیجے ہوئے سارے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک آنے والے رسول (محمد ﷺ) کے بھی منتظر ہیں جسے خداوند قدوس عرب کے صحراؤں میں مبعوث کریں گے اور جس کے آنے کی پیش گوئیاں سارے پیغمبر دے چکے ہیں۔ میری طرح کراوش بھی اسی آنے والے پیغمبر (ﷺ) کا منتظر ہے۔

جہاں تک میرے اہلِ خانہ کا تعلق ہے تو میرے ماں باپ کے علاوہ میرے دو چھوٹے کمسن بھائی ہیں اور ہمارا کنبہ پانچ افراد پر مشتمل ہے۔ جہاں تک کراوش کا تعلق ہے تو اس کے صرف ماں باپ ہیں۔ ہم دونوں کی غیر موجودگی میں میرے اہل خانہ اس کے ماں باپ دونوں کا خیال رکھتے ہیں۔

جس وقت ہم بابل کے بادشاہ بنونید کی وجہ سے غلام بنائے گئے اس وقت تک ہم دونوں کے اہل خانہ اپنے اپنے گھروں میں خوش وخرم اور پُر آسائش زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب ہم نے اس ذلت آمیز زندگی سے بھاگنے کی کوشش کی تب میں اور کراوش دونوں نے اپنے اہلِ خانہ کو اطلاع کر دی تھی کہ ہم غلامی کے اس دور سے بھاگنے لگے ہیں اور ہمارے بھاگنے کے بعد بنونید کے کارندے ہمارے گھر والوں پر بھی گرفت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ اپنے گھر چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جا کر پناہ لے لیں۔ اس لئے کہ وادیٔ تیما میں بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنے محل کی تیاری میں جو اپنے کارندے مقرر کئے ہوئے تھے جو کام کی نگرانی کرتے تھے ان کا یہ قاعدہ اور طریقہ تھا کہ جو بھی کام کرنے والا ان کے ہاں سے بھاگتا، اگر وہ پکڑا جاتا تو اسے زنجیروں میں جکڑ کر دوبارہ کام پر لگا دیتے تھے اور اگر وہ نہ پکڑا جاتا تب اس کے گھر کا پتہ پوچھتے اور اس کے گھر جاتے تو اس کے اہل خانہ کو پکڑ کر تیما میں لاتے اور ان سے بیگار کا کام لیتے تھے۔ اسی بناء پر بھاگنے سے پہلے ہم دونوں نے اپنے اہل خانہ کو اپنے گھر چھوڑ کر کسی محفوظ مقام کی طرف جانے کا کہہ دیا تھا۔

جب ہمیں اطلاع مل گئی کہ ہمارے گھر والے اب اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں تب ہم بھی تیما سے بھاگ اٹھے لیکن بدقسمتی سے پکڑے گئے۔ اس کے بعد زنجیروں میں جکڑ کر ہم سے کام لیا جاتا رہا لیکن اس دوران ہمیں اپنے اہل خانہ کی کوئی خبر نہ ملی۔ اس کے بعد ہم دوبارہ بھاگے۔ قومِ عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف گئے جہاں قسمت نے ہمارا ساتھ دیا۔ اہلِ فارس کے بادشاہ سائرس کی نگاہِ التفات ہم پر پڑی۔ اس نے اپنے سالار ہزارپت سے میرا تیغ زنی کا مقابلہ کرایا۔ میری خوش قسمتی کہ تیغ زنی کے اس مقابلے میں، میں نے ہزارپت کو نیچا دکھا دیا۔ میری یہ کارگزاری سائرس کو ایسی پسند آئی کہ اس نے مجھے اپنے لشکر میں سالار کی حیثیت سے شامل کر لیا۔

اس کے بعد تمہارے علاقوں کی طرف جاتے ہوئے راستے میں مجھے ایک مہم سونپی گئی۔ اس مہم میں کچھ شمال کے برفانی وحشی اس وقت ہم پر گھات لگا کر حملہ آور ہونے

طارق ایال

یادداشت

کلام

''میں نے جس موضوع پر آپ سے گفتگو کرنی تھی اس موضوع کی ابھی تک میں نے ابتداء نہ کی۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ آپ تھوڑی دیر مزید بیٹھیں۔''
تیمرس کی بات مانتے ہوئے فرناک بیٹھ گیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کراوش بھی جس نشست سے اٹھا تھا، اسی پر ہو بیٹھا۔ اس کے بعد تیمرس نے بڑے غور سے فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
''دراصل ہمارے پاس ایک امانت ہے.......''
یہاں تک کہتے کہتے تیمرس رک گئی۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔
''دراصل میں نے غلط لفظ استعمال کرلیا ہے۔ امانت نہیں، میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ہمارے پاس کچھ سامان ہے جسے حفاظت کی خاطر ہم آپ کے پاس رکھوانا چاہتی ہیں۔''
فرناک نے جستجو بھرے انداز میں تیمرس کی طرف دیکھا، پھر خیمے میں اس کی آواز گونجی۔
''کیسا سامان؟''
جواب میں تیمرس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ خیمے کے ایک کونے کی طرف گئی۔ وہاں سے ایک چرمی خرجین اٹھا کر لائی۔ جس نشست سے اٹھی تھی اسی نشست پر بیٹھی۔ اس چرمی خرجین کا منہ کھولا اور اس کے اندر سے دو چھوٹی خرجینیں نکالیں اور وہ خرجینیں اس نے فرناک کی گود میں رکھ دی تھیں۔ ساتھ ہی فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔
''ذرا ان خرجینوں کا منہ کھولیں۔ اس کے بعد آپ خود ہی جان جائیں گے کہ ہم کیا چیزیں آپ کی حفاظت میں دینا چاہتی ہیں۔''
فرناک نے باری باری جب دونوں خرجینوں کا منہ کھولا تو دنگ رہ گیا۔ ایک خرجین میں قسم قسم کے جواہرات بھرے ہوئے تھے اور دوسری میں سنہری سکوں کے علاوہ خالص سونے کے کچھ ٹکڑے بھی تھے۔ کچھ دیر تک سارے سامان کو غور سے فرناک دیکھتا رہا، پھر خرجینوں کا منہ بند کر کے دونوں خرجینیں اس نے واپس تیمرس کی گود میں رکھ دیں اور کہنے لگا۔
''دیکھو تیمرس! ان تھیلیوں میں جس قدر سامان ہے اس کی قیمت کا تو میں اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اس لئے کہ میں جوہری نہیں ہوں۔ تاہم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ سامان جو تم میرے پاس امانت کے طور پر رکھوانا چاہتی ہو اگر یہ میرے خیمے سے چوری ہو گیا،

کہیں کھو گیا تو میں تو یہ اندازہ لگاتا ہوں میں اگر اپنے آپ کو بھی بیچ ڈالوں، وادیٔ تیما میں جو ہمارا ایک مکان اور چھوٹا سا باغیچہ ہے، اس کو بھی فروخت کر دوں تب بھی میں اس رقم کو پورا نہیں کر سکتا جس قدر رقم کی یہ اشیاء ہیں۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے شکوؤں بھری آواز میں تیمرس بول اُٹھی۔

''مجھے آپ سے ایسی گفتگو کی امید نہیں تھی۔ آپ نے مجھے قطعی طور پر مایوس کیا ہے۔ اگر یہ چیزیں آپ کے خیمے سے چوری ہو جاتی ہیں یا کہیں کھو جاتی ہیں تو آپ نے یہ کیسے اندازہ لگا لیا کہ میں یا سرینا آپ سے ان اشیاء کی قیمت طلب کریں گی۔ ان دونوں تھیلیوں کی حفاظت جس قدر آپ کر سکتے ہیں، میں اور سرینا نہیں کر سکتیں۔ ہم نے پہلے جہاں کہیں بھی قیام کیا، زمین میں گڑھا کھود کر اپنے خیمے کے اندر ان دونوں تھیلیوں کو دفن کر دیا کرتی تھیں اور جب کوچ کا وقت آتا تھا تو ان تھیلیوں کو نکال کر بڑی خرجین میں ڈال کر کوچ کر لیتی تھیں۔ لیکن اب ہم ایسا نہیں کرنا چاہتیں۔ ان تھیلیوں کو میں آپ کی حفاظت میں دینا چاہتی ہوں۔ میں جانتی ہوں آپ ان کی حفاظت خوب کریں گے اور اگر یہ کھو بھی گئیں، گم ہو گئیں، چوری کر لی گئیں تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں ان کی گمشدگی پر میں یا میری بہن سرینا دونوں میں سے کوئی بھی آپ سے باز پرس نہیں کرے گا۔ آپ یہ دونوں تھیلیاں یوں سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیں جیسے یہ میری اور سرینا کی نہیں بلکہ آپ کی اپنی ہیں۔

دراصل میں اور میری بہن جس وقت اپنے سامان کے ساتھ سبزہ زارِ اعظم سے روانہ ہوئی تھیں اور اکبتانا شہر کا رخ کیا تھا، ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم لوٹ کر سبزہ زارِ اعظم کی طرف نہیں جائیں گی۔ ہمارے قبیلے کی کافی لڑکیاں ہیں وہ تو اپنی آبائی سرزمینوں کی طرف جانے کا فیصلہ کر چکی ہیں۔ لہٰذا اس وقت میرے ماں باپ نے جو اثاثہ جوڑ کر اپنی رہائش گاہ میں رکھا ہوا تھا وہ میں نے اور سرینا نے سمیٹا اور اس طرف آ گئیں۔ اور یہی وہ اثاثہ ہے جو ان دو تھیلیوں میں، میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اب آپ انکار نہ کیجئے گا۔ ان دونوں کو اپنے ساتھ خیمے میں لے جائیے گا.......''

یہاں تک کہتے کہتے تیمرس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے فرناک بول اٹھا تھا۔

''تیمرس! گو اس سے پہلے سرسری طور پر ہم چاروں کی ملاقات ہو چکی ہے۔ لیکن کھل

کر یہ ہماری پہلی ملاقات ہے۔تم ان دونوں خرجینوں کے معاملے میں جو مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کر رہی ہو سب سے پہلے تو میں اس کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں۔ بہرحال میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ اگر یہ حفاظت کی خاطر تم ہماری تحویل میں دینا چاہتی ہو تو ہم ان کی خوب حفاظت کریں گے۔''

فرناک کا یہ جواب سن کر تیمرس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سرینا بھی مسکرا رہی تھی۔ پھر ایک دم تیمرس حرکت میں آئی اور دونوں خرجینیں ایک بار پھر اس نے اٹھا کر بڑے پیارے انداز میں فرناک کی گود میں رکھ دی تھیں۔ فرناک دونوں خرجینوں کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی تیمرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''رات گہری ہوتی جا رہی ہے۔ سردی بڑھ گئی ہے۔تم دونوں بہنیں بھی آرام کرو۔ میں اور کراوش بھی اپنے خیمے کی طرف جاتے ہیں۔''

تیمرس اور سرینا نے جب اس سے اتفاق کیا تب فرناک اور کراوش دونوں وہاں سے نکل کر اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔





سائرس ایک روز اپنے خیمے سے باہر فرناک، ہزاپت، کراوش، ہارپیگ، مہرداد، امبا اور اپنے دوسرے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے کچھ مخبر اس کے سامنے آئے۔

دراصل لیڈیا کے مرکزی شہر سارڈس کو فتح کرنے کے بعد سائرس نے اپنے کچھ مخبروں کو مزید آگے روانہ کیا تھا تاکہ اس سے آگے پڑنے والے علاقوں کا جائزہ لیں اور ان کے متعلق اسے اطلاعات فراہم کریں تاکہ وہ اپنی فتوحات کا دامن ان علاقوں تک پھیلاتا چلا جائے۔

چنانچہ وہ مخبر جب اس کے سامنے آئے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔
''جس کام کے لئے میں نے تم لوگوں کو بھیجا تھا کیا تم اس سے متعلق کچھ تفصیل لے کر آئے ہو؟''

اس پر ان مخبروں میں سے ایک بول اٹھا۔

''ہمارے آقا! ہم ایک نہیں، کئی علاقوں کا جائزہ لے کر لوٹے ہیں۔ پہلا علاقہ سمندر کی طرف آمولیا اور یونیا کے علاقے ہیں۔ یہ لیڈیا سے الگ علاقے ہیں۔ ان کے اندر چند روز رہ کر ہم نے پورے طور پر ان کا جائزہ لیا۔ یہ دونوں علاقے انتہا کے خوب صورت اور جاذب نظر ہیں۔ ان میں اکثر راگ و رنگ کی محفلیں جمتی ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کسی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاتے ہیں اور وہاں کوئی ایسا اکھاڑا ڈھونڈ نکالتے ہیں جو خالی پڑا ہو۔ پھر اس کے ملگجے اندھیرے میں ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ باندھ کر اس قدیم موسیقی کی لے پر رقص کرتے ہیں جسے شاید زمانہ اب تک فراموش کر چکا ہے۔

اس کے علاوہ ان نوجوان لڑکوں یا لڑکیوں میں سے اگر کوئی بھانڈ کا کام جانتا ہوتا تو وہ عفریت کا روپ دھار لیتا۔ ایسی عفریت شاید اس سے پہلے جو کبھی اناطولیہ کے

میدانوں میں بستی ہوگی اور شاید اب نہیں ہے۔

ان علاقوں سے آگے سمندر کے اندر چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو شفق کی لال رنگ کی چمک ان جزیروں کے آس پاس سمندر کے اندر اتر جاتی ہے۔ ان بستیوں کے اندر ہم نے کئی ایسی جگہیں بھی دیکھی ہیں جہاں فرش کو جپسم استعمال کر کے آئینہ کی طرح شفاف بنا دیا جاتا ہے اور وہاں تہواروں کے موقع پر خوش اندام جوڑے مل کر رقص کرتے ہیں۔

کبھی کبھی بحری قزاق بھی انہیں اپنا ہدف بناتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ لوگ فنونِ لطیفہ کی سر پرستی کرتے ہیں اور باہر کے لوگ ان کی محفلوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ وہاں کے لوگ اپنے تمدن کو اپنی سب سے بڑی دولت خیال کرتے ہیں اور اسے قدیم ورثہ خیال کرتے ہیں اور اس کی خوب حفاظت کرتے ہیں۔ ان علاقوں میں چراگاہوں میں بچے ایک دوسرے کی آواز سے آواز ملا کر گاتے ہیں اور ان کے یہ گیت ان علاقوں کو مزید پُر کشش بنا دیتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا اور اس کے بعد سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''دوسرا علاقہ جو آپ کے کہنے کے مطابق ہم دیکھ کر آئے ہیں وہ سمرنا کی بندرگاہ اور اس کے آس پاس کا علاقہ ہے۔ یہی وہ بندرگاہ ہے جس کے ذریعے لیڈیا والوں کا مغربی سمندر سے تعلق قائم رہتا ہے۔ سمرنا سے آگے خلیج کے ٹھہرے ہوئے پانی کے اندر ہر وقت کشتیاں رواں دواں رہتی ہیں۔ یہ بڑی خوش نما جگہ ہے۔ خلیج کے ساحل پر ایک پہاڑی بھی ہے جس کی دو چوٹیاں خوشنما دکھائی دیتی ہیں مگر بندرگاہ کی سفید سفید عمارتیں ان سے بھی زیادہ خوب صورت منظر پیش کرتی ہیں۔ اس بندرگاہ کے آگے کھلے سمندر میں یونانی کشتیوں کے علاوہ کالے کالے مال بردار جہاز بھی نظر آتے ہیں جن کے مالک کنعانی عرب ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس کو مخاطب کرنے والا وہ مخبر رکا، دم لیا۔ پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔

''سمرنا میں قیام کے دوران کچھ بڑے بوڑھوں نے ہم پر یہ بھی انکشاف کیا کہ کرزوس کے آباؤ اجداد نے سمرنا کا یہ ساحلی علاقہ اس لئے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کیا تھا تا کہ سمرنا کا شہر سارڈیس کا مد مقابل نہ بن سکے۔ اس بناء پر انہوں نے سمرنا

شہر کو تو کوئی اہمیت نہ دی اور نہ ہی اس کی ترقی کے لئے کوئی کام گیا۔ مگر بندرگاہ کو انہوں نے خوب سنوارا۔ اس لئے کہ بندرگاہ سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی بناء پر انہوں نے بندرگاہ کی عمارتوں کی سجاوٹ پر بڑا دھیان دے رکھا ہے۔ ان علاقوں میں سمرنا شہر کے نواح میں کچھ چھوٹی پہاڑیاں ہیں جنہیں مقامی لوگ مقدس چوٹیں خیال کرتے ہیں اور ان میں سے ایک چوٹی پر ایک قدیم دیوتا کا مندر ہے۔ مقامی لوگوں کے مطابق سمندر پر اسی دیوتا کا حکم چلتا ہے۔ اس کے علاوہ مندر کے قریب ہی ایک دیوی کی قربان گاہ بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دیوی سمندر سے پیدا ہوئی اور وہ فانی انسان جو اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے لگتے ہیں یہ دیوی ان کا غرور پاش پاش کر دیتی ہے۔ یہ سارے خیالات وہاں کے رہنے والے مقامی لوگوں سے ہمیں حاصل ہوئے۔''

مخبر دم لینے کے لئے رکا اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''مالک! جہاں تک وہاں کے مقامی لوگوں کا تعلق ہے تو ان کا پہناوا وحشیوں جیسا ہے۔ اونی کپڑے کی پوری آستینوں کی قمیض اور گھڑ سواروں جیسی برجیس پہنتے ہیں۔ آپ کی آمد کی بھی انہیں خبر ہو چکی ہے۔ میں نے آپ کے بارے میں وہاں کے مقامی لوگوں سے خیالات جاننا چاہے تو ان میں سے ایک مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ سائرس نہ جانے کہاں سے آ گیا ہے....... ان کا کہنا تھا کہ اناطولیہ کے مقامی باشندے اس سے پہلے نہ یونانیوں نہ کبھی آشوریوں اور نہ ہی بابل والوں کے غلام بنے تھے تاہم انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ وقتی طور پر کرزوس کے آباؤ اجداد نے انہیں اپنے سامنے زیر کر کے اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن کبھی نہ کبھی ہم اس سے آزادی ضرور حاصل کریں گے۔

ایک بوڑھے نے ہم پر یہ بھی انکشاف کیا کہ اس کرزوس کے آباؤ اجداد نے بڑے طریقے، بڑے سلیقے اور ایک طرح کے فریب سے ہمارے شہروں کو فتح کر کے ان پر قبضہ کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ جس شہر کو انہوں نے دیکھا کہ ہلکے پھلکے دباؤ سے مطیع کر لیا جائے گا اس پر انہوں نے ہلہ نہیں بول دیا تھا اور نہ ہی اس پر زیادہ دباؤ ڈالا۔ اسے اپنا مطیع بنا لیا۔ مگر جس سے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ دبے گا نہیں، اس پر وہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ چڑھ دوڑے۔

ایک بوڑھے نے شکوہ کرنے کے انداز میں ہم پر یہ بھی انکشاف کیا کہ کرزوس کے آباؤ اجداد نے ان کے ساتھ ایک نہایت برا معاملہ طے کیا اور وہ یہ کہ انہوں نے ہمارے

زرخیز ساحلی علاقے کو اپنے علاقوں کے ساتھ ملا لیا اور اس کے اندر شاہراہیں بنا دیں تاکہ ہمارے علاقوں کی طرف آنے کے لئے آمد و رفت آسان رہے۔ اس طرح انہوں نے اپنی بہتری کے لئے ہمارے علاقوں کو استعمال کرتے ہوئے سمندری تجارت کا سلسلہ دوسرے ملکوں سے ملایا اور اس سے وہ فوائد حاصل کرتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''جو تفصیل تم نے بتائی ہے اس سے میں یہ اندازہ لگاتا ہوں کہ جن علاقوں کی طرف میں نے تمہیں بھجوایا تھا ان میں خوب محنت کی ہے اور تم نے میرے، پاس آ کر ان علاقوں کی صحیح عکاسی بھی کی ہے۔ اب تم مستقر میں جا کر آرام کرو۔ تمہاری فراہم کردہ انہی اطلاعات کی روشنی میں اب میں کرزوس کے مرکزی شہر سارڈس سے نکل کر اناطولیہ کے دوسرے علاقوں کا رخ کروں گا۔''

اس کے بعد سائرس کے کہنے پر اس کے وہ مخبر اس کے سامنے سے ہٹ گئے تھے۔

چند دن کا وقفہ ڈالنے کے بعد سائرس نے اپنے کچھ اُمراء ایک وفد کی صورت میں یونیا کی سرزمینوں کے شہروں کی طرف بھجوائے اور ان شہروں کے حاکموں اور حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ سائرس نے چونکہ کرزوس کی مملکت فتح کر کے اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے لہٰذا یونیا والے بھی اب اس کی اطاعت کریں اور اپنے آپ کو وہ سائرس کی رعایا تسلیم کریں۔

چند ہی دن بعد سائرس کے وہ امراء جو وفد کی صورت میں یونیا والوں کی طرف گئے تھے، وہ لوٹے اور یونیا والوں کا پیغام سائرس کو پہنچایا۔ یونیا کے حکمرانوں نے سائرس کو یہ پیغام دیا۔

''پہلے ہمیں اس بات کی ضمانت دی جائے کہ ہمارے لئے حالات ویسے ہی سازگار رہیں گے جیسے لیڈیا کے بادشاہوں یعنی کرزوس کے زمانے میں تھے۔''

اس موقع پر ان علاقوں کے کچھ سفیر بھی اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے سائرس کے پاس آئے تھے۔ چنانچہ ان کا جب مطالبہ سائرس کے سامنے پیش کیا گیا، مؤرخین لکھتے ہیں اس موقع پر سائرس نے ان علاقوں کے سفیروں کے سامنے ایک داستان بیان کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نے نواز یہاں آیا اور اس نے ساحل پر کھڑے ہو کر

مچھلیوں کو حکم دیا کہ خشکی پر آ کر میری بین کی آواز پر ناچو۔
مچھلیوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک خشکی پر آ کر ناچنے کو ہرگز تیار نہ ہوں گی جب تک خشکی پر وہی حالات نہ ہوں گے جو ہمیں پانی کے اندر میسر ہیں۔ اس پر نے نواز نے اپنی نے ایک طرف رکھ کر جال پانی میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد مچھلیاں جال میں پھنس گئیں اور اس نے جال کھینچ کر انہیں پانی سے باہر نکال لیا اور جال کو ایک طرف پھینک کر اس نے اپنی نے اٹھائی اور اب اس نے نے یعنی بانسری بجانی شروع کی تو مچھلیاں اس کی آواز پر ناچنے لگیں۔''

گو سائرس نے یونیا سے آنے والے سفیروں کو یہ نہیں بتایا کہ اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے لیکن یونیا والے اس کے بتائے بغیر ہی سمجھ گئے کہ اگر وہ اپنی خوشی سے سائرس کی فرمانبرداری اختیار نہیں کریں گے تو جس طرح نے نواز نے جال پھینک کر مچھلیوں کو کنارے پر لا پھینکا، جب وہ تڑپنے لگیں تو اس نے، نے بجائی اور یہی سمجھا کہ اس کی نے پر وہ رقص کر رہی ہیں۔ یونیا والے بھی یہی سمجھے کہ اگر انہوں نے رضامندی سے سائرس کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار نہ کی تو سائرس ان پر حملہ آور ہو گا اور زبردستی اپنا مطیع اور فرمانبردار ایسے ہی بنائے گا جیسے نے نواز نے جال میں مچھلیاں پھنسا کر انہیں خشکی پر لا کر تڑپنے پر مجبور کیا تھا۔

سائرس نے جب یونیا والوں کے سامنے نے نواز اور مچھلیوں کا قصہ پیش کیا تب یونیا والے سمجھ گئے کہ سائرس ان پر حملہ آور ہو کر ان کی تباہی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اس موقع پر انہوں نے دو کام کئے۔ پہلا یہ کہ تیز رفتار قاصد یونان کی ریاست اسپارٹا کی طرف روانہ کئے اور وہاں کے حاکم لیسی ڈی مونیائی کو یہ پیغام بھیجا کہ ایران کا بادشاہ سائرس بہت سے علاقوں کو پامال کرتا ہوا ایشیائے کوچک میں پہنچ گیا ہے اور اس نے کرزوس کو شکست دے کر اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اہلِ سپارٹا بحری بیڑہ بھیجیں جس کی مدد سے سائرس پر ضرب لگائی جائے اور اسے بھاگنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو نہ صرف اہلِ یونان کے لئے خطرہ ٹل جائے گا بلکہ یونیا کے علاوہ ایشیائے کوچک کا بادشاہ کرزوس بھی ایرانیوں کی غلامی سے نجات پا جائے گا۔

دوسرا کام انہوں نے یہ کیا کہ وقتی طور پر انہوں نے ایک طرح سے وقت گزاری کے لئے سائرس کی فرمانبرداری کو قبول کر لیا تھا۔

یونیا والوں کے قاصد جب اسپارٹا کے حکمران کے پاس پہنچے تو اسپارٹا کے حکمران نے

اپنے سارے سالاروں اور اُمراء سے صلاح و مشورہ کیا اور خوب غور و فکر کے بعد اسپارٹا والوں نے بحری بیڑہ تو نہ بھیجا البتہ ایک سفیر انہوں نے سائرس کی طرف روانہ کیا اور اسپارٹا کے حکمران نے اس سفیر کے ہاتھ اپنا پیغام بھجوایا۔ اس سفیر کا نام لیی نیس تھا۔ یہ جب سارڈس شہر میں پہنچا تو سائرس کو اس کی اطلاع دی گئی۔ چنانچہ سائرس نے اسے اپنے حضور طلب کیا۔

اسپارٹا کا سفیر لیسی نیس جب سائرس کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت سائرس شاہانِ ماد کی طرز کا مخروطی تاج سر پر پہنے ہوئے تھا۔ جسم پر ارغوانی رنگ کی عبا تھی۔ چنانچہ جب لیی نیس کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو سائرس نے اسے مخاطب کیا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم اسپارٹا کی طرف سے آئے ہو اور اپنے حکمران کی طرف سے میرے لئے پیغام رکھتے ہو۔ وہ پیغام دو جو لے کر آئے ہو۔''

چنانچہ اس سفیر نے سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔

''ہمارے بادشاہ لیسی ڈیمونیائی نے آپ کے نام یہ پیغام بھیجا ہے کہ ساحلِ اناطولیہ کے یونانی شہروں کے باشندوں کو گزند پہنچانے سے احترام کیا جائے۔ ورنہ سائرس اسپارٹا والوں کے غیظ و غضب کا نشانہ بن جائے گا۔''

اسپارٹا کے حکمران کی طرف سے یہ پیغام سن کر سائرس تاؤ کھا گیا تھا چنانچہ اسپارٹا کے سفیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے تمہاری سرزمینوں کے تاجروں کو مختلف بندرگاہوں پر سونا خریدتے وقت جھک جھک کرتے دیکھا ہوا ہے۔ سن اسپارٹا کے سفیر! میں ایسے لوگوں کی دھونس میں کیا آؤں گا جو صرف کسی منڈی میں یکجا ہوتے ہیں اور وہ بھی اس لئے کہ کھانے پینے کی چیزوں پر جھگڑیں اور ایک دوسرے کو چکمہ دے کر رقوم اینٹھیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس رکا، پھر پہلے کی نسبت زیادہ غضب ناک انداز میں وہ اسپارٹا کے سفیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''واپس جا کر میری طرف سے اپنے حکمران پر یہ انکشاف کرنا کہ وہ زیادہ پھیلنے کی کوشش نہ کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اسپارٹا والوں کو انہی یونیا والوں کے مصائب کی بجائے اپنے مصائب کا دکھ ہوگا اور اس دکھ پر انہیں رونا پڑے گا۔''

جس وقت اسپارٹا کے سفیر کو سائرس کے سامنے پیش کیا گیا تھا اس وقت کرزوس کے علاوہ سائرس کے سارے سالار اور امراء بھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ سائرس جب

اسپارٹا کے سفیر سے گفتگو کر چکا تھا اور سائرس کا دھیان اپنے سالاروں کی طرف گیا تب اسپارٹا کے سفیر نے آنکھوں ہی آنکھوں سے کرزوس کو مخصوص اشارہ کیا۔ اتنی دیر تک سائرس نے پھر اسپارٹا کے سفیر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''جو پیغام تم لے کر آئے تھے اس کے جواب میں جو کچھ میں نے کہنا تھا، کہہ چکا۔ اب تم جا سکتے ہو۔''

اس موقع پر کرزوس فوراً حرکت میں آیا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قومِ ماد اور فارس کے عظیم بادشاہ! اگر تم مجھے اجازت دو تو میں اسپارٹا کے سفیر کو رخصت کر آؤں۔ اس لئے کہ ماضی میں میرا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب کبھی میرے سفیر اسپارٹا کی طرف گئے، اسپارٹا کے حکمران نے ان کی بڑی عزت افزائی کی اور انہیں اپنے قصر سے باہر چھوڑنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اسی طرح میرے ہاں جب اسپارٹا کے سفیر آیا کرتے تھے تو میں اپنے قصر کے بیرونی حصے تک انہیں چھوڑتا تھا۔ اس طرح دونوں طرف سے عزت افزائی ہوتی تھی۔ میں چاہتا ہوں یہ سلسلہ برقرار رہے۔ مجھے امید ہے کہ تم اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کرو گے۔''

سائرس اس معاملے کی اصلیت کو نہیں سمجھا تھا لہٰذا اس نے کرزوس کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ کرزوس اپنی جگہ سے اٹھا اور اسپارٹا کے سفیر کے ساتھ ہو لیا۔

قصر کے احاطہ میں جا کر اسپارٹا کے سفیر نے کرزوس کی طرف دیکھا اور شکوؤں بھری آواز میں کہنے لگا۔

''محترم کرزوس! یہ آپ نے کیا، کیا؟ آپ کا بابل کے حکمرانوں کے علاوہ مصر اور خود اسپارٹا والوں سے جنگی معاہدہ تھا۔ جب آپ کو خبر ہوئی کہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ اپنی سرزمین سے نکل کر آپ کے علاقوں کا رخ کر رہا ہے تو اسی وقت آپ کو اپنی مدد کے لئے مصر، اسپارٹا اور بابل کی طرف سے مدد کے لئے پیغام بھیج دینے چاہئے تھے۔ اب وقت گزر چکا ہے۔ سائرس آپ پر کامیابی حاصل کر کے ایک طرح سے آپ کو اپنا اسیر بنا چکا ہے۔

جہاں تک اہلِ بابل کا تعلق ہے انہوں نے سائرس کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا ہے اور اس معاہدے کے تحت وہ نہ آپ کی مدد کریں گے اور نہ سائرس کی۔ جہاں تک مصر کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں مصریوں میں سے بھی اب آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔ اس لئے کہ کسی بھی علاقے کا کوئی بھی حکمران ایک ایسے بادشاہ کی مدد کے لئے اپنا لشکر

نہیں بھیجتا جو پِٹ پٹا کر ختم ہو چکا ہو۔ دوسرے یہ کہ آپ کے علاقے سائرس کے ہاتھوں میں جانے سے مصریوں کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ مصریوں کے جہاز اب بھی پہلے کی طرح دریائے نیل کے راستے بندرگاہوں میں پہنچتے ہیں اور وہاں سے لوہا، شہتیر، لوہا ملی مٹی، شراب اور میوے لاد لاد کر اپنے علاقوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس طرح گویا آپ کا کوئی بھی حلیف اب تک آپ کی مدد کے لئے حرکت میں نہیں آیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اسپارٹا کا سفیر جب خاموش ہوا تب دکھ بھرے انداز میں کرزوس کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ ان ایرانیوں نے ایسی طاقت اور قوت حاصل کر لی ہے کہ مشرق کے ان علاقوں میں کوئی بھی قوت اب ان کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔''

اس پر اسپارٹا کا سفیر کرزوس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں نے تو سنا ہے کہ ایرانیوں نے جب کبھی بھی اپنے وطن کی پہاڑیوں کے پاس قدم رکھا ان کے ساتھ ہزیمت کا معاملہ ہی ہوا۔''

اسپارٹا کا سفیر جب رکا تب کرزوس کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اسپارٹا کا سفیر پھر بول اٹھا۔

''محترم کرزوس! آپ کے خیال میں یہ سائرس کتنا عرصہ اور آپ کے علاقوں میں رہے گا؟ اور کب تک آپ کو اپنے ساتھ رکھتے ہوئے اسیر بنا کر رکھے گا؟''

اس پر دکھ بھرے انداز میں کرزوس کہنے لگا۔

''مجھے نہیں امید کہ ایرانی اب ان علاقوں سے نکلیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ سمندر کو پار کر کے تمہارے علاقوں پر بھی حملہ آور ہونے کی کوشش کریں۔''

''وہ کیوں ان علاقوں سے نہیں نکلیں گے؟ اور کیوں آپ کے علاقے آپ کے حوالے نہیں کریں گے؟''

اسپارٹا کے سفیر کے اس سوال پر کرزوس نے کچھ سوچا، پھر دکھ بھرے انداز میں وہ کہنے لگا۔

''اس لئے کہ اپنی سرزمینوں کی نسبت ایرانیوں کو یہاں خورد و نوش کی اچھی اشیاء مل رہی ہیں۔ اپنے وطن میں ایرانی دودھ پیتے آئے ہیں اور یہاں ان لوگوں کو عمدہ قسم کا پنیر کھانے کو مل رہا ہے۔ وہ اپنی سرزمینوں میں تلوں کا تیل استعمال کرتے تھے جبکہ ہمارے علاقوں میں آ کر انہیں روغنِ زیتون وافر مقدار میں میسر ہے۔ اپنی سرزمینوں میں وہ

خوراک میں چوزے استعمال کرتے تھے۔ یہاں انہیں ان چوزوں سے بھی بہتر بٹیر کھانے کو ملنے لگے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ایسی نعمتوں کو چھوڑ کر ایرانی کبھی بھی ان سرزمینوں سے نکل کر اپنے علاقوں کی طرف نہیں جائیں گے۔''

اس کے بعد کرزوس ہی نہیں، اسپارٹا کا سفیر بھی خاموش ہو گیا۔ پھر کرزوس اسپارٹا کے سفیر کو الوداع کہتا ہوا واپس چلا گیا تھا۔

دوبارہ کرزوس جب سائرس کے پاس جا کر بیٹھا تو تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد سائرس، کرزوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا خوب صورت اور حسین ہیلن جس کو ٹرائے کا شہزادہ اٹھا کر لے آیا تھا، کیا اس کا تعلق اسی اسپارٹا کی ریاست سے نہیں تھا؟''

جواب میں کرزوس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہیلن اسپارٹا ہی کی رہنے والی تھی۔''

اس پر سائرس بڑے غور سے کرزوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا ٹرائے شہر ان علاقوں کے اندر ہی واقع ہے جو تمہاری سلطنت میں شامل ہیں؟''

کرزوس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ سرزمین کبھی ٹرائے شہر کے ماتحت ہوا کرتی تھی۔ ٹرائے مرکزی شہر تھا۔ ٹرائے کے شہنشاہوں میں پریام کا بڑا نام تھا۔ ان دنوں اسپارٹا کا حکمران اگامنن تھا۔ اگامنن کے وحشی بحری قزاق اپنے علاقوں سے نکل کر ٹرائے کے حکمران پریام کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور پریام ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مار بھگاتا تھا۔

سائرس ٹرائے سے متعلق دلچسپی لیتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

''اسپارٹا کے لوگ جب ٹرائے پر حملہ آور ہوئے تو مغرب کے ان بحری قزاقوں نے ٹرائے کو فتح کر کے وہاں کیا، کیا؟''

جواب میں کرزوس دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''انہوں نے ٹرائے کی کچھ عورتیں پکڑ کر اپنے دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھا دیں اور لوٹ کا بہت سارا مال اپنے جہازوں پر لاد کر فاتحانہ انداز میں اکڑتے ہوئے واپس چلے گئے۔

کرزوس کے اس جواب پر کچھ دیر تک خاموش رہ کر سائرس سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''اب ٹرائے شہر کس حالت میں ہے؟........ یہ تو میں جانتا ہوں، سمندر کے کنارے ہے۔ لیکن کیا وہ اب آباد ہے؟''

اس پر کرزوس پہلے کی نسبت زیادہ دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب تو ٹرائے شہر خوشنما کھنڈر ہی ہے جہاں سمندر کے کنارے ایک چنگی خانہ ہے جس کے کارکن وہاں سے گزرنے والے تجارتی جہازوں سے محصولِ راہداری وصول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کرزوس لمحہ بھر کے لئے رکا، پھر آہ بھرنے کے انداز میں کہنے لگا۔

''شاید ٹرائے کی تقدیر یہی تھی۔''

اس موقع پر سائرس نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

''یہ تقدیر کیا ہوتی ہے؟''

جواب میں کرزوس نے پھر ایک آہ بھری اور کہنے لگا۔

''یہ بھید فانی انسانوں پر نہیں کھل سکتا کہ تقدیر کیا ہوتی ہے؟ خواہ وہ پڑھ لکھ کر کتنے ہی عالم کیوں نہ بن جائیں۔ یونان کے کچھ لوگ بھی تقدیر کو نہیں مانتے۔ بلکہ یونانی فلسفیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ نادیدہ دیویاں انسانی زندگی کو بناتی اور بگاڑتی ہیں۔''

ان الفاظ پر سائرس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''یہ نادیدہ دیویوں کا انسانی زندگی کو بگاڑنے اور سنوارنے سے کیا تعلق؟''

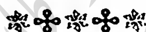
کچھ دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد سائرس ایک بار پھر کرزوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ تمہاری سلطنت کے اطراف میں جس قدر چھوٹے بڑے حکمران اور علاقے ہیں ان کے حاکموں کو اپنے پاس بلاؤں اور ان سے کہوں کہ وہ اپنے ساتھ بڑے بڑے فلسفیوں اور بڑے بڑے دانشوروں اور بڑے بڑے سالاروں اور نایاب قسم کے تیغ زنوں کو لے کر آئیں۔ میں ان سے ان کے علاقوں سے متعلق تفصیل حاصل کروں گا اور جو تیغ زنوں کو لے کر آئیں گے انہیں اچھے معاوضے پر اپنے لشکر میں شامل کروں گا اور ان علاقوں کے فلسفیوں اور علماء سے بھی بات کروں گا کہ مختلف علوم کے متعلق ان کے کیا خیالات ہیں؟''

جب کرزوس نے سائرس کے ان ارادوں سے اتفاق کیا تب سائرس نے وہ مجلس ختم

کر دی اور اسی روز اپنے تیز رفتار قاصد اس نے سمرنا، مطیہ، طیوس، وارشیس، ملیطول، جزیرہ ساموس اور یونائی کے علاوہ دوسرے علاقوں کی طرف بھجوائے اور وہاں کے حکمرانوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے وفود سائرس کی طرف روانہ کریں تاکہ ان کے علاقوں سے متعلق سائرس معلومات حاصل کرے۔

چنانچہ چند ہی دنوں بعد ان علاقوں کے وفود سارڈس شہر پہنچنا شروع ہو گئے۔ سائرس نے ان کے قیام کے لئے مہمان خانوں کا بہترین اہتمام کیا تھا۔ اس طرح مختلف علاقوں کے وفد پر وفد سارڈس شہر میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔





جن علاقوں کے وفود کو سائرس نے طلب کیا تھا ان علاقوں کے وفود جب اس کے پاس پہنچ گئے تب اس نے ان سب کا اجلاس طلب کیا تھا۔ جب ان مختلف علاقوں کے لوگ سارڈس شہر میں سائرس، اس کے اُمراء اور سالاروں کے سامنے آئے تو ایرانی اور یونانی ایک دوسرے کے روبرو ہونے پر یہ انکشاف ہوا کہ ان کی شکلیں آپس میں ملتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا وہ گویا اپنے دور کے رشتے کے عمزادوں کی صورتیں دیکھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جب انہوں نے گفتگو شروع کی تو دونوں گروہوں کے منہ سے ایسے الفاظ بھی سنے گئے جو ہر ایک کے لئے مانوس تھے۔ اس سے یونانیوں اور ایرانیوں نے یہ اندازہ لگایا کہ دونوں ہی کسی دور میں آرین تھے اور پھر مختلف جگہوں پر آباد ہونے کے بعد ان کی زبانوں کے اندر بھی فرق اور امتیاز پیدا ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے یہ جانا کہ وہ یقیناً کسی دور میں بھائی بھائی تھے۔ مگر قدیم آرین نسل کا خونی رشتہ رہن سہن کے طریقے مختلف ہونے کی وجہ سے قریب قریب ٹوٹ گیا تھا۔

ایرانی نقل وطن کر کے ساحل سے پرے کے علاقوں مین جا بسے تھے جبکہ یونان کی طرف آنے والے آریائی ساحل کی طرف نکل گئے تھے اور وہاں چھوٹی چھوٹی بندرگاہوں میں آباد ہو گئے تھے جو آگے چل کر خوشحال شہر بن گئے تھے۔

اس کے علاوہ جو آرین ایران کے اندر آباد ہوئے تھے انہیں ایسی مشکلوں سے نمٹنا پڑا جو اچانک پیدا ہوئی تھیں۔ اس لئے وہ زیادہ پہلو دار عمل کے معاملے میں زیادہ زوردار انسان تھے۔

ایرانی خود تو تربیت یافتہ اور زیادہ حریص تھے۔ بھاری زرّہ پہننے والے یونانی شمشیر زن جن کے پاس بھاری ڈھالیں ہوتی تھیں اور جو پیدل لڑتے تھے، ایرانی گھڑ سواروں سے بالکل مختلف تھے۔

سائرس کا چونکہ اس سے پہلے یونانیوں سے پالا پڑ چکا تھا لہٰذا اسے خبر تھی کہ وہ کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ سائرس کا خیال تھا کہ یہ لوگ گھٹیا قسم کے سوداگر ہوتے ہیں جو گھٹیا ہی قسم کا سامانِ تجارت لئے ہوئے جگہ جگہ اور مختلف بندرگاہوں کی طرف جاتے ہیں۔ سامان بیچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر کسی بھی بندرگاہ میں وہ قابلِ اعتماد خیال نہیں کئے جاتے۔

جب سارے وفود جمع ہو گئے تب سائرس نے ان کے سامنے بس ایک ہی معاملہ پیش کیا کہ وہ سب اس کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کریں اور اپنے اپنے علاقوں میں اس کے مطیع بن کر رہنا پسند کریں۔

دورانِ گفتگو مختلف وفود سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے سائرس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ ان میں سے کچھ علاقوں کے لوگ اپنے روزمرہ کے کام غلاموں سے لیتے تھے اور ملطیہ کے لوگ اپنی تجارتی بندرگاہوں کے بارے میں ڈینگیں مارتے تھے کہ ان سے اچھی بندرگاہ دنیا میں کہیں نہیں۔ حالانکہ وہ کوئی خاص بندرگاہ نہیں تھی۔ دورانِ گفتگو سائرس کو یہ بھی پتہ چلا کہ ارتمیس نام کی جس دیوی کی پرستش کرزوس کے علاقوں میں ہوتی تھی یہ یونانی اپنے ہاں اسی دیوی کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے تھے لہٰذا سارے وفود کو مخاطب کرتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''اگر یہ ارتمیس دیوی ہی تمہاری بڑی دیوی ہے تو پھر یہ کیا وجہ ہے کہ جو دیوی کرزوس کے علاقوں میں ہے اس کی شکل و شباہت یونان اور آس پاس کے علاقوں میں پوجی جانے والی دیوی کی شکل سے مختلف ہے۔ یونانی گو بڑے ذہین تھے مگر کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ سائرس کے سوالوں کے جواب ان سے بن نہ پڑتے تھے۔ چنانچہ ارتمیس سے متعلق جو سوال سائرس نے کیا تھا، یونانی اس کے اس سوال کا بھی مطمئن کر دینے والا جواب نہ دے سکے۔

کچھ سوچ بچار کے بعد سارے وفود کو مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ دیوی دیوتاؤں کا معاملہ بڑا پیچیدہ اور ذمہ دارانہ ہے۔ میرے اپنے خیال کے مطابق دنیا کے سب گوشوں کے دیوی دیوتا مشترک ہونے چاہئیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ایک خطہ میں کسی کی پرستش ہو رہی ہے، دوسرے میں لوگ کسی اور کو معبود بنائے بیٹھے ہیں۔''

اس موقع پر جب سائرس نے وہاں جمع ہونے والے بڑے بڑے فلسفیوں سے

ارتمیس سے متعلق مزید سوال کئے تب ایک فلسفی کہنے لگا۔

''ارتمیس بڑی اہم دیوی ہے اور اس دیوی کا ادراک صرف عورتوں کو معلوم ہوتا ہے۔ ہر سال اس دیوی کا ایک تہوار آتا ہے جس کے دوران عورتیں اپنے شوہروں سے جدا ہو کر اپنی دیوی کی پرستش اس طرح کرتی ہیں جیسے ارکانِ عبادت ادا کئے جاتے ہیں۔ یہ عورتیں بے شمار چڑھاوے دیوی کے مندر پر چڑھاتی ہیں۔ چنانچہ دیوی کے مندر میں بڑی دولت جمع ہو جاتی ہے اور اس کے احترام ہی میں نہیں بلکہ اس کی دولت میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔''

ان سب علاقوں کے لوگوں نے وقتی طور پر تو سائرس کی اطاعت قبول کرنے کا عہد کرلیا لیکن دل سے وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔ انکار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ انکار کی صورت میں انہیں خدشہ تھا کہ سائرس ان پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقوں اور ان کے بڑے بڑے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔

چنانچہ اس مجلس کی گفتگو کے آخر میں سائرس وہاں جمع ہونے والے سارے وفود کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم لوگوں نے دیوی دیوتاؤں کی پرستش اور ان کی فرمانبرداری کی طرف بھی دھیان دیا۔ اپنی تجارت کے فروغ کے لئے بھی کام کیا۔ لیکن ایک طرف تم لوگوں نے کوئی دھیان نہ دیا اور وہ جنگجوئی ہے۔ تم لوگوں نے اپنے اندر نئے علاقوں کو فتح کرنے کی رغبت نہیں رہنے دی۔ اگر تم ایسا کرتے تو پھر تمہارے اندر بڑے بڑے جنگجو پیدا ہوتے جو بڑی تیزی سے دنیا کے نقشے میں تبدیلی پیدا کر سکتے تھے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں تم لوگ جنگجوئی کے لئے نہیں بلکہ تجارت کے لئے پیدا ہوئے ہو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس جب خاموش ہوا تب جو وفد طیوس سے آیا تھا اس کا سربراہ اپنی جگہ پر اٹھا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں دوسرے علاقوں کی بات نہیں کرتا۔ لیکن میں کم از کم طیوس کی سرزمینوں کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے صرف اپنے آپ کو تجارت تک محدود نہیں رکھا۔ ہمارے لوگ جنگجو ہونے کے ساتھ ساتھ حرب و ضرب کا بہترین تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ ہمارا وفد بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ اس وفد میں کافی تیغ زن بھی ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی طرف سے جو قاصد گئے تھے انہوں نے یہ بھی پیغام دیا تھا کہ اچھے اچھے تیغ زنوں کی ایران کا بادشاہ سائرس قدر کرتا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے ساتھ کچھ ایسے

تیغ زن بھی لے کر آئے ہیں جو بے مثل، بے عدیل، بے نظیر ہیں اور جنہیں تیغ زنی کے فن میں کسی بھی صورت نہ زیر کیا جا سکتا ہے نہ ہرایا جا سکتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد طیوس کا وہ شخص کچھ دیر کے لئے رکا، پھر دوبارہ کہنے لگا۔

''ہمارے تیغ زنوں کی حالت یہ ہے کہ ان سے مقابلہ تو کیا جا سکتا ہے، انہیں ہرایا نہیں جا سکتا۔ جو کوئی ان سے مقابلہ کرتا ہے اس کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے پتھر کی کوئی چٹان لوہے کی چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کرے۔''

طیوس کے وفد کا وہ سربراہ جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک بڑے غور سے سائرس اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''تو نے میرے مطلب کی بات کی ہے۔ اچھے تیغ زنوں، اچھے جنگجوؤں سے میں بے پناہ محبت کرتا ہوں لہٰذا اس وقت میں تم سے کہتا ہوں کہ تمہارے وفد میں جو جنگجوئی اور تیغ زنی کے ماہر آئے ہیں ان میں سے تم جس کو سب سے زیادہ طاقت ور، تیغ زنی کے کام میں سب سے زیادہ ہنرمند خیال کرتے ہو اسے میرے سامنے لاؤ۔ میں اسے دیکھنا پسند کروں گا۔''

اس پر وہ شخص مڑا۔ اس کے وفد کے جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان سے کچھ دیر کھسر پھسر کرتا رہا۔ پھر ان کے اندر سے ایک خوب دراز قد گھٹے ہوئے جسم کا شخص اپنی جگہ پر اُٹھا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طیوس کے وفد کا سربراہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ جوان جو اپنی جگہ پر کھڑا ہوا ہے اس کا نام ارتغون ہے۔ ہمارے علاقوں ہی میں نہیں بلکہ آس پاس کی ساری حکومتوں اور سرزمینوں میں کوئی بھی نوجوان تیغ زنی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس کے ساتھ تیغ زنی کے لئے بڑے بڑے انعامات مقرر کئے۔ بڑی بڑی رقوم رکھی گئیں اور ان رقوم کو حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے تیغ زن بھی اس کا رخ کرتے رہے۔ اس کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ہر مقابلے میں ارتغون نے اپنے مخالفوں کو اپنے سامنے رگیدا اور انہیں زیر کیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد طیوس کے وفد کا وہ سربراہ کچھ دیر کے لئے رکا، پھر سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! جو تیغ زن میں نے آپ کے سامنے کھڑا کیا ہے، ہمارا ظن و گمان نہیں، پختہ خیال ہے کہ تیغ زنی میں کوئی بھی شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔''

طیوس کے وفد کا سربراہ جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک سائرس خاموش رہ کر سوچتا رہا، اس کے بعد کہنے لگا۔

''میں زبانی ڈینگیں مارنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ میں ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہوں جو اپنی گفتگو کو عملی صورت بھی دیتے ہیں۔''

اس کے بعد سائرس نے ارتغون کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے پاس ایک تیغ زن ہے۔ وہ کبھی غلام تھا۔ میں نے اسے آزاد کیا اور اسے اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ لہٰذا میں تمہیں اور تمہارے ساتھ جتنے بھی تیغ زن آئے ہیں انہیں اپنے لشکر میں شامل کرنا پسند کروں گا۔ لیکن اپنے لشکر میں تمہارے لئے منصب کا تعین کرنے سے پہلے میں کسی سے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ کرانا چاہتا ہوں۔

دیکھو! میرے پاس میرا ایک سالار ہے۔ اسے میں نے قوم عیلام کی سرزمینوں میں تلاش کیا۔ وہیں اس سے میری پہلی ملاقات ہوئی۔ میں اُسے بہترین شمشیر زن اور تیغ زن خیال کرتا ہوں۔ یہ شخص جس کا نام مجھے ارتغون بتایا گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس نوجوان سے اس کا مقابلہ کرایا جائے۔ اس نوجوان کا نام فرناک ہے۔ فرناک نام کا وہ سالار اس وقت یہیں قصر کے اس کمرے میں موجود ہے۔ سنو ارتغون! کیا تم میرے اس سالار سے تیغ زنی کا مقابلہ کرنا پسند کرو گے؟ اگر تم نے میرے سالار فرناک کو تیغ زنی میں چت کر دیا تو پھر میرے لشکر میں تمہاری حیثیت سالارِ اعظم کی ہوگی اور میری سلطنت میں میرے بعد سب سے بہتر، سب اچھے، با اختیار کارکن تم ہی ہوا کرو گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس جب رکا تب قریب بیٹھا قومِ عیلام کا بادشاہ گوبارو اپنا منہ سائرس کے قریب لے گیا اور سرگوشی کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''سائرس! فرناک ایک آزمایا ہوا تیغ زن ہے۔ تمہارے لشکر میں وہ ایک سالار نہیں بلکہ نایاب سالار شمار کیا جاتا ہے۔ اس مقابلے میں اگر وہ مات کھا گیا تو اب تک جو اس کی عزت بنی ہوئی ہے وہ خاک میں مل جائے گی۔ میں ایسا نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا مقابلہ پہلے میرے سالار جرموس سے کرایا جائے۔ جرموس ایک اعلیٰ پائے کا تیغ زن ہے۔ جرموس نے اگر اس نو وارد تیغ زن کو اپنے سامنے زیر کر دیا تو جہاں جرموس کی ذات، اس کا وقار اپنے عروج پر چلا جائے گا وہاں تمہارے سارے سالاروں کا احترام اور وقار بھی بحال رہے گا۔''

گوبارو جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''میں تو یہی چاہتا تھا کہ ارتغون کا مقابلہ فرناک سے کرایا جائے۔ اگر ارتغون سے میرا یا تمہارا کوئی تیغ زن ہار گیا تو مجھے بے حد دکھ، صدمہ اور افسوس ہو گا۔ اسی بناء پر میں نے ارتغون کے مقابلے کے لئے فرناک کا نام لیا۔ میرا کہنا ہے کہ اس ارتغون کو فرناک کے سوا کوئی زیر نہ کر سکے گا۔ بہر حال تم کہتے ہو تو جرموس کو بھی آزما لیتے ہیں۔''

گوبارو سے گفتگو ختم کرنے کے بعد سائرس نے طیوس کی سرزمینوں سے تعلق رکھنے والے ارتغون نام کے اس نایاب اور بے مثال سالار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سن ارتغون! پہلے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ اپنے سالار فرناک سے کراؤں گا۔ لیکن میرے پہلو میں قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو نے ایک مشورہ دیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میرے سالار فرناک کی بجائے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ گوبارو کے سالار جرموس سے کرایا جائے۔ لہٰذا اب تمہارا مقابلہ فرناک سے نہیں، جرموس سے کرایا جائے گا۔''

چنانچہ یہ فیصلہ ہونے کے بعد گوبارو کے حکم پر جرموس اُٹھ کھڑا ہوا۔ دوسری طرف قومِ طیوس کا نایاب تیغ زن بھی باہر کھلی جگہ نکل آیا تھا۔ اس موقع پر سب عجیب سی جستجو میں مبتلا تھے۔ سائرس کے پیچھے اس وقت اس کی بیوی اور گوبارو کی بڑی بیٹی آمیتش اور آمیتش کے پہلو میں اس کی چھوٹی بہن ایزت، ساتھ ہی ان کا بھائی لازار اور پھر ان کے آگے سائرس کے پہلو میں گوبارو بیٹھا ہوا تھا۔ سائرس کے دائیں جانب ہارپیگ تھا۔ ہارپیگ کے ساتھ فرناک، کراوش، ہزار پت اور دوسرے سالار بیٹھے تھے جبکہ دوسری سمت سائرس کے امراء اپنے اپنے منصب کے مطابق نشستیں سنبھالے ہوئے تھے۔

طیوس کی سرزمین کا سالار ارتغون جب نشست سے نکل کر نشستوں کے درمیان جو کھلی جگہ تھی، وہاں آیا، اس نے اپنی تلوار بے نیام کی اور ڈھال پر بھی اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ دوسری طرف جرموس بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے سر پر اس نے خود درست کیا۔ تلوار اور ڈھال سنبھالی۔ اس موقع پر سائرس نے ہارپیگ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''ہارپیگ! اس مقابلے کا منصف میں تمہیں مقرر کرتا ہوں۔''

ہارپیگ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ جس وقت وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس وقت ہی ارتغون نے سائرس کی طرف دیکھا اور اپنی چھاتی تانتے ہوئے سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ نے پہلے میرا مقابلہ کرانے کے لئے فرناک نام کے ایک سالار کا نام لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور اب یہ جرموس نام کا سالار میرے مقابلے پر آیا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ جرموس اور فرناک دونوں بہ یک وقت میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کریں؟ میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں لمحوں کے اندر آپ دونوں کے ان سالاروں کو تیغ زنی میں اپنے سامنے پامال اور سرنگوں کر کے رکھ دوں گا۔''

ارتغون کے ان الفاظ کو سائرس نے ناپسند کیا تھا اور اس کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار بھی نمودار ہوئے تھے۔ اس کی گفتگو سے ہارپیگ کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے تھے۔ گوبارو بھی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ سائرس بول اٹھا۔

''پہلے جرموس سے مقابلہ کرو۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ تمہاری تیغ زنی کا انداز کیا ہے؟ اور کوئی دوسرا تمہارا مقابلہ کر سکتا ہے یا نہیں؟''

چنانچہ جرموس جب ارتغون کے سامنے آیا، ہارپیگ نے ان دونوں کو مقابلے کی شرائط سے متعلق آگاہ کیا، اس کے بعد ہارپیگ نے دونوں کا مقابلہ شروع کرا دیا تھا۔ جرموس کی بدقسمتی کہ ارتغون کے سامنے وہ زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا اور لمحوں کے اندر ارتغون نے جرموس کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیا تھا۔

شکست کھانے کے بعد جس وقت ہارپیگ نے ارتغون کی فتح مندی کا اعلان کیا اور جرموس شرمندہ سا اپنی نشست پر جا کر بیٹھ گیا تب سائرس نے اپنے پہلو میں بیٹھے گوبارو کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''گوبارو! تُو نے جرموس کو میدان میں اتار کر جہاں اس ارتغون کے حوصلوں کو بلند کر دیا ہے، وہاں مجھے شرمندگی کا احساس بھی ہو رہا ہے۔''

گوبارو اس موقع پر سائرس کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ گوبارو کے پیچھے بیٹھی ہوئی اس کی چھوٹی بیٹی ایزت، سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بھائی! جرموس ایک مانا ہوا تیغ زن رہا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ طیوس کی سرزمینوں کے سالار ارتغون کے سامنے چند لمحے بھی نہیں ٹھہر سکا۔ میرے خیال میں ارتغون کو آپ اپنے لشکر میں شامل کر لیں۔ کسی اور سے اس کا مقابلہ نہ کروائیں۔ ورنہ آپ کو مزید شرمندگی کا احساس ہوگا۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ ہمارے علاوہ آپ کے سالاروں میں سے کوئی بھی ارتغون کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔''

سائرس کے چہرے پر اس لمحہ تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ ایزت کے ان الفاظ

پر جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ ارتغون، سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

''آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں نے جرموس کو زیر کر لیا تو آپ کسی اور سالار کو میرے مقابلے پر لائیں گے۔ چنانچہ میں چاہوں گا کہ آپ نے اپنے جس سالار کا پہلے نام لیا تھا اسے میرے مقابلے پر اتاریں اور پھر دیکھیں میں اسے جرموس سے بھی کم وقت میں اپنے سامنے زیر کر دوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ارتغون نے اپنے لبوں پر زبان پھیری، پھر کہنے لگا۔

''میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جرموس کے علاوہ آپ اپنے سالار کو جرموس کے ساتھ اتاریں، میں دونوں سے بہ یک وقت مقابلہ کروں گا۔ لیکن آپ نے میری بات ہی نہیں مانی۔''

ارتغون کے ان الفاظ سے سائرس کی برداشت جواب دے گئی تھی۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اس موقع پر قریب ہی بیٹھا فرناک عجیب سے انداز میں سائرس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ سائرس نے بھی اس کے تاثرات کا جائزہ لے لیا تھا۔ پھر سائرس کے بولنے سے پہلے ہی فرناک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قسم ہے مجھے موسیٰ ؑ کی بشارتوں اور ثمرۂ خلیل بننے والے اور ہمارے آنے والے رسول (محمد ﷺ) کے رب کی۔ قسم مجھے کعبہ کے خداوند کی۔ آپ نے ارتغون نام کے اس تیغ زن کے ساتھ میرے مقابلے کو ملتوی کر کے اور میری جگہ جرموس کو مقابلے کے لئے اتار کر ہماری اعانت کا سامان کیا ہے۔ ہم پر ظلم کیا ہے۔ آپ نے پہلے مقابلہ کرنے کے لئے میرا نام لیا۔ سو میرا ہی نام رہنے دیتے۔ جرموس کو اس میں ملوث نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ ارتغون نام کا یہ نوجوان جو جرموس کو زیر کرنے کے بعد ایک طرح سے اکڑ گھمنڈ میں ڈوبا کھڑا ہے میں نے اس کے مقابلہ کرنے کا انداز دیکھا ہے۔ یہ کوئی اتنا بڑا تیغ زن تو نہیں ہے جو بہ یک وقت مجھے اور جرموس دونوں کو تیغ زنی کے مقابلے کی دعوت دے۔ ایسا کر کے اس نے اپنی ہنرمندی کا غلط اندازہ لگایا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک جب خاموش ہوا تب اسی وقت ارتغون جس نے بڑی آسانی سے جرموس کو اپنے سامنے زیر کر دیا تھا، اپنے قریب ہی کھڑے ہارپیگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے ساتھ ہونے والے مقابلہ کے منصف! میں نہیں جانتا تمہارا کیا نام ہے۔ پر

یہ تو کہو کہ یہ نوجوان جواب تمہارے بادشاہ سائرس سے مخاطب ہے کیا یہی فرناک ہے؟ کیا یہی پہلے غلام تھا جو بعد میں آزاد کیا گیا؟ اگر ایسا ہی ہے تو یہ تو کہو اس کا تعلق کن سرزمینوں سے ہے؟ کس دیس سے نکل کر سائرس کے لشکر میں شامل ہوا؟''

ارتغون کی اس گفتگو کے جواب میں ہارپیگ نے لمحہ بھر کے لئے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''اسی کا نام فرناک ہے اس سے ذرا بچ کر رہنا۔ صحرائے عرب کا بدو ہے۔ صحرا میں اٹھنے والے بگولوں کی طرح حرکت میں آتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ صحرا کے اندر جب بگولے اٹھتے ہیں تو اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو اُڑا مارتے ہیں۔''

ارتغون نے اس موقع پر بھرپور قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا۔

''یہ بھی تم نے خوب کہی۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے بڑے تیغ زن دیکھ رکھے ہیں۔ یہ ذرا میرے سامنے تو آئے۔ جب میرا اور اس کا مقابلہ ہوگا تو میں جانتا ہوں اس مقابلے کے منصف تم ہی ہو گے۔ پھر تم خود یہاں اپنی آنکھوں سے دیکھنا، میں مقابلے کے دوران فرناک نام کے اس تیغ زن کی وہ حالت کروں گا جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو۔ اسے جرموس سے بھی کم وقت میں زیر کر دوں گا۔ ہاں یہاں بیٹھے لوگوں کو محفوظ کرنے کے لئے مقابلے کو میں طول بھی دے سکتا ہوں اور اس طول کے دوران تم دیکھنا میں اُس کی بصارتوں کی جھلمل میں بے ربط لمحوں کے طوفان اور زندگی میں جی اُکھاڑتے موت کے قہقہے بھر دوں گا۔ بدن کی جوئے رواں میں اس کے لئے میں زخموں کی ایک کائنات کھڑی کر کے رکھ دوں گا۔

مقابلے کے منصف! سن، میں جب کسی پر حملہ آور ہوتا ہوں تو فضا کی دمادم پکار کی طرح اس کی حالت بیتے وقت کی کرب خیز داستانوں، بے دیار و بے سرو سامان مسافر جیسی بنا کر رکھ دیتا ہوں۔ میں تیغ زنی میں ایسی مہارت رکھتا ہوں کہ اپنے مد مقابل پر صدیوں کی پیاسی قہرمانیت، بدترین قہر کے سحاب کی طرح چھانے کا ہنر رکھتا ہوں۔ میں اپنے دشمنوں پر کوہستانوں کا جگر شق کرتی ہوئی انوکھے جذبوں کی یلغار، روحوں تک کو بے سکون کرتے موت کے بے زار رقصوں اور قضا کی اندھی پیاس کی طرح چھا جاتا ہوں۔ یہ بدو میرے سامنے کیا شے ہے؟ یہ صحرا کے اندر اونٹ چرانے والے، حدی گا کر اونٹوں کی رفتار بڑھانے والے اپنے سامنے صحرا کے باسیوں کو تو سمجھ سکتے ہیں، تیغ زنی میں مجھ جیسے تیغ زنوں کو نیچا نہیں دکھا سکتے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ارتغون جب خاموش ہوا تو ہار پیگ بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں نہیں جانتا کہ اب تک جو تُو نے گفتگو کی ہے یہ لاف و گذاف پر مبنی ہے یا اس میں حقیقت کا کوئی شائبہ ہے۔ پر دیکھ! فرناک نام کا وہ جوان سائرس کے ساتھ اپنی گفتگو سے فارغ ہو چکا ہے اور سائرس نے اسے تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ اب تیری طرف آتا ہے۔ پھر تم دونوں خود ہی فیصلہ کر لینا، کون کس کے لئے زخموں کی کائنات کھڑی کرتا ہے۔ کون بیتے وقت کی کرب خیز داستانوں کی طرح بے دیار و بے سرو سامان رہتا ہے اور کس کی حالت وقت کی جھلمل میں بے ربط لمحوں کے طوفان جیسی ہوتی ہے۔"

یہاں تک کہتے کہتے ہار پیگ کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ فرناک اور سائرس کی گفتگو ختم ہو چکی تھی اور اب فرناک نشستوں کی قطاروں سے نکلنے لگا تھا۔

اس موقع پر لمحہ بھر کے لئے فرناک نے اوپر دیکھا، پھر وہ انتہائی عاجزی میں اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ! تُو ہی بد بختیوں کے سرابوں، دکھ کے اندھے نگر، موت کی وادیوں، بے حیائی کے کرب زاروں میں اپنے بندوں کی مدد اور اعانت کرتا ہے۔ الٰہی! تُو ہی بے آبروئی کی برہنہ وادیوں، سرکش ہواؤں کے سے دشمنوں، تپتی صدیوں کی خوفناک آوازوں، سوتے صحراؤں کی بنجر جلتی دھوپ اور شام کی بے نوائیوں میں اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔

میرے اللہ! میں تیری واحدانیت کا پرستار ہوں۔ میں تو اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ تُو ہی لامحدود پیاسے صحرا میں قناعت بھری گھڑیوں، برق و شرر کے بے اماں رقص کو بہار رُتوں کی صبح نو میں تبدیل کرتا ہے۔ میرے اللہ! تُو ہی وقت کے زندان میں خونی حدت بڑھاتی آگ کی چنگاریوں کو مہکتے پھولوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

الٰہی! تُو ہی موسموں کی سختیوں کو گرم ہواؤں تک کو اُدھیڑتی، سلگتی خوفناک روح کو جسم و جان کے حوصلوں میں بدل دیتا ہے۔ تُو ہی وقت کی انہونی گہرائیوں میں بین، بکھرتی خون آشامیوں اور ظلم بھری صداؤں کو قدرت کے نرم ارتقاء جیسا بنا کر رکھ دیتا ہے۔

میرے اللہ! میں ایک بار پھر اپنی زندگی کی امتحان گاہ میں اُترنے لگا ہوں۔ مجھے توفیق دینا کہ میں ہست کو نابود کرتی درندگیوں، غیض و غضب کے نہاں لمحوں کو اپنے

سامنے زیر کر کے رکھوں۔ میری ہمت بڑھانا کہ میں گرسنہ لمحوں کی اُڑتی جھاگ اور شام سے لپٹ کر روتی بربادیوں کو اپنے پاؤں کی گرد بنا کر رکھوں۔ میرے اللہ! میری مدد فرمانا کہ میں اپنے مدمقابل کے ارادوں کی اتھاہ سنگینیوں کو تیری تکبیروں کی ٹھوکروں پر رکھوں۔ اس کے دہکتے عزام کو سسکاریوں میں اور اس کی گردہستی کو خرابوں اور سرابوں میں بدل دوں۔ میرے اللہ! میری مدد فرمانا کہ میں اس امتحان میں کامیاب رہوں۔ مجھے توفیق دینا کہ میں اپنے مدِمقابل کو اس امتحان گاہ، اس مقابلے میں زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔''

اس کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے فرناک، ارتغون کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ دونوں کچھ دیر تک خوفناک انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے، پھر ارتغون نے طنزیہ سے انداز میں فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تو تم ہو غلام فرناک۔ تم مجھ سے مقابلہ کر کے اپنی منزلوں کی سرحدوں کو محرومیوں کی لُو، اپنی مسکراتی خواہشوں کو قضا کے شور کی وحشت ناکی اور اپنی زیست کے شعور کی سرگرمی کو عذاب لمحوں میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔''

ارتغون جب خاموش ہوا تب فرناک گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تیری لاف گزاف پر مبنی اس حقیقت کا انکشاف تو مقابلے کے دوران ہو گا۔ میں نے تجھ جیسے نوجوان دیکھے جو موسموں کے خمار کی باتیں کرتے کرتے خوابوں کے پاتال میں جا اُترے۔ فلک پر منہ زور اُمڈتی گھٹاؤں کی طرح جوش مارنے والے گرسنی کا شکار ہو گئے۔ سیلِ وقت میں دوسروں کو افسردہ سامان اور خواب ناک کھنڈر بنانے والے خود ویران ہو کر رہ گئے۔

ارتغون! جرموس سے مقابلہ جیتنے کے بعد شاید تم یہ خیال کر رہے ہو گے کہ تم ناقابل تسخیر ہو گئے ہو۔ جرموس کا اپنا ایک تیغ زنی کا طریقہ کار ہے۔ میں ذرا اس سے مختلف ہوں۔ میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے تمہیں موت کے گہرے سمندر، آتش فشانی طوفانوں اور ہر شے کے منشور سے گزر جانے والے کرب میں کھڑا ہو کر اس کام کی ابتداء کرنا ہو گی۔ مجھ سے جب مقابلہ کرو گے تو چاروں طرف موت و مرگ کے سائے دکھائی دیں گے۔

دیکھو! گفتگو میں وقت ضائع نہیں کرتے آؤ، ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ پھر

ہماری تلواریں اور تیغ زنی میں مہارت اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ فتح مندی کا کون حق دار ہے۔ ناکامی اور ذلت کی رسوائی کس کے مقدر میں آنی چاہئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، پھر ایک تیز نگاہ اس نے ارتغون پر ڈالی۔ دوبارہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ارتغون! مقابلے کی ابتداء کرنے سے پہلے ایک بات ضرور اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھنا۔ میں تیرے سامنے خام کار نہیں ہوں۔ تیغ زنی کے فن میں، میں نے تجھ جیسے کف اُڑاتی موسمی ندیوں کی طرح جوش مارنے والے، زمین کی تہوں کو کھنگالنے کا دعویٰ کرنے والے، کُو بہ کُو، قریہ بہ قریہ ہرسو، ہر جہت، زہر کی شوریدہ مزاجی پھیلانے والے اور زندگی کے صفحہ قرطاس پر کانٹوں کے خونی حصار کھڑے کرنے کا دعویٰ کرنے والے بہت دیکھ رکھے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں نے ہمیشہ اپنے پاؤں کی دھول تلے دبا کر رکھا۔

ارتغون! آؤ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور وقت ضائع نہیں کرتے۔ ہماری تلواریں اور تیغ زنی میں ہماری ہنرمندی ہی اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ کامرانی اور سرفرازی کس کے حصے میں آنی چاہئے۔ ذلت اور رسوائیوں کا حق دار کسے ہونا چاہئے۔ آؤ اپنے کام کی ابتداء کریں۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک نے جب قریب کھڑے ہارپیگ کی طرف دیکھا تو ہارپیگ نے مقابلہ شروع کرنے کے لئے کہہ دیا۔ اس موقع پر فرناک نے پھر ارتغون کو مخاطب کیا۔

''ارتغون! میں تجھے پہلے حملہ آور ہونے اور پہلے وار کرنے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔ اس کے بعد شاید تجھے ایسا کرنے کا موقع نہ ملے۔''

ارتغون نے فرناک کی اس پیش کش سے فوراً فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ وہ فوراً حرکت میں آیا۔ تاریکی کے پردے میں ملفوف بیزاری اور نفرت کی لہروں، آندھیوں کے سبُک رو کاروانوں میں دہکتی پراسرار قوتوں اور ذہن کے خالی کشکول میں فرقتوں کے سیاہ اندھیرے بھرتی کرب کی کھولتی شعاعوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

فرناک کچھ دیر تک بڑے خوش کن اور بڑے آسودہ انداز میں ارتغون کے حملوں کو روکتا رہا۔ ابھی تک اس نے اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود رکھا ہوا تھا۔ جبکہ ارتغون یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ جارحیت پر نہیں اتر سکے گا۔ زیادہ دیر تک اس کے حملوں کے سامنے اپنا دفاع نہیں کر سکے گا۔ جرموس کی طرح اس کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور اپنی شکست

قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا۔ پھر ایک بار ارتغون کا وار اپنی تلوار پر روکنے کے بعد فرناک نے اپنی تلوار کو ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے ارتغون کو پیچھے ہٹایا۔ اس کے بعد ارتغون کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

''ارتغون! میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ تو لمحوں کے خونی غبار، اندھے بگولوں اور صحراؤں میں دفن کر دینے والی صرصر کی طرح مجھ پر حملہ آور ہو گا اور میرے لئے پیچیدگیاں اور مسائل کھڑے کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن تیرے حملوں میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے تو یہ اندازہ لگایا ہے کہ تیرے وار حرف وصورت کے سایوں اور قافلوں کی گرد جیسے بے ضرر، تیرے حملے ٹوٹے خوابوں کی کرچیوں اور افسردہ دلوں کے وسوسوں سے بھی زیادہ نرم اور بے روک ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، اس کے بعد انتہائی ہولناک اور کرب خیز انداز میں وہ ارتغون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ارتغون! میں نے اب تک تمہارے حملوں کے سامنے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا ہوا تھا۔ میں اب اپنے دفاع کی عبا اتار پھینکنے لگا ہوں۔ میں جارحیت پر اتروں گا اور پھر تمہیں بتاؤں گا کہ تیغ زنی کا ہنر کہاں کہاں سے نکل کر چاروں طرف موت کی دھند کھڑی کرتا ہے۔''

فرناک کے ادا کئے ہوئے یہ الفاظ سب نے سنے تھے اور یہ الفاظ سن کر سائرس خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اس کی چھاتی تن گئی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے فرناک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس موقع پر گوبارو نے اپنے قریب ہی بیٹھے اپنے بیٹے لازار کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''لازار! میرے بیٹے! ہمارا سالار جرموس چند لمحے بھی ارتغون کے سامنے نہیں نکال سکا۔ جبکہ فرناک نے دیکھو کافی دیر تک اس کے حملوں کو روکا ہے اور اب اس نے اس پر واضح کر دیا ہے کہ وہ اب تک صرف دفاع تک محدود تھا، جارحیت پر نہیں اترا۔ یہ بڑا کمال کا اور بے مثل اور بے نظیر نوجوان ہے۔ کاش! جرموس کی جگہ یہ میرے لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ ہوتا۔''

لازار سے ہٹ کر گوبارو نے اپنی بیٹی ایزت کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"میری بچی! فرناک کی جرأت مندی، دلیری، شجاعت کو دیکھتے ہوئے میرے دل میں یہ ہولنا کیاں، یہ کرب اٹھ رہا ہے کہ کاش تُو نے فرناک کی اس وقت توہین نہ کی ہوتی جب وہ سائرس کا قاصد بن کر ہمارے ہاں آیا تھا۔ کاش تُو نے اسے اپنے قصر کے صحن میں اونٹوں کے بالوں کے بنے ہوئے پاؤں صاف کرنے والے گدے پر بیٹھنے کی پیشکش نہ کی ہوتی۔ یہ اس کے اخلاق کا کمال تھا کہ اس نے گدے کو بھی استعمال نہیں کیا بلکہ ننگی زمین کی پیٹھ پر بیٹھ گیا۔ میری بیٹی! تُو نے اس سے معافی مانگی لیکن اس نے تجھے معاف نہیں کیا۔ میں پھر تجھ سے اس بات کی خواہش رکھوں گا کہ تُو اس سے معافی مانگ۔ ایسے نوجوان زندگی کے موڑ پر کہیں کہیں ملتے ہیں، نایاب ہوتے ہیں......"

یہاں تک کہتے کہتے گوبارو کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ ارتغون سے گفتگو کرنے کے بعد فرناک پیچھے ہٹا تھا۔ شاید اب وہ نئے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے جارحیت کرنے لگا تھا۔

اس کے بعد فرناک اپنی ردا سمیٹتی روشنی کی کرنوں، خوف بھری شکنوں کے نقش و نگار کی طرح حرکت میں آیا۔ سکون و عظمت کی متلاشی لہروں اور رزم گاہوں کی بھڑکتی آگ کی طرح اس نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اس کے بعد وہ قہرمانیہ کی سنسنی خیزیوں میں آتش و برق کے سنگم، موت کے قہقہوں میں حزن و ملال کی حدت، درد کا درماں، دل کا قرار لوٹتی گرم جواں خودشناسی و خودنگہداری اور درد و فرقت کے پیوند لگاتے غموں کے نئے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب فرناک یکسر ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جس وقت اس نے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا ہوا تھا اس وقت اس کی حالت اور تھی۔ اب لگتا تھا اس کی کیفیت اپنی انتہا کی غضب ناکیوں پر اتر گئی ہو۔ تیزی سے حملہ آور ہوتے ہوئے اس کے ضرب لگانے کے انداز میں نفرت کے طوفانوں اور عناد کی آگ کی سی شدت تھی۔ دہکتی آگ کی طرح وہ ارتغون کے دل پر ذلت و نفرت بھری داستانیں رقم کرنے کے عزائم کر رہا تھا۔

فرناک نے چونکہ شروع میں ارتغون کو پہلے حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کیا تھا۔ ارتغون اس پر حملہ آور ہوتا رہا۔ کچھ دیر تک اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھتے ہوئے فرناک نے اس کے حملوں کو روک دکھایا تھا۔ اب جب جارحیت پر اترتے ہوئے فرناک نے اس پر تیز طوفانی حملے شروع کئے تب زیادہ دیر تک ارتغون اس کے سامنے ٹھہر کر اور جم کر مقابلہ نہ کر سکا۔ پھر جوں جوں وقت گزرنے لگا، اس پر تھکاوٹ کے آثار نمو...

ہونے لگے۔

بہت جلد اس کی حالت بے سنگِ میل راستوں، شوریدہ سر تشنگی، سرابوں کے فاصلوں میں درد کی کسک اور غمِ بہار کے ویرانوں میں مجبور رد تے اشجار جیسی ہوگئی تھی۔

ایک موقع پر اسے جب چکمہ دے کر فرناک نے اپنی تلوار اس کی تلوار سے ٹکرائی، ساتھ ہی اس نے خوب قوت کے ساتھ اسے جھٹکا دیا تو ارتغون لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ لیکن ڈھال اس کے پاس ہی رہ گئی تھی اور وہ بڑی بے بسی کی حالت میں زمین پر گرنے کے بعد لاچارگی کی حالت میں فرناک کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

فرناک ذرا فاصلے پر ہی کھڑا رہا۔ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابھی سے تم پر شکستگی اور خستگی طاری ہونے لگی ہے۔ ذرا اپنی ذات کا جائزہ لے، تُو بے ضبط تحریروں، بے سود جستجو، تشنہ دہن مسافر اور پت جھڑ کے مارے پیڑوں سے بھی بدتر ہو رہا ہے۔ تیری حالت سے لگتا ہے کہ میرے تیز حملوں نے تیری حالت کاہی لگے ساحلوں کی سی کر دی ہے۔ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تیرا چہرہ بتاتا ہے کہ تُو بے حسی کی شاہراہ، پُر تھکن راستوں کے غبار اور ٹوٹے پھوٹے ولولوں سے بھی ابتر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ دیکھ، میں تیرے نزدیک نہیں آیا۔ ذرا فاصلے پر ہی کھڑا ہوں۔ تم سے ذرا دائیں جانب تمہاری تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گری ہے۔ اٹھو! اب تلوار اٹھاؤ۔ ایک بار پھر میرے ساتھ ٹکرا کر اپنا بخت آزمانے کی کوشش کرو۔"

ارتغون لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی تلوار کی طرف نہیں بڑھا بلکہ ایک دم اپنی بغل کے اندر سے اس نے ایک خنجر نکالا اور اپنا ہی خنجر اس نے اپنے سینے میں گھونپ دیا تھا۔ اس کے ایسا کرنے سے اس کے جسم سے خون کا فوارہ بہہ نکلا تھا اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا تھا۔

اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے فرناک اور ہارپیگ اس کی طرف لپکے۔ اتنی دیر تک نشستوں پر بیٹھے ہوئے ٹیلوں سے آنے والے اس کے ہم وطن بھی اس کی طرف آ گئے تھے۔ آگے بڑھ کر فرناک نے اسے اپنی گود میں سمیٹا۔ کہنے لگا۔

"تُو نے یہ بہت برا کیا۔ جب دو تیغ زنوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک کو تو زیر ہونا ہی ہوتا ہے۔"

اس موقع پر سائرس اور گوبارو بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر وہاں آ گئے تھے۔ فرناک کے

ان الفاظ کے جواب میں ڈوبتی آواز میں ارتغون کہنے لگا۔

''تیغ زنی کے مقابلے میں آج تک مجھے کسی نے زیر نہیں کیا۔ نہ ہی کسی نے میرا گھمنڈ توڑا نہ میری انا پر کسی نے ایسی ضرب لگائی جیسی تُو نے آج لگائی ہے۔ چونکہ میں آج تک شکست سے دوچار ہوا ہی نہیں ہوں لہٰذا تمہارے ہاتھوں شکست میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور شکست کے بعد میں زندہ رہنا پسند نہیں کرتا۔''

ارتغون جب خاموش ہوا تب اس کا سر اپنی گود میں لیتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

''میرے عزیز! یہ تو ایک مقابلہ تھا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ تُو اتنا حساس شخص ہے کہ اپنی شکست کو برداشت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے تیرے جذبات کا علم ہوتا تو قسم زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے رب کی، میں تیرے ہاتھوں خود اپنی شکست قبول کر لیتا۔ پر تجھے موت کی طرف نہ جانے دیتا۔''

فرناک کی یہ گفتگو سن کر سب متاثر ہو رہے تھے۔ آمیتش، ایزت اور ان کا بھائی سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس موقع پر ارتغون نے کچھ دیر تک بڑے پُرشوق انداز میں فرناک کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''میں نے آج تک تجھ جیسا تیغ زن، تجھ جیسا جواں ہمت، تجھ جیسا شجاع شخص نہیں دیکھا۔ کاش........''

اس سے آگے ارتغون کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ ختم ہو گیا۔

اس موقع پر قریب کھڑی سائرس کی بیوی آمیتش اپنے پہلو میں کھڑی اپنی چھوٹی بہن ایزت کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''ایزت! کبھی کبھی انسانی نگاہ سے گرا ہوا بے بس انسان بھی اپنی کارگزاری، اپنی ہمت و شجاعت کے بل بوتے پر آسمان کی رفعتوں کو چھونے لگتا ہے۔ کیا یہ وہی فرناک نہیں ہے جسے تُو نے اپنے مرکزی شہر شوش میں بٹھانے کے لئے پاؤں صاف کرنے والا گدا پیش کیا تھا جس وقت وہ سفیر بن کر ہمارے ہاں آیا تھا۔ تم نے اس کی بے عزتی، اس کی دل شکنی کے لئے ایسا کیا۔ لیکن وہ ایسا باکمال، ایسا فراخ دل نکلا کہ اس نے تیرا پیش کردہ وہ گدا بھی استعمال نہ کیا۔ زمین کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ گیا۔ آج دیکھ، زمین کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے والا وہ نوجوان اس وقت سائرس ہی نہیں سارے سالاروں اور اُمراء کی آنکھ کا تارا بنا ہوا ہے۔''

محمد طارق اقبال

پاکستانی



کراوش اپنے اور فرناک کے لئے کچھ چیزیں خریدنے کے لئے سارڈس شہر کے بازار کی طرف گیا ہوا تھا۔ جبکہ فرناک اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا کہ خیمے کے دروازے پر درمیانی عمر کی ایک خاتون نمودار ہوئی جو اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک خاصا بڑا طشت اٹھائے ہوئے تھی۔ وہ خیمے کے دروازے پر رکی، طشت تھامے ہی تھامے اپنی گردن کو اس نے تھوڑا سا خم دیا، اس کے بعد فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟''

اس موقع پر فرناک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔

''خاتون! میں نہیں جانتا تُو کون ہے اور یہ تُو اپنے دونوں ہاتھوں میں کیا اٹھائے ہوئے ہے۔ اب تُو نے خیمے میں داخل ہونے کی اجازت مانگی ہے تو آ جا۔''

وہ خاتون آگے بڑھی۔ فرناک کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اس موقع پر فرناک نے اپنے ہاتھ سے اس طشت کی طرف اشارہ کیا جو وہ خاتون اٹھائے ہوئے تھی۔ پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

''خاتون! تُو کون ہے؟ اور یہ تُو اپنے ہاتھوں میں کیا اٹھائے ہوئے ہے؟''

اس خاتون کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگی۔

''شاید اس سے پہلے آپ نے مجھے شوش شہر یا لشکر میں نہیں دیکھا۔ میرا نام رجینا ہے اور میں عیلام کے بادشاہ گوبارو کی بیٹی ایزت کی خادمہ ہوں۔ آپ نے آج جو ارتغون نام کے جوان سے مقابلہ جیتا ہے تو یہ مقابلہ جیتنے کی خوشی میں گوبارو کی بیٹی ایزت نے آپ کے لئے کچھ چیزیں بھجوائی ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ انہیں قبول کر لیں گے۔''

فرناک کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اپنی نشست پر وہ بیٹھ گیا اور

کہنے لگا۔

''خاتون! بیٹھو۔ کھڑی رہ کر مجھے گناہگار نہ کرو۔ جو چیزیں تم لے کر آئی ہو، میں دیکھتا ہوں وہ کیا ہیں۔''

رجینا نام کی وہ خاتون بیٹھ گئی۔ پھر وہ طشت جو وہ اٹھائے ہوئے تھی اس کے اوپر جو سفید رنگ کا خوب صورت پھولوں والا وہ کپڑا ڈالے ہوئے تھی، اس نے جب ہٹایا تو طشت کے اندر بہت سی چیزیں چمکنے لگی تھیں۔

''یہ سب کیا ہے.......؟'' بڑے غور سے رجینا کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک نے پوچھ لیا تھا۔

رجینا نے سہمی سہمی سی ایک نگاہ فرناک پر ڈالی، پھر کہنے لگی۔

''اس طشت کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی تفصیل میں آپ سے کہہ دیتی ہوں۔ اس کے بعد جو پیغام میں آپ کے نام لے کر آئی ہوں وہ بعد میں پیش کروں گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رجینا دم لینے کے لئے رکی، پھر دوبارہ بول اٹھی۔

''محترم فرناک!........''

رجینا یہی الفاظ ادا کرنے پائی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے فرناک بول اٹھا۔

''خاتون! میں ان چیزوں کا خود ہی جائزہ لے لیتا ہوں۔ تمہیں کچھ بتانے اور کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اس کے بعد فرناک طشت میں رکھی ہوئی چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔

ان میں تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے بازو پر پہننے والے موٹے چمڑے کے جوشن تھے۔ جن پر سونے کے پترے اور کناروں پر سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ ان دو جوشنوں کے علاوہ طشت کے اندر گھوڑوں کو ہانکنے کے لئے ایک خاصی بڑی اور وزنی سونے کی مہمیز تھی۔ ان کے ساتھ گھوڑے کے لئے چاندی کے چار نعل تھے۔ ساتھ ہی دو انتہائی خوب صورت خنجر رکھے ہوئے تھے جن کے دستے سارے کے سارے سونے کے تھے جن کے اندر جگہ جگہ جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی دوہری تہری کی ہوئی کمر پر باندھنے کے لئے ایک پیٹی تھی اور اس پر بھی کئی جگہ سونے کا کام کیا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ ہی دونوں کندھوں پر چڑھانے کے لئے سونے کے خول رکھے ہوئے تھے۔

اری چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد فرناک کچھ دیر تک گہری سوچوں میں کھویا رہا۔ اسکے بعد رجینا نے طشت کے اوپر سے جو کپڑا ہٹا کر ایک طرف رکھا تھا، ہاتھ آگے بڑھا

کر فرناک نے وہ کپڑا پھر پھیلا کر طشت کی ان چیزوں پر ڈال دیا۔ ساتھ ہی رجینا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم نے خیمے میں داخل ہوتے وقت کہا تھا کہ تم قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو کی بیٹی ایزت کی طرف سے آئی ہو۔ اب کہو! ان چیزوں کا کیا راز ہے؟ یہ کس کے لئے بھیجی گئی ہیں؟''

ہلکا سا تبسم رجینا کے چہرے پر نمودار ہوا، پھر کہنے لگی۔

''جب میں آپ کے خیمے میں آئی ہوں تو یہ چیزیں آپ ہی کے لئے ہیں۔ ایزت تو اس بات کا انتظار کرتی رہی ہے کہ کب آپ کا ساتھی کراوش خیمے سے نکلے تو وہ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کرے۔''

تلخ سی مسکراہٹ فرناک کے چہرے پر نمودار ہوئی۔ کہنے لگا۔

''لگتا ہے گوبارو کی بیٹی پھر کسی سمت بھٹکنے لگی ہے۔ ابھی گفتگو کے دوران تم نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ چیزیں دکھانے کے بعد تم ایزت کا کوئی پیغام مجھے سناؤ گی۔''

رجینا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کا کہنا درست ہے۔ میں واقعی ایزت کی طرف سے آپ کے نام ایک پیغام لے کر آئی ہوں۔ میں طوالت میں نہیں جاؤں گی۔ مختصر یہ کہوں گی کہ جو پیغام ایزت نے مجھے دے کر بھیجا ہے، جو الفاظ اس نے استعمال کئے تھے، میں وہ الفاظ تو استعمال نہیں کر سکتی پر آپ پر اتنا انکشاف کرتی ہوں کہ گوبارو کی بیٹی ایزت آپ کو چاہنے، آپ سے محبت کرنے لگی ہے۔ اسی محبت، اسی چاہت کے تحت اس نے یہ چیزیں آپ کے لئے بھجوائی ہیں آپ نے جو مانے ہوئے تیغ زن ارتغون کو شکست دی تھی تو آپ کی اس تیغ زنی، ہنرمندی، آپ کی شجاعت اور دلیری سے متاثر ہو کر ایزت آپ کی طرف مائل ہوئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ آپ سے نفرت کا اظہار کرتی رہی ہے۔ اب تو اس کی باتوں، اس کے اٹھنے بیٹھنے میں آپ کے لئے دور دور تک نفرت کا کہیں نشان نہیں۔ آپ کے لئے اب اس کے دل، اس کے شعور میں محبت اور چاہت کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

فرناک تھوڑی دیر تک دھیمے دھیمے انداز میں گردن جھکا کر مسکراتا رہا، اس کے بعد اس نے گردن سیدھی کی اور رجینا کو مخاطب کرتے ہوئے گونجتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

''رجینا خاتون! واپس جا کر اپنی مالکن ایزت سے کہنا کہ میں کبھی غلام تھا۔ اب بھی ایزت کی نگاہوں میں غلام جیسا ہی ہوں۔ چنانچہ غلام تو ویران موسموں میں تخریب کے

پیاسے ارادوں، اعضاء شکن بخار، دکھ کے کنوئیں میں جلتی بے کار خواہشوں اور شام کے لباس میں موت کے اثاثے اور ویران نگر کے بے مسافت سفر میں پانی کو ترستے خشک آوارہ بادلوں سے بھی کم مایہ اور بے وقعت ہوتے ہیں۔

گوبارو کی بیٹی سے جا کر کہنا ہم لوگ زندگی کی بہری گلیوں میں اُداس رُتوں کی زرد چادر سے بھی ابتر ہوتے ہیں۔ ہماری طرف مائل ہونے سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میری طرف سے اسے یہ بھی پیغام دینا کہ جس راہ پر وہ چل نکلی ہے ان راہوں پر اس کی منزل نہیں ہے۔ ان راہوں پر اگر وہ ان دیکھی خوشیوں کی جستجو کرے گی تو زرد پتوں کی داستانوں میں کھو جائے گی۔ گم گشتہ ستاروں کی تلاش میں جائے گی تو وقت کے اندھیارے غاروں میں راہ گم کردہ کسی مسافر کی طرح ہو جائے گی۔ شعلہ زاروں میں سلگتی چاندنی کے پیچھے بھاگے گی تو غم دہر کے ویرانوں میں بھٹک جائے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''رجینا خاتون! گوبارو کی بیٹی سے جا کر کہنا، میں غلام ہوں۔ اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ میں اس قابل ہوں کہ اونٹوں کے اس بدنما گدے پر بٹھایا جاؤں جس سے لوگ اپنے جوتے صاف کرتے ہیں۔ اسے کہنا، ناکامی اور اندھیروں کے پیچھے نہ بھاگے۔ کسی ایسے نوجوان کو تلاش کرے جو اس کے لئے خواب ضیاء میں شبنم برساتی لہجے کی تابناکی مہیا کرے۔ جو جھومتے نجوم کی روشنی کے نگر میں اس کے لئے ستاروں کے ترانوں، دل بستگی کے خزانوں میں بہاروں کے افسانوں کا اہتمام کرے۔ میرے پاس کیا ہے؟ ماضی کا غلامی بھرا دور اور سسکتا ہوا حال۔ اُس سے کہنا ہم لوگ خزاں ہیں۔ خزاں کے پیچھے بھاگے گی تو زیست کے بہرے کوچوں اور زندگی کی گونگی گلیوں میں اُداسی کی زرد چادر لئے شکستہ صداؤں میں تمام ہو کر رہ جائے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، کچھ سوچا، پھر دوبارہ رجینا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''رجینا خاتون! تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں ایک بہن کی سی ہے۔ اس لئے کہ تم بھی ایسے دور سے گزر رہی ہو جس دور سے کبھی میں گزرا تھا۔ لہٰذا میری نگاہوں میں تمہاری عزت، تمہارا وقار ہے۔ اب تم اُٹھو، یہ طشت واپس لے جاؤ اور گوبارو کی بیٹی ایزت سے کہنا کہ آئندہ ایسی کوئی حرکت کرنے کی کوشش نہ کرے۔''

رجینا خاتون سنجیدہ ہو گئی تھی۔ طشت اس نے اٹھایا اور چپ چاپ خیمے سے باہر نکل

گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایزت کے خیمے میں داخل ہوئی۔ خیمے میں اس وقت ایزت اور اس کی بڑی بہن آمیتش دونوں بڑی بے چینی سے خیمے کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ شاید ان دونوں کو رجینا خاتون ہی کی واپسی کا انتظار تھا۔ ان دونوں بہنوں نے شاید طشت میں سجا کر وہ چیزیں اس وقت بھیجی تھیں جب ان کا باپ اور بھائی دونوں خیمے کے اندر موجود نہیں تھے۔ چنانچہ رجینا جب خیمے میں داخل ہوئی تو دونوں بہنیں چونکتی ہوئی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر انتہائی بے تابی اور بے چینی میں رجینا کو مخاطب کرتے ہوئے ایزت نے پوچھ لیا۔

''رجینا! انہوں نے میرے پیغام کا کیا جواب دیا؟''

اس موقع پر آمیتش اُداس، افسردہ اور سنجیدہ کھڑی تھی۔ قبل اس کے کہ رجینا کوئی جواب دیتی، ایزت کو مخاطب کر کے آمیتش کہنے لگی۔

''جو طشت تُو نے سجا کر بھیجا تھا اور اس پر پھولوں والا خوب صورت کپڑا ڈالا تھا ذرا اس طشت کی طرف تو دیکھ۔ اس میں ساری چیزیں میرے اندازے کے مطابق ویسی کی ویسی رکھی ہیں۔ پھر بھی تُو پوچھتی ہے کہ تیرے پیغام کا جواب فرناک نے کیا دیا؟''

ایزت بھاگنے کے انداز میں آگے بڑھی۔ طشت کے اوپر سے جب اس نے کپڑا ہٹایا اور طشت کے اندر ساری چیزیں اس نے دیکھیں تو لمحہ بھر کے لئے اُداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک رجینا نے طشت نیچے رکھ دیا تھا۔ پھر ایزت کے استفسار پر جو رجینا کی گفتگو فرناک سے ہوئی تھی وہ اس نے آمیتش اور ایزت سے کہہ دی تھی۔

اس کے بعد معاملے کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے رجینا خیمے سے باہر نکل گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد آمیتش جس نشست سے اُٹھی تھی، اُسی نشست پر بیٹھ گئی۔ ایزت بھی اپنی نشست پر ہو بیٹھی تھی۔ اس موقع پر غور سے ایزت کی طرف دیکھتے ہوئے آمیتش بول اُٹھی۔

''ایزت! جس وقت تم یہ چیزیں بھجوانے لگی تھیں اس وقت بھی میں اس حق میں نہیں تھی کہ تم اتنی جلدی فرناک کی طرف مائل ہو جاؤ۔ تمہیں یہ کام آہستہ آہستہ کرنا چاہئے تھا۔ تمہارے اور اس کے درمیان نفرت، بیزاری اور اختلافِ رائے کی ایک کڑی چٹان کھڑی ہے اور ہر چٹان کو ایک ہی جھٹکے میں گرا مارنا میری بہن! اتنا آسان نہیں ہے۔ تجھے چاہئے تھا کہ اپنی محبت، اپنی چاہت کی ضربیں بیگانگی کی اس چٹان پر آہستہ آہستہ

لگاتی۔ نفرت کی اس چٹان کو تدریجی انداز میں ریزہ ریزہ کرتی تو شاید تُو فرناک کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو جاتی۔ لیکن پھر بھی تیرے ایسا کرنے کے لئے راستے میں ایک اور چٹان بھی کھڑی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد آمیتش کچھ دیر کے لئے رُکی۔ پھر دوبارہ ایزت کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”اب بھی وقت ہے، جس راستے پر تم چل نکلی ہو، وہاں سے قدم ہٹا لو۔ ان راستوں پر تمہاری منزل نہیں ہے۔ جن اندھیری غاروں میں سے نکلتے ہوئے تم آگے بڑھنا چاہتی ہو ان غاروں سے آگے تمہارے لئے روشنی کا کوئی پیغام نہیں ہے۔ جہاں تم نے اپنی منزل کا تعین کیا ہے اس کی طرف اگر تاریکیوں میں بڑھو گی تو یاد رکھنا اس منزل تک کوئی ستارہ تمہاری راہ نمائی نہیں کرے گا۔ لوٹ آؤ۔ جن راستوں پر تم چل نکلی ہو، وہاں تمہارے لئے ناکامیاں ہی ہیں۔ تم نہیں رکو گی تو یاد رکھنا! پت جھڑ کے مارے پیڑوں میں تشنہ دہن مسافر کی طرح غمِ دوراں میں افکار و نظریات کے ماتم کا شکار ہو کر رہ جاؤ گی۔“

جب تک آمیتش بولتی رہی، ایزت بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ آمیتش کے خاموش ہونے پر وہ بول اٹھی۔

”آمیتش! میری بہن! میں تمہارے نظریات، تمہارے خیالات سے اتفاق نہیں کرتی۔ میرا نام ایزت ہے۔ میری آنکھوں کی چکا چوند میرے جوان اور خوبصورت نقوش میری نگاہوں کی چمک میرے ہونٹوں کی شبنم میرے رخساروں کے گلاب اور مردوں کے ذہن پر جنون طاری کرنے والے میرے اعضاء و جوارح اور میرے شباب کا طلسم ضرور فرناک کو میری طرف مائل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ میں تدریجی سفر کی قائل نہیں ہوں۔ میری بہن! تم دیکھنا، عنقریب میں اپنی منزل حاصل کر لوں گی۔ اپنی منزل پر کھڑی ہو کر تمہیں اپنی کامیابی کی نشاندہی کروں گی۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہتی ہوں کہ بہت جلد وہ وقت آئے گا جب یہی فرناک میرے حُسن کا نقاش، میرے جمال کا ترجمان، میری محبت کا نباض، میری چاہت کا نقیب، میری خوب صورتی کی شمع کا پروانہ اور میرے گلاب گالوں کا بھنورا بن کر میری طرف لپکے گا۔ آج اگر وہ مجھ سے بے اعتنائی برت رہا ہے تو یاد رکھنا بہت جلد وہ مجھے اپنی خواہشوں کی میان، اپنے پیار کی تقلید، اپنی زیست کی تقدیر اور اپنی آرزوؤں کا سنگ میل سمجھ کر میری طرف مائل ہو جائے گا۔“

ایزت جب خاموش ہوئی تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آمیتش کہنے لگی۔

''یہ سب زبانی جمع خرچ کی باتیں ہیں۔ ان کے اندر کوئی عملی چارہ جوئی نہیں ہے۔ اور میں ان پر یقین بھی نہیں رکھتی۔ اور ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ یہ جو تم اپنے شباب کے طلسم، اپنے حُسن کے نقوش پھیلانے کی باتیں کرتی ہو یہ اب کم از کم فرناک کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ فرناک کی طرف بڑھنے کے لئے تمہارے راستے میں ایک ایسی چٹان ہے جسے تم کسی بھی صورت پھلانگ نہیں سکتی ہو۔''

''کیسی چٹان؟'' آمیتش کی طرف دیکھتے ہوئے ایزت نے پوچھ لیا۔

آمیتش نے ایزت کی طرف گھورنے کے انداز میں دیکھا، کہنے لگی۔

''کیا تم یہ فراموش کر گئی کہ یہاں تیمرس بھی رہتی ہے۔ وہ خوب صورتی، حُسن و جمال، کشش و جاذبیت میں کسی بھی طور تم سے کم نہیں ہے۔ اگر وہ تم سے زیادہ خوب صورت نہیں ہے تو تم سے کم بھی نہیں ہے۔ اور پھر تم نے اس کا قد کاٹھ دیکھا؟ جہاں تک میں سمجھتی ہوں، عمر میں بھی تم سے چھوٹی ہے۔ ان سب چیزوں کو اگر فراموش بھی کر دیا جائے تو پھر سب سے بڑی بات یہ کہ وہ فرناک کی طرف مائل بھی ہو چکی ہے اور میرا اندازہ ہے کہ یقیناً فرناک بھی اسے اپنے دل میں جگہ دے چکا ہوگا۔ بلکہ ایک موقع پر تو بھائی سائرس نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ یقیناً یہ تیمرس فرناک کو اور اس کی چچا زاد بہن سرینا فرناک کے ساتھی کراوش کو پسند کرنے لگی ہے۔ کیا تم یہ بھول گئی کہ تیمرس اور سرینا نے انہی جذبوں کے تحت اپنا خیمہ سائرس سے کہہ کر فرناک اور کراوش کے پہلو میں نصب کرایا تھا۔ اور اب یہ معاملہ طے ہو چکا ہے کہ جہاں کہیں بھی لشکر پڑاؤ کیا کرے گا، تیمرس اور سرینا کا خیمہ فرناک اور کراوش کے خیموں کے پہلو میں نصب ہوا کرے گا۔ لہٰذا تیمرس جیسی خوب صورت اور پُرکشش لڑکی کے ہوتے ہوئے میں سمجھتی ہوں تمہاری کوئی حیثیت ہی نہیں رہ گئی۔ اس لئے کہ تمہارے اندر ایک ایسی خامی، ایک ایسا خلاء ہے جسے پُر کرنا بڑا مشکل ہے۔''

گھورنے کے انداز میں ایزت نے آمیتش کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

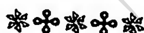
''کیسی خامی؟........ کیسا خلاء؟''

''خامی اور خلاء یہ ہے کہ ماضی میں تم فرناک کے ساتھ انتہائی بدتر سلوک کر چکی ہو۔'' آمیتش نے ایزت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔ ''اور ایسا سلوک تو غلاموں سے بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیا تم بھول گئی کہ جب وہ کراوش کے ساتھ سفیر بن کر ہمارے مرکزی شہر شوش میں آیا تھا تو تم نے اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟ اسے بیٹھنے

کے لئے وہ گدا پیش کیا جس سے ہم پاؤں صاف کر کے اپنے قالین پر چڑھتے تھے۔ لیکن اس نے وہاں بھی تمہارے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ اس گدے پر بیٹھنے کی بجائے اس نے زمین پر بیٹھنے کو ترجیح دی۔ کیا یہ تمہارے اندر خلاء و خرابی اور خامی نہیں ہے؟ اور کیا تم سمجھتی ہو کہ تم اس خلاء و خامی کو بہت جلد پُر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی؟

دیکھو میری بہن! فرناک اب غلام نہیں رہا۔ اس نے اپنے سامنے انفرادی مقابلوں میں بڑے بڑے تیغ زنوں کو دُہرا کر کے رکھ دیا۔ اب ہمارے لشکر میں نہ اس جیسا کوئی تیغ زن ہے اور نہ کوئی ایسا سالار جو سائرس کی نگاہوں میں اس قدر سما گیا ہو جس قدر فرناک سمایا ہے۔ پھر اب تو سائرس اسے اپنا بیٹا کہتا ہے۔ یہ سوچو کہ وہ شخص جو تمہاری نگاہوں میں کبھی غلام تھا اور جو اب سائرس کا بیٹا ہے کیا تمہارے ماضی کے رویے کو سامنے رکھتے ہوئے اب وہ تمہیں اپنے سامنے ہیچ نہیں جانے گا؟........ایزت! اگر تم ماضی سے پیچھا چھڑا بھی لو، ماضی میں جو تم نے اس کے ساتھ برا اور ناروا سلوک کیا ہے، اگر فرناک اس سلوک کو بھول جائے، فراموش بھی کر دے تب بھی میرا اندازہ ہے تم اپنی منزل پر نہیں پہنچ پاؤ گی۔ اس لئے کہ پھر تمہارے اور تیمرس کے درمیان دوڑ شروع ہو جائے گی۔ اب میرا دل ہی نہیں میرے اندازے بھی کہتے ہیں کہ اس دوڑ میں تم ناکام، تیمرس کامیاب رہے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد آمیتش خاموش ہو گئی۔ ان باتوں کا جواب ایزت دینا ہی چاہتی تھی کہ اسی لمحے خیمے میں گوبارو اور اس کا بیٹا لازار داخل ہوئے لہٰذا دونوں بہنیں خاموش ہو گئی تھیں۔





سارڈس شہر میں چند روز قیام کرنے کے بعد سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ اب وہ آس پاس کے شہروں اور آبادیوں کا معائنہ کرنا چاہتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے ملطیہ شہر کا رخ کیا۔ اس سفر میں کرزوس بھی اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا۔

ملطیہ کے آس پاس کے بہت سے علاقے، شہر اور قصبے خود مختار تھے۔ وہ کبھی کرزوس کے تحت نہیں رہے تھے۔ چنانچہ اس سفر میں سائرس مشہور تاریخی شہروں افیسس، فاکیہ اور طیوس کے پاس سے گزرتا ہوا آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ وہ جنوب کی سمت دریائے مینڈرک کے کنارے جا پہنچا۔ جس جگہ سائرس دریا کے کنارے پہنچا وہاں دریا پیچ و خم کھاتا ہوا دور تک بہتا چلا گیا تھا اور اس کے کنارے کنارے چلتے ہوئے سائرس اپنے لشکر کے ساتھ پرانے اور تاریخی شہر ملطیہ جا پہنچا۔

ملطیہ جہاں پر خشکی ختم ہو جاتی تھی، سمندر شروع ہوتا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہاں سائرس ایک ایسی وادی میں اُترا جس کی فضا ہر وقت روشن اور تابناک رہتی تھی۔ یہ وادی دو پہاڑوں کے بیچ میں تھی جس پر سیڑھیاں یا پڑیاں کاٹ کر ان پر باغ لگائے گئے تھے۔ سائرس جب ملطیہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے بلاحیل و حجت اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے کرزوس کو کبھی اپنا بادشاہ تسلیم نہیں کیا تھا۔

سائرس جب ملطیہ پہنچا اور وہاں کے معزز لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے سائرس پر انکشاف کیا کہ ملطیہ میں صرف فلسفی اور علماء رہائش رکھتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر سائرس نے یہ بھی محسوس کیا کہ ملطیہ اور آس پاس کے شہروں کے حاکم جو قانون ان کے ہاں رائج تھا اس پر خود بھی عمل کرتے تھے اور شہر کے باشندوں کو بھی اس کی پیروی پر مجبور کرتے تھے۔

ملطیہ شہر پہنچ کر وہاں کے رہنے والوں اور بوڑھے بزرگوں سے سائرس کو یہ بھی پتہ چلا کہ وہاں کے لوگوں کی تاریخی روایات اس کے سوا کچھ نہ تھیں کہ وہ آزادی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد مغرب کی طرف سے ایک جزیرے کریٹ سے نقل وطن کر کے جہازوں کے ذریعے سفر کرتے ہوئے وہاں پہنچے تھے۔

ملطیہ کے لوگ فخریہ کہتے تھے کہ ہم ماضی کی یادوں میں کھوئے رہنا پسند نہیں کرتے۔ ہماری نظریں تو مستقبل پر ہیں اور یہ مستقبل ان کے کارناموں سے بنے گا جو وہ انجام دیں گے۔ ان کی حالت دیکھتے ہوئے سائرس کو کسی قدر یہ بھی شک ہوا کہ یہ لوگ ترقی نہیں کر پائیں گے۔ اس لئے کہ ان کے بازاروں میں پرانی طرز کے ٹھیلے چل رہے تھے اور ان کے گھوڑوں کے ساز بھی انتہائی پرانے اور بوسیدہ قسم کے تھے۔ اس کے علاوہ سائرس نے یہ بھی دیکھا کہ وہ قدیم آرامی زبان بولنے والے قبائلوں کی طرح بھیڑ کے بچے کی کھال پر لکھنے پڑھنے کا کام لیتے تھے۔ دوہرے پھل کی کلہاڑی استعمال کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ اوزار انہیں مشرق سے آنے والے لوگوں نے مہیا کئے تھے۔

اس کے علاوہ ملطیہ کے لوگ اپنے ہاں مصریوں کی دھوپ گھڑی بھی استعمال کرتے تھے۔ ان گھڑیوں میں لوہے کی چھڑی لگی ہوتی تھی جس کے سائے کی حرکت سے وقت معلوم کیا جاتا تھا۔ اس کا رخ شمال کی طرف ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاورہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق دنیا کا ایک نقشہ بھی بنا رکھا تھا۔

اس شہر میں چونکہ سب فلسفی اور عالم ہی رہتے تھے لہٰذا ان کی باتیں سننے میں سائرس اور سالاروں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ وہاں پڑاؤ قائم کر دیا گیا۔ شہر کے امراء اور عالم سائرس کے گرد جمع ہو گئے تھے اور دورانِ گفتگو سائرس پر وہاں کے عالموں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ان کے ہاں کچھ لوگوں نے ایسے نازک آلات بھی بنا لئے تھے جن سے وہ سیاروں کی چال کا مشاہدہ کرتے تھے۔

اس کے علاوہ وہاں کے لوگوں نے سائرس کو اپنے ایک قدیم عالم کے مقبرے کا بھی اشارہ دیا۔ اس عالم کا نام طالس تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ شروع میں وہ نمک کا تاجر ہوا کرتا تھا اور ایک بار اس نے کرزوس کی ہمراہی میں سفر بھی کیا تھا۔ اس کا مقبرہ جو سنگِ مرمر کا بنایا گیا تھا، سائرس کے لشکر کے پڑاؤ کے قریب ہی تھا۔ وہاں کے عالموں نے انکشاف کیا کہ طالس نام کے اس عالم نے بیچ بیچ حساب لگا کر اس سورج گرہن کی پیش گوئی کی تھی جس کے تحت لیڈیا اور قومِ ماد کے لشکر چالیس برس پہلے ٹکرائے تھے۔ ان عالموں کا یہ

بھی کہنا تھا کہ طالس نام کے اس عالم اور منجم نے کم و بیش چھتیس ہزار سال پہلے کے سورج گرہنوں کے مشہور و معروف دور کا تعین بھی کیا تھا۔

دورانِ گفتگو ملطیہ کے عالموں نے سائرس پر یہ بھی دلچسپ انکشاف کیا کہ زمین ایک الگ تھلگ جسم رکھتی ہے جس کے اردگرد طرح طرح کی ایسی آگ جل رہی ہے جو کبھی نہ بجھے گی۔ اس میں کبھی کبھی بیرونی کائنات دکھائی دے جاتی ہے........ ان کا دعویٰ تھا کہ اس بے کراں بیرونی خلاء میں اور اجسام بھی اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں۔ یہ اجسام نظر نہیں آتے اور ان میں خبر نہیں کتنے سال گزر جانے کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

زندگی کے بارے میں ان کا خیال یہ تھا کہ اس کا آغاز پانی سے ہوا اور یہ کم از کم کرۂ ارض پر قرنوں سے کوئی ایسی شکل اختیار کر رہی ہے جو اس کی موجودہ شکل سے بھی ارفع ہو گی۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ آدمی تدریجی انداز میں مچھلی سے انسان بنا۔ تاہم وہ سائرس کو یہ نہ بتا سکے کہ مچھلی سے انسان بننے میں کتنا وقت صرف ہوا۔

سائرس ملطیہ شہر کے لوگوں کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا۔ ملطیہ شہر کے علماء نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سائرس پر انکشاف کیا کہ سورج بڑا عظیم ہے۔ سارے دیوتاؤں سے بھی اونچا اور بلند ہے۔ آگ ملکوتی صفت رکھتی ہے۔ پانی میں کیسے جاں بخش خواص پائے جاتے ہیں........ وہاں کے فلسفیوں نے سائرس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ وہ مختلف آلات سے پیمائش کے کام لیتے ہیں اور ان پیمائشوں سے ٹھوس باتیں سامنے آتی ہیں۔

سائرس نے دل میں خیال کیا کہ ان لوگوں کے پیمائش کے تخمینوں کو ذہن نشین کرنا چاہئے۔ مگر پھر اسے خیال آیا کہ جب تک اعداد کو کہیں لکھے گا نہیں، یاد کیسے رہیں گے۔ اس بناء پر اس نے اپنے کچھ آدمیوں کو اس بات پر مقرر کیا کہ وہاں کے لوگوں کے اقوال اور ان کی اچھی باتوں کو تحریر میں لاتے چلے جائیں۔

اس موقع پر ملطیہ والوں کو مخاطب کرتے ہوئے سائرس نے پوچھا۔

''کیا تم لوگوں کے اندر کچھ ایسے دانش مند لوگ ہیں جن سے میں گفتگو کروں اور جنہیں تم پکڑ کر میرے پاس لا سکو؟''

اس پر ایک بوڑھا فلسفی سائرس کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہمارے اندر تین دانش مند تھے۔ ایک کا نام افخشی مند اور دوسرے کا نام طالس

تھا اور بدقسمتی کہ یہ دونوں مر چکے ہیں۔ تیسرا ان کا ایک واحد ہونہار شاگرد ہوا کرتا تھا۔ اس کا نام فیثا غورث ہے جو یہاں رہتے ہوئے ہر وقت تصورات میں کھویا رہتا تھا۔ ہماری بدقسمتی کہ وہ ترکِ وطن کر کے جزیرہ ساموس میں جا بیٹھا ہے۔''

ملطیہ میں قیام کے دوران سائرس نے یہ بھی جائزہ لیا کہ وہاں کے لوگوں نے اپنی فصلوں اور باغوں کو خوب آباد کر رکھا تھا۔ وہ پہاڑی چشموں کا پانی نلوں کے ذریعے باغوں میں پہنچاتے تھے جبکہ ایرانی آب رسانی کے اس طریقے سے بالکل ناواقف تھے۔ چنانچہ ان سے خراج وصول کرنے کی بجائے سائرس نے انہیں مزید رقم مہیا کی اور ان سے کہا کہ وہ اپنے آب پاشی کے نظام کو مزید بہتر بنائیں تاکہ ان کی پیداوار میں اضافہ ہو اور وہ خوش حال ہو جائیں۔

سائرس نے چند روز تک ملطیہ میں قیام کیا اور جس روز وہ وہاں سے رخصت ہونے لگا، لیڈیا کا سابق بادشاہ کرزوس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ نے اس زمین اور یہاں کے لوگوں کو کیسا پایا؟''

جواب میں سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''جہاں تک میں ان لوگوں کو جان سکا ہوں، اس کے مطابق یہاں جو یونانی آباد ہیں جن میں سے بعض کو تو خریدا جا سکتا ہے مگر سب کو نہیں خریدا جا سکتا۔ البتہ ان کے اپالو کے مندروں کا عجیب حال ہے۔ اپنی طرف سے پیش گوئیاں کرتے رہتے ہیں اور انہیں اپالو کے مندر سے منسوب کر دیتے ہیں۔ ان کی پیش گوئیوں کا بھی یہ حال ہے کہ جس کسی نے بھی انہیں زیادہ قیمتی تحائف بھیجے، اس کے مطلب کی پیش گوئی کر دی جاتی ہے تاکہ وہ خوش ہو جائے۔''

ملطیہ میں چند روز قیام کرنے کے بعد سائرس نے دوسرے بڑے شہر یونیہ کا رخ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ یونیہ سے ہوتا ہوا واپس اکبتانہ یعنی ہمدان کا رخ کرے گا اور اپنی نئی مہم مشرق کی طرف سے شروع کرے گا۔ چنانچہ ابھی بہار کا موسم شروع نہیں ہوا تھا کہ سائرس نے یونیہ کا رخ کیا۔ اس کے لشکر کے اندر سامان سے لدے ہوئے جانوروں کی قطاریں بھی تھیں اور اونٹوں پر ملطیہ کے پانی کے نل بھی لدے ہوئے تھے۔ چونکہ اہلِ فارس اور اہلِ ماد پانی کے نلوں کے طریقے سے پہلے واقف نہیں تھے لہٰذا یہ طریقہ سائرس کو بڑا پسند آیا اور نمونے کے طور پر اس نے پانی کے بہت سے نل اپنے اونٹوں پر لدوا دیئے تھے۔ چنانچہ اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے سفر کرتے ہوئے سائرس نے یونیہ شہر کے

اس نے باقی سالاروں کی اس تجویز سے اتفاق نہ کیا۔ وہ اس سے پہلے اگبتانا میں رہتے ہوئے کافی معرکے سرانجام دے چکا تھا لہٰذا اس موقع پر وہ بھی سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بغاوت جنگ نہیں ہوا کرتی بلکہ صرف ایک پریشان کن ہنگامہ ہوا کرتا ہے۔ شہری اس طرح اکٹھے ہو جاتے ہیں جیسے حرارہ لیا کرتے ہیں۔ اگر آپ ان میں سے بہت سوں کو مار ڈالیں تو بقیہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اس سے ہوسکتا ہے کہ بغاوت رک جائے۔ مگر ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ نہ رکے۔ اگر آپ جانوروں کے ریوڑ کو غور سے دیکھیں تو جانوروں کے ریوڑ کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ ان کے آگے آگے جو جانور ہوتے ہیں، باقی جانور اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ اگر ان کے آگے چلنے والے جانوروں کو ریوڑ سے الگ کر دیا جائے تو پھر آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ماذری رکا، اس کے بعد سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔

''آپ بھی یہی طریقہ اپنائیں۔ آپ ایک لشکر سارڈس شہر کی طرف روانہ کریں۔ سارڈس ہمارے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ گو اس وقت تبل کو باغیوں نے گھیر رکھا ہے۔ جو لشکر آپ یہاں سے بھیجیں گے وہ تبل کے ساتھ مل کر عام لشکروں پر حملہ آور نہ ہو بلکہ باغیوں کے جو سرکردہ سالار ہیں ان کو چن چن کر ختم کر دیا جائے۔ جب وہ ختم ہو جائیں گے تو بغاوت آپ سے آپ ختم ہو جائے گی اور باقی لشکر یقیناً آپ کے حق میں ہو جائیں گے۔''

ماذری کی یہ تجویز یقیناً سائرس کو پسند آئی تھی۔ لہٰذا اپنے قریب بیٹھے ہارپیگ اور گوبارو کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''آپ لوگوں کے خیال کے مطابق اب ہمیں کیا عملی قدم اٹھانا چاہیے؟ ماذری کی تجوز تو مجھے پسند ہے۔''

اس کے جواب میں گوبارو کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی ہارپیگ بول اٹھا۔ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے ذہن میں تو اس وقت یہی بات آتی ہے کہ آپ اپنے سالار فرناک کو ایک لشکر دے کر سارڈیوس شہر روانہ کریں تاکہ وہ تبل کی مدد کرے اور باغیوں کے سارے سرداروں کا خاتمہ کر کے وہیں تبل کے ساتھ کچھ عرصہ قیام کرے۔ تاکہ آنے والے دنوں

میں بھی باغیوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔"

ہارپیگ جب خاموش ہوا تب سائرس نے پہلے کئی بار نفی میں سر ہلایا، پھر کہنے لگا۔

"ہارپیگ! ماذری کی تجویز مجھے پسند آئی تھی لیکن اس تجویز کے جواب میں جو مشورہ تم نے دیا ہے وہ قابلِ عمل نہیں۔ فرناک کو میں کیسے سارڈس بھیج دوں؟ میں ایسے شخص کو سارڈس بھیجنا چاہتا ہوں جو وہاں لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ مستقل قیام کرے۔ تبل بھی اس کے تحت کام کرے اور تبل کے ساتھ مل کر شہر کے دفاع کو مضبوط اور مستحکم کیا جائے۔ جہاں تک فرناک کا تعلق ہے اس وقت وہ میرے سب سے عمدہ، سب سے قابل اعتماد اور سب سے بھروسے کے سالاروں میں سے ہے۔ ابھی میرے سامنے بہت سی مہمیں ہیں جن میں، میں نے فرناک سے کام لینا ہے۔ لہٰذا میں اسے اپنے آپ سے جدا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس مہم پر ماذری ہی کو روزانہ کرنا چاہیے۔"

گوبارو نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ ہارپیگ بھی متفق ہو گیا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرنے کے بعد سائرس نے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا۔ ماذری کو اس کا کماندار بنایا اور بقول مؤرخین جس وقت سائرس نے ماذری کو رخصت کیا، سائرس اس سے کہنے لگا۔

"ماذری! پکتیوس کو گرفتار کر لینا۔ اس نے دغا بازی کی ہے۔ جن لشکریوں کے پاس اسلحہ ہو، انہیں غلام بنا لینا اور اس کے بعد سارڈس شہر میں رک کر دیکھنا کہ مسلح جوانوں سے اسلحہ واپس لینے کے بعد کیا نتائج نکلتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی ماذری کو سائرس نے رخصت کر دیا تھا۔

سائرس خود بھی یونیہ شہر کے نواح میں چند دن قیام کرنے اور شہر کا جائزہ لینے کے بعد حرکت میں آیا اور وہاں سے بھی اس نے کوچ کیا۔ اب اس نے اپنے لشکر کے ساتھ اکبتانا یعنی ہمدان کے رخ پر سفر شروع کیا تھا۔

☆★☆

دوسری طرف ماذری، سارڈس پہنچ کر بڑی برق رفتاری کے ساتھ تبل کے ساتھ مل کر حرکت میں آیا۔ اس نے چند باغیوں کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تبل کے ساتھ مل کر سارڈس شہر کی فصیل پر اپنی حفاظتی چوکیوں کو مستحکم کیا۔ اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں باغی پکتیوس بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ ماذری نے چند دستے اسے پکڑنے کے لئے اس کے تعاقب میں روانہ کئے۔ اس کے بعد ماذری نے منادی کرا دی کہ جس جس کے پاس ہتھیار ہیں وہ جمع کرا دیں ورنہ ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ یہ دھمکی کارگر

رہی کہ جیسے کوئی چھوٹی بہن بڑی بہن کے آگے جھکتی ہے اور اس کا کہا مانتی ہے اور اس کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم ہر موقع بے موقع مجھے ڈانٹتی رہو اور میں اگر حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے کوئی انکشاف کروں تو اسے بھی تم ناپسند کر دو۔''

تیمرس نے بھی گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔

''حقیقت ہی سے تم نے کام نہیں لیا۔ اگر حقیقت سے کام لیا ہوتا تو میں ناراض نہ ہوتی، نہ تمہارے منہ پر ہاتھ رکھتی۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ جا کر کراوش پر یہ انکشاف کرو کہ میں فرناک کو پسند کرتی ہوں اور تمہارا یہ انکشاف کراوش نے فرناک سے کہہ دیا۔''

اس پر سریتا اور زیادہ تپ گئی اور غصے سے کہنے لگی۔

''میں نے اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہا۔ میں نے جو کچھ تمہارے منہ سے سنا وہی کراوش اور پھر فرناک تک پہنچا دیا۔ اس میں میرا تو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ ہاں میں نے اپنی محبت کا انکشاف کراوش پر کیا تھا اور میں ایسا کرنے کی حق دار تھی۔ اور کوئی مجھے منع نہیں کر سکتا۔ اور میں کراوش کو پسند کرتی ہوں اور سرِ عام کہتی ہوں اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کرتی ہوں کہ عنقریب ہم دونوں شادی کر لیں گے۔ کراوش شاید چند روز تک عرب کے ریگزاروں کا رخ کرے گا۔ جو کچھ فرناک اور کراوش کے پاس جنگوں کے دوران حاصل ہوا ہے اسے وہ اپنے اور فرناک کے اہلِ خانہ کو پہنچا کر جب واپس آئے گا تو ہم دونوں شادی کر لیں گے۔ یہی فرناک کے سامنے میرے اور کراوش کے درمیان طے پایا ہے۔ بس اب یوں جانو کہ میں نے اور کراوش نے ایک دوسرے پر محبت کا اظہار کر دیا ہے اور ہم نے ایک دوسرے کو اپنانے کا مصمم ارادہ بھی کر لیا ہے۔

سریتا جب خاموش ہوئی تب تیمرس نے پھر ناپسندیدگی اور غصے میں کہنا شروع کیا۔

''تم اپنے متعلق جو چاہے فیصلہ کرو، تم اپنے متعلق ہر فیصلہ کرنے کی مجاز ہو۔ میں تمہارے معاملات میں دخل اندازی نہیں کروں گی۔ جب چاہے کراوش سے شادی کر لو۔ اس لئے کہ تم کراوش کو پسند کرتی ہو۔ لیکن تم نے بیچ میں میرا معاملہ کیوں پیش کر دیا؟ کس نے تمہیں کہا کہ تم کراوش اور فرناک پر یہ انکشاف کر دو کہ تیمرس، فرناک کو پسند کرتی ہے؟''

اس موقع پر سریتا نے غصے میں تیمرس کی طرف گھورتے ہوئے دیکھا۔ کہنے لگی۔

''یہ تم آج کس قسم کی باتیں کر رہی ہو؟ میں نے یہ معاملہ اپنی طرف سے پیش نہیں

گیا۔ ابھی چند دن ہی پہلے جس وقت لشکر دریائے دجلہ کی طرف کوچ کر رہا تھا تم نے راستے میں واشگاف الفاظ میں مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ تم فرناک کو پسند کرتی ہو اور اب جب میں نے یہی الفاظ کراوش اور فرناک سے کہہ دیئے تو تم ناک منہ چڑھانے لگ گئی ہو۔''

جواب میں تیمرس پھر پہلے جیسے انداز میں کہنے لگی۔

''میں کسی فرناک سے نہ محبت کرتی ہوں نہ کسی کو چاہتی ہوں اور نہ ہی کسی کو اپنی محبت کا مرکز بنایا ہے۔ لہٰذا اگر تم نے یہ انکشاف کراوش اور فرناک پر کیا ہے تو تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے........''

''اور یہ جو تم نے چند دن پہلے اس محبت کا اقرار کیا تھا، اس کا کیا ہوا؟''

اس موقع پر تیمرس کی آنکھوں میں اُداسی اُتر آئی تھی۔ لیکن جلد ہی وہ سنبھلی اور کہنے لگی۔

''وہ وقت اور تھا جس وقت میں نے یہ جملہ کہا تھا۔ یوں جانو اب ایک بہت بڑا انقلاب آ چکا ہے۔ اب میرے دل میں کسی کی کوئی چاہت و محبت نہیں ہے۔ میں صرف اپنی ذات سے پیار کرتی ہوں اور اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتی۔''

اس پر سرینا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

''میرے پیچھے پیچھے فرناک اور کراوش بھی اپنے خیمے کی طرف آ رہے تھے۔ اگر تمہاری یہی حالت ہے تو میں واپس جاتی ہوں۔ فرناک بھائی سے کہتی ہوں کہ تیمرس تم سے نفرت کرتی ہے۔ ایسی ہی نفرت جیسی گوبارو کی بیٹی ایزت کرتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔''

اس کے ساتھ ہی سرینا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور خیمے کے دروازے کی طرف بھاگی۔ اس موقع پر تیمرس نے پہلے اسے روکا۔ جب سرینا نہ رکی تب وہ بھی سرینا کے پیچھے بھاگی۔ جب دونوں اپنے خیمے سے نکلیں تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی وقت خیمے کے دروازے پر کراوش اور فرناک بھی نمودار ہوئے تھے۔ چنانچہ بھاگتے بھاگتے تیمرس، فرناک سے ٹکرا گئی۔ اس ٹکراؤ کے دوران ہی فرناک نے تیمرس کا بازو پکڑ لیا۔ فرناک کا بازو پکڑنا تھا کہ تیمرس غصے میں آگ بگولا ہو گئی۔ پہلے اس نے چند لمحوں تک قہر بھرے انداز میں فرناک کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''یہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑنے کی جرأت کیسے کی؟ یہ جو میں اپنی بہن کے پیچھے پیچھے

بھاگتی ہوئی خیمے سے نکلی ہوں اور آپ سے ٹکرائی ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں آپ سے بغلگیر ہونے کے لئے بھاگی تھی۔ یہ تو ایک حادثہ تھا۔ پر آپ نے میرا بازو پکڑنے کی جرأت کیسے کی؟ کس رشتے، کس ناطے، کس تعلق سے میرا بازو آپ نے پکڑا؟ کیا میں آپ کی بیوی ہوں یا آپ کی داشتہ ہوں، یا آپ کی رکھیل ہوں؟...... کیا رشتہ ہے جس کے تحت آپ نے یہ حرکت کی؟''

تیمرس کے ان الفاظ پر جہاں فرناک گم صم ہو گیا تھا وہاں یہ الفاظ سن کر کراوش اور سرینا کی بھی سٹی گم ہو گئی تھی۔ فرناک نے ایسے انداز میں تیمرس کا بازو چھوڑ دیا تھا جیسے اس نے تیمرس کا بازو نہیں کوئی انتہائی ہولناک اور زہریلا سانپ پکڑ لیا ہو اور فی الفور چھوڑ دیا ہو۔

اس قدر کہنے کے بعد تیمرس پلٹی، اپنے خیمے کے اندر چلی گئی تھی۔ اس موقع پر فرناک کے چہرے پر بھی غصے کے آثار تھے۔ چنانچہ وہ اپنے خیمے کی طرف ہو لیا۔ کراوش اس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا جبکہ سرینا بھی تھکی تھکی، ٹوٹی ٹوٹی، بکھری بکھری سی خیمے کے اندر چلی گئی تھی۔

دوسری طرف فرناک اور کراوش دونوں اپنے خیموں میں داخل ہوئے۔ خیمے میں جو نشستیں لگی تھیں، ان پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کراوش بول اٹھا۔

''فرناک میرے بھائی! مجھے تیمرس سے ایسے سلوک کی قطعی امید نہ تھی۔ میں تو اس بات پر بے حد خوش اور مطمئن تھا کہ جہاں سرینا مجھے پسند کرتی ہے وہاں تیمرس اپنے دل کی گہرائیوں سے تم سے محبت کرنے لگی ہے۔ اور اس کا شائبہ کئی مواقع پر اپنے سلوک سے تیمرس نے دیا بھی تھا۔ پھر نہ جانے آج اسے کیا ہوا جو اس نے چاہت اور محبت کا اقرار کرنا تو بہت دور کی بات الٹا نفرت اور بیزاری کا اظہار کر دیا۔''

کراوش جب خاموش ہوا تب تلخ سی مسکراہٹ فرناک کے چہرے پر نمودار ہوئی۔ پھر کہنے لگا۔

''کراوش میرے بھائی! اس سلسلے میں تمہیں پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پریشان اور فکرمند تو مجھے ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ میں خود بھی اس کی طرف مائل ہوا تھا۔ اچھا ہوا محبت کے اس سفر میں، میں نے کوئی زیادہ مسافت طے نہیں کی۔ دور تک نہیں گیا کہ اس تیمرس نے خود ہی پلٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ اب میں نے اس کی

طرف سے اپنے ذہن کو خالی کر دیا ہے۔ میرے عزیز بھائی! میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اوّل تو زندگی میں شادی کروں گا ہی نہیں۔ اور اگر کروں گا تو اپنی ماں کے پاس جا کر اس کی مرضی اور اس کی رضامندی سے۔ جہاں وہ کہے گی وہیں کروں گا ورنہ نہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

''کراوش میرے بھائی! ایک بات کہوں؟........ مانو گے؟''

کراوش نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔

''یہ آج تم میرے ساتھ بھی بیگانگی کی گفتگو کرنے لگ گئے ہو۔ میرے عزیز بھائی! کنارہ اور لہریں آپس میں جدا ہو سکتی ہیں۔ صحرا اور ذرّوں کے درمیان نفرت اور بیزاری کی دیواریں کھڑی ہو سکتی ہیں۔ دریا اور قطرے کے درمیان جدائی ہو سکتی ہے۔ لیکن فرناک اور کراوش کے درمیان بیگانگی کی دیوار کھڑی نہیں کی جا سکتی۔ میرے عزیز بھائی! کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

کراوش کی گفتگو سے فرناک خوش ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

''ہم دونوں کو اپنی سرزمینوں سے نکلے ایک عرصہ ہو گیا اور اپنے اہل خانہ کو دیکھے تو اس سے بھی کہیں زیادہ عرصہ بیت گیا ہے۔ جب سے بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنے محل کی تعمیر کے سلسلے میں ہم دونوں کو غلام بنایا تھا اس کے بعد ہماری اپنے اہل خانہ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں تم واپس اپنی وادیٔ تیما کی طرف جاؤ۔ وہاں قیام کر کے جن لوگوں کے ذمہ ہم نے اپنے اہلِ خانہ کو دوسرے محفوظ علاقوں کی طرف منتقل کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی، ان سے ملاقات کرو۔ ان سے اپنے اہلِ خانہ کے محل وقوع جاننے کی کوشش کرو۔ جب ایسا ہو جائے تو پھر میں سمجھوں گا کہ ہم نے زندگی میں کچھ کھویا نہیں ہے۔ اس وقت جس قدر میرے اور تمہارے پاس سامان ہے اسے اکٹھا کر لینا۔ آدھا میرے اہلِ خانہ کے حوالے کرنا، آدھا اپنے ماں باپ کو سونپ آنا۔''

اس موقع پر کراوش نے گھورنے کے انداز میں فرناک کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''کراوش! نا انصافی کی بات نہ کرو۔ مالِ غنیمت جو اس وقت ہمارے خیمے میں ہے اس کا زیادہ بڑا حصہ تمہارے پاس ہے۔ تم اس کے حق دار بھی تھے اور لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ کی حیثیت سے تمہیں زیادہ حصہ ملتا رہا ہے۔ اس لئے میں کیسے دونوں حصوں کو یکجا کر دوں؟ اور دوسری نا انصافی کی بات یہ ہے کہ تمہارے اہلِ خانہ کے افراد زیادہ ہیں اور میرے کم۔ اس بناء پر میرے اہلِ خانہ کو کم حصہ ملنا چاہئے۔ بھائی! آدھا آدھا کم از کم

میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور میرے بھائی! اگر تم مجھ سے زبردستی ایسا کرانا چاہو تو علیحدہ بات ہے لیکن میں یہ تقسیم نہیں چاہتا۔''

کراوش جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اچھا...... جیسی تیری مرضی۔ ایسی ہی تقسیم کر آنا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک دو دن میں تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، پھر کہنے لگا۔

''ان دنوں سائرس کے سامنے کوئی مہم بھی نہیں ہے۔ میں تمہارے متعلق سائرس سے بات کرلوں گا۔ میں اس سے کہوں گا کہ کراوش کو میں نے ہی وادئ تیما کی طرف روانہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جلد وہاں پہنچو۔ اور ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی التماس کروں گا کہ زیادہ دن وہاں قیام نہ کرنا۔ جلد لوٹ کر آنا تاکہ میں تم سے اپنے اہلِ خانہ کی خیریت و عافیت کی خبر پا سکوں۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کراوش کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! یہ سائرس نہ جانے یہاں دریائے دجلہ کے کنارے مزید کتنے دن پڑاؤ قائم کیے رکھے۔ کیوں نہ میں آج ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں۔ اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جلد لوٹ کر آؤں گا۔''

فرناک مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے بھائی! اگر تم آج ہی کوچ کرنا چاہتے ہو تو میں سمجھوں گا اسی میں میری خوشی ہے۔ ساتھ ہی میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ جب تم واپس آؤ گے تو میں تمہاری اور سرینا کی شادی کا اہتمام کروں گا۔ پہلے میں نے اپنے دل میں یہ ٹھانی تھی کہ ایک دو دن تک تم دونوں کی شادی کا اہتمام کیا جائے۔ لیکن پھر میں نے سوچا نہیں، تمہاری شادی تمہاری واپسی کے بعد ہونی چاہئے۔ ویسے تمہاری شادی پہلے سرینا سے کی جائے تو پھر دو ناپسندیدہ علتیں سامنے آتی ہیں۔ وہ یہ کہ اگر شادی کے بعد تم سرینا کو اپنے ساتھ لے جانا چاہو تو یہ ناپسندیدہ فعل ہو گا۔ تم نہ جانے اپنے اہل خانہ کو تلاش کرتے کرتے صحرا میں کہاں کہاں گھومو۔ اس طرح سرینا خوار اور بیزار ہو کر رہ جائے گی۔

اگر شادی کے بعد تم اسے یہاں اکیلا چھوڑ کر جاؤ تب بھی مناسب نہیں ہے۔ اس بناء پر میں چاہتا ہوں کہ تم آج ہی یہاں سے اپنی وادی کی طرف چلے جاؤ۔ تمہاری آمد

تک پہلے کی طرح سرینا، تیمرس کے پاس رہتی رہے گی۔ اور جب تم واپس آؤ گے تب تم دونوں کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا اور تمہارے لئے علیحدہ خیمے کا بھی اہتمام کر دیا جائے گا۔''

جب تک فرناک بولتا رہا، کراوش مسکراتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوا تب آگے بڑھ کر کراوش نے فرناک کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔ باری باری انہیں بوسہ دیا اور کہنے لگا۔

''عزیز بھائی! تُو نے یہ گفتگو کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔''

جواب میں مسکراتے ہوئے فرناک اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ کراوش بھی جستجو بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''اب جو میرے بھائی! تم کھڑے ہوئے تو کیا ارادہ ہے؟''

لمحہ بھر کے لئے فرناک نے غور سے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''کراوش! تیمرس نے جو اپنے اثاثے کی دو خرجینیں امانت کے طور پر ہمارے پاس رکھوائی تھیں، ذرا وہ نکال کر میرے پاس لاؤ۔''

کراوش فوراً حرکت میں آیا۔ خیمے کے کونے میں گیا اور دونوں خرجینیں لا کر فرناک کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

فرناک کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور کراوش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ یہ دونوں خرجینیں خود جا کر تیمرس کے منہ پر دے ماروں گا۔ لیکن اب میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ تم یہ دونوں خرجینیں لے کر ان کے خیمے کی طرف جاؤ اور ان کی یہ دونوں خرجینیں ان کو لوٹاؤ۔''

کراوش نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ دونوں خرجینیں اٹھائے ہوئے باہر نکلا۔ تیمرس اور سرینا کے خیمے پر آیا اور ہاتھ کے اشارے سے سرینا کو باہر آنے کے لئے کہا۔ سرینا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے باہر آئی۔ کراوش خیمے کے دروازے کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ سرینا مسکراتی ہوئی اس کے سامنے آئی اور کہنے لگی۔

''کیا بات ہے؟...... خیریت تو ہے؟ آپ بھی تیمرس کی طرح میرے ساتھ ناراض تو نہیں ہونے لگے؟''

اس پر کراوش مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ دیکھو یہ دو خرجینیں میمرس نے امانت کے طور پر فرناک کے پاس رکھوائی تھیں۔ فرناک پہلے خود یہ لوٹانے کے لئے آنا چاہتا تھا لیکن اس نے کچھ سوچ کر مجھے بھیج دیا اور یہ کہا کہ یہ دونوں خرجینیں تم لوگوں کو لوٹا دی جائیں۔ لہٰذا یہ خرجینیں لو اور تیمرس کے حوالے کر دینا۔ میں تیمرس کے سامنے نہیں جانا چاہتا۔ اس لئے کہ آج جو سلوک اس نے میرے بھائی فرناک کے ساتھ کیا ہے وہ فرناک کے لئے تو ناقابل برداشت تھا لیکن میرے لئے بھی زیادہ ناقابل برداشت تھا۔''

سرینا نے بڑے غور سے دونوں خرجینوں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''کراوش! ان دونوں خرجینوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ دونوں خرجینیں میمرس کی ملکیت ہیں۔ لہٰذا یہ خرجینیں اسی کے حوالے کر دو۔ میں بیچ میں نہیں آنا چاہتی۔''

سرینا کے ان الفاظ پر شاید کراوش خوش ہو گیا تھا۔ اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

''سرینا! اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو تو یوں ہی ہو گا۔''

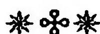
کراوش جب تیمرس کے خیمے کے دروازے پر آیا اس وقت میمرس خیمے کے وسط میں بیٹھی تھی۔ کراوش جب دروازے پر آیا تو تیمرس نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ عین اسی لمحہ کراوش نے وہ دونوں خرجینیں خیمے کے دروازے پر کھڑے ہی کھڑے تیمرس کے سامنے پھینک دیں اور کہنے لگا۔

''خاتون! یہ دونوں خرجینیں تم نے بھائی فرناک کے پاس امانت کے طور پر رکھوائی تھیں۔ اب جبکہ تمہارا اہم ہے، ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے تو یہ اپنی خرجینیں واپس لے لو۔ اب ہم تمہاری یہ امانت رکھنے سے قاصر ہیں۔''

میمرس اپنی جگہ سے ہلی نہیں۔ چپ چاپ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔ سرینا بھی خیمے میں داخل ہو گئی۔ کراوش پلٹا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

اسی روز فرناک کے کہنے پر کراوش دریائے دجلہ کے کنارے سے وادی تیما کی طرف کوچ کر گیا تھا۔





سائرس اپنے لشکر کے ساتھ منزل پر منزل مارتا ہوا پہلے اگبتانا شہر پہنچا۔ یہاں اس نے کچھ دن قیام کیا۔ لشکر کا ایک حصہ وہاں اس نے مقیم کیا۔ کرزوس، اس کے بیٹے اور اس کے ساتھ آنے والے دوسرے لوگوں کو بھی اس نے اگبتانا ہی میں مقیم کر دیا تھا۔ جبکہ گوبارو کو اس نے اپنے مرکزی شہر شوش جانے کی اجازت دے دی تھی۔ اپنی بیوی آمیتش کو بھی اس نے شوش بھجوا دیا تھا۔ اس لئے کہ اپنی اس نوجوان بیوی کو وہ اپنے شہر پارساگرد میں نہیں لے جانا چاہتا تھا وہاں پہلے سے اس کی بیوی کاسندان موجود تھی اور سائرس جانتا تھا کہ کاسندان کسی بھی طور اس کی دوسری بیوی آمیتش کو پسند نہیں کرے گی۔ اس طرح گوبارو اپنی دونوں بیٹیوں آمیتش اور ایزبٹ کے علاوہ اپنے بیٹے اور لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف چلا گیا تھا جبکہ سائرس نے اپنے لشکر اور سالاروں کے ساتھ اپنے پہلے مرکزی شہر پارساگرد کا رخ کیا تھا۔

جب وہ پارساگرد پہنچا تو اس نے دیکھا اس کی غیر موجودگی میں پارساگرد میں کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ اپنا وہ محل جسے وہ تعمیر ہوتا چھوڑ کر گیا تھا، اس نے دیکھا اس محل کے دروازے کے زینے کے پاس سفید پتھر کے بنے ہوئے دو بیل کھڑے تھے جو اس انداز میں کھڑے کئے گئے تھے جیسے پہرہ دے رہے ہوں۔ وہ بیل قدیم آشوری عربوں کے سنگی بیلوں سے قد میں چھوٹے اور ان سے زیادہ خوشنما تھے۔ مگر ان کے سر آشوریوں ہی کے بیلوں کی طرح انسان جیسے تھے اور ان ہی کی مانند سر پر تاج بھی تھے۔ شاید اس کی آمد کا سن کر پارساگرد کے سنگ تراشوں نے جلدی جلدی وہ بیل تراش کر اس کے محل کے سامنے کھڑے کر دیئے تھے۔

جب وہ اپنے محل کے سامنے جو ایک چوک تھا، وہاں سے دیوانِ عام کی طرف گیا تو

دیکھا کہ لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ اسے دیکھنے کے لئے جمع تھے اور سائرس کی آمد پر ان کے سر فرطِ عقیدت سے جھک گئے تھے جیسے ہوا کے زور پر گیہوں کے کھیت میں بالیاں جھک جاتی ہیں۔ جن لوگوں کو وہ پارساگرد کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر گیا تھا۔ انہوں نے سائرس کو بتایا اس کی فتوحات کی وجہ سے پارساگرد میں صنوبر کے تنوں، کرمانیہ کی خوشبو دار لکڑی اور سنگ اسود کے انبار لگ گئے ہیں۔ اس پر یہ بھی انکشاف کیا گیا کہ سارڈس سے جو مالِ غنیمت اس نے بھجوایا تھا اس میں اتنا سونا آیا تھا کہ پارساگرد کا خزانہ بھر گیا ہے۔

یہ خبریں سن کر سائرس بے حد خوش ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنے دیوانِ عام میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر بھی وہ بے حد خوش ہوا۔ اس لئے کہ اس میں سنگ مرمر کے نازک آرائشی ستون لگ چکے تھے۔ ان ستونوں کا نچلا حصہ سنگِ اسود کا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اپنے عظیم الشان دیوانِ عام کو دیکھ کر سائرس نے سوچا۔

'کسی بادشاہ کا دیوانِ عام اتنا شاندار نہ ہوگا۔'

دیوانِ عام کا جائزہ لینے کے بعد جب وہ آگے بڑھا تو سنگ مرمر کی کھلی وسیع چھت کے پرلے سرے پر آگ کی قربان گاہیں نظر آئی۔ ان قربان گاہوں میں سائرس کی کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس کی آمد پر قربان گاہوں کے پجاریوں نے آگ جلا کر اس کا خیر مقدم کیا لیکن سائرس نے انہیں کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس کے بعد پارساگرد کے کچھ محافظوں کے کہنے پر سائرس تخت پر بیٹھا جو اس کی غیر موجودگی میں خصوصیت کے ساتھ اس کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ وہ تخت ہاتھی دانت کا تھا جس کے بازوؤں پر سات محافظ ستاروں کی علامت کندہ تھی۔ مؤرخین کے مطابق وہ تخت ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھا جا سکتا تھا۔ جس وقت سائرس وہاں تخت پر بیٹھا تو پجاری اس کے سامنے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ انہوں نے ان کی ترقی اور خیر و برکت کے لئے آزر اور آہورہ کی قربان گاہوں پر خیر و برکت کی دعائیں مانگی ہیں۔

ان پجاریوں سے یہ الفاظ سن کر سائرس کہنے لگا۔

''یہ آہورہ کے کیا معنی ہیں؟ اور آزر کو آزر کیوں کہتے ہو؟''

اس پر وہاں جمع ہونے والے پجاریوں نے پہلے تو آپس میں مشورہ کیا، پھر ان میں سے ایک سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آزر کو آزر اس لئے کہتے ہیں کہ اسے آگ کی روح خیال کیا جاتا ہے جس کی بناء

پر اسے آزر کہہ کر پکارا جاتا ہے اور جہاں تک آہورہ کا تعلق ہے، آہورہ وہ خالقِ کل جس نے ہمیں پیدا کیا، وہ قادرِ مطلق ہے۔''

پجاریوں نے جب یہ الفاظ ادا کئے تو سائرس نے غور سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کون سا خالق؟''

پجاری کہنے لگے۔

''خدائے عقل و دانش اس لئے کہ زرتشت نے کم از کم یہی کہا تھا۔''

جب پجاری خاموش ہوئے تب سائرس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ بات مجھے پسند نہیں آئی۔ یہ نام جو تم نے لئے ہیں، میرے لئے نئے بھی ہیں۔ آزر کی جو تشریح تم نے کی ہے اس کے مطابق آزر گھروں کے چولہوں کی اس آگ میں موجود ہے جس سے ہم کھانا پکانے کا کام لیتے ہیں۔ یہاں کے مقامی باشندے دیوی ناہیدہ یا اناہیتا کو ماننے والے ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ صاف پانی کی روانی میں رہتی ہے اور آج تم یہ کہہ رہے ہو کہ آہورہ فردا تو بس ایک نام ہے اور نام بھی ایسا جو ایک غریب الدیار پیغمبر کی زبان سے ہوتا ہوا یہاں تک پہنچا ہے۔''

اس کے بعد سائرس نے اپنی وہ مجلس برخواست کر دی تھی۔

یوں سائرس نے چند روز تک اپنے مرکزی شہر پارساگرد میں قیام کیا۔ روز وہ سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھتا اور لوگوں کی شکایات سنتا۔ ایسا وہ اس لئے کر رہا تھا کہ عنقریب وہ پھر کچھ علاقوں کو فتح کرنے کے لئے نکلنا چاہتا تھا۔ لہٰذا روانگی سے پہلے وہ لوگوں کی شکایتیں سن کر انہیں رفع کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جب وہ دن کے وقت سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھتا تب لوگ جوق در جوق اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایات پیش کرنے لگتے۔ کوئی کہتا میرے شہر میں طاعون پھیل گیا ہے، اس کی روک تھام ہونی چاہئے۔ کوئی اپنے علاقے کی خشک سالی کا رونا روتا اور اناج کا طالب ہوتا۔ کہیں طغیانی آئی ہوتی، کھیتیاں برباد ہو گئی ہوتی تھیں۔ لوگ بے گھر ہو گئے ہوتے اور امداد مانگتے تھے۔

کسی کے علاقے پر دشمن چھاپہ مار آن پڑتے تھے اور اس علاقے کے لوگوں کو عسکری امداد کی ضرورت تھی۔ کوئی افلاس کا علاج ڈھونڈتا ہوا آتا تھا جبکہ کوئی کہتا تھا ہمارے کاروبار کو سرپرستی دی جائے۔

سائرس ان کے جھگڑے چکاتا اور انہیں امداد بھی دیتا۔ مگر جو معاملات اس کی

نے سائرس کے لئے ایک مجسمہ تیار کرنا شروع کیا اور یہ مجسمہ اس نے چونے کے پتھر سے بنانا شروع کیا تھا۔ اس مجسمے کے کندھوں پر چار پَر تھے۔ جیسے آشوری مجسموں کے کندھوں پر ہوتے تھے اور جسم پر صرف ایک سادی عبا تھی۔ اس کے پاؤں ننگے دکھائے گئے تھے جو کبھی زمین پر نہ لگتے تھے لہٰذا اس میں جوتے بھی نہ دکھائے گئے تھے۔ سر پر تاج نہیں تھا بلکہ ایسے پھولوں کے ڈنٹھل سر پر دکھا دیئے گئے تھے جو مصری لالے سے ملتے تھے۔ اس مجسمے کے ہاتھوں میں کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا۔ وہ خالی تھے۔ وہ برکت دینے یا دعا کرنے کے انداز میں اٹھے ہوئے تھے۔ سائرس کو وہ پسند آیا۔ اور جس جگہ مجسمہ ساز نے کہا تھا وہاں اس نے اسے نصب کرانے کے لئے پسند بھی کیا۔

(یہ عجیب اتفاق ہے کہ پارساگرد کی سب عمارات زمین کا پیوند بن چکی ہیں اور ان کے چند مرمریں فرشوں، ستونوں کے چند ٹکڑوں کے علاوہ آج کل کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر شاہی محل کے سامنے اس مصری مجسمہ ساز کا بنایا ہوا وہ مجسمہ بچا رہا۔ کہا جاتا ہے صدیوں بعد بھی یہ جدید دنیا کے مجسمہ سازوں کے لئے معمہ بنا رہا۔ ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کس مخلوق کے نمونے پر بنایا گیا تھا۔ اور آخر یہ کہہ کر معاملہ داخل دفتر کر دیا گیا کہ یا تو کسی غیر معمولی مخلوق کا مجسمہ ہے یا شاید خود سائرس کی کوئی عجیب شبیہہ ہوگی)

سائرس اب بہت جلد پارساگرد سے نکل کر کسی نئی مہم کی ابتداء کرنا چاہتا تھا اور ایسا کرنے کے لئے اس کی پہلی بیوی کا اس سے سلوک بھی کارفرما تھا۔ اس لئے کہ لوگوں کی شکایتیں اور لوگوں کی نالشیں سن سن کر سائرس جب واپس اپنے محل میں آتا تو اس کی بیوی کاسنداان شکایتوں، طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر کے اس کا ناک میں دم کر دیا کرتی تھی۔ وہ اس کی پہلی بیوی تھی اور جوانی میں سبک جسم تھی۔ مگر خوش خوراکی کی وجہ سے بہت موٹی ہو گئی تھی۔ خدمت گار پر خدمت گار رکھتی چلی جا رہی تھی۔ گھر کے سارے کمروں میں ہر وقت خدمت گار ہی بھرے رہتے تھے۔ کپڑے بھی وہ انتہائی نفیس پہنتی تھی مگر جسم پر جڑاؤ زیورات بھی اتنے سارے لاد لیتی تھی کہ ستاروں کی طرح چمکتی نظر آتی تھی۔ اور اسے اب بھی قرار نہ تھا۔ اور ہر وقت سائرس سے یہی کہتی رہتی کہ وہ اس کی شان و شوکت بڑھانے کی طرف توجہ دے۔ اسے یہ بھی کہتی کہ تم اتنے بڑے بادشاہ ہو۔ خود بھی شاہانہ آن بان سے رہا کرو۔ جس قدر علاقے تم نے فتح کئے ہیں ان علاقوں کا جس قدر مال و زر ہے سب سمیٹ کر پارساگرد لے آؤ اور ان ساری چیزوں کو رکھنے کے لئے ایک خزانہ بناؤ اور اس خزانے کی حفاظت کے لئے ایک فصیل کھڑی کرو۔

کاسندان ایسا اس لئے کہتی تھی کہ سائرس پارساگرد سے نہ نکلے۔ ہمیشہ اس کے پاس ہی رہے۔ اس لئے کہ کاسندان اب بوڑھی ہوتی جارہی تھی۔ جبکہ اس کے بیٹے جوان ہو چکے تھے۔ اور پھر کاسندان کو یہ بھی خبر ہو چکی تھی کہ سائرس نے قوم عیلام کے بادشاہ گوبارو کی حسین اور خوب صورت بیٹی آمیتش سے شادی کر رکھی ہے۔ اس بناء پر وہ نہیں چاہتی تھی کہ سائرس اب پارساگرد سے نکلے۔ اس کا خیال تھا کہ چونکہ اپنی دوسری بیوی کو سائرس نے شوش بھیج دیا ہے اور اگر وہ سائرس کو پارساگرد سے نہ نکلنے دے تب سائرس اپنی دوسری بیوی کے پاس جائے گا ہی نہیں۔

اپنی پہلی بیوی کاسندان کے اس رویے سے آخر سائرس تنگ آنے لگا تھا۔ اس نے جہاں بیوی کے پاس بیٹھنا کم کر دیا تھا وہاں وہ محل کے اندر بھی کم ہی جاتا تھا۔ پہلے اس کا معمول تھا کہ صبح سویرے محل سے نکلتا، تخت پر بیٹھتا، لوگوں کے فیصلے کرتا۔ اور جب سورج چھپنے لگتا تو تخت سے اٹھتا اور محل میں داخل ہو کر دستر خوان پر بیٹھ جاتا۔ یہ دستر خوان ہاتھی دانت کا تھا۔

ایک روز وہ کافی دیر تک سورج غروب ہونے کے بعد بھی ہاتھی دانت کے اس تخت پر بیٹھا رہا۔ اس روز دستر خوان پر جو لوگ مدعو کئے گئے تھے وہ دستر خوان پر بیٹھے سائرس کا انتظار کرتے رہے۔ اس موقع پر سائرس کا نقیب کئی بار بے زبانی کے انداز میں سائرس کو بلانے آیا لیکن سائرس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ نقیب آکر اپنی زبان سے تو سائرس سے یہ نہ کہتا کہ دستر خوان پر بیٹھے لوگ اس کے منتظر ہیں۔ بس اس نقیب کے ہاتھ میں جو ایک خاصا بڑا لمبا عصا ہوتا تھا اسے اپنی گردن کے ساتھ جھکاتا اور پھر سائرس کی طرف دیکھنے لگتا۔ اس سے یہ ظاہر کرنا تھا کہ اب بادشاہ کو تخت سے اٹھ جانا چاہئے۔ اس موقع پر اس نقیب کے ہاتھ میں جو عصا ہوتا تھا اس کی موٹھ سونے کی اور شاہین کی شکل کی ہوا کرتی تھی۔

آخر نقیب کو مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''آج میرا دل چاہتا ہے کہ سورج چھپ جانے کے بعد بھی دیوانِ عام کی تاریکی میں اکیلا بیٹھا رہوں اور کوئی میری اس تنہائی میں مخل نہ ہو۔''

بڑی جرأت مندی سے کام لیتے ہوئے وہ نقیب کہنے لگا۔

''مگر حضور! اندر دستر خوان پر بہت سے لوگ آپ سے ملاقات کے منتظر ہیں۔''

اس پر سائرس اپنے نقیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سچی بات یہ ہے کہ دیوان خانہ سے میرا اُٹھنے کو دل نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ میں مٹی اور اینٹوں کی دیواروں کے اندر رہتے رہتے اُکتا گیا ہوں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ میں اب تک بہت خانہ بدوش رہا ہوں۔ اس لئے اتنے سارے انسانوں کی دیکھ بھال کے لئے میں اپنے اوپر آنے والی ذمہ داریوں کو وبالِ جان سمجھنے لگا ہوں۔ شہروں میں بسنے والے اکٹھے ہو کر رہنا چاہتے ہیں۔ مگر میں اس قسم کی زندگی کا عادی نہیں ہوں۔ میں شروع سے ہی حیوانوں کے گلوں اور ریوڑوں کی دیکھ بھال کرتا رہا تھا۔ اس لئے انسانوں کو گلوں کی طرح دانہ کھلایا پانی پلایا اور پالا پوسا، پر ہانکا نہیں جا سکتا۔ اب میں کسی نئی مہم کی طرف نکلنا چاہتا ہوں۔''

اس دوران سائرس کے خدام حرکت میں آئے جو اپنے ہاتھوں میں مورچھل لئے ہوئے انہوں نے وہ مورچھل ایک طرف رکھ کر دیوانِ عام کے اندر نقرئی شمعیں روشن کرنا شروع کر دی تھیں۔ شمعیں روشن ہوتے ہی ان کی لویں لہرانے لگیں اور ان کے سائے دیوانِ عام کے سفید ستونوں پر پڑنے لگے جو تاریکی میں بڑے اچھے معلوم ہوتے تھے۔

چونکہ پارساگرد دریا کے کنارے پر تھا لہٰذا رات کی خاموشی میں دریا کے بہتے ہوئے پانی کی آواز دیوانِ عام میں صاف سنی جا سکتی تھی۔ کچھ دیر سائرس خاموش رہ کر کوئی فیصلہ کرتا رہا، اس کے بعد اپنے نقیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کسی کو مستقر کی طرف روانہ کرو۔ وہ میرے سالاروں میں سے ہزار پت، فرناک اور ماذری کو جا کر یہ اطلاع کرے کہ وہ اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ میں ایک نئی مہم پر نکلنے والا ہوں۔''

سائرس کے اس جملے کے جواب میں نقیب نے اپنی گردن کو خم کیا۔ ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا شاہین کے منہ والا عصا بھی آگے جھکا لیا۔ پھر بڑی ارادت مندی سے پوچھا۔

''آپ کب تک روانہ ہونا پسند کریں گے؟ اور اس سفر کی تیاری کے لئے کتنے دنوں کی ضرورت ہو گی؟''

اس پر سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''مجھے دنوں کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ایسا کرو فرناک اور ہزار پت کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچاؤ کہ کل پو پھٹتے ساتھ ہی میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوں گا۔ ایک نئی مہم کا آغاز کروں گا۔ ہزار پت کو میری طرف سے یہ بھی پیغام دو کہ تیز رفتار قاصد قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف روانہ کرے۔ وہاں میری بیوی آمیتش کو

یہ پیغام دیا جائے کہ میں ایک اہم مہم پر نکل رہا ہوں اور اس مہم میں وہ میرے ساتھ روانہ ہوگی۔"

اس پر اُس نقیب نے حکم کا اتباع کرنے کے لئے ایک بار پھر سر کو خم کر دیا تھا۔ جبکہ سائرس جلدی جلدی دیوان خانے سے نکل کر محل کی طرف ہولیا تھا۔

اگلے روز جب پو پھٹی تب وقت کی آنکھ نے دیکھا، سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ایک نئی مہم سر کرنے کے لئے اپنے مرکزی شہر پارساگرد سے کوچ کر گیا تھا۔





شوش شہر کے شاہی قصر میں ایک روز سائرس کی بیوی آمیتش، اس کی چھوٹی بہن ایزت اور بھائی لازار بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ ان کا باپ گوبارو کمرے میں داخل ہوا۔ اپنے باپ کو دیکھتے ہی تینوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ گوبارو کے چہرے پر اس سے مسکراہٹ اور اطمینان بھری عکاسی تھی۔ آگے بڑھ کر وہ ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر آمیتش، گوبارو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اے میرے باپ! میں دیکھتی ہوں آپ معمول کے خلاف آج زیادہ خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے ہیں۔''

آمیتش جب خاموش ہوئی تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے گوبارو کہنے لگا۔

''بیٹی! میری آج کی خوشی بھی یوں جانو تمہاری وجہ سے ہے۔''

''میری وجہ سے؟'' آمیتش نے اچنبھے پن میں باپ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

''ہاں بیٹی! تمہاری وجہ سے۔''

''وہ کیسے؟'' آمیتش نے پھر اسی لہجے میں پوچھا تھا۔

''وہ اس طرح کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پارساگرد کی طرف سے چند مسلح دستے شوش شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ انہیں تمہارے شوہر سائرس نے بھیجا ہے۔ سائرس شمال کی کسی اہم مہم پر نکلنا چاہتا ہے۔ جو دستے یہاں پہنچے ہیں ان کے سالار کا کہنا ہے کہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ پارساگرد سے نکل کر اکبتانا شہر کی طرف کوچ کر چکا ہے۔ وہاں چند روز قیام کرے گا۔ لشکر کا ایک حصہ وہاں سے بھی اپنے ساتھ لے گا۔ اس کے بعد شمال کی اپنی مہم کی طرف روانہ ہو گا جو دستے اس نے شوش شہر کی طرف بھجوائے ہیں۔ وہ اس مقصد کے لئے آئے ہیں کہ تمہیں اپنے ساتھ بحفاظت شوش سے اکبتانا لے جائیں تا کہ تم اس

مہم میں اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکو۔''

گوبارو کے منہ سے یہ الفاظ سن کر آمیتش کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! مجھے بھی یہی اُمید تھی کہ سائرس بہت جلد مجھے اپنے پاس بلائے گا۔ لگتا ہے یہ مہم اگر شمال کی ہے تو اس میں کافی وقت لگے گا۔ اور پھر یہ برفستانوں کی مہم ہے جو تیزی سے نہیں، آہستہ روی سے ہی انجام کو پہنچتی ہے۔ بابا! جو دستے مجھے یہاں لینے کے لئے آئے وہ کب تک یہاں سے روانہ ہونا چاہتے ہیں؟''

اس پر گوبارو کہنے لگا۔

''بیٹی! وہ تو کہہ رہے تھے آج شام ہی تمہیں لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں۔ لیکن میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ ایک رات قیام کر کے ستا لیں، آرام کر لیں اور اگلے روز صبح ہی صبح آمیتش کو اپنے ساتھ لے کر اگبتانا کی طرف روانہ ہو جائیں۔

بیٹی! ایسا میں نے اس لئے کیا ہے کہ تجھے تیاری کا بھی موقع مل جائے۔ دیکھو! میں نے اپنے سالار جرموس کو حکم دے دیا ہے کہ وہ پارساگرد سے آنے والے ان دستوں کی نگہبانی اور مہمان نوازی کرے۔ بیٹی! ابھی سورج غروب ہونے میں کچھ وقت باقی ہے۔ جو دستے تمہیں لینے کے لئے آئے ہیں وہ کل صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ لہٰذا تمہیں تیاری کے لئے کافی وقت مل رہا ہے۔ میری بیٹی! جو جو چیزیں تُو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہے وہ سب اکٹھی کر لے تاکہ جلدی میں اپنی ضرورت کی کوئی چیز تُو بھول نہ جائے۔''

جس وقت یہ خبر سن کر آمیتش بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی، اس وقت گوبارو آمیتش کے علاوہ اپنی چھوٹی بیٹی ایزت کا بھی جائزہ لے رہا تھا۔ آمیتش سے ہٹ کر اس نے بڑے غور سے ایزت کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''ایزت! یہ تیرا چہرہ کیوں لٹک گیا ہے؟ آمیتش بھی خوش ہے تو اپنی بہن کی وجہ سے تجھے بھی خوش ہونا چاہئے۔''

گوبارو جب خاموش ہوا تو اس بار ایزت نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''کیا آمیتش اکیلی رہے گی یا پہلے کی طرح آپ اور بھائی بھی لشکر میں شامل ہوں گے؟''

اس پر گوبارو نے لمحہ بھر کے لئے غور سے ایزت کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''نہیں بیٹی! اس بار آمیتش اکیلی ہی رہے گی۔ میں، تم اور لازار میں سے کوئی بھی سائرس کے لشکر میں شامل نہیں ہو گا۔ اور نہ ہی سائرس نے ہمیں بلایا ہے۔ اس بار ہمارا کوئی لشکر بھی سائرس کی مدد کے لئے نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ اب سائرس کے پاس اپنے اس قدر لشکری ہیں کہ وہ بڑے سے بڑے جرار سے جرار لشکر کا بھی مقابلہ کر کے اسے اپنے سامنے زیر کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔''

گوبارو جب خاموش ہوا تب ایزت اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! میں بھی آمیتش کے ساتھ سائرس کے لشکر میں شامل ہوں گی۔''

''وہ کس لئے؟'' غور سے ایزت کی طرف دیکھتے ہوئے گوبارو نے پوچھ لیا تھا۔

اس موقع پر گوبارو کے چہرے پر ہلکا ہلکا تبسم بھی تھا اور وہ کبھی کبھی کن انکھیوں سے اپنی بیٹی ایزت کی طرف دیکھ بھی لیتا تھا۔

اس پر ایزت پہلے کی نسبت زیادہ سنجیدہ ہو گئی اور کہنے لگی۔

''آپ جانتے ہیں میں کس لئے سائرس کے لشکر میں شامل ہونا چاہتی ہوں؟''

جواب میں گوبارو کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس بار ایزت کا بھائی لازار اسے مخاطب کر کے بول اٹھا۔

''میری بہن! جس مقصد کے لئے تُو سائرس کے لشکر میں شامل ہونا چاہتی ہے، میرا اندازہ ہے کہ تیرا وہ مقصد پورا نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ اپنی محبت کے معاملے میں تُو اپنے ہاتھوں سے اپنے سارے راستے مسدود کر چکی ہے۔ اور پھر مجھے تمہارے فیصلے پر، تمہارے رجحان پر حیرت ہوتی ہے۔ ایک ایسا شخص جو کسی دور میں واقعی غلام تھا، ایک ایسا شخص جس کے ساتھ ماضی میں تم نے انتہائی توہین آمیز سلوک کیا، ایک ایسا شخص جسے تم نے اس قابل نہ سمجھا کہ اسے انسانوں کی بیٹھنے والی نشستوں پر بٹھایا جائے، ایک ایسا شخص جسے بیٹھنے کے لئے تم نے پاؤں صاف کرنے والا گدا پیش کیا، حیرت و تعجب اور اچنبھے کی بات یہ ہے کہ اسی غلام، اسی کمتر، اسی ناپسندیدہ شخص کو حاصل کرنے کے لئے اب تُو ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں؟''

اپنے بھائی لازار کی اس گفتگو پر اعتراض کرتے ہوئے ایزت کہنے لگی۔

''بھائی! وہ غلام نہیں ہے۔''

''غلام نہیں ہے تو تُو نے اس کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کیوں کیا؟........ اگر وہ غلام نہیں ہے تو جس روز وہ ہمارے قصر میں سفیر بن کر آیا تھا تُو نے کیوں اس کے ساتھ

سفیروں جیسا سلوک نہ کیا؟ کیوں اسے زمین کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے پر مجبور کیا؟ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اب تم کہتی ہو کہ وہ غلام نہیں ہے۔ تم نے خود اس کی پیشانی، خود اس کی ذات، خود اس کی انا پر غلامی کی مہر ثبت کی۔ اور اب اگر تم اس غلامی کے داغ کو جو تم نے خود لگایا تھا، مٹانا چاہو تو بہن! یہ بڑا مشکل اور کٹھن کام ہے۔ ایک آدمی کے جذبات کے اندر ہلچل مچا دی جائے، ایک آدمی کے کردار کے اندر ہیجان برپا کر دیا جائے، اس کے بعد اس کی تلافی کی جائے تو یہ سو فیصد ممکن تو نہیں ہے کہ اس توہین آمیز سلوک کی تلافی ہو جائے۔ میرے خیال میں جسے تم نے غلاموں سے بھی بدتر جانا اب وہ سائرس کے چوٹی کے سالاروں میں سے ایک ہے۔ اور پھر وہ ایسا سالار ہے جسے سائرس اپنا بیٹا کہتا ہے۔ تو کیا ایشیا کے ایک عظیم حکمران کا بیٹا غلام بھی ہو سکتا ہے؟........ اب جبکہ اس نے اپنی محنت شاقہ، جوانمردی، اپنی ہمت اور شجاعت کے بل بوتے پر غلامی کی دہلیز سے اٹھ کر ایک اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل کر لیا ہے اور وہ لشکریوں کا سالار بن گیا ہے تو تم اس پر اپنی محبت کے پھول نچھاور کرنا چاہتی ہو۔ میری بہن! یہ اب یک طرفہ کارروائی ہے۔ جو جذبات تمہارے ہیں ایسے جذبات فرناک کے نہیں ہیں۔ اگر تم اسے چاہنے اور محبت کرنے لگی ہو تو ذرا یہ بھی سوچنا، کیا فرناک کے جذبات بھی تم جیسے ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو پھر تمہارا اس کی طرف مائل ہونا، تمہارا اس سے محبت کرنا بالکل عبث اور بے کار ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لازار جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آمیتش تالی بجاتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی۔

اس موقع پر ایزت نے احتجاجی انداز میں آمیتش کی طرف دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ آمیتش اپنے چھوٹے بھائی لازار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''لازار! میرے بھائی! میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اس قسم کی جذباتی گفتگو بھی کر سکتے ہو۔ ایسی گفتگو اگر تم نے میرے معاملے میں کی ہوتی تو میری تو آنکھیں کھل جاتیں۔ لیکن میں دیکھتی ہوں ایزت پر اس گفتگو کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔''

ایزت نے اس موقع پر کھا جانے والے انداز میں آمیتش کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔

''ہاں اگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور میری بہن! میں تمہارے ساتھ لشکر میں ضرور شامل ہوں گی۔''

اس موقع پر گوبارو مسکراتے ہوئے ایزت کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔



سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ اگبتانا شہر سے نکل کر پہلے مشرق کا رخ کیا تھا۔ مشرقی علاقے کی سطح مرتفع کے ادھر دور برف پوش پہاڑ کی چوٹیاں نظر آ رہی تھیں۔ اس لئے کہ موسم سرما شروع ہو چکا تھا اور کوہستانی سلسلوں کی بلند چوٹیوں پر برف پڑ چکی تھی۔ چنانچہ انہی بلند چوٹیوں کو سامنے رکھتے ہوئے سائرس سفر کرتا رہا۔ پر اس پہاڑی سلسلے کے دامن میں جو قافلوں کی گزرگاہ تھی اس پر برابر سفر کرتے رہنے کے باوجود وہ چوٹیاں ابھی دور ہی تھیں۔ تاہم ان چوٹیوں کی طرف سے آنے والی ہوا اپنی خنکی کی وجہ سے پہچانی جا سکتی تھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ برف پوش چوٹی جو کوہستانِ دماوند کی تھی اس کی شکل سفید شاہین کی مانند نظر آتی تھی۔

اس موقع پر سائرس کے ساتھ جو اس کی سلطنت کے دانشور، امراء اور محققین و عالم سفر کر رہے تھے ان میں سے ایک دانشور کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس نے پوچھا۔

''کیا آپ لوگ کوہستانِ دماوند کی اس چوٹی سے متعلق مجھے کچھ تفصیل بتائیں گے؟''

اس پر ایک سفید ریش کا دانشور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کوہستانِ دماوند کی یہ چوٹی جو برف سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہے ان علاقوں میں اسے سفید شاہین بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے اور سفید شاہین چوٹی کا راز کوئی بھی نہیں جانتا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ایسی چوٹی ہے کہ جو پو پھٹنے سے پہلے اُفق پر چھائے ہوئے بادلوں سے بھی بلند تر سطح پر دکھائی دیتی ہے۔ پرانی قومیں کوہستانی سلسلے کی اس چوٹی سے ایک دیوتا کو بھی منسلک کرتی تھیں۔

پرانی اقوام کا یہ بھی خیال تھا کہ کوہستانِ دماوند کی اس چوٹی پر آشوریوں کے علاوہ کسی قوم کو چڑھنا نصیب نہ ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آشوریوں نے اس چوٹی پر ایک قلعہ تعمیر

کروایا جو ''قلعہ بلورین'' کے نام سے مشہور ہوا۔ لیکن آشوریوں کو اس بلند چوٹی کو دیکھنا بڑا مہنگا پڑا اور وہ بابل اور نینوا کے اقتدار سے بھی محروم ہو گئے۔''

سائرس نے اس موقع پر گھورنے کے انداز میں اس دانشور کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''تمہارا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ کے دیوتا آشوری لشکریوں کے محافظ رہے ہوں گے۔ لیکن میں تم پر یہ واضح کر دوں کہ اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی سے وابستہ دیوتا کی حقیقت کچھ بھی ہو وہ فی الحال ہمارا راستہ ہرگز نہیں روک سکتے۔''

چند میل اور آگے جانے کے بعد جب کوہستانی سلسلے کے دامنوں میں ہری گھاس تو ایک طرف، سردی کے باعث بھوری ہو جانے والی گھاس کے ملنے کی امید بھی کم ہونے لگی تب سائرس نے اپنے لشکر کے کچھ دستوں کو مختلف کاموں پر مقرر کیا۔ کچھ دستے ایسے مقرر کئے جن کے پاس عمدہ نسل کے گھوڑے تھے۔ ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ صبح سویرے جنگل کی طرف نکل جائیں اور لشکر کے لئے جانور تلاش کر کے لایا کریں۔

چند دستے اور مقرر کئے گئے۔ ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ مسلح ہو کر اپنے لشکر کے آگے پیچھے، دائیں بائیں پھیلے رہا کریں اور اگر سائرس کے لشکریوں کو کسی بھی سمت سے خطرہ ہو تو بروقت اسے اطلاع دیا کریں۔ اس بار سائرس بڑے انتظامات کر کے اس مہم پر نکلا تھا۔ لشکر گاہ کے لئے زیادہ تر چمڑے کے خیمے تھے جن کی وجہ سے تیز اور موسلادھار بارش سے بھی بچا جا سکتا تھا۔ گھوڑوں کے لئے الگ جگہ بنا کر اس کے اردگرد سردی سے بچانے کے لئے آگ جلا دی جاتی تھی۔ دن میں سفر کرنے کے ساتھ ساتھ رات کو سخت دفاعی احکامات پر عمل ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ جب سائرس کوچ میں ہوتا تو چند مخصوص سوار سائرس کے اردگرد حلقہ بنا لیتے اور اپنے گھوڑوں کو دائرہ گاہ کے اندر کھڑا رکھتے۔ ضرورت پڑنے پر صرف چند ساعت لگتے کہ وہ اندھیرے میں ہی اپنے گھوڑے کی زینیں تلاش کر کے سائرس کے اردگرد اپنی نشستیں سنبھال لیتے تھے۔

اس کے علاوہ لشکر کے اندر ان گنت کتے بھی رکھے گئے تھے اور ان کتوں کی دیکھ بھال کے لئے کچھ قبائلی لوگوں کو مقرر کیا گیا تھا۔ یہ کتے لشکرگاہ کے باہر پہرہ دیتے۔ کیونکہ مالک اگر اونگھ بھی جاتے تو ان کے سدھائے ہوئے کتے چوکس رہ کر رکھوالی کرتے تھے۔

سائرس نے اپنے لشکر کے آگے آگے چلنے کے لئے جن دستوں کو مقرر کیا تھا ان کے لئے سختی کے ساتھ یہ احکام جاری کر دیئے کہ احتیاط کے طور پر وہ اپنے ساتھ بیلچے، چھوٹے نیزے اور کلہاڑے ضرور رکھیں۔ ان کا کہنا تھا بیلچے اور چھوٹے نیزے راستے کے بند ہونے کی وجہ سے کھولنے کے کام آ سکتے تھے۔ اسی طرح سالاروں کے پاس کلہاڑیوں کا ہونا لازمی قرار دیا گیا کہ اگر راستے میں درخت اور جھاڑ راستہ روکتے ہوں تو وہ انہیں کاٹ کر گزرگاہ بنا سکیں۔

چند مہینوں کا سفر کرنے کے بعد اب سائرس کا یہ قافلہ شرقاً غرباً پھیلی ہوئی ایک شاہراہ پر سفر کر رہا تھا۔ مغرب کی طرف یہ راستہ رے شہر کو چھوتا ہوا دریائے گورگان کے اوپر سے ہوتا ہوا جھیل رومیہ اور بحیرۂ اسود کے ساحل تک چلا گیا تھا۔

اسی راستے کی ایک شاخ ہمدان سے ہوتی ہوئی اور وہاں سے آشوریوں کی قدیم سرزمین سے ملحقہ سطح مرتفع تک جا پہنچی تھی۔ سائرس نے اب مزید مشرق کا رخ کیا۔ کیونکہ وہ کوہ بلوری کے اس طرف اپنے لئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ سائرس کا لشکر بلا خوف و خطر شفتالوں کے کھیتوں اور سبزہ زاروں کو روندتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ شمالی ایران کے بادشاہ گشتاسپ کی سرزمینوں میں جا داخل ہوا۔

ان سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد سائرس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ اپنے لشکر کے لئے گائے اور بکرے کا گوشت مہیا کریں۔ ساتھ ہی اس نے ان لوگوں کو تنبیہ بھی کر دی کہ کوئی شخص دیہاتیوں سے گوشت مفت نہ ہتھیائے بلکہ قیمتاً لائے۔ لیکن سائرس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اسے پتہ چلا کہ جن علاقوں میں وہ داخل ہوئے ہیں وہاں رہنے والے آریائی لوگ تھے۔ سائرس خود بھی آریا تھا لہٰذا ان آریائی لوگوں نے سائرس کو پڑاؤ ڈالنے کی ترغیب دی اور سائرس کو ان لوگوں نے وہاں قیام کر کے چند روز دودھ پینے، گوشت کھانے اور ستانے کی دعوت دی۔ سائرس کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کی نیک نیتی کا اس کے سوا بھی کوئی سبب ہے کہ سائرس اس کے اپنے علاقوں کا ایک فرمانروا ہے۔

ایک روز غروبِ آفتاب کے وقت جبکہ شمال کی خنک ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں، امبا گورگانی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا سائرس کے گھوڑے کے قریب آیا، پھر گھوڑے کو دوڑاتے ہی دوڑاتے وہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جن سرزمینوں میں ہم اس وقت داخل ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں ان سرزمینوں کی

طرف آنا ہماری خوش قسمتی ہے۔ شاید یہی سرزمینیں ہمارے آباؤ اجداد کی تھیں جہاں سے نکل کر جنوب کے مختلف علاقوں کی طرف پھیل گئے تھے۔''

وہ یہاں تک کہنے کے بعد امبا رکا۔ پھر دوبارہ وہ سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''جس وقت بہت پیچھے جنوب میں ہم سرخ پتھر کے ایک درے سے گزر رہے تھے تو میں نے ان سرزمینوں کو اپنے لئے منحوس جانا تھا لیکن اب میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے وطن کے اندر یا اس کے قریب پہنچ گئے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے امبا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ سائرس کے کچھ مخبر اس کے قریب آئے اور اسے اطلاع دی کہ کچھ آگے کوہستانی سلسلے کے اندر جنگجوؤں کا ایک بہت بڑا گروہ ان سے ٹکرانے کے لئے تیار ہے۔

اس اطلاع پر سائرس نے خوشی کا اظہار کیا اور اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم بھی نمودار ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے فرناک اور اپنے دوسرے سالار ہزار پت کو بلا کر بڑے رازدارانہ انداز میں کچھ دیر تک ان سے گفتگو کی۔ اس کے بعد ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک اور ہزار پت پیچھے ہٹے۔ لشکر کے وسطی حصے کی طرف گئے۔ وہاں سے لشکر کا ایک حصہ انہوں نے اپنی کمانداری میں لیا۔ اس کے بعد وہ مخبروں کی رہنمائی میں آگے بڑھے تھے تاکہ راستے میں اگر جنگجوؤں کا کوئی لشکر گھات میں بیٹھا ہوا ہو اور ان کی راہ روکنا چاہتا ہو تو اس پر حملہ آور ہو کر آگے جانے والی شاہراہ کو سائرس کے لشکر کے لئے محفوظ کر دیا جائے۔

فرناک اور ہزار پت اپنے اپنے لشکر کو لے کر تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ کوہستانی سلسلے کے اندر گھات لگائے جنگجوؤں نے یہ سمجھا کہ سائرس کی کمانداری میں جو لشکر جنوب سے شمال کی طرف بڑھ رہا ہے، وہ پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا اپنے ان اندازوں کے تحت وہ اپنے مقصد کی آخری ضرب لگاتے ہوئے زہریلے جنگجوؤں، انسانیت کا منہ نوچ دینے والے شمال کے منجمد بیابانوں کے جنونیوں کی طرح اپنی اپنی گھات سے نکلے اور موت کی مسکراہٹوں کو عذاب و وحشتوں میں تبدیل کرتے، سیٹیاں بجاتے قضا کے طوفانوں، گرم جوان خود شناسی اور خود نگہداری کو جوہر و استبداد میں بدل دینے والے عذابوں اور دل کی رحل پر افسوس ناک ابواب کھولتی صحراؤں کی دہکتی آگ کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف سے شاید ان کا مقابلہ کرنے اور جوابی کارروائی کرنے کے لئے فرناک

اور ہزار پت نے پہلے سے منصوبہ بندی کر لی تھی۔ چنانچہ جونہی وہ شمال کے وحشی ان پر حملہ آور ہوئے، فرناک اور ہزار پت نے اپنے لشکریوں کو علیحدہ کر لیا اور درمیان میں خاصا فاصلہ پیدا کر لیا۔ اب وہ ایک طرح سے حملہ آوروں کے دائیں بائیں پہلو کی طرف ہوئے تھے۔ اس کے بعد سب سے پہلے فرناک نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ چنانچہ وہ اپنے ان دشمنوں پر ان کے بائیں پہلو کی طرف بڑھتا ہوا زمین کی چھاتی ادھیڑتے آسمان پر کمند ڈالتے مرگ کی خون ریزی کے وحشت ناک تماشوں، ذہن کے دریچوں، دل کی سرحدوں اور روح کے قرینوں کے اندر خونی انقلاب برپا کر دینے والی لہولہو کرتی سفاک صرصر کی یورش اور جاں بکف سرکش ولولوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

فرناک کے ساتھ ہی بائیں جانب سے ہزار پت بھی حرکت میں آیا۔ چنانچہ وہ بھی دشمنوں کے ایک پہلو پر یاسیت کے بے پناہ سلسلوں میں خیالات کے عفریت اور غموں کے آسیب، سرابوں کے فریب کھڑے کرتی خونی وارداتوں کے عکس اور وقت کی تیرگی کی اندوہناکی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یہ ٹکراؤ کوئی زیادہ دیر قائم نہ رہا۔ تھوڑی دیر ہی کی جنگ کے دوران فرناک اور ہزار پت نے دائیں بائیں سے تیز حملے کرتے ہوئے کوہستانوں کے ان وحشیوں کی حالت کرچی کرچی، صداؤں کی ٹوٹی آوازوں اور تر دیدہ اشکوں کی سی بنانا شروع کر دی تھی۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر مزید مقابلہ کرنے کے بعد انہوں نے اپنی شکست قبول کی۔ اور جن میدانوں میں وہ فرناک اور ہزار پت سے ٹکرائے تھے انہی میدانوں سے وہ اپنی جانیں بچاتے ہوئے بچے کھچے لشکر کے ساتھ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

بھاگتے دشمنوں کا فرناک اور ہزار پت نے کچھ ایسے انداز میں تعاقب شروع کیا جیسے میدانِ جنگ کے آزمودہ کار سورما کسی انتہائی قیمتی شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ یہ تعاقب ایک پتھریلی سلوں سے بنی ہوئی تنگ گزرگاہ پر جا کر ختم ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ فرناک اور ہزار پت نے تعاقب ترک کر دیا جس کی بناء پر بھگوڑے اونچی گھاٹی پر جا کر رک گئے۔ اب ان کی یہ مزید بدبختی شروع ہوئی کہ جس درّے اور جس گھاٹی کی طرف سے وہ بھاگے تھے وہ آگے سے بند تھی۔ شاید فرناک اور ہزار پت کو ان کے لشکریوں نے پہلے سے اس کی خبر کر دی تھی۔ اسی بناء پر وہ پہلے ہی اپنے لشکریوں کو لے کر رک چکے تھے۔ چنانچہ جب بھاگنے والوں نے اپنے آپ کو پھنسا ہوا دیکھا تو نہ پائے رفتن نہ جائے

باندان کے مصداق ااچار تلواریں نکال کر ایک ساتھ پھر فرناک اور ہزارپت کے سامنے جم گئے۔

اس موقع پر ان کا سالار بھی ان کے سامنے تھا جس کی تلوار کے دستہ پر شیر اور شاہین کے نشان بنے ہوئے تھے۔

ان کا سالار اپنے لشکریوں کے درمیان زور زور سے للکارتے ہوئے ان کی ڈھارس بندھارہا تھا۔

فرناک اور ہزارپت نے جب یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ اذیت ناک اور ہولناک انداز میں ان کوہستانی سرکشوں پر ہلہ بول دیا تھا۔ یہاں تک کہ انتہائی غصہ اور غضب ناکی میں ان پر حملہ آور ہو کر ان کا انہوں نے قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔ کوہستانی سلسلے کے وہ باغی فرناک اور ہزارپت کے تیز حملوں کی تاب نہ لاکر ایک بار پھر موت کا شکار ہو کر بھاگنے لگے۔

بھاگنے کے دوران ان میں سے اکثر کے گھوڑے درّے کی دیوار سے ٹکرائے اور اکثر زمین تک پٹخ گئے اور چند ہی ساعتوں میں حملہ آور کوہستانی کچھ مارے گئے، کچھ زخمی اور قیدی ہو گئے۔ ان کا سالار بھی اس ٹکراؤ کے دوران مارا گیا۔ فرناک اور ہزارپت کا یہ ایک بہت بڑا معرکہ تھا۔

اتنی دیر تک سائرس بھی وہاں پہنچ گیا۔ سائرس ایسے خوش تھا جیسے اس نے ایک بھاگ نکلنے والے شکار کو مار گرایا ہو۔ فرناک اور ہزارپت کی کارروائی واقعی اس کے لئے خوشی کا باعث تھی۔ اس لئے کہ ان دونوں نے ایک تنگ اور سامنے سے بند درّے کے اندر باغیوں کے اس لشکر کو گھیر کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

چنانچہ جب مرنے والے دشمنوں کے لشکریوں کا جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ حملہ آوروں کا سالار بھی ان کے اندر مارا گیا ہے۔ اس لئے کہ میدانِ جنگ سے اس کی تلوار ملی اور اس تلوار کو سائرس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس موقع پر سائرس اپنے سالاروں کے ساتھ اس شش و پنج میں تھا کہ دیکھیں حملہ آوروں کا سالار کون تھا۔ کہ اتنی دیر تک سائرس کی بیوی آمیتش ایک برقع پوش عورت کا ہاتھ پکڑے سائرس کی طرف آتی دکھائی دی۔

نزدیک آ کر آمیتش نے اپنے شوہر سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔

''اگر آپ اس موقع پر حملہ آوروں کے سالار کی لاش کو ڈھونڈ رہے ہیں تو وہ لاش یہ



فرناک اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ چونک سا پڑا۔ اس لئے کہ اس کے خیمے میں عیلام کی خوب صورت اور حسین شہزادی ایزت داخل ہوئی تھی۔

فرناک نے بس ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی تھی اس کے بعد اس نے زمین کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھا۔

ایزت اس سے پوچھے اور اجازت لئے بغیر ہی خیمے میں داخل ہوئی۔ اس وقت خیمے کے اندر فرناک کا جو بستر لگا ہوا تھا وہ اس میں موٹا دبیز کمبل اوڑھے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے زمین کے اندر جو گڑھا کھودا گیا تھا اس میں آگ کا ایک چھوٹا سا الاؤ روشن تھا۔ اس وقت باہر سورج غروب ہو رہا تھا۔ فضاؤں کے اندر ہلکی ہلکی تاریکی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔

فرناک اسی طرح کبھی زمین اور کبھی الاؤ میں جلتی آگ پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا کہ ایزت آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ کمرے میں جو بستر کے ایک طرف نشستیں لگی ہوئی تھیں، نہ ان کی طرف گئی، نہ بستر پر بیٹھی۔ بلکہ بستر کے بالکل سامنے آگ کے الاؤ کے ایک طرف زمین کا کچھ حصہ ننگا پڑا ہوا تھا، وہاں وہ چپ چاپ اپنے خوب صورت اور قیمتی لباس کو سمیٹتے ہی ننگی زمین پر بیٹھ گئی تھی۔

فرناک نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ خیمے میں خاموشی طاری رہی۔ اس خاموشی کو آخر تنگ آ کر ایزت ہی نے توڑا اور فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں آپ سے ماضی کے اپنے رویے کی معافی مانگنے آئی ہوں۔ اس سے پہلے بھی میں نے آپ کی طرف کچھ تحائف اور دوسری چیزیں رجینا کے ہاتھ بھجوائی تھیں لیکن آپ نے میرے ان جذبات کی کوئی قدر ہی نہ کی تھی۔ اب میں صرف آپ کی خاطر لشکر میں شامل ہوئی ہوں۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں میرے باپ اور بھائی نے لشکر میں شرکت نہیں

کی۔ وہ اس وقت اپنے مرکزی شہر شوش میں ہیں۔ میں صرف اپنی خادمہ رجینا کے ساتھ لشکر میں صرف آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے شامل ہوئی ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ایزت کچھ دیر تک بڑے غور سے فرناک کی طرف دیکھتی رہی۔ شاید وہ یہ امید رکھتی تھی کہ فرناک اس کے ان الفاظ کا جواب دے گا۔ لیکن جب فرناک خاموش رہا تب پہلے کی نسبت زیادہ عاجزی اور انکساری میں فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں اپنے ماضی کے رویے کی........"

ایزت یہیں تک کہنے پائی تھی کہ سر کو جھٹکتے ہوئے غصہ کی حالت میں فرناک نے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''تم قوم عیلام کی کس قسم کی لڑکی ہو؟ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہاری وہ جمور و سنگ کو لخت لخت کرتی مکاری اور حیلہ گری کا عروج، ہنر و کسب کو زوال پر آمادہ کر دینے والے فنا بکھیرتے ہولناک ارادے کیا ہوئے؟ مصارفِ زندگی میں تمہاری سرشت کی وہ بے نفسی اور بے غرضی کہاں گئی؟"

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک دم لینے کے لئے رکا تھا۔ شاید وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ میں ایزت پھر بول اٹھی۔

''بس یوں جانیں کہ میری طرف سے وہ غلطی اور کوتاہی تھی۔ میں نے اب اس ایزت کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب آپ میری نگاہوں میں انقلاب آفریں ذہن رکھنے والے فرزندانِ کمال میں سے ایک با جبروت مجاہد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک ایسے لاجواب جوان جو اپنے مقصد کی آخری ضرب لگانے کا ہنر جانتے ہیں۔ میں اب آپ کو غلام نہیں زمستانی جھکڑوں میں موت کا وجد آفریں رقص کرنے والے فطرت کے کمال کا ایک رجلِ عظیم خیال کرتی ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کچھ دیر کے لئے ایزت رکی، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''اس میں کوئی شک نہیں، پارساگرد کے مرکزی شہر شوش کے قصر میں جس وقت میں شہزادی تھی، میں نے وہاں کبھی انسان کو جنسِ معتبر نہ جانا۔ کاش! وہاں قیام کے دوران کوئی پارکھ، کوئی کیمیاگر میری رہنمائی کرتا۔ مجھے اصل راہ دکھاتا۔ کاش! شوش کے قصر میں قیام کے دوران میں نے محبت کے کھلے بادلوں، تشنہ تعبیروں، جذبوں کی نواؤں کے سچے

صحیفوں اور زہر اُگلتے تفکرات کے قاتلوں کے درمیان فرق محسوس کیا ہوتا۔ کاش! نور کے جال بُنتی کرنوں اور تاریکی کے نگار خانوں، زندگی بخش اقبال مندی اور بے کار بانجھ جذبوں کے درمیان میں نے تفریق پیدا کی ہوتی۔ کاش! میں نے وہاں نا آشنا ترانوں کے دلکش پیکر، شکم کے اُبھرے اُگلتے نقوش میں امتیاز برتا ہوتا۔ کاش! میں نے محبت کے جزیروں کی شاموں میں بھڑکتی تاریکیوں اور جگمگاتے خوب صورت جگنو کے درمیان ایک فرق برتا ہوتا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ایزت رکی، کچھ سوچا پھر دوبارہ وہ کہہ رہی تھی۔

''میں شوش کے قصر میں زندگی کا نشان بنتے سیلِ نکہت، دنیا کی زیب و زینت، تمناؤں کے آنگن میں خوشبو کی زرخیز مسکراہٹوں کے درمیان زندگی بسر کرتی رہی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ کسی کی محبت میں مبتلا ہو کر یہ ساری خوشیاں سلگتے سایوں میں سسکتی امبر بیل، نفرت کی آندھیوں کی یورش میں تبدیل ہو جائیں گی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ ایک روز چاہت رنگوں کے موتی، پریت کی گل گوں جوالا زیست کے آسمان پر ایک روز زخموں کی کہکشاؤں میں تبدیل ہو جائیں گی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ کبھی آنکھوں میں محبت کے اُجالے، دل میں چاہتوں کی چاندنی، بے سکون کر دینے والے سوالات اور اذیتوں کے جال بُنتے لمحوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ میں اپنے رویے پر نادم ہوں۔ میں جہاں اس ایزت کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر چکی ہوں وہاں قومِ عیلام کی وہ شہزادی بھی ان سرزمینوں میں نہیں رہی۔ میں اب کائنات کے مالک کی پیدا کردہ زمین کی ننگی پیٹھ پر بھی بیٹھ کر اپنی ذات پر فخر محسوس کر سکتی ہوں۔''

ایزت جب خاموش ہوئی تب پہلی بار غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

''تم اپنی ذات کی عظمت، اپنی حیثیت کو فراموش کر کے پستی کی طرف اُتر رہی ہو۔ میرے تمہارے درمیان شرق و غرب اور زمانوں کے بُعد سا فرق ہے۔ تم قومِ عیلام کے حکمران گوبارو کی بیٹی ہو۔ میں صحراؤں کے اندر پلتا ایک ناچیز ذرّہ جس کے پاس نہ عظمت کا کوئی ذرّہ ہے نہ حشمت کا کوئی قطرہ۔ گوبارو کی بیٹی! میرا تمہارا موازنہ کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ تم آبشاروں کا ترنم، پھولوں کی مہک ہو۔ میں تمہارے مقابلے میں موت کی سوداگری کرنے والا اُجاڑ راستوں کا مسافر ہوں۔ تم قرارِ دل، سکونِ جاں بنتی حسین سپنوں کی تعمیر، جمال بھرے ساغر میں جوانی کی مہک ہو۔ جبکہ میں موت کی منڈی میں دُکھ کا

گرداب اور قضا کے میلے میں بینائی سے محروم تاریکی کی مانند ہوں۔
گوبارو کی بیٹی! تُو رات کی حسین تنہائیوں میں چاندنی کی نرم ضیاء، چہروں کے ہجوم زندگی کی روشنی کا پیغام ہے۔ میں تمہارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ میں تمہیں نصیحت کروں گا کہ ماضی کے غبار سے پناہ حاصل کر کے تاریک اُفق پر اُمیدوں کی کرنوں کی طرح نکل جاؤ۔ نا اُمیدیوں کے جنگل کو فراموش کر کے صداقتوں، میٹھے سہانے نغموں، حیات بخش رنگوں کو اپنا لو۔ میری ذات سے تمہیں کوئی نسبت ہی نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ خانم! میں ہجر کی کالی رات میں غموں کی ہولناک کیفیت اور نا اُمیدیوں کے تاریک اُفق پر حبس زدہ سوچوں کا سا ماحول ہوں....... جاؤ، شفق کی نکھری موجوں کے سے اپنے ماحول کی طرف لوٹ جاؤ۔ وہاں تمہارے لئے الماس و گوہر بند کلیوں کے فشار جیسا سکون، گلابوں، خواہشوں کی مہک اور چاہتوں کے سپنوں جیسی طمانیت ہے۔ میری طرف بھاگو گی تو نقصان اٹھاؤ گی۔ اس لئے کہ میں صحراؤں کے اندر بھٹکتا وہ لمحہ ہوں جس کے سامنے نہ کوئی راستہ ہے نہ منزل۔ موجوں کے اندر کھو جانے والا وہ قطرہ ہوں جس کی اپنی کوئی انفرادی حیثیت ہی نہیں ہوتی۔ صحرا کے اندر گم ہو جانے والا وہ ذرہ ہوں جس کے مقدر میں ہر روز انسانوں اور جانوروں کے پاؤں تلے مسلا جانا لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ خانم! میری طرف نہ بھاگو۔ میرا قرب تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ یاد رکھنا! میں تم جیسی لڑکیوں کے لئے اندھے خشک کنوئیں جیسا ہوں۔ اس کنوئیں کی منڈیر پر جو بھی کوئی اپنی امید اور چاہت لے کر بیٹھے گا، ایک روز تنگ آ کر خود ہی اٹھ کر چلا جائے گا۔ گوبارو کی بیٹی! میں صحراؤں کے اندر پلنے والا ایک سنگریزہ ہوں جس کے ماضی میں نہ کوئی چکا چوند ہے نہ مستقبل میں امیدوں بھری کوئی روشنی۔
تم قومِ عیلام کے بادشاہ کی بیٹی ہو۔ کہکشاں کو چھو سکتی ہو۔ اوجِ ثریا کو پا سکتی ہو۔ جب جہاں چاہو اپنی خواہشوں کی تکمیل کا اہتمام کر سکتی ہو۔ پر مجھ جیسے بے نوا کے ہاں سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اس بناء پر میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے خیمے میں تمہارا آنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے پہلے تم نے اپنی خادمہ کے ہاتھ میرے لئے تحائف بھیجے تھے۔ جس وقت میں نے وہ تحائف واپس کئے تھے اسی وقت تمہیں دور ہٹ جانا چاہئے تھا۔ جتنے قدم میری طرف بڑھائے تھے اس سے دُگنے قدم پیچھے ہٹ جانا چاہئے تھا۔ لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ میں اب پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میں پوری زندگی ایک مجرد کی حیثیت سے گزارنے کا عزم کر چکا ہوں۔ کسی بھی لڑکی کو اپنا غم گسار و مونس نہیں

بناؤں گا۔ تاہم ایک روز ضرور لوٹ کر اپنی ماں کے پاس جاؤں گا اور میری ماں صحرا کے اندر جس کسی کو بھی میری زندگی کا ساتھی بنانے کی کوشش کرے گی، میں اسے اپنا مقصد، اپنا مقدر سمجھ کر قبول کر لوں گا۔

اب تم اٹھو۔ اپنے خیمے میں جاؤ۔ تمہارا یوں زیادہ دیر میرے پاس بیٹھنا اور میرے خیمے میں آنا جانا تمہاری عزت و ناموس کے لئے ایک داغ اور حرف گیری بھی بن سکتا ہے۔ اب تم جاؤ۔ اس موضوع پر میں تم سے مزید گفتگو کرنا پسند نہیں کروں گا۔ دیکھو! ضد نہیں کرنا۔ اس وقت میں تمہیں سلیقے طریقے اور نرمی سے سمجھا رہا ہوں۔ اپنی بات پر اڑو گی تو تلخی پیدا ہو گی اور تلخی نفرت کو جنم دیتی ہے۔ اب تم جاؤ۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک منہ دوسری طرف کر کے بیٹھ گیا تھا۔ ایزت انتہائی مایوسی اور دل شکنی کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھی اور فرناک کے خیمے سے نکل گئی تھی۔

☆★☆

سائرس ایک روز گشتاسپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبے رہنے کے بعد اس نے گشتاسپ کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

''یہاں قیام کے دوران میں نے اکثر لوگوں کو زرتشت سے متعلق گفتگو کرتے سنا ہے۔ کیا تم اس سے متعلق مجھے ذرا تفصیل سے نہیں بتاؤ گے کہ وہ کون تھا؟ کیا چاہتا تھا؟ کیا نظریہ پیش کرتا تھا؟''

جواب میں گشتاسپ نے مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر کہنے لگا۔

''ضرور........ میں زرتشت سے متعلق تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ وہ آریائی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ مغ تھا، نہ موبد۔ جیسے کہ مختلف پیغمبر مختلف ادوار میں اس زمین پر خدا کی قدرت کا اعلان کرتے رہے ہیں اسی طرح زرتشت بھی آیا۔ وہ رے شہر کا رہنے والا تھا۔ وہاں اس کے کچھ ذاتی اختلافات ہو گئے۔ لہٰذا نو سال پہلے زرتشت رے کے سپاہیوں سے بھاگا تھا۔ میرے علاقوں میں آیا تھا اور میں نے اسے پناہ دی تھی۔ اس کی ضروریات کا پورا خیال رکھا اور اس کے اقوال کو بغور سنا تھا۔

جہاں تک اس کے خاندان کا تعلق تھا، وہ پوردشسپہ کا بیٹا تھا جس کے معنی خاکستری گھوڑے کے ہیں۔ اس کے خاندان کو شپ سیتما یعنی سفید کہتے تھے۔ وہ کسی دور میں لشکری رہ چکا تھا اور پہلوی تیر کمان چلانے میں جس کا ایک سرا پاؤں کے نیچے دبا کر چلاتے ہیں پورا ملکہ رکھتا تھا۔ پہلوی تیر چلے تو لوہے میں سوراخ کر دیتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گشتاسپ جب رکا تب حیرت کا اظہار کرتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اس نے اپنا نام زرتشت کیوں رکھ لیا جس کے معنی سنہری اونٹ کے ہیں۔ نہ جانے یہ نام کہاں سے لیا گیا۔ کیونکہ بظاہر مبالغہ سا ہے۔ سونے کے اونٹ کا وجود کیسے ممکن ہے؟ البتہ ایسا اونٹ مراد ہو سکتا ہے جس پر سونا وغیرہ لادا جاتا ہو۔ پھر اس کا انسان پر اطلاق بے معنی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ لوگ اس بے خانما پیغمبر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے البتہ اس کے اقوال بعض کو یاد ہیں اور وہ میں نے ان علاقوں میں اکثر کو دوہراتے ہوئے پایا ہے۔''

سائرس جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے گشتاسپ کہنے لگا۔

''جن دنوں اس نے میرے ہاں قیام کر رکھا تھا، ایک روز جب میں چاند دیکھنے کے لئے کھلی جگہ گیا تو میں نے دیکھا وہاں زرتشت پہلے سے موجود تھا۔ اس موقع پر وہ ہاتھ اونچا کر کے بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

''کس نے ستاروں کے درمیان سورج کے لئے راستہ بنایا؟ چاند کو کون گھٹاتا بڑھاتا ہے؟ زمین کیسے کھڑی ہے؟ آسمان پر ستارے کس کے حکم سے اٹکے ہوئے ہیں؟ کون ہے جو ہوا کو اتنی تیزی بخشتا ہے کہ وہ بادلوں کو بھیڑوں کے گلے کی طرح اُڑائے جاتی ہے؟ کس کی کاریگری سے روشنی تاریکی سے جدا ہے اور انسان جو بذاتِ خود کچھ نہیں کس نے ان تمام چیزوں پر غور کرنے کی عقل عطا کی؟''

یہاں تک کہنے کے بعد گشتاسپ رکا۔ اس کے بعد اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے سامنے آگ کے جلتے الاؤ پر ہاتھ گرم کرنے کے بعد سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''جس وقت اس نے یہ الفاظ ادا کئے تھے، میں نے اس سے پوچھا کیا تمہیں کچھ نظر آیا؟ اس موقع پر زرتشت نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''نظر تو کچھ نہیں آیا۔ البتہ میرے دل میں ایک درد سا ہے۔''

چنانچہ اس قدر الفاظ کہنے کے بعد زرتشت پھر چاند ستاروں کے متعلق پہلے کی سی باتیں کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد جب بھیڑوں کے بچے دینے کا موسم آیا تو وہ میرے ہاں سے رخصت ہونے کے بعد خراسان کی راہ سے مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنے وہ درد بھی ساتھ لے گیا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ شاید کسی امیر کا مذاق اُڑانے کے جرم میں رے شہر

میں اسے سزائے موت سنا دی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ شہر سے نکل کر میری طرف بھاگا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کے درد کی یہ یا کوئی اور وجہ بھی ہو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گشتاسپ جب خاموش ہوا تب بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''میرا خیال ہے کہ یہاں کے سب لوگوں نے زرتشت کی تعلیمات کو قبول کر لیا ہے۔''

اس پر گشتاسپ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابھی تو نہیں۔ البتہ امید ہے کہ یہاں کے لوگ اس کی تعلیمات کو قبول کر لیں گے۔ میرے ہاں سب سے پہلے میری ایک بیوی نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا۔ میری بیوی اس کی پیروکار بن گئی تھی اور زرتشت کے جانے کے بعد میں تم پر انکشاف کروں کہ میں اپنی بیوی کی روحانیت کی طاقت کو محسوس کرنے لگا۔''

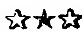
اس پر سائرس تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں اس وقت عجیب سی گومگو کی حالت میں ہوں۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آیا زرتشت واقعی تھا یا خیر و شر سے کوئی روحانی آرزو تھی؟''

اس پر گشتاسپ قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ تمہارا وہم، تمہاری بھٹکی ہوئی سوچ ہے۔ ورنہ زرتشت ایک حقیقت تھی جس نے نو سال قبل رے شہر سے بھاگ کر میرے ہاں قیام کیا تھا۔''

رات چونکہ کافی جا چکی تھی لہٰذا گشتاسپ کے پاس سے اٹھ کر سائرس آرام کرنے کے لئے اپنی خواب گاہ کی طرف چلا گیا تھا۔



سرما گشتاسپ کے ہاں گزارنے کے بعد آخر سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کے ہاں سے کوچ کیا۔ اب اس کے لشکر کو پھر وہی سرد ہوائیں، گھنے درخت اور بلندی کی طرف جاتی ہوئی راہیں درپیش تھیں۔ سائرس جب اپنے لشکر کے ساتھ خراسان پہنچا تو اطمینان کا سانس لیا۔ اس موقع پر اس نے جس جگہ اپنے لشکر کو روکا تھا وہاں اپنے اطراف میں کئی بلند کوہستانی چوٹیوں کا جائزہ لیا۔

جس وقت سائرس خراسان کی سطح مرتفع کے پاس اپنے لشکر کے پاس پڑاؤ کئے ہوئے تھا، اس وقت اسے عجیب و غریب خبریں اپنے مخبروں کے ذریعے ملیں۔ اسے پتہ چلا کہ

خراسان کے باشندے جو مویشی اور شکار وغیرہ پر گزارہ کرتے تھے انہیں سائرس اور اس کے لشکریوں کی آمد کی خبر ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ سائرس ان پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ سائرس کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان کوہستانی جنگجوؤں نے کوہستانی سلسلوں کے اندر مورچے بنا لئے ہیں اور یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جب سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس سے گزرے گا تو وہ ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔

اپنے مخبروں کے ذریعے سائرس کو جب یہ خبریں ملیں کہ کوہستانی سلسلوں کے لوگ اس کے لشکر کو روکنا چاہتے ہیں تو اس موقع پر سائرس نے ان کوہستانی سلسلوں کے رہنے والوں کے اس اقدام کو احمقانہ کام قرار دیا۔ اس لئے کہ سائرس جانتا تھا کہ کوہستانی سلسلے کے اوپر ہونے کے باوجود انہیں سائرس کے لشکریوں کی تیر اندازی سے بچنا مشکل تھا۔ چنانچہ جب اسے یہ خبریں ملیں تو اس نے ایک انتہائی محفوظ جگہ اپنے لشکر کو روک دیا۔ ساتھ ہی اس نے فرناک کو طلب کر لیا تھا۔

فرناک جب سائرس کے سامنے آیا تو سائرس نے جو خبریں مخبروں نے دی تھیں ان کی تفصیل اس سے کہی، پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فرناک! ان کوہستانی سلسلوں میں رہنے والوں کے خلاف مہم میں تمہیں سونپتا ہوں۔ تم لشکر کا ایک حصہ لے کر آگے بڑھ جاؤ۔ پہلے قومِ ماد کے لشکریوں کو آگے رکھنا۔ وہ یہاں کے مقامی لوگوں کی زبان خوب سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ان کے قریب جا کر مادی لشکر انہیں ڈرائیں دھمکائیں۔ میرے خیال میں کوہستانی سلسلے کے یہ جنگجو غیر تربیت یافتہ ہیں۔ اوّل تو ڈرانے دھمکانے سے ہی وہ بھاگ نکلیں گے۔ لیکن اگر نہ بھاگیں تو پہلے حملے ہی میں ان کی صفیں بکھر جائیں گی اور جان بچانے کی خاطر وہ راہِ فرار اختیار کر لیں گے۔ چنانچہ ان کے فرار اختیار کرنے کے بعد ہمیں یہاں سے گزرنے کا موقع مل جائے گا۔ ساتھ ہی میں تم پر یہ بھی زور دیتا ہوں بلکہ تاکید سے تمہیں کہتا ہوں کہ ان کوہستانی لوگوں کا قتلِ عام نہ کرنا بلکہ تنبیہہ سے کام لیتے ہوئے اپنا مقصد نکالنے کی کوشش کرنا۔''

اس کے ساتھ ہی لشکر کا ایک حصہ دے کر سائرس نے فرناک کو چند میل آگے کوہستانی سلسلوں کے جنگجو سورماؤں کو بھگانے کے لئے روانہ کیا تھا۔



ہیمرس اور سرینا دونوں اپنے خیمے میں چپ چاپ بیٹھی تھیں۔ اس موقع پر ہیمرس خیمے میں روشن گڑھا نما الاؤ کے اندر اِکا دُکا لکڑیاں ڈالنے کے ساتھ ساتھ ایک نوک دار لکڑی

سے آگ کو انگیخت بھی کرتی جا رہی تھی اور اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی سرینا اپنا کوئی لباس سی رہی تھی۔ اچانک سرینا کو کوئی خیال گزرا۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی سوئی اس نے کپڑے کے اندر پیوست کرتے ہوئے کپڑا ایک طرف ڈال دیا۔ ایک بھرپور اور غائر نگاہ الاؤ کے پاس بیٹھی تیمرس پر ڈالی پھر ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

''تیمرس! میری بہن! اگر تُو برا نہ مانے تو ایک سوال پوچھوں؟ ساتھ ہی یہ بھی کہتی ہوں کہ مجھے ٹالنے کی کوشش نہ کرنا۔ جھوٹ بھی مت کہنا۔ بس یوں جانو میرے ذہن کے اندر ایک اُلجھن ہے۔ میرے شعور اور لاشعور دونوں کے اندر ایک ہلچل برپا ہے۔ بس اسی کے خاتمہ کے لئے میں تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ میری بہن! وعدہ کرو کہ مجھے ٹالو گی نہیں اور جھوٹ بھی نہیں کہو گی۔''

تیمرس نے اس موقع پر گھورنے کے انداز میں سرینا کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔

''تُو میری بڑی بہن ہے۔ اس سے پہلے کبھی مجھ سے کچھ جاننے کے لئے تُو نے اجازت نہیں لی۔ پھر آج یہ سوال تُو کیوں کرتی ہے؟''

''یہ سوال میں اس لئے کر رہی ہوں کہ جو سوال میں پوچھنا چاہتی ہوں اس میں تمہاری زندگی، تمہارے مستقبل کا سوال ہے۔''

''میرا نہ کوئی مستقبل ہے اور نہ ہی کوئی پُرکشش زندگی ہے۔ میں سمجھتی ہوں جس طرح میری زندگی کے دن گزر رہے ہیں، ایسے ہی گزرتے رہیں تو غنیمت ہے۔'' دکھ بھرے انداز میں تیمرس نے سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تیمرس کے ان الفاظ پر سرینا بجھ سی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بڑی ہمدردی کے انداز میں تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہنے لگی۔

''میری عزیز بہن! جس روز فرناک بھائی نے تیرا بازو تھاما تھا، یوں جانو اس روز میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ تم دونوں ایک دوسرے پر اپنی محبت کا اظہار کرو گے۔ اور جب ایسا ہو گا تو میری بہن کی زندگی کی ساری راہیں روشن اور سنور کر رہ جائیں گی۔ لیکن بازو پکڑنے کا جو ردِ عمل ہوا اس نے میرے ذہن، میرے دل کے اندر ایک ہلچل سی برپا کر دی تھی۔ اب تک میں نے اس حادثہ کی وجہ تم سے نہیں پوچھی۔ میں اس انتظار میں تھی کہ تم سنبھلو تو پھر اس واقعہ پر تم سے سوال کروں۔ میری عزیز بہن! فرناک بھائی اتنے گئے گزرے تو نہیں ہیں کہ انہوں نے تمہارا بازو پکڑا اور تم نے ان کے لئے ایسے سخت الفاظ استعمال کئے جو کم از کم میں تو امید نہیں کر سکتی تھی کہ تم ایسے الفاظ

استعمال کرو گی۔

تیمرس! برا مت ماننا۔ اس واقعہ کے چند روز پہلے تُو نے میرے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ تم فرناک بھائی کو پسند کرتی ہو اور انہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کی خواہش رکھتی ہو۔ میں نے خود تمہارے سامنے اقرار کیا تھا کہ میں کراوش کو اپنی زندگی کے ساتھی کی حیثیت سے چن چکی ہوں۔ اس پر ہم دونوں بہنوں نے خوشی اور طمانیت کا بھی اظہار کیا تھا۔ پھر کیا وجہ ہوئی کہ تم نے بھائی کے بازو پکڑنے پر سخت الفاظ میں ان کی بے عزتی اور اہانت کر دی؟ حالانکہ نہ وہ غلام تھے نہ ہمارے دبیل نہ ہمارے ماتحت۔ بلکہ سائرس کے سالاروں میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔ اور پھر انہوں نے بازو بھی بے خیالی میں تھاما۔ جب میں اور تم دونوں بھاگ کر باہر نکلیں تو بھاگتے بھاگتے تم فرناک بھائی سے ٹکرا گئی تھیں اور اسی ٹکراؤ کے نتیجے میں انہوں نے تمہارا بازو تھام لیا تھا۔

میری بہن! مجھ سے کچھ چھپانا مت۔ آج اپنے دل کی بات اُگل دے۔ جو بھید تُو اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہے، جو راز بے شک تُو نے اپنے شعور سے نکال کر لاشعور کے اندر مقفل کر دیا ہے، آج اسے کھول کر میرے سامنے اس کی وجہ بتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سرینا کچھ دیر کے لئے رکی۔ پھر دوبارہ تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری عزیز بہن! اگر اس موقع پر تُو یہ کہے کہ تُو فرناک سے محبت نہیں کرتی تو اسے میں کسی بھی صورت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس لئے کہ اس کا اقرار تم خود اپنی زبان سے میرے سامنے کر چکی ہو۔ میں تو وہ وجہ جاننا چاہتی ہوں جس کے تحت تُو نے بھائی سے ایسی بے رخی اور بے اعتنائی برتی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سرینا خاموش ہو گئی۔ تیمرس بھی کچھ دیر تک بڑے غور سے آگ کے الاؤ کی طرف دیکھتی رہی۔ اس موقع پر اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ ایک دو بار اس نے ہونٹ کاٹے۔ اس کی اس کیفیت کو بھانپتے ہوئے سرینا آگے بڑھی۔ تیمرس کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اس کی پیشانی، اس کا سر چوما۔ اس پر تیمرس سنبھلی اور پھر سرینا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میں تم سے کسی بات کا نہ بھید رکھوں گی نہ راز بنا کر اپنے پاس محفوظ کر لوں گی۔ آج میں تمہارے سامنے اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے تمہارے سامنے فرناک سے اپنی محبت کا اقرار کیا تھا۔ لیکن اس اقرار کے بعد کچھ ایسا انقلاب برپا ہوا کہ میں نے فیصلہ

کیا کہ میں پیچھے ہٹ جاؤں گی۔ ان کے اور اپنے درمیان ایک حدِ فاصل قائم کر لوں گی۔ اور اس کی ایک وجہ تھی۔"

"کیسی وجہ؟" سرینا نے غور سے میمرس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

میمرس نے چند لمحوں تک بڑی بے بسی سے سرینا کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک نوک دار لکڑی سے آگ کے الاؤ کو انگیخت کرتی رہی، اس کے بعد دکھ بھرے انداز اور دھیمے دھیمے لہجے میں سرینا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"سرینا! میری بہن! اس حادثہ سے چند روز پہلے جبکہ تم بھائی کراوش کی طرف گئی ہوئی تھیں، عیلام کے بادشاہ گوبارو کی بیٹی ایزت میرے خیمے میں آئی۔ میں نے اس کی بڑی عزت افزائی کی۔ وہ میرے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ میری طویل گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو کا لب لباب یہ تھا کہ ایزت بے پناہ انداز میں فرناک سے محبت کرتی ہے اور فرناک بھی ایزت کو چاہتے ہیں۔ ایزت نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ عنقریب وہ اور فرناک ایک دوسرے سے شادی کر لیں گے۔ ساتھ ہی ایزت نے مجھے تنبیہہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ شادی کے بعد وہ فرناک کی بیوی کی حیثیت سے کسی اور لڑکی کو نہ برداشت کرے گی اور نہ اس کی زندگی کا ساتھی بننے دے گی۔ اس نے مجھ پر یہ بھی واضح کیا کہ میں جانتی ہوں کہ فرناک میرے علاوہ تم پر بھی اپنی محبت کے ڈورے ڈالے ہوئے ہے۔ تم سے بھی شادی کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اگر تم نے ایسا کیا تو اپنے مقصد میں تمہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور تمہارے پاس پچھتاووں کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔"

یہ واقعات مختصراً میں نے تم سے کہہ دیئے ہیں۔ لیکن ایزت کے ساتھ میری بڑی تفصیل سے گفتگو ہوئی تھی۔ اور گفتگو کے دوران اس نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ واقعی ایزت فرناک کو اور فرناک ایزت کو پسند کرتے ہیں۔ بس اس واقعہ کے بعد میں نے اپنے آپ کو پیچھے ہٹا لیا۔ اپنی اس محبت کو جو مجھے فرناک سے تھی، زمین کے اندر دفن کر دیا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اب میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گی۔ مجرد زندگی بسر کروں گی۔ سرینا میری بہن! اس کے علاوہ........"

یہاں تک کہتے کہتے میمرس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ بے پناہ غصے اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے سرینا بول اٹھی۔

"میمرس! تو پاگل، احمق اور بے وقوف ہے۔ تو نے مجھے اسی وقت بتا دیا ہوتا کہ ایزت تمہارے پاس آئی تھی اور تمہیں گمراہ کر کے چلی گئی۔ بے وقوف لڑکی! ایزت تو اب

بھی فرناک بھائی پر ڈورے ڈال رہی ہے۔ لیکن فرناک بھائی تو اسے اپنے نزدیک نہیں آنے دے رہے۔ اس موضوع پر ایک روز تفصیل کے ساتھ میری بھائی کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔ کراوش بھی موجود تھے۔ تنہائی میں صرف ایک بار ایزت کی ملاقات فرناک بھائی سے ہوئی۔ اس سے پہلے جب کرزوس کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تھا تو انفرادی مقابلے میں فرناک بھائی نے اپنے مدِ مقابل کو بڑی آسانی سے زیر کیا تھا، تب ایزت فرناک بھائی کی طرف جھکی تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ فرناک بھائی سے بے پناہ انداز میں نفرت کرتی تھی اور اس کی خبر تمہیں بھی ہے۔ فرناک بھائی نے میرے سامنے تمہیں وہ حالات سنائے تھے جن کے تحت فرناک بھائی سائرس کے ایک سفیر کی حیثیت سے قومِ عیلام کے مرکزی شہر شوش گئے تھے اور وہاں ایزت نے ان کے ساتھ ناروا سلوک رکھا تھا۔ کاش! تم نے ایزت کے سلوک کو ہی نگاہ میں رکھ کر اس کی ساری باتوں کو ٹھکرا دیا ہوتا۔

جس وقت بھائی نے انفرادی مقابلہ جیتا تھا اس کے بعد ایزت نے بھائی کی طرف رجوع کیا تھا اور وہ مقابلہ جیتنے کے بعد ایزت نے اپنی ذاتی خادمہ جس کا نام رجینا ہے، اسے تحفے تحائف کا ایک طشت دے کر فرناک بھائی کی طرف روانہ کیا تھا۔ فرناک بھائی نے مجھے بتایا تھا کہ اس طشت میں گھوڑے کے لئے سونے کی جھانجریں، سونے چاندی کی مہمیزیں، گھوڑے کے لئے چاندی کے نعل، نیا انتہائی قیمتی کمر بند، اس کے ساتھ تلوار اور خنجر جن کے دستے سونے کے تھے، اس کے علاوہ بھی بہت سے تحائف طشت میں سجا کر بھائی کی طرف بھیج دیئے۔ طشت لانے والی رجینا تھی اور رجینا ہی کے ذریعے ایزت نے فرناک بھائی پر اپنی محبت کا انکشاف کیا تھا۔ جانتی ہو فرناک بھائی نے ایزت کے اس سوال کے جواب میں رجینا سے کیا کہا؟''

''کیا کہا؟'' تیمرس نے غور سے سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

فخریہ انداز میں تیمرس کی طرف دیکھتے ہوئے سرینا کہنے لگی تھی۔

''فرناک بھائی نے نہ صرف ایزت کی محبت کو بری طرح ٹھکرا دیا بلکہ رجینا کے ذریعے جو اس نے تحائف کا طشت بھجوایا تھا وہ بھی بے اعتنائی سے کام لیتے ہوئے واپس کر دیا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کچھ دیر کے لئے سرینا رکی، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''تیمرس! یہ ایزت کی طرف سے محبت کی پہلی پیش قدمی تھی۔ اس کے بعد ایزت

نے بذاتِ خود تنہائی میں بھی فرناک بھائی سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات اس وقت ہوئی جب کراوش کسی کام کے سلسلے میں خیمے سے باہر تھے۔ شاید ایزت موقع کی تلاش میں تھی۔ چنانچہ فرناک بھائی کو اپنے خیمے میں اکیلا دیکھ کر وہ ان کے پاس خیمے میں گئی۔ ان سے طویل گفتگو کی۔ اپنی محبت کا اظہار کیا، اپنی چاہت کے جال ان پر پھینکے۔ لیکن جانتی ہو ردِ عمل کیا ہوا؟....... فرناک بھائی نے ایزت کی محبت کو ٹھکرا دیا۔ بلکہ ایک طرح سے اسے بے عزت کر کے اپنے خیمے سے نکل جانے کے لئے کہہ دیا۔ میں سمجھتی ہوں ایک لڑکی کی اس سے بڑھ کر بے عزتی اور توہین ہو ہی نہیں سکتی۔ اور پھر ایزت جو قومِ عیلام کی ایک شہزادی ہے اس نے اپنی محبت، اپنی چاہت کے پھول فرناک پر نچھاور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ہر جذبہ، اس کی ہر چاہت، اس کی ہر پیش کش، اس کی ہر پیش قدمی، ہر ارادے کو بھائی نے اپنے کرخت اور سخت الفاظ تلے روند کر رکھ دیا۔

میمرس! تم مجھ سے چھوٹی ہو۔ آج میں تم سے بڑی بہن کی حیثیت سے گفتگو کر رہی ہوں۔ حالانکہ تم جانتی ہو آج تک میں نے تمہاری اس طرح عزت کی ہے جیسے تم بڑی ہو اور میں چھوٹی ہوں۔ جبکہ تم مجھ سے کئی برس چھوٹی ہو۔ ایسا میں اس لئے کرتی رہی کہ تم میرے تایا کی بیٹی ہو۔ ایسا تایا جو نہ صرف ہم پر مہربان تھا بلکہ ہماری قوم کا حکمران تھا۔ لیکن میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ صرف ایزت کے انگیخت کرنے پر تم احمقانہ اور بے وقوفانہ قدم اٹھاتے ہوئے اپنی محبت کے اندر ایک ناقابلِ برداشت تزلزل اور ایک خونی ہلچل برپا کر کے رکھدو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سرینا جب رکی تب تعجب بھرے انداز میں میمرس نے سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"کیا تمہاری اس گفتگو سے میں یہ اندازہ لگا لوں کہ ایزت نے مجھے بے وقوف اور احمق بنانے کی کوشش کی ہے؟"

"بے وقوف اور احمق کافی حد تک ہلکے الفاظ ہیں۔" سرینا نے کہنا شروع کیا۔ "بے وقوف بنانے کے ساتھ ساتھ تمہیں اس نے گمراہ بھی کرنے کی کوشش کی ہے اور تم نے اس کے احمقانہ اقدام کے جواب میں اس سے بھی احمقانہ بڑا قدم اٹھا لیا۔ جب اس نے تمہیں راہِ راست سے ہٹایا، میدان سے نکال کر بھنور میں پھینکا، عمدہ خیالات کی جنت سے نکال کر برے اور بھٹکے ہوئے خیالات کے جہنم میں پھینکا اس وقت اگر تم ایزت کی باتوں سے متاثر ہو ہی گئی تھیں تو کم از کم اس موضوع پر تم نے فرناک بھائی سے تو گفتگو

کی ہوتی۔ لیکن تیمرس! ایک بات ہے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو اوّل تو میں ایزت کی باتوں پر اعتبار ہی نہ کرتی۔ اس کی ساری باتوں کو، اس کے بیہودہ خیالات کو سمیٹتے ہوئے ٹھکرا کر پرے پھینک دیتی۔ لیکن مجھے تمہاری سمجھ نہیں آئی۔ ہمارے قبیلے میں تم ایک دانشمند اور بڑی سیانی لڑکی کی حیثیت سے جانی جاتی رہیں پر تم نے اپنی محبت کے سلسلے میں یہ احمقانہ قدم کیسے اٹھا لیا؟ کم از کم بھائی سے بات کی ہوتی کہ ایزت تمہارے پاس آئی تھی اور اس نے اس موضوع پر تم سے گفتگو کی ہے۔ تم نے بھائی پر یہ تو انکشاف کر دیا ہوتا کہ وہ تم میں اور ایزت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے۔ تم نے بھائی کو یہ تو بتا دیا ہوتا کہ ایزت تمہیں دھمکی دے کر گئی ہے کہ بھائی اسے پسند کرتے ہیں اور وہ کسی بھی صورت تمہیں بھائی کی زندگی کا ساتھی نہ بننے دے گی۔ اگر یہ ساری باتیں اس وقت تم بھائی کے ذہن میں ڈالتیں تو یقیناً تم کسی اُلجھن میں مبتلا نہ ہوتیں۔ تیمرس! ابھی تک تُو ایک دوراہے پر کھڑی ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ ایزت، بھائی کو چاہنے لگی ہے لیکن بھائی کے دل میں اس کے لئے کوئی محبت اور چاہت نہیں ہے۔ بھائی بڑے سخت انداز میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اگر ایزت کے کہنے پر تم نے بھائی کی بے عزتی اور توہین کی ہے تو تیمرس! میں سمجھتی ہوں یہ انتہائی احمقانہ اقدام ہے۔ اس سلسلے میں تمہیں بھائی سے معافی مانگنی چاہئے۔“

سرینا کے خاموش ہو جانے پر کچھ دیر تک تیمرس غصہ اور غضب ناکی میں ہونٹ کاٹتی رہی، پھر کھولتے لہجے میں کہنے لگی۔

”یہ ایزت بڑی بے غیرت اور کمینی لڑکی ثابت ہوئی۔ میں تو سمجھتی تھی کہ وہ گوبارو کی بیٹی ہے، قومِ عیلام کی شہزادی ہے۔ اس بناء پر اس کی باتوں میں سچائی اور طمانیت ہوگی۔ لیکن وہ تو ایک فریب کار لڑکی ثابت ہوئی۔ سرینا! تمہارا اندازہ درست ہے۔ مجھے فرناک سے اپنے رویے کی معافی مانگنی چاہئے۔ لیکن پہلے تم ایک کام کیوں نہیں کرتی ہو؟ دیکھو! فرناک ایک مہم کے سلسلے میں شمال کی طرف آج ہی روانہ ہوئے ہیں۔ اور چند روز تک میرے خیال میں لشکر سے باہر ہی رہیں گے۔ جب کراوش بھائی اپنی مہم سے لوٹیں تو میری تم سے التجاء ہے کہ اس موضوع پر تم بھائی سے گفتگو کرنا۔ ایزت نے جو میرے ساتھ دھوکا دہی سے کام لیا ہے، اس کی تفصیل بھی بھائی سے کہنا۔ ساتھ ہی میری طرف سے بھائی سے یہ بھی گزارش کرنا کہ وہ خود میرا معاملہ فرناک کے سامنے پیش کرے اور فرناک کو اس بات پر آمادہ کرے کہ اسے میرے رویے کے خلاف جو غصہ اور غضب ناکی

ہے وہ چھوڑ دے۔ اس لئے کہ ہم دونوں کے درمیان ایزت نے غلط فہمی ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اگر غصہ تھوکنے پر فرناک تیار ہو جائیں، مجھے معاف کر دیں پھر میں خود چل کر ان کے خیمے میں جاؤں گی اور ان سے معافی مانگوں گی۔ میرے خیال میں اس طرح معاملہ رفع دفع ہو جائے گا اور فرناک اور میں دونوں پھر پہلے کی طرح ایک دوسرے کی چاہت کے طالب ہو جائیں گے۔ اب بتا میری بہن! تُو کیا کہتی ہے؟''

تیمرس کی اس گفتگو سے سرینا مطمئن ہو گئی تھی۔ خوشی کا اظہار بھی کیا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے تیمرس کو گلے لگایا۔ اس کا منہ چوما پھر کہنے لگی۔

''میری بہن! یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں تو اپنی بہن کے لئے اس سے بھی بڑا کام کرنے کے لئے تیار ہوں اگر........''

یہاں تک کہتے کہتے سرینا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ لشکر کی ایک لڑکی خیمے کے دروازے پر نمودار ہوئی اور سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

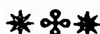
''سرینا! میری بہن! تیرے وہ آ گئے ہیں، جن کا نام کراوش ہے۔''

ان الفاظ پر نہ صرف تیمرس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا تھا بلکہ سرینا بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایک طرح سے اپنی جگہ پر اچھل کھڑی ہوئی تھی۔ پھر غور سے تیمرس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس موقع پر تیمرس نے مسکراتے ہوئے سرینا کو مخاطب کیا۔

''میری بہن! جا، پہلے تُو تنہائی میں کراوش سے مل۔ میرا معاملہ تُو ان کے سامنے پیش کرنا۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی وہاں آؤں گی اور میں خود بھی کراوش بھائی سے اس موضوع پر بات کروں گی۔ اس وقت چونکہ فرناک مہم پر گئے ہوئے ہیں، کراوش خیمے میں اکیلے ہوں گے۔ میں بڑی طمانیت سے اپنا معاملہ ان کے سامنے پیش کر سکتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ فرناک کی مہم سے واپسی پر میرے اور ان کے درمیان غلط فہمی دور ہونی چاہئے۔''

سرینا نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی وہ خیمے سے نکل گئی تھی۔

❋❋❋❋❋



سرینا جس وقت فرناک اور کراوش کے خیمے میں داخل ہوئی، اس نے دیکھا خیمے کے اندر گڑھے میں آگ کا چھوٹا سا الاؤ روشن تھا۔ آگ کے اس الاؤ کے پاس کراوش گردن جھکائے اداس اور افسردہ بیٹھا ہوا تھا۔

سرینا جب خیمے کے دروازے پر آئی، اس نے کراوش کو اس حالت میں دیکھا تو سرینا پر اُداسی کی بارش ہونا شروع ہو گئی تھی۔ خیمے میں جب اس نے پہلا قدم رکھا تب کراوش چونکا۔ سرینا کو دیکھتے ہوئے اپنی جگہ پر اٹھا۔ ہاتھ کے اشارے سے خالی نشست کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ سرینا مسکراتے ہوئے آگے بڑھی۔ جس نشست کی طرف کراوش نے اشارہ کیا تھا وہ آگ کے الاؤ کے قریب ہی تھی۔ چنانچہ آگے بڑھ کر سرینا اس پر ہو بیٹھی۔ کراوش پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ لمحہ بھر کے لئے خیمے میں خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز سرینا نے کیا اور کراوش کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بول اُٹھی۔

''ابھی ابھی مجھے پتہ چلا کہ آپ لشکر میں لوٹ آئے ہیں۔ میں دیکھتی ہوں آپ کافی اُداس اور افسردہ ہیں۔ خیریت تو ہے؟''

اس موقع پر کراوش کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔ دُکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''خیریت ہوتی تو میری حالت ایسی نہ ہوتی...... دراصل جس کام کے لئے میں گیا تھا، میرا وہ کام ناکام رہا ہے۔ میں اپنے ماں باپ کے علاوہ فرناک کے ماں باپ اور اس کے تین بھائیوں کو تلاش کرنے کے لئے گیا تھا۔ جہاں جہاں مجھے ان کے جانے کا پتہ بتایا گیا، میں وہاں گیا۔ انجام کار مجھے یہ پتہ چلا کہ میرے ماں باپ کے علاوہ کراوش کے ماں باپ اور اس کے تین بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔''

کراوش کے ان الفاظ پر سرینا چونک سی اٹھی تھی۔ لرز کانپ گئی تھی۔ کچھ دیر تک اپنے

منہ سے ایک لفظ تک نہ نکال سکی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تعجب بھرے انداز میں کراوش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟''

''وہی جو تم نے سنا۔'' سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کراوش نے کہہ دیا تھا۔

''یہ قتل کس نے کئے؟'' روہانسی سی آواز میں سرینا نے پوچھا تھا۔ اس پر دکھ بھرے انداز میں کراوش کہنے لگا۔

''بابل کے بادشاہ بنونید کا ایک سالار اور امیر ہے۔ اس کا نام رُوسیا ہے۔ بابل کا بادشاہ وادیٔ تیما میں جو اپنے لئے محل تعمیر کر رہا ہے، روسیا نہ صرف اس کام کی نگرانی کرتا ہے بلکہ اس کام پر جتنے لوگ جتے ہوئے ہیں سب کی حفاظت اور سب کے کام کا نگران بھی وہی ہے۔ بتانے والوں نے مجھے بتایا کہ جب ہم دونوں نے اپنے بھاگنے سے پہلے اپنے اہلِ خانہ کو آگاہ کر دیا تھا تو میرے اور فرناک کے اہلِ خانہ صحرا کے اندر اپنے جاننے والے کے پاس چلے گئے۔ لیکن اس بدبخت رُوسیا نے اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا جس کے نتیجہ میں اس نے میرے ماں باپ کے علاوہ فرناک کے ماں باپ اور اس کے تین بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

میں نے روسیا کا پتہ جاننے کی کوشش کی۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ اس پر حملہ آور ہوں گا اور ہر صورت میں اس کا سر کاٹوں گا۔ لیکن مجھے خبر ہوئی کہ وہ کسی اہم کام کے سلسلے میں بابل گیا ہوا ہے...... آخر میں نے بابل کا رخ کیا۔ بابل شہر میں میرا اور فرناک کا ایک دوست رہتا ہے۔ جب ہم صحرا سے بھاگے تھے تو تینوں اکٹھے بھاگے تھے۔ ہمارا تیسرا ساتھی بابل کی طرف چلا گیا تھا۔ چنانچہ میں بابل میں اس کے ہاں گیا۔ اس سے ملا اور روسیا کا پتہ جاننے کی کوشش کی۔ وہ بے چارہ میری خاطر چند دن اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کا کام کرتا رہا۔ میری خاطر اس نے اپنا کام معطل کر دیا۔ اس لئے کہ بابل میں وہ دریائے فرات کے کنارے اینٹیں بنانے کا کام کرتا ہے اور اسی محنت و مشقت سے اپنا پیٹ پالتا ہے۔ چند دن کی بھاگ دوڑ کے بعد اس نے مجھے یہ خبر دی کہ روسیا ضرور وادیٔ تیما سے بابل آیا ہوا ہے اور یہ بابل سے جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا لشکر ہے۔ اسی لشکر کو لے کر وہ بابل آیا تھا اور اسی کے ساتھ وہ واپس وادیٔ تیما کا رخ کرے گا۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اس کے خلاف حرکت میں آنا حماقت

جانا۔ چنانچہ بابل سے نکل کر میں ادھر چلا آیا۔ اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں فرناک کا سامنا کیسے کروں گا۔ اس نے مجھے اپنے آبائی وطن کی طرف اس لئے بھیجا تھا تاکہ میں اپنے ماں باپ کے علاوہ اس کے اہل خانہ کو رقوم دے کر آؤں۔ جو کچھ میں لے کر گیا، جو کچھ اس نے دیا سب واپس لے کر آیا ہوں۔ یہاں آ کر مجھے پتہ چلا کہ وہ ایک مہم کے سلسلے میں گیا ہوا ہے۔ میں سوچتا ہوں میں کیسے اس پر انکشاف کروں گا کہ میرے ماں باپ کے علاوہ اس کے ماں باپ اور تین بھائیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کراوش رکا، پھر سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سرینا! ابھی ان سب باتوں کا کسی پر انکشاف نہ کرنا۔ پہلے میں فرناک سے مل لوں۔ پھر دیکھوں وہ کیسے ردِعمل کا اظہار کرتا ہے۔ جہاں تک ہمارے اہلِ خانہ کے قاتل روسیا کا تعلق ہے تو اس سے ہم کسی نہ کسی روز ضرور نمٹیں گے۔ جتنے دن تک وہ آزاد حیثیت سے اس زمین پر چلتا رہے گا، ہمارے سینہ پر سانپ لوٹتے جائیں گے۔ ہمیں قلبی سکون، شعور کی راحت اسی وقت نصیب ہو گی جب ہم اپنے اہلِ خانہ کے قاتل روسیا کا خاتمہ کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کراوش جب خاموش ہوا تب سرینا نے تھوڑی دیر پہلے تیمرس سے ہونے والی ساری گفتگو کی تفصیل کراوش سے کہہ دی تھی۔

کراوش نے یہ سب کچھ بڑے غور سے سنا۔ اور جب سرینا خاموش ہوئی، تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے کراوش کہنے لگا۔

''سرینا! تم فرناک کے مزاج سے واقف نہیں ہو۔ میں اس کے بچپن کا ساتھی ہوں۔ اس کے غصے، اس کی محبت، اس کے اقدام، اس کے انتقام سب ہی جذبوں سے واقفیت رکھتا ہوں۔ تیمرس نے اس کی سخت بے عزتی اور اہانت کی ہے۔ تیمرس نے پہلے تو اسے محبت کا تاثر دیا۔ اسی تاثر کے تحت جب تیمرس اس سے ٹکرائی تھی تو اگر فرناک نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا تو کوئی جرم اور ظلم تو نہیں ہو گیا تھا۔ اس روز تیمرس نے جو فرناک کی بے عزتی کی تھی، یاد رکھنا فرناک زندگی بھر اسے فراموش نہیں کرے گا۔''

کراوش جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں سرینا کہنے لگی۔

''اب تیمرس یہ خواہش رکھتی ہے کہ آپ اس سلسلے میں فرناک سے بات کریں اور کوشش کریں کہ فرناک اور تیمرس کو کسی طرح آپس میں راضی کرا دیا جائے۔''

کراوش نے تین بار نفی میں گردن ہلائی۔ پھر کہنے لگا۔

''ناممکن!....... ناممکن!....... ناممکن!....... یہ تیمرس فرناک کے مزاج سے ابھی واقف ہی نہیں ہے۔ وہ کیا سمجھتی ہے کہ فرناک کی بے عزتی اور اس کی اہانت کرنے کے بعد وہ جب، جس وقت چاہے گی فرناک کو اپنانے میں کامیاب ہو جائے گی؟ اگر وہ ایسا سوچتی ہے تو یہ اس کی حماقت، اس کا احمقانہ تصور ہے۔ اب وہ فرناک کو اپنے ذہن سے نکال دے۔ اس نے جو فرناک کی بے عزتی کی ہے، اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے فرناک زندگی بھر تیمرس کو اپنانا تو بہت دور کی بات، اس سے سیدھے منہ گفتگو تک کرنا پسند نہیں کرے گا۔''

کراوش کی اس گفتگو سے سرینا مایوس ہو گئی تھی۔ چنانچہ کپکپاتی آواز میں کہنے لگی۔

''مجھے تو تیمرس نے اس ارادے کے تحت آپ کی طرف روانہ کیا تھا کہ آپ فرناک سے اس کی سفارش کریں گے۔ تیمرس یہ خیال کرتی ہے کہ اگر آپ فرناک سے اس موضوع پر بات کریں گے تو فرناک تیمرس کے رویے کو فراموش کر کے پہلے کی طرح اس کی محبت اور چاہت کا طالب ہو جائے گا۔''

کراوش کے چہرے پر غصہ کے آثار نمودار ہوئے۔ کہنے لگا۔

''یہ فقط تیمرس کی خیالی باتیں ہیں۔ فرناک کیا کرے گا، میں جانتا ہوں۔ تیمرس اب زندگی بھر زور لگا لے، فرناک اسے کسی صورت قبول نہیں کرے گا۔ وہ مجھے کہہ رہی ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔ یہ تو بہت دور کی بات اگر اس سلسلے میں خود سائرس بھی فرناک سے کہے کہ تیمرس سے راضی ہو جائے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ فرناک سائرس کی بات بھی نہیں ماننے لگا۔ لہٰذا تیمرس یہ بات اپنے ذہن سے نکال دے کہ فرناک کی بے عزتی اور اہانت کرنے کے باوجود وہ اس کی محبت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔''

''تو پھر میں واپس جا کر آپ کی طرف سے تیمرس کو کیا جواب دوں؟''

''جواب اسے کیا دینا ہے۔ نہ اس نے مجھ سے کوئی سوال کیا ہے۔ ہاں جو کام اس نے میرے ذمے لگایا ہے وہ کام نہ مجھ سے ہو سکتا ہے نہ میں کر سکتا ہوں۔ اگر میں نے اس سلسلے میں فرناک پر زور ڈالنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا، فرناک مجھ سے بھی علیحدگی اختیار کر لے گا اور مجھے اکیلا چھوڑ کر کہیں دوسری سمت چلا جائے گا۔ جس روز ایسا ہوا، میں سمجھوں گا میرے لئے وہ بدبختی کے دن کی ابتداء ہو گی۔ میری طرف سے تیمرس کو جا

کر یہی جواب دینا کہ اپنے آپ کو حالات کے سپرد کر دے۔ قسمت کے رتھ میں بیٹھ کر انتظار کرے۔ یہ قسمت کے اور مقدر کے مہرے اسے کس سمت لے جاتے ہیں۔ فرناک عام آدمیوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اپنی عزت، اپنی انا کا بڑا خیال رکھنے والا ہے۔ اور پھر مجھ سے بہتر اسے کوئی نہیں جانتا۔ ان حالات میں تیمرس کے لئے میرا یہی مشورہ ہے کہ جہاں تک وہ فرناک کی محبت میں آگے بڑھی ہے وہیں رک جائے بلکہ واپسی کا سفر شروع کر دے۔ اسی میں اس کی بہتری اور بھلائی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کراوش جب خاموش ہوا تب سرینا اس کے پاس کچھ دیر بیٹھ کر اس کے اور فرناک کے اہلِ خانہ کے قتل پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتی رہی۔ اس کے بعد کراوش سے اجازت لے کر وہ خیمے سے نکل گئی تھی۔



سرینا واپس اپنے خیمے میں آئی۔ اس وقت تیمرس خیمے میں اِدھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔ اب اسے سرینا ہی کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا۔ سرینا جب خیمے میں داخل ہوئی تب اس کا ہاتھ پکڑ کر تیمرس نے اپنے پاس بٹھا لیا، پھر اسے مخاطب کیا۔

''تم کراوش بھائی سے ملی ہو۔ وہ اپنے اور فرناک کے اہلِ خانہ کی تلاش میں گئے تھے۔ تمہارے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کیا کہا؟''

یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس رکی۔ اس نے دیکھا، سرینا رو دینے والی ہو رہی تھی۔ آنکھوں کے اندر نمی بھی اُتری ہوئی تھی۔ کچھ دیر وہ بول نہ سکی۔ ہونٹ کاٹتی رہی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے تیمرس بھی پریشان ہو گئی تھی۔ سرینا کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کا سر چوما اور کہنے لگی۔

''میری بہن! کیا بات ہے یہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے؟ کراوش بھائی نے تم سے کچھ کہا ہے؟''

جواب میں سرینا نے نفی میں گردن ہلائی اور گردن ہلاتے ہوئے اس کی آنکھوں سے کئی قطرے اس کے دامن پر گر گئے تھے۔ اس کے بعد روتی ہوئی آواز میں اس نے وہ ساری گفتگو کی تفصیل تیمرس سے کہہ دی تھی جو گفتگو کراوش سے ہوئی تھی۔

ساری تفصیل جان کر تیمرس کی حالت بھی بری ہو گئی تھی۔ پھر رو دینے والی آواز میں وہ بول اُٹھی۔

''یہ تو ان دونوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ ان دونوں بے چاروں کا تو اب کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا........ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ کراوش بھائی کے ماں باپ تھے۔ اس کا مطلب ہے ان کے ماں باپ مارے گئے۔ اور جہاں تک فرناک کا تعلق ہے تو انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ ان کے ماں باپ اور تین بھائی ہیں۔ اس کا مطلب ہے ان کے تینوں بھائی اور ماں باپ بھی مارے جا چکے ہیں........ میں سمجھتی ہوں یہ ایسا صدمہ ہے جو یقیناً ناقابل برداشت ہے۔ اب میں تو ان خدشات کا شکار ہوگئی ہوں کہ جب فرناک واپس آئے گا اور کراوش اسے یہ خبر سنائے گا تو اس پر کیا گزرے گی؟''

دونوں کچھ دیر تک پریشانی کے عالم میں اپنے خیمے میں بیٹھی رہیں۔ پھر شاید تیمرس کو کچھ خیال گزرا۔ وہ چونکی اور اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور سرینا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''چلو! میرے ساتھ ذرا کراوش بھائی کے پاس چلو۔ میں ان سے اس ہولناک صدمے پر افسوس کروں گی۔''

جواب میں سرینا نے تیمرس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ اپنے پاس بٹھا لیا اور اس کے بعد تیمرس اور فرناک سے متعلق جو گفتگو کراوش نے کی تھی اس کی تفصیل بھی سرینا سے کہہ دی تھی۔

تفصیل جان کر تیمرس کی حالت پہلے سے بھی زیادہ بری ہوگئی تھی۔ رو دینے والی ہو رہی تھی۔ تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگی۔

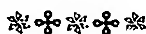
''فرناک جب لوٹیں گے تو میں ان سے اپنے رویے کی معافی مانگوں گی۔ فی الوقت تو تم اٹھو! کراوش بھائی کے پاس چلتی ہیں۔''

سرینا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں تیز تیز چلتی ہوئی جب کراوش کے خیمے میں گئیں تو انہوں نے دیکھا خیمہ خالی پڑا تھا۔ اس وقت ایک چھوٹا سالار وہاں سے گزر رہا تھا۔ تیمرس نے اسے مخاطب کر کے جب کراوش سے متعلق پوچھا تب وہ تیمرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خاتون! تھوڑی دیر پہلے کراوش لشکر گاہ میں داخل ہوا ہے۔ دراصل اسے اور فرناک کو ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔ وادیٔ تیما میں ان دونوں کے اہلِ خانہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے کراوش سائرس کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے اور فرناک کے اہلِ خانہ کے ساتھ جو زیادتی ہوئی تھی اس نے نہ صرف اس کی تفصیل سائرس سے کہی بلکہ

سائرس سے اجازت لے کر وہ فرناک کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے شمال کی طرف کوچ کر چکا ہے۔''

اُس سالار سے یہ تفصیل سن کر تیمرس اور سرینا کو مزید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ دونوں دل شکنی کی حالت میں پھر اپنے خیمے کا رخ کر رہی تھیں۔





فرناک چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ جن لوگوں سے نمٹنے کے لئے گیا تھا دراصل وہ خراسان کی سطح مرتفع کے باشندے تھے جو مویشی اور شکار وغیرہ پر گزر بسر کرتے تھے۔ وہی جمع ہو کر سائرس کے خلاف صف آرا ہونا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ سائرس کو حملہ آور سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ جبکہ سائرس ان پر حملہ آور ہو کر ان کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ فرناک کو اس نے اس لئے بھیجا تھا تاکہ خراسان کے ان لوگوں کو ڈرا دھمکا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا جائے اور وہ شاہراہ محفوظ ہو جائے جس پر سفر کرتے ہوئے سائرس آگے بڑھنا چاہتا ہے۔

لیکن سائرس کو دور بیٹھ کر ان لوگوں کے اصل ارادوں کا علم نہیں ہوا۔ وہ صحرا نشین قسم کے لوگ تھے اور انہوں نے سائرس کے لشکر سے نمٹنے کے لئے کوہستانی سلسلوں کی اوٹ میں گڑھے بنا کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا تھا۔ سائرس کا خیال تھا کہ خراسان کے وہ باشندے اس کے خلاف کارروائی کا ارادہ کر کے اپنے احمقانہ رویوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسی بناء پر اس نے فرناک کو بھیجا تھا تاکہ وہ ڈرا دھمکا کر ان خراسانیوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دے۔ جو لشکر فرناک کی کمانداری میں دیا گیا تھا ان میں زیادہ تر گرگانی اور گشتاسپ کے علاقوں کے نوجوان تھے جو نئے نئے لشکر میں بھرتی کئے گئے تھے۔ وہ ابھی تک سائرس کے طریقۂ جنگ سے ناواقف تھے۔

چنانچہ جب فرناک ان کے قریب پہنچا تو سائرس کی ہدایت کے مطابق فرناک نے گرگانی اور گشتاسپ کے لشکریوں پر مشتمل کچھ دستوں کو ان خراسانیوں کی صفوں کے ارد گرد جا کر انہیں ڈرانے دھمکانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ حملے کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلیں۔

ایسا کر کے سائرس کی ہدایت کے مطابق فرناک نہ انہیں نقصان پہنچانا چاہتا تھا نہ ان میں سے کسی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ بس وہ اس شاہراہ سے دور ہٹ

جائیں جس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔

چنانچہ جب انہیں ڈرایا دھمکایا گیا تو خراسانیوں پر واقعی اس کا اثر ہوا اور فرناک کے لشکر کی طرف پیش قدمی کرنے کی بجائے وہ خراسانی بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر فرناک کے تحت کام کرنے والے گرگانی اور گشتاسپ کے لشکری بھاگنے والے خراسانیوں کے پیچھے ہو لئے۔ اس موقع پر فرناک نے چلا چلا کر انہیں ایسا کرنے سے روکا، منع کیا لیکن وہ رکے نہیں بلکہ بھاگنے والے خراسانیوں کے تعاقب میں ہو لئے۔ شاید ایسا وہ مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے کر رہے تھے۔ چنانچہ فرناک نے ان لشکریوں کا تعاقب کیا۔ بھاگتے ہوئے خراسانیوں پر حملہ آور ہوئے اور آن کی آن میں انہوں نے اپنے پیچھے لاشوں کے پشتے کھڑے کر دیئے تھے۔

چنانچہ یہ کارروائی ایک طرح سے سائرس کے حکم کے خلاف ہو گئی تھی اور اس میں فرناک کا کوئی عمل دخل بھی نہیں تھا۔ اس نے حملہ آور گرگانیوں اور گشتاسپ کے لشکریوں کو روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن انہوں نے فرناک کی ایک نہ سنی اور خراسانیوں کا قتل عام کیا۔ چنانچہ اس کارروائی کی شکایت کچھ گرگانی سالاروں نے جو اس وقت فرناک کے تحت کام کر رہے تھے، سائرس کے پاس جا کر کی۔ ان گرگانیوں نے دروغ گوئی اور جھوٹ سے کام لیا اور خراسانیوں کے اس قتل و غارت کی ساری ذمہ داری انہوں نے فرناک پر ڈال دی تھی۔

چنانچہ فرناک ابھی تک اپنے لشکر میں پہنچا ہی نہیں تھا کہ لشکر گاہ کے اندر یہ خبریں پھیل گئیں کہ فرناک نے سائرس کی خواہش کے خلاف عمل کیا ہے۔ سائرس نے اسے حکم دیا تھا کہ خراسانیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ فرناک نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس خبر نے میرس کے علاوہ ایزت اور سرینا کو بھی پریشان کر دیا تھا۔

چنانچہ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد فرناک اور کراوش پڑاؤ میں داخل ہوئے تو اسی وقت سائرس نے فرناک کو طلب کر لیا تھا۔ حالانکہ فرناک بے چارہ بجھ چکا تھا۔ پڑاؤ سے نکل کر کراوش نے شمال کی طرف کوچ کیا تھا اور پھر فرناک کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا لیکن خراسانیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے اس نے فرناک کو اس کے اور اپنے اہل خانہ کے قتل کی خبر نہیں سنائی تھی۔ جب وہ مہم ختم ہوئی تب وہ روح فرسا خبر کراوش نے فرناک سے کہی تھی۔ اس پر فرناک کے غم اور دکھ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

وہ پہلے ہی پریشان تھا کہ سائرس کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ گرگانی اور

گشتاسپ کے لشکریوں نے فرناک کی مرضی کے خلاف بھاگتے خراسانیوں کا قتل کیا تھا۔ فرناک پہلے ہی اس رویے کی وجہ سے پریشان اور فکرمند تھا۔ اب جو کراوش نے اسے اس کے اہل خانہ کے قتل کی ہولناک خبر سنائی تب فرناک کے دکھ، اس کے غم میں دوچند اضافہ ہو گیا تھا۔

شمال کی اس مہم سے فرناک اور کراوش جب لوٹے تب اسی وقت جواب طلبی کے لئے سائرس نے فرناک کو طلب کر لیا تھا۔

چنانچہ اس طلبی کے جواب میں فرناک جب اس جگہ پہنچا جہاں سائرس سب لوگوں کے ہجوم میں لکڑی کے ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت اس کے پاس گوبارو، اس کی بیٹی ایزت، بیٹا لازار، دوسری طرف سائرس کی بیوی آمیتش، سالاروں میں سے ہزارپت، مہرداد، امباگرگانی اور ماذری بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ وہی ماذری تھا جسے سائرس نے پہلے کرزوس کے علاقوں کا حاکم مقرر کیا تھا، بعد میں اس کی جگہ وہاں ہارپیگ کو حکمران بنا دیا تھا۔ ان سب کے علاوہ سائرس کے امراء و رؤساء بھی وہاں جمع تھے۔ ایک طرف تیمرس اور سرینا دونوں بہنیں بھی لشکر میں شامل عورتوں کے اندر بیٹھی تھیں۔ ایسے میں جب گردن جھکائے فرناک سائرس کے سامنے آیا تب تیمرس کی حالت عجیب ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر اُداسیاں اور افسردگیاں رقص کرنے لگی تھیں۔ رنگ ہلدی ہو گیا تھا۔ ایسی ہی حالت کچھ ایزت کی ہو رہی تھی۔

فرناک جب لکڑی کے اس تخت پوش پر بیٹھے سائرس کے سامنے آیا تو سائرس کچھ دیر تک بڑے غور سے فرناک کو دیکھتا رہا، پھر اسے کہنے لگا۔

''یہ جو سامنے نشست خالی رکھی ہے اس پر بیٹھ جاؤ۔''

اس موقع پر فرناک نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی، عجیب سی بے بسی کے عالم میں سائرس کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا۔

''مجھے ایک ملزم بلکہ مجرم کی حیثیت سے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ آپ اسے حکم عدولی نہ سمجھئے گا۔ میں نشست پر نہیں بیٹھوں گا۔ ایک مجرم کی حیثیت سے سامنے کھڑے ہو کر آپ سے گفتگو کروں گا۔''

اس موقع پر سائرس کی حالت بھی عجیب ہو رہی تھی۔ چونکہ اس کے لشکر کے سالاروں نے اس کے پاس آ کر شکایت کی تھی اور فرناک پر الزام لگایا تھا کہ اس نے خراسانیوں کا قتل کیا ہے۔ لہٰذا سائرس، فرناک سے جواب طلبی کرنے پر مجبور تھا۔ کچھ دیر مزید فرناک

کی طرف دیکھنے کے بعد آخر سائرس بول اٹھا۔
"لشکر کے بہت سے سالاروں نے تم پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میرے حکم دینے کے باوجود تم نے خراسانیوں کا قتل عام کیا۔ جو سالار تمہارے ماتحت لشکر میں شامل تھے انہوں نے ہی واپس آ کر تمہاری شکایت کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ جس جگہ خراسانیوں سے تمہاری مڈبھیڑ ہوئی اس سے ذرا آگے ان سب کی لاشیں دور دور تک بکھری پڑی ہیں۔ کیا میرے حکم کی خلاف ورزی اور میری خواہشوں کے خلاف بغاوت نہیں ہے؟"
سائرس جب خاموش ہوا تب دھیمے سے لہجے میں فرناک کہنے لگا
"میں نہیں سمجھتا کہ لشکر میں شامل سالاروں نے کس بنیاد پر آپ کے سامنے میری شکایات پیش کی ہیں۔ حالانکہ خراسانیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے میں میرا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ آپ نے میرے ماتحت جو گرگانی اور گشتاسپ کے لشکری کیے تھے انہیں میں نے بہت روکا لیکن لگتا تھا وہ قتل و غارت گری کے شوقین تھے۔ خراسانیوں پر حملہ آور ہو کر مال حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس بناء پر انہوں نے میرے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا اور خراسانیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔"
فرناک جب خاموش ہوا تب بکھری ہوئی سی آواز میں سائرس بول اٹھا۔
"تو کیا تمہارے اس عمل اور اس حادثہ سے میں یہ سمجھ لوں کہ اب تم لشکریوں کی کمانداری کرنے کے قابل نہیں رہے؟"
جواب میں فرناک کچھ دیر تک ہونٹ کاٹتا رہا۔ اس کے بعد کمر پر بندھا ہوا اس نے چمڑے کا پٹکا کھولا جس کے ساتھ اس کی تلوار اور خنجر لٹک رہے تھے۔ چنانچہ تلوار اور خنجر سمیت وہ کمربند اس نے آگے بڑھ کر سائرس کے قدموں کے پاس رکھ دیئے۔ الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور دوبارہ سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔
"کچھ لوگ اگر اپنے رویے سے بے کراں شب کے اندھیروں میں مجھے برزخ و قیامت کے دوران تڑپتے سسکتے سایوں اور عذاب لمحوں کی گہری اُمڈتی گھٹاؤں کا شکار کرنا ہی چاہتے ہیں تو انہیں رد کرنے کے لئے میرے پاس نہ الفاظ ہیں نہ کوئی دوسرا حربہ۔ حالات مجھے اگر رات کے گوشوں سے موت کے کنوؤں، نشیلی ساعتوں سے طوفانی کرب میں نہاں موجوں، فردوس سماعت نغموں سے عذابوں، سزاؤں کے قصوں کی طرف لے جانا چاہتے ہیں تو میں اپنے آپ کو ان حالات کے سپرد کر دوں گا۔ میں جانتا ہوں لشکر کے اندر کچھ سالار میری شہرت کو بدنامی میں تبدیل کرنے کے درپے ہیں۔ اجالوں کے یہ

جنازے نکالنے والے لالہ رخوں کے شکاری، گلبدنوں کے صید گر یقیناً میری زندگی کو بختِ سیاہ کا سا بے جہت کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

اے بادشاہ! میں نے تو چارہ گروں کے بھیس میں خراسانیوں کو روحانی کرب سے بچانے کی کوشش کی لیکن گرگانی اور گشتاسپ کے لشکری وحشتوں کا رقص کرتے سلگتے دھاروں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے۔ میرے منع کرنے کے باوجود انہوں نے ان کا قتل عام کیا اور میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میری کمانداری میں خراسانیوں کا یہ قتل بڑا بھیانک تھا۔ چاروں طرف لاشیں ہی لاشیں بکھر گئی تھیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک خاموش ہو گیا تھا۔ تیمرس رو دینے والے انداز میں بڑے غور سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ لگتا تھا اس موقع پر فرناک کے سینہ میں خلش، جبیں پر شکنیں، لہو کی رگ رگ میں زنگ آلود کرب، جذبات کی حرارت میں محرومیوں کے سائے اور احساسات کے گرم موجزن خون میں جور و جبر کے قصے بھر دیئے گئے ہوں۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آخر فرناک سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

''میں جانتا ہوں جس طرح سنگریزوں کی جبیں پر کوہستانی سلسلوں کا وقار لکھا ہوتا ہے اس طرح میری جبیں پر بھی اب سلگتے سرابوں اور دکھوں کے قصے لکھے جا چکے ہیں۔ اے بادشاہ! میں نے آج تک کبھی بھی اپنے آپ کو گناہ اور رسوائی کے ارادوں، بدی کے بگولوں، تعصب کی بے اماں فتنہ گری میں مبتلا نہیں ہونے دیا۔ اس کے باوجود اگر حالات اور میرے ماتحت کام کرنے والے سالار ابلیس کے خونی اشاروں پر میرے چہرے پر کرب و ریاکاری کی کالک اور ملامتوں کے طوفانوں کی سیاہی ملنا چاہتے ہیں تو میں اسے بہ خوشی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اے بادشاہ! میں میدانِ جنگ میں تقدیر کو سرنگوں کرتی آوازِ حق تو ثابت ہو سکتا ہوں، موت کی وادیوں میں برق کا کھیل تو کھیل سکتا ہوں پر سازشیوں کا مقابلہ کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔''

فرناک کے ان الفاظ سے تیمرس کے سلگتے لب و رخسار فرقت کی تیرہ شبی اور اس کے ہونٹوں کی لالہ کاری بے ساز بت خانوں کی ویرانی سے بھی زیادہ الم ناک ہو گئی تھی۔

خراسانیوں کے قتل کی وجہ سے فرناک کے اس مقدمہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مؤرخین کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

''جب سائرس نے فرناک کو اس جنگی نافرمانی کی بازپرس کے لئے اپنے حضور بلایا تو کوئی قاضی جو اس مقدمہ کی کارروائی اور سماعت میں شریک ہوتا وہاں موجود نہ تھا۔ صرف لشکر کے دستوں کے کمانداروں کے علاوہ بڑے سپہ سالاروں اور جن لوگوں نے شکایت کی تھی، سائرس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔''

مؤرخین نے یہ تحریر کیا کہ فرناک نے اپنی صفائی میں سوائے اس عذر کے کچھ نہ کہا کہ وہ خراسانیوں پر حملہ آور ہونے والوں کو نہ روک سکا۔ اس کے علاوہ اس نے کوئی دوسری دلیل پیش نہ کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر جب سائرس نے فرناک کا بغور جائزہ لیا تو اس نے دیکھا فرناک کے بازوؤں پر اس موقع پر دو زخم بھی تھے جو جنگ کے دوران اسے آئے تھے۔

گو فرناک، سائرس کے لشکر میں رہتے ہوئے بہترین جنگی خدمات انجام دے چکا تھا جس کی بناء پر سائرس نے اسے نہ صرف اپنا بیٹا بلکہ سالارِ اعلیٰ بنا دیا تھا۔ سائرس جانتا تھا کہ یہ وہی فرناک ہے جس نے انفرادی مقابلوں میں بڑے بڑے سورماؤں کو اپنے سامنے دوہرا کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ وہی فرناک ہے جس نے سارڈس کے پتھریلے علاقوں میں سائرس کے لئے بہترین خدمات انجام دیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر وہاں بیٹھے لوگ یہ بھی سوچ رہے تھے کہ کیا سائرس فرناک کی ان خدمات کو فراموش کر دے گا؟....... اور کیا سائرس واقعی ایک لمحہ بھر کی کوتاہی کے جرم میں فرناک کو اپنے جنگی ساتھیوں اور لشکر گاہ جو درحقیقت اب اس کا گھر تھا، جدا کرنے کا حکم دے دے گا؟ اور یہ کہہ دے گا کہ وہ لشکر سے نکل کر جہاں چاہے چلا جائے۔

فرناک جب اپنی گفتگو تمام کرنے کے بعد خاموشی سے گردن جھکا کر سائرس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ تب سائرس کے لئے فیصلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔ اس سے پہلے لشکر میں جن سالاروں نے بھی غلطیاں اور کوتاہیاں کیں ان سے متعلق دو طرح کے احکامات جاری کر دیئے گئے۔ اوّل یہ کہ انہیں لشکر سے فارغ کر کے گھر بھیج دیا گیا تھا۔

دوئم یہ کہ انہیں ان کے منصب سے گرا کر انہیں ایک عام لشکری کی حیثیت سے لشکر میں شامل کیا گیا لیکن اس موقع پر سائرس گہری سوچوں اور تفکرات میں گم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اتنے بڑے سالار کو اتنا بڑا دھچکا دینا آسان نہیں ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فرناک

جیسے سالار کو ایک معمولی لشکری بنا کے رکھنا بڑا مشکل کام ہے۔
مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس موقع پر سائرس چاہتا تھا کہ اٹھ کر فرناک کے اس جرم کی معافی کا اعلان کر دے۔ شاید دس سال پہلے پارسیوں اور ایرانیوں کے قانون کے مطابق یہ ممکن ہوتا لیکن اب حالات تبدیل ہو چکے تھے۔ سائرس اس وقت اپنے مرکز سے چالیس منزل دور تھا۔ اس موقع پر اگر سائرس فرناک کے جرم کو نظرانداز کر دیتا تو ایک پہلوی کے جرم کا کیسے محاسبہ کر سکتا تھا؟ خصوصاً جبکہ پہلوی سپاہی اس مقدمہ کے فیصلے کا بے صبری سے انتظار بھی کر رہے تھے۔ یہ پہلوی سپاہی گشتاسپ کے لشکری کہلاتے تھے۔ گشتاسپ کے انہی لشکریوں کے سالاروں نے جو پہلوی سالار کہلاتے تھے، سائرس سے فرناک کی شکایت کی تھی۔ دراصل گشتاسپ کے وہ سالار فرناک کی جرأت مندی، اس کی دلیری اور اس کی شجاعت کے حاسد بن کر یہ شکایات سائرس تک پہنچانے لگے تھے۔
مؤرخین اس مقدمہ سے متعلق لکھتے ہوئے مزید کہتے ہیں:

> ''آخر بہت سوچ بچار کے بعد سائرس نے ایک جانبدارانہ سا فیصلہ کیا اور کہا فرناک کو معزول کیا جاتا ہے اور اب وہ ان ہزاروں سالاروں کا کماندار نہیں رہے گا جو اس وقت اس کی کمانداری میں کام کر رہے ہیں۔ بلکہ آج ہی سے میں اسے اپنے لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ بناتا ہوں۔ ساتھ ہی اس کے لئے یہ حکم جاری کرتا ہوں کہ یہ لشکر سے نکل کر ہمدان چلا جائے اور تاحکم ثانی سزا کے طور پر وہاں مقیم رہے تاہم اس کے پاس میرے سارے لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ کا منصب قائم و دائم رہے گا۔''

مؤرخین کہتے ہیں کہ سائرس خود یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ کیوں اس نے قومِ ماد کے مرکز ہمدان کو پارساگرد کی بجائے جو اس کا ملک بھی تھا دارالخلافہ منتخب کیا۔ پایۂ تخت ہونے کی وجہ سے بہرحال اب ہمدان کی اہمیت پارساگرد سے زیادہ ہوگئی تھی۔ لہٰذا اب اس نے فرناک کو پارساگرد بھیجنے کی بجائے ہمدان کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ فرناک وہاں لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ کی حیثیت سے بہت اچھا رہے گا اور لشکر سے معطل کیا ہوا معلوم نہیں ہوگا۔
اس کارروائی کے بعد سائرس نے دکھ بھرے انداز میں فرناک کے ماں باپ اور اس کے تین بھائیوں کے مارے جانے پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ جواب میں فرناک نے

ایک گہری نگاہ سائرس پر ڈالی پھر کہنے لگا۔
''آپ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے میں آج ہی لشکر گاہ سے نکل کر ہمدان کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ لیکن میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ اکبتانہ یعنی ہمدان میں قیام کے دوران مجھے یہ اجازت دے دی جائے بلکہ میں کہوں گا کہ مجھے یہ رعایت دے دی جائے کہ میں لشکر گاہ سے نکل کر اکبتانہ کی بجائے بابل کا رخ کروں۔ وہاں اپنے ماں باپ، تینوں بھائیوں اور کراوش کے ماں باپ کے قاتل سے انتقام لوں۔ اس کے بعد آپ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے میں ہمدان چلا جاؤں گا۔ لیکن ہمدان میں قیام کرنے سے پہلے میں اپنے اور کراوش کے اہلِ خانہ کے قاتلوں سے ضرور نمٹنا چاہتا ہوں۔''
فرناک جب خاموش ہوا تب ہمدردی میں ڈوبے الفاظ میں سائرس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ یہاں سے نکل کر سیدھا اکبتانہ کی طرف جانے کی بجائے تم بابل کا رخ کر سکتے ہو اور وہاں اپنے اور کراوش کے اہلِ خانہ کے قاتلوں سے انتقام لے سکتے ہو۔ ہاں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تم اپنے ساتھ جس قدر مسلح دستے چاہو لے جا سکتے ہو۔ اس لئے کہ یہاں پڑاؤ میں قیام کرنے والے لشکر سے فارغ ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت میرے سارے لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ کی سی ہے۔ لہٰذا اپنے کسی بھی کام کی تکمیل کے لئے تم جس قدر لشکری چاہو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔''
اس پر فرناک نے ایک لمبا سانس لیا۔ کہنے لگا۔
''میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں اپنے ساتھ کسی مسلح جوان اور لشکری کو لے کر نہیں جاؤں گا۔ اکیلا بابل کا رخ کروں گا اور میرے خداوند نے چاہا تو میں قاتلوں سے خود نمٹوں گا........''
فرناک مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ سائرس بول اٹھا تھا۔
''اگر تم اپنی مدد کے لئے لشکر کے کچھ دستے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تو کم از کم اپنے ساتھی کراوش کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس مہم میں وہ تمہارا بہترین مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔''
سائرس کے ان الفاظ کا فرناک نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس موقع پر وہ گردن جھکائے کھڑا رہا۔ کبھی کبھی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں اپنے سر کے بالوں میں انگلیاں

ضرور پھیر لیتا تھا۔ اس کی یہ حالت سائرس کے لئے یقیناً ناقابل برداشت تھی۔ اس لئے کہ سائرس فرناک کو نہ صرف اپنے سب سے عمدہ اور چوٹی کے سالاروں میں سمجھتا تھا بلکہ اسے اپنا بیٹا بنا چکا تھا اور اب اس کی لشکر گاہ سے معطلی یقیناً سائرس کے لئے بھی پریشانی کا باعث تھی۔ آخر کچھ فیصلہ کرتے ہوئے سائرس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی اگلی کیفیت پر مؤرخین کچھ اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

''یہ صورت حال دیکھ کر سائرس فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے سینے کا تمغہ اتار کر فرناک کے کندھے سے لٹکا دیا۔ یہ تمغہ گویا شاہی کرم کی نشانی تھی۔''

اس موقع پر فرناک سائرس کے اس رویہ سے خوش ہو گیا تھا۔ گردن کو خم کرتے ہوئے اس نے سائرس کو تعظیم دی اور اسی روز لشکر سے نکل کر روانہ ہونے کا وعدہ کر کے وہ سائرس کے سامنے سے ہٹ کر اپنے خیمے کی طرف چل دیا۔

جن سالاروں نے سائرس سے فرناک کی شکایات کی تھیں وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس مقدمہ میں وہ کامیاب رہے ہیں۔ سائرس سے شکایت کر کے انہوں نے کم از کم اتنا تو کر دیا ہے کہ فرناک کو لشکر گاہ سے معطل کرا دیا ہے۔ لہٰذا اس خوشی میں وہ پاس ہی کی ایک پہاڑی پر جا کر سورج دیوتا کے لئے نئے سال کی قربانی پیش کرنے میں مشغول ہو گئے۔ یہ لوگ اکثر مکار اور شرارتی تھے۔ وہ اپنے ساتھ دیوتا پر شراب چڑھانے کے لئے جو برتن لے گئے تھے اس برتن کی شراب کو زمین پر گرانے کی بجائے خود زیادہ چڑھانے لگے تھے۔ وہ رات انہوں نے سورج دیوتا کے مندر ہی میں گزاری۔

رات ہوئی تو انہوں نے آگ کے الاؤ کے گرد ناچنا شروع کیا اور ہر پھیرے پر ڈھول کی تال اور طوطی کی آواز کو اونچا کر دیتے۔ یہاں تک کہ ننگی تلواروں اور ڈھالوں کے ساتھ میدان میں کودے اور حلقہ بنا کر ناچنے لگے۔ اگرچہ وہ اس ناچ کو رسمی سمجھ رہے تھے لیکن حقیقت میں وہ اس جنگی رقص کی یاد تازہ کر رہے تھے جو ان کے اجداد ہر کامیابی کے بعد کیا کرتے تھے۔ چونکہ فرناک کے مقابلے میں انہیں اپنی سازش میں کامیابی ہوئی تھی لہٰذا وہ اپنی کامیابی کا رقص کر رہے تھے۔

☆☆☆

فرناک کے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے بعد سائرس جب اپنے خیمے میں گیا تو اس موقع پر اس کی بیوی آمیتش کے علاوہ ایزت، گوبارو اور ازار بھی اس کے ہمراہ تھے۔ ابھی وہ

خیمے میں بیٹھے ہی تھے کہ سائرس کے چوبدار نے دروازے پر آ کر کچھ اجنبیوں کے آنے اور سائرس کی خدمت میں پیش ہونے کی اطلاع دی۔ اس پر سائرس نے اپنے چوبدار کو حکم دیا کہ ان اجنبیوں کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

چنانچہ چوبدار پیچھے ہٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد کچھ سفید پوش سائرس کے چوبدار کے ساتھ اس کے خیمے میں داخل ہوئے۔ ان سفید پوشوں کو سائرس کچھ دیر تک بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

''تم کون ہو؟ ........ کس کی رعایا ہو؟''

اس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہم کسی کو سردار نہیں مانتے۔ نہ ہی کسی کے ماتحت ہیں۔''

ان کے اس جواب سے سائرس نے اندازہ لگایا کہ وہ کوئی نچلے درجہ کے پسماندہ لوگ ہیں۔ تاہم سائرس نے پھر پوچھا۔

''آیا تم لوگ زرتشت پیغمبر کے ماننے والے ہو؟''

سائرس کے ان الفاظ پر وہ کچھ سنجیدہ ہو گئے۔ کچھ سوچ کر انہوں نے کہا۔

''ہاں ........ اسی کے بتائے ہوئے راستے پر ہم چل رہے ہیں۔''

اس پر سائرس نے پوچھا۔ ''وہ راستہ کہاں جاتا ہے؟''

ان میں سے ایک نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر سائرس نے استفسار کیا۔

''کون سے شہر کو؟ ........ کیا سمرقند شہر کو وہ راستہ جاتا ہے؟''

ان سفید پوشوں نے جواب دیا۔

''نہیں ........ ایک ایسے شہر کی طرف جسے سنہری شہر کہتے ہیں۔ جہاں سورج دیوتا رہتے ہیں۔''

ان سفید پوشوں کے الفاظ پر سائرس بڑا متاثر ہوا۔ دوبارہ انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

''وہ عجیب سنہری شہر کہاں ہے؟ کیا یہ وہی شہر ہے جسے گنگ کہتے ہیں؟''

اس پر ایک سفید پوش کہنے لگا۔

''نہیں ........ اس شہر کا نام گنگ نہیں نہ اس سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ یہ تو دریائے جیہوں کے کنارے واقع ہے جو بڑے سمندر میں جا گرتا ہے۔''

ان سفید پوشوں کی گفتگو سے سائرس نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی نئے شہر کی طرف

اشارہ کرتے ہیں جسے سائرس نہیں جانتا۔ ساتھ ہی سائرس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ وہ سفید پوش شاید انعام کی خاطر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہیں انعام دے کر، مالا مال کر کے سائرس نے رخصت کر دیا۔

☆★☆

فرناک اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ کراوش اس کے ساتھ تھا۔ دونوں جب خیمے میں بیٹھ گئے تب کراوش فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! تمہارے اکیلے کا روسیا سے مقابلے کے لئے نکلنا محفوظ اور درست نہیں ہے۔ میرے عزیز بھائی! روسیا نے اس وقت اپنے محافظ دستوں کے ساتھ بابل میں قیام کر رکھا ہے۔ وہ کچھ عرصہ بابل ہی میں رہے گا۔ اس لئے کہ بابل کے بادشاہ بنونید نے اس کی جگہ کچھ عرصہ کے لئے ایک اور شخص کو وادئ تیما میں تعمیر ہونے والے اپنے محل کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہے۔ روسیا کو اس لئے بابل بلایا گیا ہے تا کہ وہ چند ماہ تک اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہ سکے۔''

کراوش مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے فرناک بول اٹھا۔

''کراوش! میرے بھائی! میں نے انہی حالات سے فائدہ اٹھا کر روسیا کو ٹھکانے لگانا ہے۔ اگر روسیا نے وادئ تیما میں قیام کیا ہوتا تو وہاں اس سے انتقام لینا میرے لئے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا لیکن بابل میں ایسا نہیں ہے۔ میرے خداوند نے چاہا تو بابل میں، میں آسانی سے اس سے انتقام لیتے ہوئے اسے ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کراوش بول اٹھا۔

''عزیز بھائی! تم نے دو غلطیاں کی ہیں۔ پہلی یہ کہ جب سائرس نے تمہیں پیش کش کی کہ روسیا سے انتقام لینے کے لئے تم اپنے ساتھ کچھ مسلح دستے لے جا سکتے ہو تو تمہیں چاہئے تھا کہ سائرس کی اس پیشکش کو قبول کر لیتے اور ان دستوں کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوتے۔ اس طرح تم روسیا سے آسانی کے ساتھ اس وقت انتقام لے سکتے تھے جب روسیا ایک بار پھر بابل سے نکل کر وادئ تیما کا رخ کرتا۔ راستے ہی میں تم اس پر جھپٹتے۔ پھر اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کام تمام کر کے رکھ دیتے۔

دوسری غلطی تم سے یہ ہوئی کہ سائرس نے تم پر زور دیا کہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جاؤ لیکن تم نے اس کا بھی کوئی مثبت جواب نہیں دیا۔ میرے عزیز! اگر تم انتقام لینے کے لئے

اکیلے نکلو گے تو تمہاری غیر موجودگی میں پریشانیاں اور اندیشے مجھے گھیرے رکھیں گے۔ میرا جینا مشکل نہیں، دوبھر کر کے رکھ دیں گے۔"

کراوش کے ان الفاظ کے جواب میں فرناک کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عین اسی لمحے خیمے کے دروازے پر تیمرس اور سرینا نمودار ہوئیں۔ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے تیمرس کہنے لگی۔

"جو کچھ کراوش بھائی نے کہا ہے وہی درست ہے۔ میں اور سرینا خیمے کے ایک طرف کھڑے ہو کر آپ دونوں کی گفتگو سن چکی ہیں۔ آپ کا اپنے دشمن سے انتقام لینے کے لئے اکیلے نکلنا خود اپنے ہاتھوں سے خطرات کو دعوت دینا ہے۔"

یہ سارے الفاظ تیمرس نے خیمے کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر کہے تھے۔ جب وہ خاموش ہوئی تب انتہائی غصے کے عالم میں فرناک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"سن تیمرس! تمہارے لئے بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ الٹے پاؤں واپس اپنے خیمے کی طرف چلی جاؤ۔ تمہیں نہ مجھ سے مخاطب ہونے کی ضرورت ہے نہ کسی معاملے میں تمہیں مجھے مشورہ دینا چاہئے۔ واپس لوٹ جاؤ۔ یوں جانو ہم ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں۔ نہ کبھی ہمارے درمیان شناسائی رہی، نہ کوئی ربط، نہ کوئی ملاقات ہی ہمارے درمیان تھی۔"

واپس جانے کی بجائے تیمرس خیمے میں داخل ہوئی۔ سرینا اس کے ساتھ تھی۔ پھر تیمرس فرناک کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ پہلے جیسی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی۔

"میں کسی جھوٹ اور مفروضے پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں نہ ہی میں اس کی عادی ہوں۔ میں کیسے یہ مان کر واپس چلی جاؤں کہ میں آپ کو نہیں جانتی، آپ کو نہیں پہچانتی۔ ہمارے درمیان کوئی ربط، کوئی شناسائی نہیں رہی۔ کیا یہ ساری باتیں حقیقت سے دور نہیں ہیں؟ جہاں تک آپ کے خیمے سے چلے جانے کا تعلق ہے تو میں جاؤں گی نہیں۔ ہاں، آپ مجھے یہیں کھڑے کھڑے موت کے گھاٹ اتار دیں۔ ایک بات ضرور یاد رکھئے گا کہ تیمرس بزدل نہیں ہے۔ اگر جنگوں میں حصہ لینا جانتی ہے تو گردن کٹوانے کی بھی ہمت رکھتی ہے۔ سب سے پہلے تو میں آپ سے معافی مانگتی ہوں، معذرت خواہ ہوں کہ میں نے کچھ غلط فہمیوں کی بناء پر آپ سے اپنا بازو چھڑایا اور آپ کے لئے انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ ایسا میں نے ایزت کی وجہ سے کیا تھا۔ اس لئے کہ ایزت میرے پاس تھی۔ اس نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ وہ آپ کو پسند کرتی ہے۔ آپ اسے جانتے

ہیں۔ لہٰذا اس نے مجھے تنبیہہ بلکہ دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے آپ دونوں کی محبت میں داخل ہونے کی کوشش کی تو میرا انجام بہت برا ہوگا۔ یہ بھی دھمکی دی تھی کہ اگر میرے علاوہ فرناک نے تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کی کوشش کی تو میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گی۔ میں موت کے گھاٹ اترنے والی اس دھمکی سے خوف زدہ نہیں تھی اور نہ ہی میں خوف زدہ ہونے والی ہوں۔ لیکن جب ایزت نے مجھے یہ یقین دلا دیا کہ ایزت آپ کو پسند کرتی ہے اور آپ بھی اسے چاہتے ہیں لہٰذا میں خود پیچھے ہٹ گئی۔ اس لئے کہ میں ایسی لڑکی ہوں کہ جسے اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گی اس سے یہ بھی تقاضا کروں گی کہ وہ اپنی ساری محبت مجھ پر نچھاور کرے۔ تقسیم شدہ محبت کو حاصل کرنے کی نہ میرے دل میں کوئی خواہش ہے نہ آرزو۔

مگر میری بہن سرینا نے مجھے بتایا کہ کیسے ایزت نے آپ کی طرف تحائف بھجوائے اور آپ نے رد کر دیئے۔ کیسے ایزت آپ کے پاس آئی، محبت کا اظہار کیا اور آپ نے اس کی محبت کو رد کر دیا۔ چنانچہ جب مجھے یقین ہو گیا کہ ایزت نے میرے ساتھ دھوکا دہی سے کام لیا تھا اور یہ کہ آپ اسے پسند نہیں کرتے اس بناء پر مجھے اپنی غلطی، اپنی کوتاہی، اپنے احمقانہ رویے کا احساس ہوا اور اسی احساس کے تحت میں اب آپ کے پاس معافی مانگنے کے لئے آئی ہوں۔"

تیمرس جب خاموش ہوئی تب پہلے کی نسبت زیادہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

"محبت کے راستوں پر جب ایک بار نفرت کی دھول اُڑتی ہے تو پھر میں دوبارہ ان راستوں کا رخ نہیں کرتا۔ سن تیمرس! محبت راہبوں کے نیاز، کاہنوں کی مناجات، معبدوں کی نغمہ سرائی ہے۔ ہیکلوں کے زمزموں سے بھی زیادہ خوش گوار ہے۔ محبت زندگی اور حُسنِ فطرت کی ترجمان ہے۔ تقدیر کے خوشگوار لمحوں کی راز دان ہے۔ یہ تو روشنی کے نگر میں زلفوں کے سایوں، رخساروں کی دھوپ سے بھی زیادہ پُرکشش اور اشجار سے ٹپکتے قطروں، کوئل کی پکار سے بھی زیادہ نرم رو ہے۔ بی بی! محبت تو دُکھ کے نخلستانوں میں مہک تجلی، کرن کرن خوشبو، رگ رگ، ریشے ریشے میں خوشیوں کی ضیاء خیزی بھر دیتی ہے۔ یہ تو وقت کے ساتھ تحفظ کا گیت، قربتوں کے گلابوں کی خوشبو کی مانند ہے۔ محبت تن کے بھید میں روح کے وجدان کی حیثیت رکھتی ہے۔

ساتھ ہی خانم! میری یہ بات بھی اپنے دل پر لکھ رکھو، جب کوئی میرے لئے محبت کا

در بند کرتا ہے تو پھر میں دوبارہ اس در پر دستک نہیں دیتا۔ خواہ مجروح و حرماں نصیب سرکش آندھیاں اور بخت روسیاہ کی گردش میرے سامنے آن کھڑی ہو۔ خواہ خونی ہنگاموں کے خالق مجھے درماندہ اور فرماندہ کر کے اپنی ضروریات کا اسیر بنالیں میں اس در پر دستک نہیں دیتا۔ اگر میں کسی در کو بند کرتا ہوں تو پھر یاد رکھنا انتقام کے طور پر میں خوش بختی پر بدبختی کو، دوستی پر دشمنی کو، اتحاد پر اختلاف کو، گروہ بندی پہ انتشار کو ترجیح دینے لگتا ہوں۔

بی بی! ذرّے سے ذرّہ مل کر صحرا، قطرے سے قطرہ مل کر بحر بنتا ہے۔ اسی طرح دل سے دل مل کر محبت جنم لیتی ہے۔ پر یاد رکھنا! جب ذرّے سے ذرّہ، قطرے سے قطرہ جدا ہوتا ہے تو نہ صحرا رہتا ہے نہ بحر۔ اسی طرح جب دو دل ایک دوسرے سے بدگمان ہو کر علیحدگی اختیار کرتے ہیں تو پھر باقی تعصب و گھمنڈ، ذلت و نکبت، وحشت و استکبار، بے اثر دعاؤں اور بے ثمر اشجار کے سوا کچھ نہیں بچتا۔ موت کی تاریکیاں اور عقوبت کے سمندر جدا ہو جانے والے ایسے لوگوں کا منہ چڑاتے پھرتے ہیں۔

دیکھو! اب تم میرے خیمے سے چلی جاؤ۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہتا ہوں کہ دوبارہ میرے خیمے میں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ جو دروازہ میں بند کر چکا ہوں اسے کھولنے کی کوشش نہ کرو۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں ایسے بند دروازے پر دستک نہیں دیا کرتا۔ اس کے باوجود اگر تم مجھ سے کوئی امید وابستہ رکھنا چاہتی ہو تو پھر انتظار کرو۔ ہوسکتا ہے کہ میں اپنے ارادوں کو ملتوی کروں اور بند دروازوں پر دستک دینے کا ارادہ کرلوں۔ پر بی بی! ایک بات یاد رکھنا۔ میرے سامنے خواہ ستم خوردہ ادبار آن کھڑے ہوں، میں دوبارہ ایسے دروازوں پر دستک نہیں دیتا۔ جس طرح جسم کے ساتھ روح، منزل کے ساتھ مسافتیں، آگ کے ساتھ دخان وابستہ ہیں اسی طرح انسانی زندگی کے ساتھ غیرت وحمیت وابستہ ہے۔ جب یہ علیحدہ ہو جاتی ہے تو پھر انسان کے سامنے اس کے لئے فنا گاہوں کے کھنڈروں، دکھ کے خونی سایوں اور کرب کے اُڑتے بادلوں کے سوا کچھ نہیں بچتا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک رکا، پھر پہلے سے بھی زیادہ جوشیلے لہجے میں تیمرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بی بی! اب تم جاؤ۔ اس موضوع پر اب میں مزید تم سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔''

فرناک کے ان الفاظ کے جواب میں تیمرس گو اُداس، پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی تاہم وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ خیمے کے دروازے پر سائرس کے سالاروں میں سے

ہزار پت اور مہرداد نمودار ہوئے۔ انہیں دروازے پر کھڑے دیکھ کر تیمرس اور سرینا دونوں چپ چاپ خیمے سے نکل گئی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد ہزار پت اور مہرداد خیمے میں داخل ہوئے۔ فرناک نے جب ہاتھ کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا تب وہ دونوں فرناک اور کراوش کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر گفتگو کا آغاز ہزار پت نے کیا۔ فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہمیں سائرس نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ آپ کے نام سائرس کا یہ پیغام ہے کہ آپ کو جو سزا یہاں سے نکل کر اگبتانہ کی طرف جانے کی دی گئی ہے یہ ایک علامتی سزا ہے۔ ایسا کر کے سائرس اپنے سارے لشکریوں اور سالاروں پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ بے شک اس کا بڑے سے بڑا، اعلیٰ سے اعلیٰ سالار ہی کیوں نہ ہو اگر اس سے بھی کوئی غلطی ہوتی ہے تو اسے بھی اپنے کئے کی سزا سے بچنا محال ہے۔ آپ کو سزا دے کر گویا سائرس اپنے سارے لشکر پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ اگر وہ چھوٹی سی معمولی سی اس غلطی کی سزا فرناک کو دے سکتا ہے جسے اس نے اپنا بیٹا بنا رکھا ہے تو لشکر کا کوئی بھی سالار، کوئی بھی امیر اب کسی بھی کوتاہی کی وجہ سے سزا سے نہیں بچ سکتا۔

اب سائرس نے ہمیں آپ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ آپ بے شک اگبتانہ نہ جائیں، یہاں سے سیدھے بابل کا رخ کریں۔ وہاں کسی طریقے سے اپنے اہلِ خانہ کے قاتلوں سے انتقام لیں اور اس کے بعد وقت ضائع کئے بغیر واپس لشکر میں آ جائیں۔ ساتھ ہی سائرس نے یہ بھی کہا ہے کہ دو باتوں میں سے ایک ضرور اپناؤ۔ اوّل یہ کہ اپنے ساتھ اپنی حفاظت کے لئے کچھ مسلح دستے لیتے جاؤ۔ اور اگر آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تو پھر جس مہم پر آپ نکلنا چاہتے ہیں اس مہم پر اپنے ساتھی کراوش کو اپنے ساتھ لے جائیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہزار پت رُکا، کچھ دیر تک بڑے غور سے فرناک کی طرف دیکھتا رہا، پھر بڑی اپنائیت سے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! سائرس نے آپ کے لئے تاکیداً کہا ہے کہ جس وقت آپ اپنے اہلِ خانہ کے قاتل سے انتقام لے لیں تو وقت ضائع کئے بغیر واپس لشکر میں آ جائیں اور اگر قاتلوں کو تلاش کرنے اور ان سے انتقام لینے کے لئے وقت درکار ہو، انتظار کرنا پڑے تو انتقام لئے بغیر فی الفور لشکر میں لوٹ آنا۔ سائرس کا کہنا ہے کہ شمال کی ان ساری مہموں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ بابل کا رخ کرے گا۔ اگر وہ قاتل بابل ہی

کے رہنے والے ہیں اور وہیں انہوں نے قیام کر رکھا ہے تو جب سائرس بابل پر حملہ آور ہوگا اس وقت ان قاتلوں کو کوئی بھی انتقام سے بچا نہیں سکے گا۔''

ہزار پت کی اس گفتگو سے کچھ دیر تک فرناک مسکراتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''واپس جا کر میری طرف سے سائرس کا شکریہ ادا کرنا اور میری طرف سے اس پر یہ بھی انکشاف کرنا کہ میں اس سلسلے میں کراوش سے مشورہ کرتا ہوں۔ اگر مناسب ہوا تو پھر میں اس مہم میں کراوش کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔''

ہزار پت اور مہرداد دونوں فرناک کی اس گفتگو سے مطمئن اور خوش ہو گئے تھے۔ لہٰذا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرناک اور کراوش بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر باری باری ہزار پت اور مہرداد، فرناک اور کراوش سے گلے ملے اور پھر وہ فرناک کے خیمے سے نکل گئے تھے۔ ان دونوں کے جانے کے بعد فرناک اور کراوش دونوں اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک خیمے میں خاموشی رہی۔ اس کے بعد فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے کراوش کہنے لگا۔

''جہاں تک بابل میں قیام کا تعلق ہے، ہم کسی سرائے میں قیام نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ ہمارے ایسا کرنے سے روسیا کو کسی نہ کسی طرح ہماری آمد کی خبر ہو جائے گی۔ روسیاہ چونکہ ہم دونوں کو شکل سے جانتا اور پہچانتا ہے لہٰذا اس سے انتقام لینے کے سلسلے میں ہمیں بڑا محتاط رہنا ہوگا۔

میرے بھائی! بابل کے اندر ہمارا تیسرا ساتھی نوسکو رہتا ہے۔ میں بابل میں اس سے مل کر آ رہا ہوں۔ وہ اینٹیں بنانے کا کام کرتا ہے جو کوئی خاص نہیں ہے۔ اکثر مقروض رہتا ہے۔ میں اس کو اپنے حالات درست کرنے کے لئے کچھ رقم بھی دے کر آیا تھا۔ میرے بھائی! مجھے اپنے ساتھ ضرور لے کر جانا۔ دونوں بھائی سرائے کی بجائے نوسکو کے پاس قیام کریں گے۔ بابل میں نوسکو کے پاس ایک کمرہ ہے جس میں ہم تینوں باآسانی قیام کر سکتے ہیں۔ وہ کمرہ خستہ حال ہے۔ لیکن ہمیں اس سے کیا غرض؟ ہم نے اپنا کام نکالنا ہے۔ اس کے علاوہ جب میں روسیا کا پتہ کرنے کے لئے بابل گیا تو وہاں میری ملاقات ایک ایسے شخص سے بھی ہوئی جس کا نام یعقوب عقیبی ہے۔ یہودی ہے۔ یا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ نام کا یہودی ہے۔ اس کے باوجود اپنے یہودی ساتھیوں کی قدر کرنے والا ہے۔ گو وہ لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے۔ بڑا صاحب ثروت ہے، رقم کے معاملے میں

اپنے باپ اور بھائی پر بھی اعتبار نہیں کرتا۔ کنجوس ایسا ہے کہ اپنا بخار بھی کسی کو نہ دے۔ اس کے باوجود وہ رقم مہیا کرنے کے علاوہ یہودیوں کے دوسرے کام سرانجام دینے میں پیش پیش رہتا ہے۔ رقم یہودیوں کو بھی دیتا ہے لیکن ان سے قرض پر سود خوب دبا کر وصول کرتا ہے۔ بہر حال ہمیں اس کے ذاتی اطوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے بھائی! میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اگر مانو تو اس پر عمل کر کے روسیا سے با آسانی انتقام لیا جا سکتا ہے۔ میں اور تم دونوں بابل کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں نوسکو کے پاس قیام کریں گے۔ چند روز کے قیام کے بعد جب ہم اندازہ لگائیں گے کہ روسیا سے بابل میں قیام کے دوران انتقام نہیں لیا جا سکتا تب ہم بابل میں یہودیوں کے سربراہ یعقوب عقیبی سے رابطہ قائم کریں گے۔ اسے اپنا پورا احوال کہیں گے اور اس سے یہ بھی التجا کریں گے کہ ہم واپس اپنے لشکر میں جا رہے ہیں۔ ہماری غیر موجودگی میں وہ روسیا پر دھیان رکھے۔ جب وہ یہ جانے کہ روسیا اب بابل سے وادئ تیما کی طرف کوچ کرنے والا ہے تو اپنے کسی آدمی کے ذریعے ہمیں اس کے حال سے آگاہ کر دے۔ یہ آگاہی ملنے کے ساتھ ہی ہم پلٹیں گے۔ روسیا پر نگاہ رکھیں گے۔ اور جب وہ بابل سے وادئ تیما کی طرف سفر کر رہا ہوگا تو راستے میں ہم اس پر وارد ہوں گے اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے۔ بول میرے بھائی! اس سلسلے میں تُو کیا کہتا ہے؟''

کراوش جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

''اس سلسلے میں، میں نے کچھ نہیں کہنا...... بہر حال فیصلہ یہ ہے کہ تم میرے ساتھ چلو گے۔''

فرناک کے یہ الفاظ سن کر کراوش کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آگے بڑھا، فرناک کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ پھر دونوں ایک دوسرے کی طرف آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ اپنی تیاریوں کو انہوں نے آخری شکل دی۔ اس کے بعد وہ وہاں سے بابل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔





دو روز بعد سائرس نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے جہاں اس نے پڑاؤ کیا تھا، مزید پیش قدمی شمال کی طرف کی تھی۔ اب سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ایک بہت بڑے دریا کے سامنے آن رکا تھا۔

ایرانی اس دریا کو دیکھ کر بڑے حیرت زدہ ہوئے۔ اس لئے کہ ایرانیوں نے کبھی بڑا دریا نہ دیکھا تھا۔ البتہ بارش کے موسم میں جو ندیاں تھوڑے عرصہ کے لئے چل پڑتی تھیں، انہیں وہ دیکھا کرتے تھے۔ اس لئے ہر چلتا ہوا پانی ان کے لئے ایک عجوبہ تھا۔ اور اب تو ان کی مبہوت آنکھوں کے سامنے مٹیالے رنگ کا ایک بہت بڑا اسرار آمیز طریقے سے صحرا کی ریتلی زمین پر بہتا ہوا دریا تھا۔ اور اس کا نام دریائے آموں تھا۔

جس وقت سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آموں کے کنارے پہنچا تو اس نے اندازہ لگایا کہ بڑے سے بڑا تیر انداز لمبی پہلوی کمان سے بھی دریائے آموں کے پار کے پانچویں حصہ تک بھی تیر نہیں پھینک سکتا تھا اور تیز سے تیز چلنے والا آدمی بھی دریا کے تیز بہاؤ سے پیچھے رہ جاتا تھا۔

سائرس کے لشکر میں اس وقت جو مدوجزر کے ماہرین تھے انہوں نے اندازہ لگا کر بتایا کہ طوفان کے وقت پانی ڈیڑھ گنا ہو جاتا ہوگا۔ ایرانیوں کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ پانی کہاں سے آ رہا تھا۔ لہٰذا اس بات پر وہ جہاں حیران تھے وہاں پریشان بھی تھے۔

اس موقع پر سائرس کے وہ لشکری جو دریائے آموں کے کنارے کھڑے ہو کر بہتے دریا کو بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے، وہ قسمیں کھاتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ تو بالکل دریائے نیل کی مانند ہے جس پر مصر والوں کی زندگی کا دارومدار ہے۔

خود سائرس بھی کافی دیر دریا کے کنارے کھڑا ہو کر طوفانی انداز میں بہتے دریا کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ اتنا زیادہ پانی آخر کہاں سے آتا ہے؟ اور کدھر جا کر سماتا ہے؟ آخر اس

نے وہاں کے مقامی لوگوں کو بلایا اور ان سے دریائے آموں کی حقیقت پوچھی۔

اس پر وہاں کے لوگوں نے سائرس کو بتایا کہ یقیناً یہ دریا دور دراز کے برفیلے پہاڑوں سے نکل کر آتا ہے اور کسی جھیل کی بجائے ایک قریبی سمندر میں جا گرتا ہے۔

سائرس اور اس کے سالاروں اور لشکریوں کو اس دریا نے ایسا مبہوت اور ایسا حیرت زدہ کیا کہ وہ دریائے آموں کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف چل پڑے۔ اس لئے سائرس اور اس کے لشکریوں کو سرکنڈوں کے جھنڈوں اور ان جھیلوں کے گرد چکر کاٹنا پڑے تھے جو دریا کے اس مقام پر دہانہ سا بناتی تھیں۔ وہاں دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا ہو جاتا تھا۔

ایک جگہ جہاں کافی آبادیاں تھیں، وہاں سائرس نے اپنے لشکر کو روکا، پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ وہاں کے مقامی باشندوں کو اس نے جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ دریا تو گویا تمہارا ایک خزانہ ہے۔ لیکن اس کا رخ موڑ کر اس سے تم فائدہ نہیں اٹھا رہے ہو۔''

اس پر مقامی لوگوں کا جو سرکردہ تھا وہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کون اس کا رخ موڑ سکتا ہے؟ یہ جہاں چاہے بہے۔''

سائرس سے مخاطب ہو کر اس سے گفتگو کرنے والے یہ خوارزمی لوگ تھے جو بھوسہ ملی مٹی کے بنے ہوئے مکانوں میں رہتے تھے اور نیستانوں کے ساتھ ساتھ تھوڑی کھیتی باڑی بھی کر لیتے تھے۔ چونکہ ہر وقت خطرہ رہتا تھا کہ کوئی آسمانی آفت یا سیلاب وغیرہ فصلوں کو تباہ کر دیں گے۔ اس بناء پر وہ اپنی رہائش کے اوپر زیادہ خرچ نہیں کرتے تھے۔

سائرس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ وہ لوگ اس کے ہم وطن کالپی لوگوں کی طرح مطیع اور فرمانبردار رہنے والے تھے اور پہاڑی یونانیوں کی طرح آفات کو من جانب اللہ نہیں سمجھتے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کوئی قافلہ ان کے دریا کے کنارے کنارے سفر نہیں کرے گا۔ کیونکہ آگے انتہا درجہ کے خونخوار خانہ بدوش رہتے ہیں جو اپنے دشمنوں پر جھپٹ پڑتے ہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سائرس نے جب اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو اسے رہ رہ کر اس بات کا افسوس ہو رہا تھا کہ پانی کا یہ خزانہ بغیر فائدہ اٹھائے خوارزمیوں کے علاقے سے گزر رہا ہے اور اس کے متعلق اس قوم کو اس نے اطمینان دلایا کہ پانی کا رخ موڑ کر اس سے صحرا کی زمینوں اور جنگلوں کو سیراب کرنا ہر طرح سے ممکن ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو خوارزمی پتھر اور لکڑی کے گھر بھی بنا سکیں گے۔ جب انہوں نے اپنے کاروبار کو ذرا

وسعت دے دی تو تجارتی قافلے بھی ان کے علاقے میں آیا کریں گے۔
لیکن جب یہ منصوبہ سائرس نے وہاں کے خوارزمیوں کے سامنے پیش کیا تو خوارزمیوں نے جواب دیا۔
''اگر اپنی زمینوں کو زرخیز بنا کر وہ خوش ہو گئے تو شمال کے وحشی لوگ ان پر حملہ کر کے سب کچھ لوٹ لے جائیں گے۔''
ان کے ان الفاظ پر سائرس فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''یہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے کون لوگ ہیں؟''
اس پر خوارزمیوں کا سردار سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''یہ وحشی اور خونخوار ہیں۔ اور داہی کہلاتے ہیں۔''
چنانچہ وہاں قیام کے دوران سائرس نے تہیہ کر لیا کہ شمال کے ان وحشیوں کو مار بھگا کر خوارزمیوں کے ان علاقوں میں امن قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔
سائرس چونکہ فطری طور پر مشکل کاموں کو سرانجام دینے کا عادی تھا لہٰذا اس نے اپنی بلند ہمتی سے کام لیتے ہوئے دریائے آموں پر بند باندھنے کا تہیہ کر لیا جو بظاہر مشکل نظر آتا تھا۔
اس موقع پر مقامی لوگوں نے اس پر یہ بھی واضح کیا کہ دریائے آموں نا قابل تسخیر ہے اور اس پر بند باندھنا بہت مشکل ہے۔ اس سلسلے میں سائرس نے اپنے لشکر کے اندر جو صناع تھے ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے پہلے تو یہ مشورہ دیا کہ دریا کے قریب ایک بڑا تالاب بنا دیا جائے جسے ایک جھیل کی صورت دی جا سکے۔ دریا کا پانی اس میں گرایا جائے اور اس کا پانی ایسی نہروں میں جائے جو باغات اور دوسری فصلوں کو سیراب کرے۔
چنانچہ جب اس منصوبہ پر سوچ و بچار سے کام لیا گیا تو اس منصوبہ کو رد کر دیا گیا۔ اب سائرس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ دریائے آموں پر بند باندھ کر وہ مقامی لوگوں کے لئے نہریں نکالے گا اور ان کی سرزمینوں کو سیراب کرے گا۔
اس مقصد کے لئے جب اس نے اپنے لشکر کے سربراہوں کے علاوہ مقامی ہنرمندوں سے بھی بات کی تب سائرس کو بتایا گیا کہ خوارزم کے علاقے کی مٹی اتنی چکنی نہ تھی کہ اسے گُندھا کر اس کی اینٹیں تیار ہو سکیں جو پانی کو روکنے کا کام سرانجام دے سکیں۔
چنانچہ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے سائرس کے حکم پر ایسی بھٹیاں تیار کی گئیں جن میں اینٹوں کو بہت زیادہ حرارت دی جا سکتی تھی۔ ہزاروں دیہاتیوں سے بھی اس سلسلے میں

کام لیا گیا۔ لشکری بھی اس کام میں جت گئے اور اینٹیں تیار کی جانے لگیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ منصوبہ ناکام رہا۔ یہ اینٹیں دریا کے پانی کو نہ روک سکی تھیں۔

چنانچہ پھر کسی دوسرے منصوبہ پر سوچ بچار کا کام شروع کر دیا گیا۔ آخر قوم ماد کے ایک تجربہ کار آدمی نے جو کہ سائرس کے لشکر میں شامل تھا، مشورہ دیا کہ دریا پر بند باندھنے کے لئے اینٹیں یا کوئی دوسری چیز کام نہ آئے گی اور صرف چونے یا سماق کا پتھر اگر لک کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بند باندھنے کا منصوبہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

چنانچہ سائرس نے حکم دیا کہ ان چیزوں کو استعمال کرتے ہوئے بند کو آخری شکل دی جائے۔ اس پر قوم ماد کے اس سردار نے سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔

''لیکن اس بیابان میں صماد یا چونے کے پتھر کے علاوہ لک کہاں سے ملے گی جن کے ذریعے بند باندھا جا سکے گا؟''

اس موقع پر ایک مقامی شخص نے دخل اندازی کی اور جنوب مشرق کی طرف کوہستانی سلسلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''چونے کے پتھر کی نزدیک ترین تین کانیں سمرقند کے نواح میں ہیں جو یہاں سے بیس روز کی مسافت پر ہے۔''

اور پھر وہ مغرب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''نزدیک ترین مقام جہاں سے لک مل سکتی ہے وہ گورگان کے دریا کے کنارے ہے...... یہاں ہمیشہ آگ لگی رہتی ہے۔ نہیں معلوم وہ مقام یہاں سے کتنا دور ہے۔''

اس انکشاف پر سائرس نے خوشی کا اظہار کیا اور پھر اس نے اندازہ لگایا کہ بار برداری کے جانور وہاں سے یہاں تک نوے دن میں پہنچے ہیں۔ سمرقند اور رے کے درمیان بڑی شاہراہ جس جگہ دریا کو عبور کرتی ہے وہ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔ گاڑی بانوں اور شتر بانوں کو اکٹھا کر کے اس راستے پر اگر لے جایا جائے اور اس سڑک پر سارے مقامات دیکھ لئے جائیں اور گاڑیوں میں جوتنے کے اونٹ اور چار پہیوں والے چھکڑے مہیا کئے جائیں تو اس کام کو انجام دیا جا سکتا ہے۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سائرس نے مقامی لوگوں کے چھکڑوں کا بھی جائزہ لیا لیکن وہ چھکڑے جو دیہاتی لوگ استعمال کرتے تھے، ریگستانوں میں تیزی سے نہیں چل سکتے تھے۔ چنانچہ اس کام کی تکمیل کے لئے ان گنت گاڑیاں اور چھکڑے مقرر کئے گئے اور سائرس کی نگرانی میں اس کے لشکر نے بند تعمیر کرنے کا کام شروع کر دیا۔

سب سے پہلے بنیادیں کھود کر ان میں کوٹا ہوا پتھر ڈالا گیا۔ جب تک بنیادیں کھودی جاتی رہیں، سائرس لشکر کے ایک حصہ کو لے کر اس جھیل کا پتہ لگانے کے لئے نکلا جو دریا کے منبع کے قریب تھی۔ اور اس طرح اسے اس دریا یعنی جزیرے کے دریا کی وجہ تسمیہ بھی معلوم ہوگئی۔ اس نے دیکھا جس سمت سے دریا آرہا تھا وہاں جگہ جگہ جھیلیں تھیں جن کا پانی نیلگوں تھا اور متعدد پتھریلے ارمغانی جزیرے اس کے راستے میں بن گئے تھے۔

(دانشوروں کا خیال ہے کہ قدیم زمانے میں جسے خدا ہی جانتا ہے، تمام سمندر بڑے بڑے پہاڑوں کے دامن تک آپس میں ملے ہوئے تھے)

چنانچہ اپنے صناعوں اور کچھ مزدوروں کو تو سائرس نے بند بنانے کے کام پر مقرر کیا اور خود لشکر لے کر اب وہ آگے نکلا تھا۔ کوہستانی سلسلے سے نکل کر سائرس نے جب ایک نئے علاقے میں اپنے لشکر کے ساتھ قدم رکھا تب مقامی لوگوں کے علاوہ لشکر کے اندر جو تجربہ کار لوگ تھے انہوں نے سائرس پر انکشاف کیا کہ کوئی 23 پشت پہلے اس کے آباؤ اجداد ان صحراؤں میں صرف غذا اور شکار کی غرض سے گھوما کرتے تھے اور اب آریا قوم کا پہلا بادشاہ ایک بار پھر ان صحراؤں میں آیا ہے لیکن اب اس کا مقصد لوٹ کھسوٹ نہیں بلکہ صرف صحراؤں کو آباد کرنا تھا۔ چنانچہ سائرس اس بات پر فخر محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے وطن میں داخل ہوا ہے۔

لیکن حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہونے لگے۔ دریا کے اندر جس جزیرے کے قریب سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا وہاں کے جزیرے کے کچھ لوگ سائرس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے خبردار کیا کہ شمال کی طرف سے عجیب و غریب غنیم ان علاقوں پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ اس بار بھی وہ حملہ آور ہوئے ہیں اور دریا کے کنارے تک کے وہ سارے علاقوں کو تباہ و برباد کرتے چلے جائیں گے۔

پہلے تو سائرس کو ان کی باتوں پر کوئی اعتبار نہ آیا لیکن چند ہی دن بعد پناہ گزینوں کے گروہ در گروہ اس کے پڑاؤ کے قریب آکر آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور پھر سمرقند کے دو معزز آدمی انہی قافلوں کے ہمراہ وہاں آئے۔ سائرس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سائرس کو مخاطب کر کے انہوں نے انکشاف کیا۔

''شمال کے خانہ بدوش وحشی اور جنگجو ہر سال ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اسباب و مال لُوٹ لیتے ہیں۔ اس بار بھی وہ حملہ آور ہوئے ہیں اور انہوں نے انکشاف کیا کہ وہ حملہ آور مقامی لوگوں کو قیدی بنا کر لے جاتے ہیں۔ عورتوں اور لڑکیوں کو اغواء کر لیتے ہیں

اور جو باقی بچے انہیں قتل کر جاتے ہیں۔ جس راستے سے وہ جاتے ہیں، تمام فصلوں کو آگ لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا راستہ دھوئیں سے پُر ہو جاتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس بار انہوں نے سمرقند کو اپنا ہدف بنایا ہے اور وہ سمرقند میں داخل ہو کر اسے آگ لگانے کے در پے ہیں۔

آنے والے ان دو سمرقندیوں نے سائرس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ سفاک حملہ آور مسابت کہلاتے ہیں...... انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس سال ان خانہ بدوشوں کے سرداروں نے سمرقند شہر کو سلامت چھوڑنے کے لئے ہم سے فدیہ بھی قبول نہیں کیا۔ اس بار ان کے سردار اپنے بیوی بچوں اور چھکڑوں کو ساتھ لائے ہیں اور انہوں نے منت مان رکھی ہے کہ وہ اپنے بڑے خدا کی قربانی کی غرض سے سمرقند شہر کو آگ لگائیں گے اور ایک ہزار گھوڑوں اور ایک ہزار قیدیوں کو اپنے اس بھوکے خدا کے نام پر آگ میں جھونک دیں گے۔

ان وحشت ناک خبروں سے سائرس اور اس کے سالاروں نے اندازہ لگایا کہ یہ حملہ آور یقیناً طاقت ور ہیں اور ممکن ہے ان کا مقصد سائرس کے قافلے کے سارے راستوں کو لوٹنا اور برباد کرنا ہو۔ آخر کافی سوچ و بچار کے بعد سائرس نے اپنے لشکر کے چیدہ چیدہ اور تجربہ کار دستوں پر مشتمل ایک لشکر علیحدہ کیا۔ اس لشکر میں سورما اور بہادر قسم کے جنگجوؤں کو رکھا گیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کو ایک ہفتہ کی خوراک مہیا کر دی گئی تھی۔ چنانچہ فیصلہ یہ کیا گیا کہ اس لشکر کے ہمراہ خوراک کی گاڑیاں نہیں جائیں گی۔

سائرس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے ان جنگجوؤں کی گاڑیوں سے ہمیں کافی خوراک ہاتھ لگ جائے گی۔ چنانچہ وہ اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لائے ہیں۔ اس لئے مجبور ہوں گے کہ نقصان اٹھا کر بھی ایک ہی جگہ رہ کر ہمارے حملوں کو روکیں۔ جبکہ ہم جس طرح سے چاہیں، حملہ کر سکیں گے۔

چنانچہ سائرس نے صرف اپنے لشکر کا ایک حصہ ان وحشیوں کے خلاف استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ باقی لشکر کو اس نے سمرقند لے جانا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے سوچا کہ اگر اس نے خانہ بدوش حملہ آوروں کو واپس لوٹنے پر مجبور کر دیا تو شاید سلامت بچ رہے گا اور اگر اپنے لشکر کو سمرقند لے جائے گا تو ممکن ہے شمال کے وہ جنگجو لڑاکے اور خطرناک صحرائی سوار تیر اندازوں کے نرغے میں آ جائیں جس سے شہر کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ پس اس نے اس مخصوص لشکر کے ساتھ صحرائے سرخ کو جسے اس کی سیاہ زردی مائل خشک مٹی کی وجہ سے یہ

نام ملا تھا، لمبی لمبی پیش قدمیاں کر کے عبور کیا۔
اس صحرا کی زمین جو سیلابوں سے ڈھل چکی تھی، جگہ جگہ سے سمندری موجوں کی طرح اونچی نیچی ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ چھوٹی چھوٹی گھاس اُگ آنے سے وہ گھوڑوں کے لئے ایک چراگاہ سی بھی بن گئی تھی۔ آخر کار سمرقند سے باہر سائرس نے شمال کے ان وحشیوں سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا۔
چنانچہ سمرقند کے نواح میں دونوں قوتیں آپس میں ٹکرائیں۔ شمال کے ان وحشیوں کے لڑنے کا طریق کار بھی عجیب و غریب تھا۔ وہ با قاعدہ صفیں باندھ کر سامنے نہیں آتے تھے بلکہ اپنے جسموں پر چمڑہ لپیٹ کر جتھوں کی صورت میں اچانک نمودار ہوتے اور بھیڑیوں کی طرح سائرس کے گرد گھیرا ڈال کر تیر اندازی کرتے اور پھر قریبی کوہستانی سلسلوں میں جا چھپتے۔
شمال کے ان وحشیوں کے تیر اتنے سخت اور کڑے تھے کہ وہ سائرس کے لشکریوں کی ڈھالوں اور زرہ بکتروں میں سوراخ کر دیتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی سائرس کے لشکریوں کی تیر اندازی سے زخمی ہوتا تو باوجود اس کے کہ خون اس کے جسم سے جاری ہوتا لیکن وہ حیوانات کی طرح زخموں سے کوئی اثر نہ لیتا تھا۔ اپنے گھوڑوں کی رسیاں وہ آپس میں باندھ لیتے تھے تاکہ ساتھیوں سے جدا نہ ہو جائیں اور گھوڑوں کی زینوں سے اس طرح چپک جاتے تھے کہ سائرس کے لشکریوں کی تیر اندازی انہیں نشانہ نہ بنا سکتی تھی۔
وہ سائرس کے لشکریوں کی طرح جنگی نعروں کی بجائے ایک قسم کا جوش ظاہر کرتے جو ان کے قہر و غضب کی نشانی تھی۔ ان کے سرداروں کی نشانی یہ تھی کہ وہ اپنی گردنوں اور بازوؤں پر سونا پہنتے تھے اور وہ سونا جنگ کے دوران چمکتا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ کون سردار کدھر ہے۔ انہی سرداروں کی رہنمائی میں وہ وحشی حملہ آور ہوتے اور حملہ مکمل کرنے کے بعد گرد و غبار میں کہیں کھو جاتے۔ پھر یکلخت ظاہر ہوتے اور صفوں پر بڑے زور سے حملہ کر دیتے۔ اور جب سائرس کے لشکری جوابی کارروائی تو بھاگ کھڑے ہوتے اور پھر دائیں یا بائیں تیر پھینکنا شروع کر دیتے۔
چنانچہ ساری رات ایک طرح سے دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے اور اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں ایک طرح سے سائرس کو پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب رات ختم ہونے کو آئی اور دن نکلنے میں ابھی تھوڑا ہی وقت باقی تھا کہ سائرس نے اپنے لشکریوں کو واپس بلا لیا اور ایک ایسی نشیب میں جو جھاڑیوں کی وجہ سے نظر نہیں آتی تھی، گڑھے

کھود کر مورچے بنا لئے۔
سائرس یہ بھی جانتا تھا کہ شمال کے وحشیوں کے جاسوس اس کی تاک میں ہیں اور اس کے لشکریوں کی ساری حرکات سے آگاہ ہیں۔ اسے یہ بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ بہت سے اس کے لشکری مر چکے ہیں۔ لہٰذا وہ گزشتہ رات کی طرح اب شمال کے ان وحشیوں سے اسی طرز پر جنگ جاری رکھنا بے فائدہ خیال کرتا تھا۔ اس موقع پر سائرس کو ہارپیگ کی ایک بات بہت یاد آئی۔ اس لئے کہ ہارپیگ نے ایک موقع پر سائرس سے کہا تھا:
''بے سوچے سمجھے بڑھتے جانا لشکر کے لئے مضر ہوتا ہے۔''
جب جنگ کے دوران کچھ وقفہ ہوا تو اس وقت شمال کے وحشی اپنے اگلے حملے کا منصوبہ بناتے رہے۔ سائرس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ اس کے لشکری اپنے اپنے سرداروں کی آوازوں پر پہلے کی طرح اپنی جگہیں سنبھال لیں۔ گھوڑوں کو دم لینے اور ستانے کا موقع فراہم کیا گیا۔ ساتھ ہی لشکر کا وہ حصہ جو سائرس پیچھے چھوڑ آیا تھا، اسے بلا لیا۔ اس کے بعد اس نے پورے لشکر کے ساتھ حرکت میں آتے ہوئے ایک طرف پیش قدمی شروع کی۔ اس پیش قدمی سے سائرس شمال کے وحشیوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ ان پر حملہ آور ہونے کی بجائے ان کی مخالف سمت کسی محفوظ جگہ کی طرف جانا چاہتا ہے۔
لیکن تھوڑا سا آگے جا کر سائرس نے بہترین جنگی منصوبہ بندی کی۔ اس موقع پر سائرس جواہروں سے مرصع ایک تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے تھا جو سورج کی شعاعوں سے چمک رہا تھا۔ تاج کے اوپر ایک سفید پھریرا نظر آ رہا تھا جو خود کی ٹوپی کے ساتھ اگرچہ خوشنما معلوم نہیں ہوا تھا لیکن ہر جگہ سے نظر ضرور آتا تھا۔ اس سے یہ پتہ چلتا رہتا تھا کہ لشکر کے اندر سائرس کہاں موجود ہے۔
ایک جگہ رک کر سائرس نے اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے ایک پُرجوش تقریر کی۔ اس کے بعد اس نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ چنانچہ صلاح مشورہ کرنے کے بعد سائرس نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ ہی یکبارگی گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے شمال کے ان وحشیوں کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔
سائرس کی توقع کے مطابق وہ شمال کے صحرائی بھی پوری طرح جنگ کے لئے تیار نہیں تھے۔ کیونکہ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ مخالف سمت جا رہا تھا۔ لہٰذا وہ یہی سمجھے کہ ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے حملہ آور واپس جانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب سائرس نے اپنے

پورے لشکر کے ساتھ ان کی طرف آندھی کی طرح پیش قدمی شروع کی تب وہ کسی قدر بدحواس بھی ہو گئے تھے۔

سائرس اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے ان کی طرف بڑھا۔ سائرس کے پہلے ہی زوردار حملے کے نتیجہ میں شمال کے وہ وحشی پیچھے ہٹے تاکہ وہ اپنے دستوں کو جمع کریں۔ لیکن اس کے بعد سائرس اور اس کے لشکریوں نے شمال کے ان وحشیوں کو اپنی تلواروں اور نیزوں پر رکھ لیا تھا۔ اس طرح ایک بار پھر ان شمالی وحشیوں کے ساتھ خوف ناک اور ہولناک جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔

کچھ ہی دیر کی جنگ کے بعد شمال کے وہ وحشی بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بھاگنے کی وجہ سے سائرس نے ان کے پڑاؤ میں جس قدر چھکڑے کھڑے تھے انہیں اپنے قبضے میں لے لیا۔ ان کے پڑاؤ میں حیوانات کے علاوہ مال و متاع کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ان میں ان کی عورتیں بھی تھیں۔

چنانچہ کچھ دیر کی مزید جنگ کے بعد جب شمال کے وحشی سائرس کے تیز حملوں کی تاب نہ لا سکے تو الٹے پاؤں واپس بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر ان سے ایک حماقت بھی سرزد ہوئی۔ اپنی جانیں بچانے کے لئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے جبکہ اپنی عورتوں اور جس قدر مال و متاع انہوں نے جمع کیا تھا، ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کیا اور وہیں چھوڑ گئے۔

اس روز شام تک سائرس اپنے لشکر کے ساتھ کہیں شمالی وحشیوں کا تعاقب کرتا رہا۔ کہیں ان کا قتلِ عام جاری رکھے ہوئے تھا۔ غروبِ آفتاب تک شمال کے ان وحشیوں کو مکمل طور پر شکست دی جا چکی تھی اور وہ شمال کی طرف بھاگ گئے تھے۔ ان کے بھاگ جانے کے بعد سائرس نے ان کے پڑاؤ کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ شمال کے ان وحشیوں کے چھکڑے اور گاڑیاں لوٹ مار کے سامان سے بھری ہوئی تھیں۔

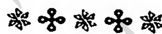
ان چھکڑوں میں شمال کے وحشیوں کی عورتیں بھی تھیں جنہیں سائرس نے آزاد کر دیا اور آزاد ہو کر اپنی خوشی کا اظہار کرنے کی خاطر وہ خوشی کے ترانے گاتی ہوئی اِدھر اُدھر دوڑنے لگی تھیں تاکہ تھکے ماندے لشکریوں کے لئے کھانا تیار کریں۔

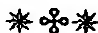
مؤرخین لکھتے ہیں کہ شمال کے ان وحشیوں کو بدترین شکست دینے کے بعد سائرس کے لشکری چونکہ ان کی تقریر کے منتظر تھے لہٰذا سائرس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دیکھو! آسمان پر سات ستارے چمک رہے ہیں اور ہمیں بغور دیکھ رہے ہیں۔ کیا وہ پھر ہمیں نئی کامیابیوں سے ہمکنار نہ کریں گے؟''

اس کے بعد اپنے لشکریوں کو مزید مخاطب کرتے ہوئے سائرس نے نہ صرف ان کی کارگزاری کی بے حد تعریف کی بلکہ شمال کے وحشیوں کے خلاف اس شاندار کامیابی پر اس نے انہیں مبارک باد بھی پیش کی۔

اپنے لشکر کے ساتھ احتیاطاً چند روز تک سائرس نے مزید اسی جگہ قیام کیے رکھا۔ اسے اندیشہ تھا کہ شمال کے وہ وحشی کہیں پھر موقع غنیمت جان کر اس پر حملہ آور ہو کر اپنے قیدی چھڑانے کی کوشش نہ کریں۔ لیکن چند روز کے قیام کے بعد جب اس کے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ شمال کے وحشی شکست اٹھانے کے بعد دور شمال کی سرزمینوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ تب وہاں سے سائرس نے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ اب اس نے سمرقند شہر کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔





فرناک اور کراوش ایک روز بابل شہر کے نواح میں دریائے فرات کے کنارے ایک جھونپڑے کے دروازے پر نمودار ہوئے۔ جھونپڑا خار و خس سرکنڈوں اور بانس کی کچھ بلیوں پر مشتمل تھا۔ جھونپڑے کا لکڑی کا ایک بوسیدہ سا دروازہ تھا جو اس وقت بند تھا لیکن باہر سے قفل نہیں لگا ہوا تھا۔ جھونپڑے کے دروازے کے قریب رک کر فرناک نے ذومعنی انداز میں کراوش کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

''کیا نوسکو اسی جھونپڑے میں رہتا ہے؟''

ہلکی سی مسکراہٹ اس وقت کراوش کے چہرے پر نمودار ہوئی تھی۔ کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! تیرا اندازہ درست ہے۔ نوسکو اسی جھونپڑے میں رہتا ہے اور یہ جھونپڑا اس کا ذاتی ہے۔ یہ جو تم دائیں بائیں اسی قسم کے ان گنت جھونپڑے اور رہائش گاہیں دیکھتے ہو یہ سب یہودیوں کی ہیں۔ یہ وہ یہودی ہیں جنہیں کچھ عرصہ قبل بابل کا بادشاہ بخت نصر قید کر کے لایا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بخت نصر فلسطین کے مختلف شہروں پر حملہ آور ہوا تھا۔ وہاں کی دونوں مملکتوں کو اس نے اپنے سامنے زیر کیا اور یہودیوں کو اپنے ساتھ وہ بابل لے کر آیا۔ اب ان جھونپڑوں میں یہ سب وہی قیدی یہودی رہتے ہیں اور یہاں کے لوگ ان سے بابل شہر کی نالیوں کی صفائی کا کام لیتے ہیں یا یہ اُجرت پر معمولی کام کرتے ہیں۔

نوسکو بھی اب انہی میں شامل ہو چکا ہے۔ پچھلی بار جب میں یہاں آیا تھا تو نوسکو کے ساتھ میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔ وادیٔ تیما سے بھاگ کر جب یہ یہاں آیا تو اس نے لوگوں پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ وادیٔ تیما کا رہنے والا ہے۔ وہاں بابل کے بادشاہ بنونید کے بننے والے محل میں اس سے بیگار لی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بھاگ کر آیا ہے۔ بلکہ اس نے کہا تھا کہ وہ فلسطین کا رہنے والا یہودی ہے اور یہاں بابل میں اپنے

کچھ عزیز و اقارب اور رشتے داروں کو تلاش کرنے کے لئے آیا ہے۔ بس یہی تفصیل دے کر نوسکو نے یہاں اپنا جھونپڑا بنا لیا اور اپنی رہائش اختیار کر لی۔ اب وہ بابل شہر میں اینٹیں بنانے کا کام کرتا ہے۔ یہ کام چونکہ اور بہت سے لوگ بھی کرتے ہیں لہٰذا نوسکو کی آمدنی کوئی خاص نہیں ہے۔ تاہم وہ اپنی گزر بسر کرتا ہے۔ پہلی بار جب میں یہاں آیا تھا تو میں نے اسے کچھ رقم دی تھی تاکہ وہ اپنی حالت سنوار لے۔''

کراوش جب خاموش ہوا تب ہلکا سا تبسم فرناک کے چہرے پر نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''کراوش! میرے بھائی! گو، نوسکو کا جھونپڑا بند ہے لیکن باہر سے قفل نہیں لگا ہوا۔ اس کا مطلب ہے دروازہ اندر سے بند کر کے وہ سو رہا ہوگا۔''

اس موقع پر کراوش نے ایک غائر نگاہ دروازے پر ڈالی، پھر فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فرناک! تمہارا اندازہ درست ہے۔ دیکھو! اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب ہے اور اس وقت تک نوسکو اینٹیں بنانے کے کام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے جھونپڑے میں آ کر آرام کرتا ہے۔ دروازہ کھول کر دیکھتے ہیں وہ کیا کر رہا ہے؟''

اس کے ساتھ ہی کراوش نے جب دروازہ اندر کو دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ جھونپڑے کے وسط میں ایک بستر لگا ہوا تھا اور اس بستر پر ان کا ساتھی نوسکو گہری نیند سویا ہوا تھا۔

دروازے پر کھڑے ہی کھڑے کراوش نے اسے آواز دی۔

''نوسکو!........نوسکو........!''

پہلی بار ہی آواز دینے پر نوسکو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آنکھیں ملنے لگا تھا۔ اس موقع پر کراوش نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''نوسکو! میرے بھائی! اُٹھو۔ دیکھو میرے ساتھ کون آیا ہے؟''

نوسکو نے جب آنکھیں ملنے کے بعد دروازے کی طرف دیکھا تو کراوش کے ساتھ جب اس کی نگاہ فرناک پر پڑی تو وہ اُچھلنے کے انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک فرناک اور کراوش دونوں جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ نوسکو بھاگا۔ پہلے بغل گیر ہو کر فرناک سے ملا پھر اسی طرح کے انداز میں وہ کراوش سے ملا تھا۔ اس کے بعد دروازہ اس نے بند کر دیا۔ اس کے کہنے پر فرناک اور کراوش دونوں اسی بستر پر بیٹھ گئے جس پر نوسکو لیٹا ہوا تھا۔ ان کے پاس ہی نوسکو بھی بیٹھ گیا۔ اس کے بعد نوسکو بڑی رازداری میں فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! تم دونوں کب اور کس وقت آئے؟........ دیکھو یہاں تم دونوں کو محتاط رہنا چاہئے۔ یہی بات اس سے پہلے میں نے کراوش سے بھی کہی تھی جس وقت یہ بابل شہر میں داخل ہوا تھا۔ یہاں تمہارے لئے خطرات بھی اُٹھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ روسیا اور اس کے کچھ ساتھی تم دونوں کو شکل سے پہچانتے ہیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں وادیٔ تیما میں بھی اینٹیں بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور وہاں اینٹیں بنانے کا کام ان گنت لوگ کرتے تھے جس کی بناء پر نہ ہی روسیا نہ ہی اس کے ساتھی مجھے چہرے سے پہچانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں بابل کے اندر محنت و مشقت کرتا ہوں، اینٹیں بناتا ہوں۔ لیکن یہاں مجھے کوئی پہچاننے والا نہیں۔ میں نے لوگوں کو یہی تاثر دیئے رکھا ہے کہ میں فلسطین کا رہنے والا یہودی ہوں۔ میں اس وقت بچہ تھا جب بخت نصر فلسطین پر حملہ آور ہوا۔ میرے کچھ رشتہ دار قیدی بنا لئے گئے اور میں ہوش سنبھالنے کے بعد اب انہی کی تلاش میں ادھر آیا ہوں۔ بس لوگوں کو یہی تاثر دے کر میں یہاں آباد ہو گیا ہوں۔ مجھے چونکہ روسیا یا اس کے ساتھی شکل سے نہیں پہچانتے لہٰذا یہاں رہتے ہوئے میرے لئے کوئی دشواری نہیں لیکن تم دونوں بھائیوں کو بڑا محتاط رہنا ہو گا۔ پہلے یہ بتاؤ تم دونوں کے گھوڑے کہاں ہیں؟ تا کہ میں ان کے کہیں باندھنے اور چارے پانی کا انتظام کروں۔''

اس موقع پر فرناک نے بڑے غور سے نوسکو کی طرف دیکھا، پھر تجسس بھرے انداز میں پوچھ لیا۔

''نوسکو! تمہارے اپنے رہنے کے لئے یہ ایک جھونپڑا ہے۔ تم ہم دونوں کے گھوڑوں کو کہاں باندھنے کا اہتمام کرو گے؟''

جواب میں نوسکو کے چہرے پر ایک ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! تمہارے کہنے کا مطلب میں سمجھ گیا ہوں۔ لیکن یہاں آنے کے بعد میں نے یہاں قیدی کی حیثیت سے زندگی گزارنے والے یہودیوں کے ساتھ اپنے تعلقات بڑے اچھے بنا لئے ہیں۔ فلسطین سے قید ہو کر آنے والے ان یہودیوں نے ایک بہت بڑا چھپر بنا رکھا ہے۔ یوں جانیں یہ ان کا مشترکہ اصطبل ہے اور ان میں سے جب کوئی بھی کسی کا مہمان آتا ہے تو گھوڑوں کو اس چھپر نما اصطبل میں باندھ دیا جاتا ہے اور جس طرح یہ میرا جھونپڑا ہے ایسے ہی انہوں نے کچھ فالتو جھونپڑے بھی بنا رکھے ہیں جن کے اندر آنے والے مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ فرناک! میرے عزیز بھائی! تم دونوں کے گھوڑوں کے چارے پانی کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ میں تم

دونوں کی رہائش کا بھی عمدہ انتظام کرسکتا ہوں۔''
نوسکو کی اس گفتگو سے فرناک ایسا خوش ہوا کہ آگے بڑھ کر اس نے اسے گلے سے لگا لیا اور اس کی پیشانی چومی، پھر بڑی شفقت میں کہنے لگا۔
''نوسکو! میں تمہارے مزاج سے واقف ہوں........تم ویسے کے ویسے ہی فراخ دل اور مہمان نواز رہے........اب تمہاری اصلی صفت کا پتہ نہیں وہ بدلی ہے یا ویسی کی ویسی ہی ہے۔''
نوسکو نے اس موقع پر تیز نگاہوں سے فرناک کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
''وہ کون سی میری اصلی صفت ہے جسے تم نے اپنی نگاہ میں جما رکھا ہے؟''
اس پر فرناک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''نوسکو! اپنی اس صفت سے تم اچھی طرح واقف ہو۔ ویسے اگر تم تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے ویسے ہی پوچھنا چاہتے ہو تو پھر میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تمہاری اصل صفت یا تمہاری ذات کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ تم حُسن پرست ہو۔''
اس پر نوسکو نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔
''وہ تو میں بچپن سے نہیں بلکہ پیدائشی ہی ہوں۔''
نوسکو جب رکا تب اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔
''نوسکو! تمہیں ہم دونوں کے گھوڑوں سے متعلق فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔ دیکھو! ہم نے دریائے فرات کے اس پار جو دریا سے قریب ترین سرائے ہے اس میں قیام کر رکھا ہے۔ بہت اچھی سرائے ہے۔ ہم دونوں گزشتہ شب وہاں گزارنے کے بعد تمہاری طرف آئے ہیں۔ ہمارے گھوڑے وہیں ہیں۔ کشتی کے ذریعے ہم نے دریائے فرات کو عبور کیا اور اب سیدھے تمہاری طرف آئے ہیں۔ اب بتاؤ میرے بھائی! کراوش تمہارے ذمے ایک کام لگا کر گیا تھا۔ کیا تم نے روسیا سے متعلق کوئی معلومات حاصل کی ہیں؟''
جواب میں نوسکو نے پہلے اثبات میں گردن ہلائی، پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''تم دونوں کے ساتھ میرا جینے مرنے کا تعلق ہے اور تم دونوں میں سے کوئی بھی مجھے کوئی کام کہے اور میں نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں یہ تو نوسکو کے لئے بڑی ذلت اور لعنت کا معاملہ ہے۔ کراوش کے یہاں سے جانے کے بعد ہی میں حرکت میں آ گیا تھا۔ اور میں نے روسیا کی شب و روز کی مصروفیات سے متعلق معلومات حاصل کرنا شروع کر دی تھیں۔
عزیز بھائیو! یہ تم بھی جانتے ہو، روسیا بابل کے بادشاہ بنونید کے لشکر کے اچھے

سالاروں میں سے ہے۔ صبح سے لے کر شام سے کچھ پہلے تک وہ لشکر گاہ میں لشکری امور میں مصروف رہتا ہے۔ شام سے کچھ پہلے اپنے مسلح محافظوں کے ساتھ دریائے فرات کی طرف آتا ہے۔ دریا میں سیر کے لئے اس نے ایک انتہائی عمدہ اور تکلفات سے مزین کشتی بنا رکھی ہے۔ یوں جانیں یہ اس شخص کا بجرہ ہے جس میں بیٹھ کر وہ دریا کی سیر کرتا ہے۔ یہ دریا کے اس کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے کنارے کے ساتھ ساتھ پانی کی مخالف سمت روانہ ہوتا ہے۔ اس کے محافظ اس کے ساتھ کشتی میں بیٹھے ہوتے ہیں اور وہی چپو چلا رہے ہوتے ہیں۔ ایک میل اوپر جانے کے بعد روسیا کا وہ بجرا ایک بار پھر دریا کے سینہ کو چیرتا ہوا دائیں کنارے کی طرف آتا ہے۔ وہاں روسیا کے کچھ ساتھی گھوڑے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ روسیا اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر دریائے فرات کے کنارے کنارے کچھ دیر تک گھڑ سواری کرتا ہے۔ اس کے بعد لوٹ کر پھر بجرا نما اپنی کشتی میں آتا ہے اور جس طرح کشتی دائیں کنارے سے بائیں کنارے ایک میل اوپر جانے کے بعد دوبارہ دائیں کنارے کی طرف آتی ہے ویسے ہی کشتی پلٹتی ہے۔ دائیں کنارے سے بائیں کنارے، پھر ایک میل نیچے جانے کے بعد کشتی دوبارہ بابل شہر کے سامنے آ کر رکتی ہے اور اپنے محافظوں کے ساتھ روسیا اپنی رہائش گاہ کی طرف چلا جاتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد نوسکو جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے کراوش نے اسے مخاطب کیا۔

"نوسکو! میرے عزیز بھائی! کیا اس سلسلے میں تُو نے یعقوب عقیبی سے بھی بات کی ہے؟ اور کیا وہ روسیا سے نمٹنے کے سلسلے میں ہماری کوئی مدد کر سکتا ہے؟"

جواب میں گھورنے کے انداز میں کچھ دیر تک کراوش کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! اس معاملے میں یعقوب عقیبی کا نام بھی نہ لینا۔ جس وقت پہلی بار تم آئے تھے تب میں اس سے کوئی زیادہ واقف نہیں تھا۔ اب میں نے اس سے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ کوئی مخلص اور قابلِ بھروسہ انسان نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بابل شہر میں وہ یہودی جو اسیری کی زندگی گزار رہے ہیں، یہ یعقوب عقیبی ان کا سربراہ اور سردار ہے۔ لیکن اسے یہودیوں کے مفاد کا بھی کوئی خیال نہیں۔ وہ صرف اپنا مفاد دیکھتا ہے۔ لوگوں کو سود پر بڑی بڑی رقمیں قرض دیتا ہے اور بخیل اور کنجوس اتنا ہے کہ اپنا بخار بھی کسی کو نہ دے۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یہودی

ضرور ہے لیکن باطنی طور پر وہ بابل کی حکومت کا ایک کارندہ ہے اور یہودیوں کی ساری خبریں بابل کے بادشاہ بنونید تک پہنچاتا ہے۔ لہٰذا میرے بھائی! اس معاملے میں یعقوب عقیبی کا نام بھی نہ لینا۔ اگر ہم نے اس کے سامنے اپنا مدعا بیان کر دیا تو یاد رکھنا وہ سیدھا بنونید کے پاس جائے گا، ہماری شکایت کرے گا اور اس وقت تک دم نہیں لے گا جب تک ہم تینوں کو گرفتار کر کے بابل کے بادشاہ بنونید سے انعام حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔

سو میرے بھائی! اس معاملے میں یعقوب عقیبی کا نام بھی نہیں آنا چاہئے۔ کسی بھی صورت، کسی بھی معاملے میں وہ قابلِ بھروسہ انسان نہیں ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے نوسکو کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ فرناک بول اٹھا تھا۔ کہنے لگا۔

''نوسکو! میرے بھائی! کراوش کا اندازہ درست نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں یعقوب عقیبی کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم اسے اپنا رازدار بناتے ہیں تو کہیں وہ ہمیں گرفتار کر کے زندان میں ڈالنے کا معاملہ ہی طے نہ کر لے۔ اب تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے روسیا سے نمٹنے کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ میرے بھائی! ہم بڑی رازداری سے تمہاری طرف آئے ہیں اور بڑی رازداری سے تمہارے ہاں سے نکل کر دریائے فرات کے اس پار چلے جائیں گے۔ بس تم پر یہ واضح کر دوں کہ کل ہم دونوں حرکت میں آئیں گے اور اپنے کام کی تکمیل کے بعد تم سے ملے بغیر ہی واپس چلے جائیں گے۔

میرے عزیز بھائی! کل کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے بابل شہر میں یہ خبر آ جائے گی کہ بابل کے نامور سالار روسیا کو کسی نے قتل کر دیا ہے اور جس کشتی میں وہ دریا کی سیر کرنے کے لئے نکلتا ہے وہی کشتی کل شام کے وقت اس کی لاش لے کر بابل کے ساحل پر آ کر رکے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک جب رکا تب نوسکو جستجو بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! مجھے وہ تفصیل بھی بتاؤ۔ یا دوسرے معنوں میں مجھے اپنی اس منصوبہ بندی سے آگاہ کرو جس کے تحت تم روسیا کو موت کے گھاٹ اتارو گے۔ میرے بھائی! اگر تم نے مجھے تفصیل نہ بتائی اور تفصیل بتائے بغیر تم یہاں سے چلے گئے تو میں تم دونوں سے متعلق فکرمند رہوں گا اور رات کو مجھے نیند بھی نہیں آئے گی۔ اگر تم مجھے

تفصیل بتا دو گے تو میں تم دونوں سے متعلق مطمئن رہوں گا اور اندازہ لگا لوں گا کہ تم واقعی روسیا کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اپنی منزل کی طرف کوچ کر چکے ہو۔''

نوسکو جب خاموش ہوا تب فرناک کچھ دیر سوچتا رہا پھر نوسکو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''نوسکو! میرے بھائی! ہم چونکہ کل کے آئے ہوئے ہیں لہٰذا آج ہم نے دریائے فرات کے کناروں کا جائزہ بھی لیا۔ میں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے کنارے کے ساتھ دور دور تک سرکنڈوں اور کائی کے ایسے اونچے اونچے پودے ہیں جہاں کوئی بھی انسان کھڑا رہتے ہوئے اپنے آپ کو چھپا سکتا ہے۔

کل شام سے پہلے میں اور کراوش دونوں سرائے سے نکل کر اپنے گھوڑوں کو وہیں لے آئیں گے اور انہیں سرکنڈوں کے ساتھ باندھ دیں گے۔ وہیں گھات میں بیٹھ کر روسیا کا انتظار کرتے رہیں گے۔ روسیا کی کشتی جب دوسرے کنارے پر جائے گی تو ہم اس کے ساتھیوں پر تیر اندازی کر کے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔ روسیا کو گرفتار کر کے اسے اس کے انجام تک پہنچائیں گے۔ پھر وقت ضائع کئے بغیر واپسی کا سفر اختیار کر لیں گے۔

روسیا کا خاتمہ کرنے کے بعد قریب ہی کھڑے ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنی منزل کو روانہ ہو جائیں گے۔ میرے خیال میں اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہم دونوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ اور یہ کام مجھے امید ہے کہ ہم بڑے احسن طریقے سے انجام دیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی فرناک نے اپنی چرمی پیٹی کے ساتھ بندھی ہوئی ایک چھوٹی سی تھیلی کھولی اور وہ تھیلی نوسکو کی گود میں پھینکتے ہوئے کہنے لگا۔

''نوسکو! اپنے بھائی کی طرف سے یہ رقم رکھو۔ اس سے اپنے اخراجات پورے کرو اور تمہیں مزید رقم کی ضرورت ہوئی تو اس کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی نوسکو نے وہ تھیلی سنبھال لی جبکہ فرناک اور کراوش دونوں اس کے جھونپڑے سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے آئے۔ ایک کشتی والے سے بات کی۔ دریائے فرات کو چیرتے ہوئے دوسرے کنارے کی طرف گئے۔ پھر پیدل ہی اس سرائے کا رخ کر رہے تھے جہاں انہوں نے قیام کر رکھا تھا۔

دریا سے سرائے کی طرف جاتے ہوئے اچانک کراوش کو کوئی خیال گزرا اور فر... کو

مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ نوسکو یعقوب عقیبی پر کیوں اعتماد اور بھروسہ نہیں کر رہا؟ حالانکہ میں نے سنا ہے وہ بڑے بھروسے کا آدمی ہے اور یہودیوں کے مفادات کا بڑا خیال رکھتا ہے۔''

جواب میں کچھ سوچتے ہوئے فرناک کہنے لگا۔

''کراوش! میرے بھائی! نوسکو نے کچھ سوچ کر ہی ایسا کیا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں نوسکو نے ٹھیک ہی کیا ہے۔ اور پھر نوسکو نے روسیا سے متعلق جو تفصیل بتائی ہے وہ تفصیل جاننے کے بعد ہم یعقوب عقیبی کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور نہ اس سے ہمیں مدد لینے کی ضرورت ہے۔ میرے بھائی! آج جا کر بالکل مطمئن ہو کر سرائے میں کھانا کھانے کے بعد آرام کرتے ہیں۔ کل سرائے کے واجبات ادا کرنے کے بعد دریائے فرات کی طرف آئیں گے، سرکنڈوں کے جھنڈ میں کسی مناسب جگہ دونوں گھوڑوں کو باندھنے کے بعد ہم بھی سرکنڈوں کے جھنڈ کے اندر گھات لگا لیں گے۔

عزیز بھائی! روسیا کی کشتی اگر دریا کی مخالف سمت ایک میل اوپر جاتی ہے تو یقیناً وہاں ویرانہ ہو گا۔ اسی ویرانے کے اندر روسیا اور اس کے ساتھیوں سے نمٹ لیا جائے گا۔ دیکھو! روسیا پر قابو پانے کے لئے جو طریقہ ہم نے استعمال کرنا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ جب ہم گھات لگا لیں گے تو گھات میں رہتے ہوئے روسیا کا انتظار کریں گے۔

روسیا اپنی کشتی میں جب ہمارے قریب آئے گا تب میں اور تم دونوں مل کر کشتی میں سوار روسیا کے محافظوں پر تیر اندازی کریں گے اور ایسی جان لیوا تیر اندازی کریں گے کہ روسیا کے محافظوں کا خاتمہ کر کے کشتی کی طرف لپکیں گے اور روسیا کو زندہ گرفتار کر لیں گے۔ پھر اسے پکڑ کر سرکنڈوں کے جھنڈ کے اندر لے جائیں گے۔ اس سے مختصر سی گفتگو کریں گے اور اسے بتائیں گے کہ بے شک وادیٔ تیما میں وہ ہم پر مظالم کرتا رہا ہے لیکن ہم نے بھی اس سے انتقام لینے کی ٹھان لی تھی۔ اسے یہ بھی بتائیں گے کہ خالقِ حقیقی کے انتقام کی لاٹھی بے آواز ہے۔ جب پڑتی ہے تو بڑے بڑوں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیتی ہے۔ اس کے بعد سرکنڈوں کے اسی جھنڈ کے اندر روسیا کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ پھر ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور واپس سائرس کے لشکر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے دن کے وقت سرائے سے ہم اپنے زادِ راہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ پانی کے مشکیزے بھر کر اپنی دوسری ضروریات کا بھی اہتمام کر لیں گے۔''

فرناک کی یہ منصوبہ بندی جان کر کراوش خوش ہو گیا تھا۔ اور پھر دونوں بڑے مطمئن انداز میں تیز تیز چلتے ہوئے سرائے کا رخ کر رہے تھے۔

☆★☆

اگلے روز دوپہر کے بعد فرناک اور کراوش حرکت میں آئے۔ سرائے میں جوان کے واجبات تھے وہ انہوں نے ادا کیے، اپنے گھوڑوں کو تیار کیا، ضرورت کا سامان گھوڑے کی زینوں سے باندھا پھر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سرائے سے نکل گئے تھے۔ کچھ دیر تک وہ مشرق کی طرف سفر کرتے رہے پھر دیکھنے والوں کی نگاہ کو یہی تاثر دیتے رہے کہ سرائے سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنی کسی دور دراز کی منزل کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ جبکہ کچھ دور مشرق کی طرف جانے کے بعد اچانک دونوں نے اپنا رخ بائیں جانب موڑا۔ کچھ دور شمال کی طرف گئے۔ پھر مڑے، سیدھے دریائے فرات کی طرف گئے۔ دریائے فرات کے بائیں کنارے جو سرکنڈے، کائی اور اس طرح کے دوسرے جھاڑ جھنکاڑ کے جھنڈ تھے ان میں داخل ہوئے۔ مناسب جگہ انہوں نے اپنے گھوڑوں کو باندھا اور پھر دریا کے کنارے ہی گھات میں بیٹھ گئے تھے اور بڑی بے چینی سے روسیا کی کشتی کا انتظار کرنے لگے تھے۔

☆★☆

شام سے کچھ پہلے ایک کشتی پہلے دریا کے دائیں کنارے، پھر بائیں کنارے کی طرف آئی اور کافی نیچے ایک کنارے کے ساتھ آ کر رکی۔ پھر اس نے دریا کی مخالف سمت اپنا سفر شروع کیا تھا۔ فرناک اور کراوش جان گئے کہ وہی روسیا کی کشتی ہے۔ چنانچہ گھات میں رہتے ہوئے وہ دریا کے کنارے کے مزید قریب ہوئے۔ جب کشتی نزدیک آئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کشتی میں واقعی روسیا بیٹھا ہوا تھا۔ روسیا کو دیکھنے کے بعد فرناک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کراوش کو مخاطب کیا۔

''میرے عزیز بھائی! روسیا کو تم بھی شکل سے جانتے ہو، میں بھی جانتا ہوں۔ وہ اس وقت اس کشتی میں سوار ہے۔ آؤ! اپنے کام کی ابتداء کریں۔ تیر اندازی کریں اور بد بخت روسیا کے محافظوں کا خاتمہ کر دیں۔''

کراوش نے فرناک کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ چنانچہ دونوں نے اپنی پیٹھ پر بندھی ہوئی کمانیں سنبھالیں، کچھ تیر اپنے قریب زمین پر رکھ لئے، اس کے بعد انہوں نے اندھا دھند تیر اندازی کی اور کشتی میں روسیا کے جتنے محافظ تھے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کچھ دریا میں گر کر ختم ہو گئے۔ کچھ مُردہ حالت میں کشتی کے اندر پڑے رہ گئے تھے۔
اب کشتی میں اکیلا روسیا رہ گیا تھا۔ اس نے دریا میں کود کر اپنی جان بچانا چاہی لیکن پھر نہ جانے اس نے کیوں اپنا ارادہ ملتوی کیا۔ ایک دم کشتی سے ساحل پر اُترا اور سرکنڈوں کے جھنڈ میں ایک طرف بھاگنے لگا۔
ایسا کر کے اس نے فرناک اور کراوش کا کام آسان کر دیا تھا۔ چند قدم ہی پیچھے کی طرف گیا تھا کہ اچانک سرکنڈوں کے ایک جھنڈ سے فرناک نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی روسیا نے چیخنا چلاّنا چاہا لیکن فرناک نے ایک دم آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور پھر اسے کھینچتا ہوا سرکنڈوں کے جھنڈ کے اندر لے گیا تھا۔
ایک گھنے جھنڈ کے اندر فرناک اور کراوش، روسیا کو لے گئے۔ ان دونوں کو اپنے سر پر کھڑا دیکھنے کے ساتھ ساتھ دونوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں دیکھتے ہوئے روسیا لرزنے کانپنے لگا تھا۔ روسیا چونکہ زمین پر پڑا ہوا تھا لہٰذا فرناک اور کراوش بھی اس کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر فرناک نے ہولناک انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔
''روسیا! اتنے ڈر اور سہم کیوں رہے ہو؟ تم جیسے ڈرنے اور سہم جانے والے انسان کو کسی کے اہلِ خانہ کا ناحق قتلِ عام ہی نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اب ذرا اپنی حالت دیکھو۔ تمہارا پورا جسم بری طرح کپکپا رہا ہے۔ پہلے یہ کہو کہ تم نے مجھے اور میرے ساتھی کراوش کو پہچانا؟''
اس موقع پر روسیا منہ سے تو کچھ نہ بولا، گردن ہلاتے ہوئے اس نے 'ہاں' جواب دیا تھا۔ یہاں تک کہ فرناک نے اسے پھر مخاطب کیا۔
''روسیا! وادیٔ تیما میں مزدوروں سے کام لیتے ہوئے تُو ان کا خدا بن کر بیٹھ گیا تھا۔ تُو جانتا ہے کہ ہم تجھ سے تنگ آ کر وادیٔ تیما سے نکل بھاگے تھے۔ اب ہم کیا ہیں؟ کہاں ہم نے قیام کر رکھا ہے اس سے تمہیں کوئی غرض نہیں۔ بس تم سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے ماں باپ اور تین بھائیوں کے علاوہ میرے ساتھی کراوش کے ماں باپ کا قتل عام کیوں کیا؟
دیکھو، دھوکے اور فریب سے کام نہ لینا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ نہ ہی ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کرنا۔ اگر ایسا کرو گے تو میں سرکنڈوں کے اس جھنڈ کے اندر تمہیں ایسی کڑی سزا دوں گا جس سے متعلق تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ تم جانتے ہو تمہارے سخت رویے کی وجہ سے ہم وادیٔ تیما سے بھاگ کر اپنے موجودہ ٹھکانوں کی طرف چلے گئے تھے۔ لیکن تُو نے

ہماری غیر موجودگی میں ہمارے اہلِ خانہ پر یلغار کی اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ اب تیرا وقت ہے۔ کسی کو یاد کرنا ہے تو کر لے۔ کسی کو مدد کے لئے پکارنا ہے تو پکار لے۔"

جواب میں روسیا نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے فرناک سے التجا کرنے والے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"فرناک! میرے عزیز! تُو مجھے معاف کر دے...... آئندہ میں ایسی غلطی نہیں کروں گا۔"

فرناک نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"تمہیں چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان گنت زہریلے سانپ یا آدم خور بھیڑیے آزاد کر دیئے جائیں۔ جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا۔ ظالم کے بچے! میرے اہل خانہ کے علاوہ کراوش کے ماں باپ کا قتل عام کر کے پھر بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی۔ اور اب کمینے، لالچی اور بخیلوں کی طرح میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر تم اپنے ظالم رویوں کی معافی مانگتے ہو؟"

فرناک کی اس گفتگو کے جواب میں روسیا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ فرناک نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور کہنے لگا۔

"گو اب تمہیں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے سیاہ اعمال سے میں اور میرا ساتھی کراوش پوری طرح واقف ہیں۔ ہم تمہیں اپنی صفائی کا موقع بھی نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ تجھ جیسے بھیڑیے کو ایسا موقع دینا میں گناہ سمجھتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی فرناک نے اپنی تلوار بلند کی، گرائی اور ایک ہی جھٹکے میں روسیا کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

روسیا کی لاش دونوں نے وہیں پڑی رہنے دی۔ پھر تیزی سے بھاگتے ہوئے اس سمت گئے جہاں ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ جلدی جلدی وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے، سرکنڈوں کے جھنڈ سے نکلے اور پھر اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے مشرق کے رخ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

❋ ❋ ❋



شمال سے نمودار ہو کر سمرقند اور اس کے نواح میں حملہ آور ہونے والے ان وحشیوں کو شکست دینے اور مار بھگانے کے بعد سائرس جب اپنے لشکر کے ساتھ سمرقند پہنچا تو سمرقند کے ممتاز شہریوں اور تاجروں نے اس کی آمد پر ایک بہت بڑے جشن کا اہتمام کیا۔ سمرقند کے باغوں میں پھولوں کے دروازے بنا کر ان میں خوب صورت غالیچے بچھائے گئے۔ تاکستانوں کے چاروں طرف پھل دار درختوں پر چینی کے فانوسوں سے چراغاں کیا گیا۔ اس کے علاوہ مقامی لوگوں نے سائرس کے لئے ریشم کے غالیچے پر چاندی کی کرسی بچھائی اور اس کرسی پر سائرس کو بٹھایا گیا۔ اس موقع پر شاعروں نے قصیدے کہے اور سائرس کو افسانوی سورماؤں سے بھی بڑا کہہ کر اس کی تعریف کی گئی۔

سمرقند کے لوگوں نے قصیدوں میں سائرس کی یہ تعریف کی کہ اس کی موت سے ہمکنار کرنے والی تلوار کی برکت سے ایرانی بہادروں کو فتح نصیب ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے قدیم وحشی اقوام کی سرکوبی ہوئی ہے۔ اس موقع پر سمرقند کے لوگوں نے نعرے لگاتے ہوئے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ اس سے پہلے اتنی شاندار فتح شمال کے وحشیوں، جنگجوؤں اور حملہ آوروں کے خلاف کسی کو نصیب نہ ہوئی تھی۔

سائرس چاندی کی اس کرسی پر بیٹھا خاموشی سے یہ ساری باتیں سن رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ آج کا سارا دن اسے دوسرے کاموں سے فرصت نہیں ملی۔ اس موقع پر سمرقند کے لوگوں نے اس پر اس بات کا بھی اظہار کیا کہ شمال کے وحشی جنگجوؤں سے مقابلہ کر کے ان پر فتح حاصل کرنا دریائے آموں پر بند باندھنے اور بند باندھ کر اس کا رخ موڑنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔

سمرقند کے ممتاز لوگ جنہیں اب کسی قسم کا خوف و خطرہ نہیں رہا تھا، سائرس کے نزدیک آ کر جھک کر سلام کرتے، اسے اپنا بادشاہ کہتے۔ انہوں نے سائرس سے اپنے اس

عہد کا اظہار کیا کہ وہ سائرس کے لئے ایک محل بنا کر اس کے خزانے کو سونے چاندی سے بھر دیں گے اور پری چہرہ لڑکیاں اس کی خدمت کے لئے مقرر کریں گے۔

سمرقند کے شہریوں کی اس پیش کش کے جواب میں سائرس نے شہریوں کے ان جذبات کی قدر کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ ان تحفوں کی بجائے آپ دو کوہانوں والے ہزار اونٹ، ہزار بیل گاڑیاں، ہزار کاریگر اور اتنے ہی لشکری جمع کریں تاکہ سمرقند کی آبادکاری میں میرے کام آئیں۔''

سمرقند میں قیام کے دوران سائرس نے قند کو صوبہ سغد کے مفتوحہ علاقوں کا دارالخلافہ بنایا۔ سغد اس علاقے کا قدیم نام تھا جو دریائے آموں اور دریائے سیہوں کے درمیان پڑتا تھا۔ سغدیوں ہی سے ایک آدمی کو اس نے اپنی طرف سے سمرقند کا حاکم بھی مقرر کر دیا تھا۔

ایسا کرنے کے بعد سائرس نے سمرقند کے معززین سے کہا کہ چند روز قبل تم لوگوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں سارے شہر کی حفاظت کروں۔ اب میں نے تمہاری سرحدوں کو شمال کی طرف ایک مہینے کے سفر کے برابر وسیع اور محفوظ کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ جب ایسا ہو جائے گا تب تم اس کے بعد اپنی تجارت کو بلا خوف و خطر جاری رکھ سکو گے۔ کیونکہ میرے خیال میں تم لوگوں کا کاروبار یہی تجارت ہی ہے۔

سمرقند میں قیام کے دوسران سائرس کو یہ شہر بڑا پسند آیا۔

سمرقند میں قیام کے دوران سائرس نے سمرقند اور اس کے نواحی علاقوں کو شمال کے وحشیوں کے حملوں سے بچانے کے لئے بڑے عمدہ اور دیرپا انتظامات کئے۔ اس نے دریائے سیہوں کے کنارے شمال کے سات ستاروں کی مناسبت سے سات قلعے بنائے اور یہ ساتوں کے ساتوں قلعے ایک مرکز کے ذریعے آپس میں ملے ہوئے تھے۔ اسی طرح دریائے سیہوں کے کنارے سائرس نے ایک مرکزی شہر بھی آباد کیا جو سائرس کے نام پر کورا کہلایا۔ کیونکہ تاریخی اوراق میں سائرس کو کورش بھی کہا جاتا ہے۔ لہٰذا کورش کی مناسبت سے اس شہر کا نام کورا رکھ دیا گیا۔ اگر کسی طرف سے حملے کا خطرہ ہوتا تو ان قلعوں پر بنے ہوئے دیدبانوں کی مدد سے سائرس کو پہلے سے خبر ہو جاتی اور حفاظتی فوجیں وقت پر سمرقند میں جمع ہونا شروع ہو جاتیں۔

اس طرح سمرقند کے تاجروں کے لئے دشمنوں کا قلع قمع کر کے شہر اور شاہراہوں کی

حفاظت کرنا بالکل نئی بات تھی۔ شروع میں تو انہیں یقین ہی نہیں آتا تھا کہ فارس کا بادشاہ سائرس ان کے لئے اس کام کو سرانجام دے سکے گا لیکن بہت جلد سائرس نے یہ سب کچھ کر دکھایا۔ سائرس نے دریائے جیہوں اور دریائے سیہوں کے درمیانی حصے کو جس میں سمرقند اور اس کے نواحی علاقے تھے، ایک طرح سے محفوظ کر کے رکھ دیا تھا۔ دریائے سیہوں کے کنارے اس نے حفاظتی چوکیاں اور قلعے تعمیر کرائے اور یہ چیزیں اس نے لگ بھگ 100 کلومیٹر کے علاقے میں تعمیر کرائی تھیں۔ یہ دریا سمندر کے نواح سے ہوتا ہوا بحیرہ خزر میں جا کر گرتا ہے۔

دریائے سیہوں کے کنارے حفاظتی چوکیاں تعمیر ہو جانے کے بعد اب شمال کے وحشیوں کے لئے یہ ممکن نہ رہا تھا کہ وہ دریائے سیہوں کو پار کر کے سمرقند اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے۔ اگر وہ کبھی چھوٹی کشتیوں یا ہوا بھری مشکوں کے ذریعے دریائے سیہوں کو عبور کرنے کی کوشش بھی کرتے تو دریائے سیہوں کے کنارے سائرس نے جو حفاظتی چوکیاں اور قلعے تعمیر کئے تھے ان کے اندر جو لشکری مقرر کئے گئے تھے وہ ایسی تیر اندازی کرتے کہ شمال کے وحشیوں کو دریا عبور کرنے کی بجائے واپس جانے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہتا تھا۔



سمرقند میں قیام کے دوران ایک روز سائرس ہزار پت، ماذری، امبا، مہرداد اور اپنے دوسرے سالاروں کے ساتھ شہر کے انتظامی امور کا جائزہ لے رہا تھا کہ کچھ چھوٹے سالار بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''مالک! فرناک اور کراوش دونوں شہر میں داخل ہوئے ہیں۔''

یہ الفاظ سن کر سائرس ہی نہیں، ہزار پت، مہرداد، ماذری اور امبا کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس پر آنے والا چھوٹا سالار کہنے لگا۔

''ہم ان دونوں سے مل کر آئے ہیں اور آپ سے متعلق ہم نے انہیں بتا دیا کہ آپ اس جگہ شہر کے انتظامات میں مصروف ہیں۔''

وہ سالار یہیں تک کہنے پایا تھا اور سائرس نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا کہ سامنے سے فرناک اور کراوش دونوں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ قریب آ کر دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ اس دوران سائرس نے اپنے دونوں بازو

پھیلا دیئے تھے اور بڑے غور سے فرناک کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ فرناک بھاگنے کے انداز میں آگے بڑھا اور سائرس سے بغل گیر ہو گیا تھا۔ اسی کے سے انداز میں سائرس کراوش سے بھی ملا۔ اس کے بعد وہ دونوں باقی سالاروں اور امراء سے مل رہے تھے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوا تب بڑے شفقت بھرے انداز میں سائرس نے اپنا ہاتھ فرناک کے شانے پر رکھا پھر بڑی اپنائیت سے پوچھا۔

''میرے عزیز! تمہاری میرے پڑاؤ سے روانگی کے وقت بھی میں نے ہزار پت کے ذریعے تمہیں خبر دے دی تھی کہ تم جب چاہو واپس آ سکتے ہو۔ میں جانتا ہوں جو سزا میں نے تمہارے لئے تجویز کی تھی، یقیناً تم نے اس کا برا مانا ہو گا۔ لیکن ایسا کرنا میرے لئے ضروری تھا۔ اس لئے کہ......''

یہاں تک کہتے کہتے سائرس کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ بڑی عاجزی اور انکساری میں فرناک بول اٹھا۔

''میں نے آپ کے اس فیصلے کا قطعی برا نہیں مانا۔ آپ کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اگر آپ مجھے سزا نہ دیتے تو لشکر کے اندر دوسرے لوگ یہ خیال کرنے لگتے کہ آپ مجھے اپنے اچھے سالاروں کے علاوہ اپنا بیٹا خیال کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کے فیصلے جانبدارانہ ہیں۔ آپ نے میرے لئے سزا تجویز کر کے ایک اچھا منصف ہونے کی مثال پیش کی ہے اور اس کے لئے میں دل سے آپ کی قدر کرتا ہوں۔''

جب تک فرناک بولتا رہا، سائرس مسکراتا رہا۔ اس کے خاموش ہو جانے پر سائرس پھر بول اٹھا۔

''میں جانتا ہوں تم اکبتانا نہیں گئے ہو گے۔ یہاں سے کراوش کے ساتھ تم نے بالکل سیدھا بابل کا رخ کیا ہو گا۔ پر یہ تو کہو اپنے خاندان کے قاتلوں سے تمہاری کہیں ملاقات ہوئی؟''

اس موقع پر فرناک کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگا۔

''آپ جانتے ہیں میں جس کام کی ابتداء کرتا ہوں عموماً اسے انجام تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑتا۔ جب میں روسیا کے پیچھے پڑ گیا تھا تو میں ناکام لوٹنے والوں میں سے نہیں تھا۔ میں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔''

اس کے بعد سائرس کے کہنے پر فرناک نے بابل کی طرف روانہ ہونے، وہاں دریائے فرات کے بائیں کنارے سرائے کے اندر قیام کرنے، پھر دریا کے دائیں

کنارے اینٹیں بنانے والے اپنے دوست سے ملاقات اور اس سے ساری تفصیل جاننے کے بعد روسیا کو موت کے گھاٹ اتارنے تک کی تفصیل کہہ دی تھی۔

یہ تفصیل جان کر سائرس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کچھ دیر تک وہ بڑے خوش کن انداز میں فرناک کی پیٹھ تھپتھپاتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''زمین و آسمان کا خالق گواہ ہے کہ مجھے بڑی بے چینی سے تمہاری آمد کا انتظار تھا۔ یہاں آکر ہمارا واسطہ شمال کے کچھ وحشیوں سے پڑا جن کے حملہ آور ہونے کا انداز عجیب وغریب تھا۔ قسم کائنات کے خالق کی جس وقت میرا ان سے ٹکراؤ اور سامنا ہوا اس وقت میں نے تمہیں اتنا یاد کیا جس کی میں کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مجھے لشکر میں تمہاری کمی انتہا درجہ کی محسوس ہوئی۔ بہرحال ان پر ہم نے قابو پا لیا ہے۔ وہ شمال کے ایک دریا سیہون کو عبور کر کے ان علاقوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ لوٹ مار کا بازار گرم کرتے تھے۔ لوگوں کی عورتوں، لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ گھروں کو آگ لگا دیتے تھے۔ جانور گھروں سے نکال کر ہانک کر دریائے سیہوں کے اس پار لے جاتے تھے۔ کچھ عرصہ ان ساری چیزوں سے مستفید ہوتے رہتے تھے۔ اور جب وہ دیکھتے تھے کہ اب وہ چیزیں جو وہ پہلے سے لے گئے، ختم ہو گئی ہیں تو دوبارہ دریائے سیہوں کو عبور کر کے لوٹ مار کی غرض سے آن دھمکتے تھے۔ لیکن اب میں نے تم دونوں کی غیر موجودگی میں دریائے سیہوں کے کنارے چوکیاں قائم کر کے دفاع کو مضبوط کر دیا ہے۔ چوکیاں قائم ہونے کے بعد انہوں نے کئی بار لکڑی کے تختوں کے علاوہ ہوا بھری مشکوں کے ذریعے سے دریا کو عبور کر کے ان علاقوں کی طرف آنا چاہا۔ لیکن میں نے جو ان چوکیوں میں تیر انداز مقرر کر رکھے ہیں انہوں نے جب ان پر تیر اندازی کی تو وہ ناکام اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے۔ اب ایک طرح سے یہ علاقہ شمال کے وحشیوں کے حملوں سے محفوظ ہو گیا ہے۔

اب تم دونوں آ گئے ہو تو مجھے تمہارے لشکر میں واپس آنے سے ایک طرح کا اطمینان اور دل جمعی رہے گی۔ دو ایک روز آرام کرو۔ اس کے بعد میں دریائے آموں کی طرف اس جگہ جانا چاہتا ہوں جہاں میں اپنے لشکر کا ایک حصہ چھوڑ آیا تھا تاکہ دریائے آموں پر بند باندھ کر خوارزم کے علاقوں کو پانی سے سیراب کیا جائے۔''

اس پر فرناک اور کراوش نے سائرس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر دونوں وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

اتنے میں ایک چھوٹا سالار ان کے پاس آیا اور انہیں جس جگہ ان کا خیمہ نصب کیا گیا

تھا، وہاں تک لے گیا۔
دونوں خیمے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ خیمے میں سرینا اور تیمرس دونوں داخل ہوئیں۔ سب سے پہلے سرینا، کراوش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
''ہم دونوں کو سمرقند میں آپ کی آمد کی اطلاع تھوڑی دیر پہلے ہی ہوئی ہے۔ اور یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ آپ دونوں جس مہم پر نکلے تھے اس میں کامیاب لوٹے ہیں۔ لہٰذا میں آپ دونوں کو مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ آپ نے اپنے اہل خانہ کے قاتل روسیا کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔''
یہاں تک کہنے کے بعد سرینا جب خاموش ہوئی تب سہمے سہمے، ڈرے ڈرے انداز میں فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے میمرس بول اٹھی تھی۔
''میں جانتی ہوں آپ مجھ سے ناراض ہیں، مجھ سے بات کرنا نہیں چاہتے۔ نہ میری طرف دیکھنے کے روادار ہیں۔ اس کے باوجود آپ اپنی جس مہم سے کامیاب لوٹے ہیں اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔''
یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس جب خاموش ہوئی تب فرناک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''جو کچھ تم کہنا چاہتی تھیں، میں نے سن لیا ہے۔ اب تم جاؤ۔ اس لئے کہ میں زیادہ دیر تک تمہیں اپنے خیمے میں برداشت نہیں کرنا چاہتا۔''
فرناک کے یہ الفاظ سن کر تیمرس کی اداسی اور فکر مندی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ فرناک نے اس بار سرینا کو مخاطب کیا۔
''سرینا! میری بہن! تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اسے اس کے خیمے میں چھوڑ کر واپس آؤ۔ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔''
فرناک جب خاموش ہوا تب منت کرنے کے انداز میں سرینا بول اُٹھی۔
''بھائی! میں آپ کو اپنے سگے بھائیوں جیسا خیال کرتی ہوں۔ میں آپ کی منت، آپ کی سماجت کرتی ہوں کہ آپ بے شک میمرس سے بات نہ کریں لیکن جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں اس کی موجودگی میں کہیں۔ آخر یہ میری چھوٹی بہن ہے۔ اس کی زیادہ دل شکنی بھی نہیں ہونی چاہئے۔''
فرناک نے جواب میں کچھ سوچا، پھر ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب دونوں بیٹھ گئیں، فرناک نے سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سرینا! میری بہن! جو بات میں تم سے کرنا چاہتا ہوں وہ ساری تمہاری ذات سے متعلق ہے۔ تم مجھے اپنا بھائی خیال کرتی ہو۔ اس کے لئے میں تمہارا ممنون اور شکر گزار ہوں۔ ایک بھائی کی حیثیت سے ہی میں اس موضوع پر تم سے گفتگو کروں گا۔ اگر میں یہ چاہوں کہ ایک دو روز تک تمہاری اور کراوش کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے تو کیا تمہیں کوئی اعتراض ہو گا؟....... اس لئے کہ دو دن بعد سائرس اپنے لشکر کے ساتھ واپس دریائے آموں کی اس جگہ جانا چاہتا ہے جہاں وہ دریائے آموں پر بند تعمیر کرنے کا حکم دے کر آیا تھا۔ وہاں جا کر وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ جو کام اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے اور صناعوں کے سپرد کیا تھا، وہ کہاں تک پورا ہو چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں اس کی روانگی سے پہلے پہلے تم دونوں کی شادی کر دی جائے اور تم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے علیحدہ خیمے میں منتقل ہو جاؤ۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب سرینا نے ایک بھرپور نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھی تیمرس پر ڈالی جس کی گردن اس موقع پر جھکی ہوئی تھی۔ پھر سرینا فرناک کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بھائی! جو کچھ آپ نے کہا ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ دو دن کے اندر میری شادی ان سے کرنا چاہتے ہیں تو اس میں میری خوشی، میری طمانیت ہو گی۔ اس طرح میں اپنے لئے ایک تحفظ محسوس کرتی رہوں گی۔ پر بھائی! یہ بھی کہیں کہ تیمرس کا اب کیا بنے گا؟''

سرینا جب خاموش ہوئی تب فرناک نے تیمرس کی طرف دیکھے بغیر کہنا شروع کیا۔

''سرینا! میری بہن! میں نے تمہاری بات کی ہے۔ تم نے مثبت جواب دیا ہے۔ اس کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ آج شام کو تم دونوں کے عقد کا اہتمام کیا جائے گا۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک سائرس کے پاس جاتا ہوں۔ یہ معاملہ اس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شام تک تم دونوں کو میاں بیوی کے رشتہ میں جکڑنے کے بعد تمہارے لئے علیحدہ خیمے کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ تیمرس کا کیا بنے گا؟ تو میری طرف سے تیمرس کو اجازت ہے کہ جہاں اور جس سے چاہے شادی کر لے۔ میرا اس سے کوئی تعلق، کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ ہی رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فرناک چند لمحے کو خاموش ہوا، پھر سرینا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب تم اٹھو۔ جا کر اپنی تیاری کرو۔ آج شام تک تمہاری اور کراوش کی شادی کا

اہتمام کر دیا جائے گا۔''

اس پر سرینا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے تیمرس بھی کھڑی ہو گئی۔ پھر دونوں فرناک کے خیمے سے نکل گئی تھیں۔

اسی روز شام کے وقت سائرس سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد کراوش اور سرینا کی شادی کا اہتمام کر دیا گیا تھا اور دونوں کے لئے علیحدہ خیمہ بھی مختص کر دیا گیا تھا۔ اس کے دو دن بعد سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آموں کے اس علاقے کا رخ کیا تھا جہاں اس نے بند تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔

☆☆☆

سائرس اپنے لشکر کے ساتھ جب وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا اس کے صناعوں اور مقامی لوگوں نے مل کر دریائے آموں کے بند باندھنے کے کام کو مکمل کر لیا تھا۔ طریقہ کار یہ رکھا گیا تھا کہ طغیانی کے موسم میں پہلے سے بنی ہوئی جھیل بھر جاتی تھی اور پھر اس سے پانچ بڑی نہریں علاقے کو سیراب کرنے کے لئے نکالی گئی تھیں۔ خوارزم کا حاکم پانی کی تقسیم کا منتظم مقرر کیا گیا تھا۔ اور جن لوگوں کی کھیتیاں ان سے سیراب ہوتی تھیں ان سے مالیہ جمع کرتا تھا۔ چنانچہ یہ سارے کام سائرس کی آمد سے پہلے مکمل ہو چکے تھے۔ خوارزم پہنچ کر جب سائرس کو پتہ چلا کہ جن لوگوں کی کھیتیاں پانی سے سیراب ہوتی ہیں ان سے اس کے بدلے مقرر کی ہوئی رقم وصول کی جاتی ہے جسے مالیہ کہتے ہیں تو اس نے مقامی حاکم کو سختی کے ساتھ حکم دیا کہ مالیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔

سائرس نے چند یوم وہاں قیام کیا، پھر اس کے بعد دوبارہ اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی۔

ایک روز ایک صحرائی حصہ میں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا کہ اسے ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ صبح طلوع ہونے سے کچھ پہلے وہ اپنے خیمے میں جس وقت سو رہا تھا، خیمے میں اسے کسی کے چلنے کی آہٹ سنائی دی۔ خیمے کے اندر اس وقت چھوٹی سی ایک مشعل روشن تھی جس کی وجہ سے خیمے کے اندر اندھیرے اور روشنی کے درمیان ایک کشمکش جاری تھی۔ تاہم خیمے سے باہر مشعلیں جل رہی تھیں۔ چنانچہ خیمے کے اندر جو انجانی آہٹ تھی اس کی وجہ سے سائرس جاگ گیا۔ چونکہ اگلے روز سائرس نے وہاں سے کوچ کرنا تھا چنانچہ وہ سمجھا کہ فجر ہونے والی ہے لہٰذا اس کے خدام سامان باندھنے آئے ہیں تاکہ سفر کی تیاری کی جا سکے۔ لیکن جب وہ اٹھا اور خیمے کے دروازے

کے تھوڑے سے ہٹے ہوئے پردے سے باہر دیکھا تو باہر ابھی تک اندھیرا تھا۔ اس موقع پر خیمے سے باہر پہرہ دینے والے محافظوں کے علاوہ جو دروازے کے باہر آہستہ آہستہ محو گفتگو تھے اور کوئی قریب نہیں تھا۔ سائرس ابھی سنائی دینے والی آہٹ سے فکرمند ہی تھا کہ اتنے میں اسے خیمے کی دیوار پر ایک سایہ نظر آیا۔ اس نے ہیولے کی صورت میں ایک سایہ خیمے کی دیوار پر پڑتے دیکھا۔ جس شخص کا وہ سایہ تھا، وہ سیاہ لباس میں تھا۔

اس موقع پر سائرس نے باہر پہرہ دینے والے محافظوں کو آواز دینا چاہی تھی، لیکن کچھ سوچ کر وہ رک گیا۔ پھر خیمے میں ایک نسوانی آواز سائرس کو سنائی دی۔ آواز کسی نوجوان لڑکی کی تھی۔ جو الفاظ اس نے ادا کئے وہ کچھ اس طرح تھے۔

''تم نے اس سے پہلے سبزہ زار میں ہمارے مزاروں کو نقصان پہنچایا۔ اب پھر ہمارے علاقوں کی طرف جارہے ہو...... تم نے پہلے ایک غلطی کی، اب دوسری غلطی کی طرف آئے ہو۔ زندہ نہیں رہو گے۔''

چونکہ سائرس اٹھ کھڑا ہوا تھا لہٰذا وہ سایہ باہر بھاگا۔ کچھ دیر وہ اپنے ضمیر اور دل کے ساتھ دست و گریبان رہا۔ یہی سوچتا رہا کہ آخر یہ لڑکی کون تھی؟ اور کیوں اس کے خیمے میں آئی؟ اور اسے یہ دھمکی کس طرح کی دی؟

اور پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ بہت پہلے جب وہ قوم ماد کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس نے اسے سبزہ زارِ اعظم کی مہم سونپی تھی تو اس مہم کے دوران اس نے ضرور ان علاقوں کے مزار گرائے تھے جن کے اوپر لڑکیوں کی حکومت تھی اور جن کی سربراہ تیمرس تھی۔ خیمے میں داخل ہونے والی لڑکی کے الفاظ سے سائرس نے یہ اندازہ لگایا کہ ان لوگوں کا کوئی ٹھکانہ مشرق میں بھی ہے جس کی طرف جانے سے وہ لڑکی اسے روک رہی تھی۔

یہ سوچنے کے بعد سائرس اپنے خیمے سے باہر نکلا۔ اس نے دیکھا دو نیزہ بردار پہرے دار اس کے خیمے کے پاس پہرہ دے رہے تھے۔ جب سائرس باہر نکلا تو وہ اسے حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگے تھے۔ انہیں مخاطب کر کے سائرس نے پوچھا۔

''یہ میرے آگے ابھی کون باہر گیا ہے؟''

پہرے داروں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر ان میں سے ایک نے شرماتے ہوئے کہا۔

''جبہ پہنے ہوئے، لمبے بالوں والی ایک عورت تھی۔''

اس پر سائرس نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔
''تم نے اسے خیمے میں داخل ہوتے دیکھا تھا؟''
دونوں نے عجیب سے انداز میں سائرس کی طرف دیکھا، پھر ان میں سے ایک کہنے لگا۔
''یہ جو لڑکی ابھی آپ کے خیمے سے نکلی ہے اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز خالص سونے کا ایک خنجر تھا جو باہر لگی مشعل کی روشنی میں چمک رہا تھا اور اس لڑکی کی انگلی میں جو انگوٹھی تھی اس پر اشتار دیوی اور مادہ شیر کا نشان تھا۔''
تب سائرس کو یاد آیا کہ یہی دو نشانیاں اس نے ان سبزہ زاروں میں بھی دیکھی تھیں جن سبزہ زاروں کی حاکم ان دنوں تیمرس تھی۔
یہ تفصیل جاننے کے بعد سائرس ان پہرے داروں پر برہم ہوا۔ اسے شک ہو گیا تھا کہ پہرے دار اس لڑکی سے ملے ہوئے ہیں۔ اس نے جب پہرے داروں کا جائزہ لیا تو نہ وہ فارس کے رہنے والے تھے نہ ہی قومِ ماد سے ان کا تعلق تھا۔ لشکر میں نئے شامل ہونے والے تھے اور شاید ان کا تعلق اسی لڑکی سے تھا جس نے خیمے میں داخل ہو کر سائرس کو دھمکی دی تھی۔
اس موقع پر سائرس نے اپنے سالاروں کو آواز دی جس پر فرناک، ہزار پت، ماذری، مہرداد، امبا سب وہاں جمع ہو گئے تھے۔
اس موقع پر بے پناہ غصہ کا اظہار کرتے ہوئے سائرس نے حکم دیا کہ ان پہرے داروں کو پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ چنانچہ سائرس کے حکم پر ان پہرے داروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔
جب ان دونوں پہرے داروں کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کی لاشیں بغیر تجہیز و تکفین کے ایک طرف پھینک دی گئیں تب سب سے پہلے سائرس کے سالار امبا کی نگاہ ان لاشوں پر پڑی۔ اس لئے کہ سفید کپڑوں میں کچھ لوگ ان لاشوں کو سمیٹ کر اس طرح لے جانے کی کوشش کرنے لگے کہ جیسے مردار خور لاشوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ امبا نے فوراً اس کی اطلاع سائرس کو کر دی۔ چنانچہ سائرس نے سفید لباس پہنے ان لوگوں کو بلایا اور ان سے ان لاشوں کو لے جانے کی وجہ پوچھی تو ان میں سے ایک نے کہا۔
''ہم ان دونوں لاشوں کو دفن کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ اس کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔''

سائرس نے پھر ان سے پوچھا۔
''تم کن سرزمینوں کے رہنے والے ہو؟''
اس پر ان میں سے ایک کہنے لگا۔
''ہم مشرق میں دریائے زرفشاں کی طرف رہنے والے ہیں۔''
اس سے پہلے سائرس کو اس کے مخبر بتا چکے تھے کہ مشرق میں دریائے زرفشاں کے اندر اور اس کے آس پاس خوب سونا ملتا ہے۔ اور اس کو یہ خبریں مشرق سے آنے والے لوگ اکثر جا پہنچاتے تھے۔ چنانچہ سائرس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔
''تم لوگ اکثر اپنے سنہری وطن کی لافیں مارتے ہو کہ جیسے سورج وہاں ہمیشہ چمکتا رہتا ہے۔ وہاں بہت سونا ہے۔ اب تمہیں وہاں کا پتہ مجھے بتانا ہوگا۔ میرے پاس چاندی کی کافی مقدار ہے اور اب میں سونا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ وہ مقام جہاں دریائے زرفشاں گزرتا ہے، کہاں ہے؟''
یہاں تک کہنے کے بعد سائرس جب خاموش ہوا تب ان سفید پوشوں میں سے ایک سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''زرفشاں کی جن سرزمینوں کی تم بات کر رہے ہو وہاں کوئی حکمران داخل نہیں ہو سکتا۔ ایک کوڑھی لنگڑاتے لنگڑاتے وہاں پہنچ سکتا ہے اور وہاں کھڑا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کٹے پروں والا ایک پرندہ بھی اس سرزمین پر پرواز کر سکتا ہے لیکن کوئی زمینی بادشاہ ہرگز وہاں قدم نہ رکھ سکے گا۔''
سائرس کو اس سفید پوش کی بات قطعی پسند نہ آئی تھی۔ چنانچہ خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''اس قسم کی بہکی بہکی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ مشرق میں دریائے زرفشاں تک کوئی حکمران نہیں جا سکتا تو میں تمہاری ان باتوں کو چیلنج سمجھ کر قبول کرتا ہوں۔ اور اب میں ارادہ کر چکا ہوں کہ اپنے لشکر کے ساتھ ان سرزمینوں تک ضرور جاؤں گا۔''
چنانچہ سائرس نے فیصلہ کر لیا کہ ان سفید پوشوں کو اپنے ساتھ رکھے گا اور مشرق کا سفر شروع کرے گا۔ اور اگر ان سفید پوشوں نے اس کی رہنمائی کرنے سے انکار کر دیا تو پھر وہ ان پر سختی کر کے بھی حقیقتِ حال جاننے میں کامیاب ہو جائے گا۔
**اس کے بعد اس نے اپنے سالاروں کو حکم دیا کہ ان سفید پوشوں کو گرفتار کر کے لشکر**

کے اندر رکھا جائے۔ پھر سائرس اپنے لشکر کے کوچ کی نگرانی کرنے لگا تھا۔

جس وقت لشکر کے خیمے اکھیڑے جا رہے تھے اور سائرس کی بیوی آمیتش ایک طرف کھڑی ہوئی تھی کہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اس کی چھوٹی بہن ایزت اس کے پاس آئی۔ آمیتش اس وقت چونکہ اکیلی کھڑی ہوئی تھی لہٰذا قریب آ کر بڑی رازداری میں ایزت، آمیتش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم میری کیسی بہن ہو؟ ایک حکمران، ایک عظیم بادشاہ کی بیوی ہو، ملکہ کہلانے کی حق دار ہو لیکن اپنی چھوٹی بہن کا ایک معمولی سا کام نہیں کر سکتی ہو۔''

جواب میں آمیتش نے ہلکی سی ایک چپت ایزت کے گال پر لگائی۔ کہنے لگی۔

''اگر میں کسی حکمران کی بیوی ہوں، ملکہ ہوں تو تم بھی تو کم حیثیت نہیں رکھتیں۔ قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو کی بیٹی ہو۔''

اس پر ایزت کہنے لگی۔

''لیکن آپ کا دوہرا مقام ہے۔ آپ جہاں ایک عظیم بادشاہ کی ملکہ ہیں، وہاں ایک عظیم بادشاہ کی بیٹی بھی ہیں۔ جس کام کے لئے میں آئی ہوں وہ کام سائرس بھائی کر سکتے ہیں۔ آمیتش میری بہن! تم جانتی ہو کہ میں اب فرناک کو دیوانگی کی حد تک چاہنے لگی ہوں۔ لیکن وہ نہ میری طرف مائل ہوتا ہے نہ میری ذات میں کوئی دلچسپی لیتا ہے۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ میں انتہا درجہ کی خوب صورت ہوں اور ان علاقوں میں میرے جیسی کوئی خوب صورت لڑکی نہیں۔ پھر کیا معاملہ ہے کہ یہ فرناک مجھ سے بدکتا ہے، دور بھاگتا ہے۔ اسے میری ذات، میری شخصیت میں کوئی دلچسپی ہی نظر نہیں آتی۔ میں آج اس لئے آپ کے پاس آئی ہوں کہ آپ اس سلسلے میں سائرس بھائی سے بات کریں۔ سائرس ایک بار فرناک سے یہ کہہ دے کہ وہ ایزت کو زندگی بھر کا ساتھی بنا لے تو کام لمحوں میں ہو سکتا ہے۔ فرناک انکار نہیں کرے گا۔ وہ مجھ سے شادی کر لے گا۔ اور جس روز اس نے مجھ سے شادی کر لی، میں سمجھوں گی کہ وہ دن میری زندگی کا سب سے اچھا اور خوشیوں بھرا دن ہو گا۔ دوسری طرف دیکھیں مجھ سے خوش قسمت تو وہ سرینا ہی ہے جس کی شادی کراوش سے ہو چکی ہے اور اب وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے خوشگوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔''

ایزت جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر تک آمیتش بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی، پھر کہنے لگی۔

''ایزت! ایک تو تمہاری تنک مزاجی کی سمجھ نہیں آتی۔ محبت بھی اس نوجوان سے تم نے شروع کی جسے شروع ہی میں تم نے اپنی نگاہوں سے گرا دیا تھا۔ جب کسی کو نگاہوں سے گرایا جائے تو جسے گرایا جائے وہ بھی گرانے والے کو اپنی نگاہوں میں گرا دیتا ہے۔ یہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوا۔ فرناک کو غلام سمجھ کر تم نے اس کی تحقیر کی۔ ذلت آمیزی سے اس سے پیش آئیں۔ کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں جب وہ غلام نہیں، سفیر بن کر سائرس کی طرف سے آیا تھا اور تم نے اسے کس میلے اور غلیظ گدے پر بیٹھنے کی پیش کش کی تھی۔ یاد ہے تمہیں؟ جب کسی شخص کو اپنی نگاہوں سے گرا دو گی اور پھر اپنی مرضی سے اسے اٹھانے کی کوشش کرو گی تو وہ تمہاری مرضی، تمہاری آرزوؤں، تمہاری خواہشوں کا پابند ہو کر تو نہیں رہے گا۔ یہی حالت اس وقت فرناک کی بھی ہے۔ تم نے چونکہ شروع ہی سے اسے اپنی نگاہوں سے گرا دیا تھا، اس کی تحقیر کی تھی، اسے اپنے سامنے ذلیل و حقیر جانا تھا۔ اب جبکہ وہ یہ جانتا ہے کہ ماضی میں تم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا لہٰذا ردِعمل کے طور پر یقیناً وہ بھی تمہیں اپنی نگاہوں سے گرا چکا ہے۔ اب تمہاری بدبختی ہے کہ جس نوجوان نے تمہیں اپنی نگاہوں سے گرا دیا ہے، تم اس کی طرف کیوں بھاگتی ہو؟ کیوں اس کے پیچھے پڑ گئی ہو؟ کیوں اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہو؟''

یہاں تک کہنے کے بعد آمیتش رُکی، پھر دوبارہ ایزت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''ایزت! اس موقع پر میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ جن راہوں پر تم آنکھیں بند کر کے بھاگ رہی ہو، ان بند راہوں میں تمہیں سوائے گرد و غبار کے کچھ نہ ملے گا۔ زندگی کی مصاف میں تم نے جن راہوں کا، جن شاہراہوں کا انتخاب کیا ہے وہ شاہراہیں تمہیں تمہاری زندگی کی منزل کی طرف نہیں لے کر جائیں گی۔ تم میری چھوٹی بہن ہو، مجھے بڑی عزیز ہو۔ مجھے تم سے پیار بھی بہت ہے۔ لیکن تمہاری محبت کا یہ معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے۔ نہ میں اپنی طرف سے فرناک پر زور ڈال سکتی ہوں نہ ہی سائرس تمہارے کہنے پر فرناک سے یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنا لے۔

ایزت! ایک بات یاد رکھنا کہ اگر سائرس کے کہنے، دباؤ ڈالنے پر فرناک نے تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنا بھی لیا تو بظاہر اس کا سلوک سائرس کی وجہ سے اچھا رہے گا۔ لیکن باطن میں وہ تم سے شدید نفرت کرتا رہے گا۔ کیا تم ایسی زندگی بسر کرنا پسند کرو گی جس کی

گہرائیوں میں نفرت ہی نفرت ہو اور جس کی صرف سطح پر تمہارے لئے محبت کے چند الفاظ تیر رہے ہوں؟ ........ لہٰذا ایک بڑی بہن کی حیثیت سے میں تمہیں یہی مشورہ دوں گی کہ جس شاہراہ پر تم نے سفر کرنے کا ارادہ کیا ہے، اسے ترک کر کے لوٹ آؤ۔ آگے جاؤ گی تو کہیں تمہیں پارس نہیں ملے گا۔ چاروں طرف پتھر ہی پتھر نظر آئیں گے۔ لہٰذا میرا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ فرناک کی محبت کو اپنے دل سے ہی نہیں، اپنی دنیا سے بھی نکال دو۔ اسی میں تمہاری بہتری، تمہاری بھلائی اور خوشگوار زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔

ذرا تیمرس کی طرف دیکھو! تیمرس کے بھی اب پورے حالات مجھ تک اور سائرس تک پہنچ گئے ہیں۔ تم نے جا کر اسے بہکایا، بھڑکایا تھا کہ تم فرناک کو پسند کرتی ہو اور فرناک تمہیں چاہتا ہے۔ حالانکہ تیمرس، فرناک سے محبت کرتی تھی۔ فرناک بھی اس میں دلچسپی لے رہا تھا۔ جب تم نے اسے بہکایا تب وہ تمہارے بہکاوے میں آ گئی اور انجانے میں جب ایک بار وہ خیمے سے باہر نکلتے ہوئے فرناک سے ٹکرائی اور فرناک نے اس کا بازو تھام لیا تب تمہاری وجہ سے تیمرس نے فرناک کی بے عزتی کر دی۔ میں سمجھتی ہوں یہ سب کچھ تمہارے ہی ایماء پر ہوا۔ تم ایسا ہی چاہتی تھیں جیسا ہو گیا۔ لیکن جانتی ہو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ فرناک نے عجیب ردِعمل کا اظہار کیا۔ تیمرس جس کے لئے اس کے دل میں محبت پیدا ہو چکی تھی اور اسے وہ چاہنے لگا تھا اس نے اسے ایسا جھٹکا، ایسا دھتکارا کہ اب وہ تیمرس کو اپنے خیمے میں نہیں آنے دیتا۔ تیمرس کی حالت ان دنوں بڑی دگرگوں ہے۔ وہ چونکہ فرناک سے محبت کرتی ہے لہٰذا اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہوئے وہ کئی بار فرناک کو راضی کرنے کی کوشش کر چکی ہے لیکن ہر بار فرناک اسے دھتکار کر خیمے سے نکل جانے کے لئے کہہ دیتا ہے۔

ایزت! یہ تو اس تیمرس کی حالت ہے جس نے فرناک سے محبت کی ہے۔ جہاں تک تمہارا معاملہ ہے تو میں تم سے یہ کہوں گی کہ تمہارا معاملہ تو بالکل ہی مختلف ہے۔ کسی بھی موقع پر، زندگی کے کسی بھی موڑ پر فرناک نے تم سے محبت نہیں کی۔ نہ ہی کبھی اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ بلکہ تم دونوں کے ماضی میں اگر جھانک کر دیکھا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ ماضی میں تم فرناک سے شدید نفرت کرتی رہی ہو۔ چنانچہ یہی نفرت اب فرناک کے دل میں بیٹھ چکی ہے اور اسی بنیاد کو سامنے رکھتے ہوئے فرناک تم سے کوئی رشتہ، کوئی تعلق، کوئی رابطہ رکھنے کا روادار ہی نہیں ہے۔ اس موقع پر ایک بار پھر میں تم سے کہتی ہوں کہ جہاں تک آگے بڑھی ہو، رک جاؤ۔ فرناک کی محبت تمہاری قسمت، تمہارے

مقدر میں نہیں ہے........ واپس آ جاؤ اور پہلے کی طرح بھائی اور ابا کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارتی رہو۔''

ایزت نے شاید اپنی بہن آمیتش کی اس گفتگو کو ناپسند کیا تھا لہٰذا وہ پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی۔

سائرس نے اپنے لشکریوں کے کھانے کا اہتمام کیا۔ کھانے کے بعد پڑاؤ اٹھا لیا گیا۔ اب سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آموں کے کنارے کنارے مشرق کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔





سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آموں کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دراصل مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اپنے لئے سونا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سفید پوشوں نے جو مشرق کی سرزمینوں کے حالات بتائے تھے وہ سفید پوشوں کے راز کو دو ذریعوں سے جاننے کا ارادہ کر چکا تھا۔

پہلا ذریعہ قافلوں کے وہ لوگ تھے جو سونا مشرق سے مغرب کی طرف لے جاتے تھے۔ دوسرے خوارزم کے وہ لوگ تھے جو اکثر و بیشتر سائرس کے سامنے دریائے زرفشاں کا ذکر کرتے تھے جس میں سونا کوہستانی سلسلوں کے اندر سے بہتا ہوا آتا تھا اور یہ دریا آگے جا کر دریائے آموں میں گرتا تھا۔ یقیناً یہ دریائے زرفشاں سب دریاؤں کے منبع پر واقع تھا اور بہت قدیم ایرانی دانشور اونچے اونچے پہاڑوں کے سلسلوں میں برف کی موٹی تہوں کے نیچے بتاتے تھے۔

بہرحال سائرس کے لشکری اس کی کمانداری میں بڑی خوشی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کیونکہ پرانے لشکری خزانوں کی تلاش میں نکلنے کے بڑے مشاق تھے۔ لہٰذا خزانوں کی امید میں وہ سائرس کے احکام کی پوری طرح پیروی بھی کرتے تھے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہتے تھے کہ پردیس میں سائرس کے ارادے ہی ان کے لئے قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔

لہٰذا سائرس اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے مشرق کی طرف بڑھا اور بڑے دریا یعنی دریائے آموں کے ساتھ ساتھ سرخ زردی مائل پہاڑیوں کی طرف پیش قدمی جاری رکھی اور تنگ و تاریک درّوں، گھاٹیوں سے گزر کر ایسی بلندی پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا جہاں آدم تھا نہ آدم زاد۔ بلکہ سربفلک کوہستانوں کے دامن سے چل کر وہ ایسی بلندیوں پر پہنچے تھے جہاں پر چوٹیاں بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور موسم سرد سے سرد تر ہوتا جا رہا تھا۔

اس موقع پر وہ سفید پوش جو سائرس نے اپنے ساتھ لئے تھے ان میں سے ایک سائرس کو تعظیم بجا لانے کے بعد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قبل اس کے کہ برف پڑنی شروع ہو جائے، آپ کو چاہئے کہ آپ لشکر کو لے کر واپس لوٹ جائیں۔"

اس پر سائرس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کہاں لوٹ جاؤں؟ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا گھر کہاں ہے؟"

اس پر اس شخص نے اثبات کی حالت میں سر کو جھکا لیا اور کہا۔

"شہنشاہِ اعظم! آپ کو ان درّوں میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ پیشتر اس کے کہ برف آپ کے راستے کو مسدود کر دے، بہتر ہے کہ آپ لوٹ جائیں۔"

سائرس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو اسے وہاں شاہین اور پہاڑی کوؤں جیسے چوڑے پروں والے چند پرندے دکھائی دیئے۔ اس کے علاوہ کاج کے چھوٹے چھوٹے درخت جو ہوا کے جھونکوں سے ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے وہ بھی نظر آ رہے تھے۔ اس کے باوجود دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ آدمیوں اور حیوانوں کے گزرنے سے ایک خم کھاتی ہوئی پگڈنڈی بھی بنی ہوئی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ راستہ کہیں جاتا ضرور ہے۔ لیکن کہاں؟

اب سائرس کے لشکری عمودی چڑھائی چڑھ رہے تھے۔ اس کے بالکل سامنے دریا کی آبشار شور مچاتی تھی اور آتی جاتی ہوا میں اس کی آواز ایک غراتے ہوئے حیوان کی طرح سنائی دیتی تھی۔

سائرس خود بھی ان قدرتی مناظر سے جو پارساگرد کے پہاڑوں سے بھی اونچے تھے، خوف محسوس کرتا تھا۔ آگے مشرق کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ایک دن تیز ہوا نے سائرس کے لشکر کے سروں پر چھائے ہوئے سیاہ بادلوں کے پردے کو جب چاک کیا تو اس نے دیکھا کے سامنے اور دائیں بائیں درّوں کی گہرائی جو دیوانہ وار پیچ و خم کھاتے گول سے ستون کی طرح نیچے چلی گئی تھی، انتہائی خطرناک دکھائی دے رہی تھی۔ جبکہ درّے کے منہ پر نمایاں چوٹیاں برف سے ڈھک چکی تھیں اور ہوا کے جھونکوں سے برف کے تودے خاص انداز سے اِدھر اُدھر گر رہے تھے۔ اس حالت میں لشکر کے کارکن اور چوپائے چٹانوں پر پیر جما جما کر ہوا کی مخالف سمت میں نیم باز آنکھوں کے ساتھ جھکتے جھکتے چل رہے تھے۔ ان کے سامنے کی زمین آسمان کی طرف کو اوپر اٹھی ہوئی دکھائی دیتی

تھی جبکہ پچھلی سمت ایسی تھی جیسے کسی گہرے گڑھے میں گر رہی ہو۔ اس موقع پر ان سفید پوشوں میں سے ایک جس کا نام ہدو تھا، سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے چلاّ اُٹھا۔

''آگاہ کر دے کہ طوفان آنے والا ہے۔''

اُس کی اس تنبیہہ پر سائرس اور اس کے لشکری سنبھل گئے لیکن اس تنبیہہ کا فی الفور کوئی اثر نہ ہوا۔ اس لئے کہ سورج کے غروب ہونے کے قریب ہوا بند ہو گئی تھی اور کوہستانی سلسلوں کی چوٹیوں کے پیچھے آسمان صاف دکھائی دینے لگا۔ سورج کی پھیلتی ہوئی شعاعیں کمزور ہوتی مغرب کی طرف سمٹنے لگی تھیں۔ اس لئے کہ سورج غروب ہونے کے درپے ہو گیا تھا۔ گہرے نیلے رنگ کا آسمان اُمید افزا ہونے کی بجائے اب ڈراؤنا دکھائی دے رہا تھا۔

سائرس نے دیکھا آگے جو درّے تھے ان درّوں سے نکل کر راستہ دو حصوں میں بٹ جاتا تھا۔ ایک راستہ سیدھا ذرا دائیں جانب ایک بہت بڑی آبشار کی طرف جاتا تھا جبکہ دوسرا بائیں جانب کو مُڑ جاتا تھا۔ سائرس نے وہاں اپنے لشکر کو روک دیا۔ اس لئے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان دو راستوں میں سے کسے اختیار کیا جائے۔ چنانچہ جب لشکر کو روک دیا گیا تب جگہ جگہ آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تاکہ برف باری میں ٹھٹھرتے لشکری اپنے آپ کو سنبھال سکیں۔ پھر اس نے اپنے سارے سالاروں، اپنے سارے امراء کو اپنے خیمے کے سامنے جلتے ہوئے الاؤ کے پاس جمع کیا۔ جب سب لوگ اس کے پاس آ گئے تب سائرس نے ان سے آگے پیش قدمی کرنے سے متعلق صلاح و مشورہ کرنا شروع کیا۔

سائرس کا یہ طریقہ کار تھا کہ ایسے موقعوں پر تمام عسکری و غیر عسکری امراء و سالاروں کو اپنے سن و سال اور اپنے منصب کا خیال کئے بغیر آزادانہ طور پر رائے دینے کا حق حاصل تھا۔ چنانچہ سائرس نے جب آگ کے بہت بڑے الاؤ کے پاس اپنے سارے سالاروں اور امراء کو جمع کیا تو ان سے صلاح و مشورہ کرنے کے لئے کہا۔ اس پر کچھ سالاروں نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''ہمارے قیمتی گھوڑے چارے دانے کے بغیر تین دن سے زیادہ اب سفر نہ کر سکیں گے۔ اس لئے کہ ہمارے پاس چارہ خشک صورت میں ہے۔ اور صرف تین دن کے لئے باقی رہ گیا ہے۔ اس کے علاوہ اب آگے راستہ بھی معلوم نہیں۔ اور نجانے چوٹیوں کو پار کر کے کیسے لوگوں سے سامنا ہو؟''

اپنے ان سالاروں کی اس گفتگو سے سائرس سمجھ گیا کہ اس کے سالار دو بڑی وجوہات کی بناء پر مزید مشرق کی طرف پیش قدمی نہیں کرنا چاہتے۔ ایک تو وہ ڈر کر کسی بڑی مہم کی طرف نہیں نکلنا چاہتے اس لئے کہ کہیں راستے میں ان کے گھوڑے ہی نہ جواب دے جائیں۔ دوسرے مشرق کی سردی کا خوف جو آریوں کے خدا آہورہ فردا کی قیام گاہ تھا۔ اس لئے سب ہی واپسی کے خواہش مند تھے۔ سائرس نے اپنی رائے محفوظ رکھی۔ یہاں تک کہ وہ سفاک چوٹیاں جوجنوں کی طرح روں پر چھا گئیں۔

سائرس نے پوچھا کہ وہ سفید پوش ہدو سردار کہاں ہے؟ جب اسے سائرس کے سامنے لایا گیا تو سائرس نے اسے اجازت دی تھی کہ وہ آزاد ہے۔ جہاں چاہے، چلا جائے۔ ساتھ ہی اس نے اپنے مخبروں کو بھی بتا دیا کہ ہدو کا پیچھا کیا جائے اور یہ جاننے کی کوشش کی جائے کہ وہ کون سی سرزمینوں کی طرف جاتا ہے؟

سائرس دراصل اندازہ لگا گیا تھا کہ اس کے سالار و امراء اور لشکری دو وجوہات کی بناء پر مزید مشرق یا جنوب کی طرف پیش قدمی نہیں کرنا چاہتے۔ ایک تو انہیں یہ ڈر تھا کہ کہیں گھوڑے راستے میں مر کر ختم نہ ہو جائیں اور وہ پیدل چلنے پر مجبور ہو جائیں۔ دوسرے مشرق کی سردی کا خوف بھی انہیں کھائے جا رہا تھا۔ اور پھر مزید یہ کہ برف باری بھی ہو رہی تھی۔

اسی بناء پر سائرس کے امراء اور لشکری سب ہی واپسی کے خواہش مند تھے۔ لیکن سائرس نے اپنی رائے کو محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی اور کوہستانی سلسلوں کی برف سے ڈھکی ہوئی سفید چوٹیاں جنوں کی طرح چاروں طرف نظر آنے لگی تھیں۔ اس موقع پر سائرس کے وہ لشکری بھی لوٹ آئے جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ ہدو کا پیچھا کریں۔ چنانچہ جب وہ سائرس کے سامنے آئے، سائرس نے ان سے ہدو سے متعلق پوچھا تو ان میں سے ایک کہنے لگا۔

''ہدو دائیں جانب کے راستے پر نکل گیا ہے۔''

اس موقع پر سائرس اپنے سالاروں اور امراء کے ساتھ آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ اچانک وہ ایک چٹان پر چڑھ کر جنوب کی طرف دیکھنے لگا جہاں گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایک روشنی نظر آ رہی تھی۔

امکانی طور پر وہ روشنی یا تو کوئی چراغ تھا یا دور کہیں کسی نے اگ جلا رکھی تھی جو کسی شے کی نشاندہی نہیں کرتی تھی۔ پارسیوں کا عقیدہ تھا کہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر آگ جل رہی

ہوتو لازماً وہاں کوئی آبادی ہو گی۔ اس موقع پر اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''اس ہدو نے قسم کھائی تھی کہ مطلق ہماری رہنمائی نہیں کرے گا۔ لیکن اس کے بغیر احساس ہوا اس نے ہماری رہنمائی کی ہے اور ہمیں یہاں تک لے کر آیا ہے۔''

جب اندھیرے میں سائرس نے ایک روشنی دیکھی تب اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

''یقیناً ہمیں اسی روشنی کی طرف جانا ہے۔''

ساتھ ہی اس نے لشکریوں کو حکم دیا کہ پو پھٹتے ساتھ ہی اس روشنی کی طرف سفر کی ابتداء کر دی جائے۔

چنانچہ رات کے آخری حصہ میں سائرس نے سفر کی ابتداء کی۔ اس وقت فضاؤں میں ہلکی ہلکی تاریکی تھی۔ اب جو انہوں نے سفر شروع کیا تو برف باری پہلے سے تیز ہو گئی تھی اور سامنے کی طرف سے برف بڑے زور سے ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔ لیکن سائرس نے برف باری کی شدت کی پرواہ کیے بغیر اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے دکھائی دینے والی آگ کی طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھی تھی۔

بہرحال سائرس اپنے لشکر کے ساتھ جنوب میں اسی سمت بڑھتا چلا گیا تھا جہاں اسے روشنی دکھائی دی تھی۔

دوسرے روز سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ایک درّے کے قریب پہنچا جو برف سے بھرا ہوا تھا۔ جہاں اس کے لشکری نڈھال دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں لشکر میں شامل جانور بھی بھوکے ہو رہے تھے اور گزشتہ کئی گھنٹوں سے انہیں خوراک نہ ملی تھی۔ اس بناء پر سائرس نے وہاں لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ لشکریوں کے لئے کھانا تیار کیا جانے لگا۔ جبکہ ان کے گھوڑے پتھروں پر اُگے ہوئے پھول اور جڑی بوٹیاں چرنے لگے۔

رات کے وقت آس پاس جو کاج کے درخت تھے، ان کے نیچے آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن کر دیئے گئے۔ لشکری آگ کے اردگرد بیٹھ گئے اور لشکر کے گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو بھی آگ کے پاس ہی کھڑا کر دیا گیا تھا۔

اس مقام پر سائرس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ اس لئے کیا تھا کہ جنوب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے اس کے کچھ لشکری اس سے جدا ہو گئے تھے۔ سائرس چاہتا تھا کہ وہ وہاں پڑاؤ کرے تاکہ پیچھے رہ جانے والے لشکری بھی اس سے آن ملیں۔ چنانچہ وہاں

قیام کے بعد اس کے کچھ بھولے بھٹکے لشکری اس سے آ ملے لیکن سارے بھٹکے ہوئے اس کے دستے اسے نہ مل سکے۔

اب اس کے لشکر کی حالت یہ تھی کہ وہ سب بھوکے اور تھکے ہارے تھے۔ اس کے باوجود سائرس آگے پیش قدمی کرنے کا متمنی تھا۔ اس کے اور اس کے سالاروں کا مطمع نظر وہی ایک مقام تھا جو دور سے چمک رہا تھا۔

تیسرے روز برف باری بند ہو گئی اور انہوں نے ایک بار پھر سورج کی گرمی محسوس کی اور چلتے ہوئے پانی کی آواز سنی۔ جس درّے کے پاس وہ رکے تھے جب انہوں نے اس کا جائزہ لیا تو دیکھا درّہ دم بہ دم بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک جھیل پر جا ختم ہوتا تھا۔ لیکن جب سائرس نے اپنے پیچھے دیکھا تو اسے سب چوٹیاں سفید فام نظر آئیں جس سے اس نے اندازہ لگایا کہ اتنی سردی میں اس راستے سے لوٹنا لشکریوں کے لئے ممکن نہ ہو گا۔ لہٰذا وہ آگے بڑھتے رہے اور تھوڑی دور چل کر چھکڑوں کے ایک ایسے راستے پر پہنچے جہاں مسافروں کا اِکا دُکا قافلہ نظر آتا تھا۔

مسافر لنگڑاتے ہوئے بھی چل رہے تھے۔ ان میں سے کچھ اندھے بھی تھے جنہوں نے سورج سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ وہ لولے لنگڑے لوگ جب سائرس کے قریب ہوئے تب سائرس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

''یہاں کا بادشاہ کون ہے؟''

اس پر ان میں سے ایک سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہاں کسی کیانی یا کسی دوسرے شخص کی حکومت نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تو زرتشت کی حکومت ہے۔''

اس شخص کی باتوں میں سائرس کو دلچسپی محسوس ہوئی۔ یہاں تک کہ اس نے اسے پھر مخاطب کیا۔

''زرتشت کہاں ہے؟''

ان میں سے ایک سائرس کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن خاموش رہا اور دور ایک سبز چوٹی کی طرف اشارہ کیا پھر دھیمے الفاظ میں کہنے لگا۔

''وہاں مغربی معابد کے پاس۔''

سائرس نے جب اس سمت کا جائزہ لیا تو اس نے جانا کہ یہ وہی آگ ہے جو دور سے دکھائی دیتی ہے۔ سائرس اپنے لشکر کے ساتھ جب آگے بڑھا تو کچھ اور مقامی لوگ

بھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ سائرس ان سے سوال کرتا رہا اور وہ اس کے سوالوں کے عجیب عجیب جواب دیتے تھے۔ آخر سائرس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

''وہ معبد اور دیوتاؤں کی جائے رہائش کہاں ہے؟''

اس پر ان میں سے ایک کہنے لگا۔

''یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جگہ کہاں ہے۔ کیونکہ ایسی کوئی چیز ہم نے بھی نہیں دیکھی۔''

سائرس نے پھر پوچھا۔

''تو کیا پھر کوئی قربان گاہ یا دوسری مذہبی رسومات ادا کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے؟''

جواب ملا۔ ''نہیں۔''

اس پر سائرس نے پوچھا۔

''تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟''

اس پر ان میں سے ایک کہنے لگا۔

''کسی نئی زندگی کی تلاش میں۔''

ان لوگوں کی اس گفتگو سے سائرس کے اضطراب میں اضافہ ہو گیا تھا۔ تاہم وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ آگے پیش قدمی کرتے ہوئے سائرس بڑا پریشان تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جہاں کہیں معبد اور مذہبی پیشواؤں کی نگرانی میں مذہبی رسوم ادا کرنے کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ سائرس اس بات پر بھی پریشان تھا کہ اس کے ساتھ جو ان علاقوں کے رہنے والے سفید پوش تھے وہ ان علاقوں کے راستوں کو صیغۂ راز میں رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے ان پراسرار زمینوں کی طرف جانے کے لئے کوئی دوسرا راستہ بھی ہو۔ اس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ بے شک اجنبی لوگوں کو پہاڑوں کا ایک سلسلہ ایک ناقابل عبور فصیل معلوم ہوتا ہے لیکن مقامی لوگ اس کے راستوں سے خوف واقف ہوں گے۔ راستے میں اسے یہ بھی بتایا گیا کہ مقامی لوگ اس علاقے کو درۂ صلح کہا کرتے ہیں لیکن اس سے آگے مشرقی علاقے کے بارے میں اگر کوئی ان سے پوچھے تو کچھ نہیں بتاتے۔ ہاں اگر کوئی زور دے کر پوچھے تو مختصراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ:

''پہاڑ کے اُس پار کا علاقہ۔''

سائرس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مقامی لوگوں سے اس علاقے کے اسرار اور جس علاقے سے وہ سونا حاصل کرتے ہیں اس کے بھی بھید جاننے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لشکر میں

کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو پرانے آریا تھے۔ جنہوں نے بہرحال سائرس پر یہ انکشاف کیا کہ اس طرف دریائے آموں کے منبع کا علاقہ ہے جہاں وہ دریا نکلتا ہے۔ جو ایسے شہروں کو جاتا ہے جو اگلے وقتوں میں آباد تھے۔ انہوں نے سائرس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ ان سرزمینوں پر اگر لگاتار جس طرف وہ جا رہے ہیں، بڑھتے جائیں تو پھر ہندوستان کی سرزمین کے بڑے دریا سندھ تک پہنچ سکتے ہیں۔

اس کے لشکر میں شامل کچھ دانشوروں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ مغربی ممالک کے لوگ وادیٔ سندھ کے لوگوں سے تجارتی تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کے پاس کپڑے کے کارخانے اور برآمدی اجناس و اشیاء موجود ہیں۔ وہاں کے لوگ اگرچہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں لیکن ان کے پائے کے طبیب کہیں کم ہی ہوتے ہیں۔

سائرس اس بات پر بھی پریشان و حیران اور مضطرب تھا کہ ان علاقوں کے لوگ بہرحال سب متفق اور متحد ہو کر اس سے وہاں کے حالات کو چھپاتے تھے۔ آخر ان علاقوں میں سرگرداں رہنے کے بعد سائرس نے ان کے ایک شہر کا پتہ لگا لیا جو پہاڑ کے ایک اونچے دامن پر دور سے پرندوں کے گھونسلوں کی طرح لگ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے اس شہر کا رخ کرنے کا عزم کر لیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ اس نے رخ موڑا اور اس طرف بڑھا۔

پھر یہ دیکھ کر سائرس حیران ہوا کہ اس علاقے کی طرف جاتے ہوئے جہاں جہاں سے بھی وہ گزرا، مقامی لوگ اس کے لئے سونے کے برتنوں میں دودھ لائے۔ اور جس کسی سے بھی اس نے مقامی حکمرانوں سے متعلق پوچھا، ہر جگہ کے سرکردہ آدمی نے اسے یہی کہا کہ وہ کسی دوسری حکومت یا مذہبی مرکز کو خراج وغیرہ نہیں دیتے۔ ان کی ان باتوں سے سائرس بڑا پریشان ہوا۔ چنانچہ ان میں سے کچھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر تمہیں اس قسم کا کوئی خراج ہی نہیں دینا پڑتا تو پھر تم اتنا سونا کیوں نکالتے ہو؟ اور کہاں سے نکالتے ہو؟''

اس پر وہ لوگ جو اس کے گرد جمع ہو گئے تھے ان میں سے ایک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس نرم دھات سے گھر کے برتن با آسانی اور عمدہ بنتے ہیں۔''

سائرس نے پھر پوچھا۔

''یہ سونا تم کہاں سے نکالتے ہو''

اس پر ان لوگوں نے کہا۔

''یہاں سونے کا بڑا ذخیرہ دریائے زرفشاں ہے۔ چھوٹی چھوٹی کانیں بھی ہیں۔ لیکن زیادہ سونا دریائے زرفشاں سے آتا ہے۔ ایک جھیل سے نکلتا ہے۔ اسی دریا کی ریت، مٹی کو صاف کر کے ہم سونا حاصل کرتے ہیں اور سونا ہمیں کافی مقدار میں مل جاتا ہے۔''

ان لوگوں نے سائرس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ دریائے زرفشاں جس سے وہ سونا نکالتے ہیں، جنوب کی طرف بہتے ہوئے دریائے آموں میں جا گرتا ہے۔

اس پر سائرس نے مقامی لوگوں کی گفتگو سے یہ اندازہ لگایا کہ لازماً اس دریا کی وجہ سے درّہ صلح کے دشوار گزار علاقوں کی طرف آنے کے لئے کوئی دوسرا راستہ بھی ہوگا جو اس دشوار گزار راستے سے زیادہ سہل ہوگا۔ اور ممکن ہے وہ راستہ سردیوں میں بھی کھلا رہتا ہو جہاں سے تاجروں کے قافلے ہندوستان کا کمیاب مال لاتے ہوں اور اس کے بدلے میں یہاں کے لوگوں سے سونا حاصل کرتے ہوں۔

اس موقع پر سائرس کو مقامی لوگوں نے ایک سنار سے متعلق بھی بتایا جو اپنے کام میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ سنار بھی سائرس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے ساتھ وہ سونے کا بنا ہوا ایک پَر دار گھوڑا بھی لایا تھا جس پر بڑی ریزہ کاری کی گئی تھی اور اسے گردن کے بالوں اور مناسب لمبی دم کے ساتھ چھلانگ لگاتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

سائرس اس گھوڑے کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔ اس گھوڑے کی صناعی گویا اس کے دل میں اتر گئی۔ چنانچہ زرگر کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

''اگر میں تم سے یہ گھوڑا حاصل کرنا چاہوں تو تم اس کی مجھ سے کیا قیمت وصول کرو گے؟''

اس پر زرگر نے اسے بیچنے سے معذوری ظاہر کی اور کہا۔

''میں نے گھوڑے کو بنانے میں اپنے فن کو صرف اس لئے ختم کر دیا کہ اسے میں ''آہورہ فردا'' یعنی خدا کی خدمت میں پیش کروں گا۔''

اس نے مزید کہا کہ اگر میں خود بھی چاہوں تو دوبارہ ایسا گھوڑا نہ بنا سکوں گا۔''

اس زرگر کی یہ باتیں سن کر حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو اسے کسی مقدس جگہ پر کیوں نہیں رکھ دیتے؟''

سنار مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر مقدس جگہ سے تمہارا مقصد آتش کدہ ہے تو پھر میں تم سے کہوں کہ زرتشت کا فرمان ہے کہ آہورہ فردا یعنی خدا کی پرستش گاہ دل میں ہے نہ کہ کسی دوسری جگہ۔''

زرگر کی اس گفتگو سے سائرس بڑا متاثر ہوا۔ بہر حال اس نے پھر پیش قدمی شروع کی تھی۔

آگے بڑھتے ہوئے سائرس نے اندازہ لگایا کہ وہ علاقہ اس کی آبائی سرزمین سے کہیں زیادہ مفید تھا۔ وہاں نہ کوئی یونانی اور کالپی بردہ فروش تھا اور سونے کے ذخیرے اس قدر تھے کہ مقامی لوگ مالا مال تھے۔ اس کے علاوہ زرعی زمینوں میں خوب ہل چلا ہوا تھا اور کافی تعداد میں ریوڑ اِدھر اُدھر سارے کوہستانی سلسلے کے اوپر چل رہے تھے۔ اس کے علاوہ کوہستانی سلسلے کے نیچے بارش کے پانی کی وجہ سے جھیل بن گئی تھی۔ اس میں بھی کافی مقدار میں پانی تھا اور وہیں سے وہ لوگ پانی حاصل کر کے جو نشیبی علاقہ تھا اسے سیراب کرتے تھے۔ وہاں کے مقامی لوگوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ لوگ اس علاقے کو بہشت کہا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں کی عورتوں نے کبھی بیگانے آدمی کو نہیں دیکھا۔

اس کے بعد مقامی لوگوں سے سائرس نے طویل گفتگو کی اور اس گفتگو سے اس نے لب لباب کے طور پر دو چیزوں کا اندازہ لگایا۔ پہلی یہ کہ وہاں کے لوگ زیادہ گفتگو زرتشت سے متعلق کرتے تھے۔ اور دوسری گفتگو ان کی کوہستانی سلسلے کے اوپر جلتی ہوئی آگ سے متعلق ہوتی تھی۔

ان کی اس گفتگو سے سائرس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ زرتشت ضرور بھاگ کر انہی کوہستانی سلسلوں کی طرف آیا ہو گا اور یہیں کہیں اس وقت روپوش ہو گا۔ یہاں آبادی نہیں ہے اور اس کے دیہاتی میزبانوں میں سے کوئی بھی اس کی خدمت پر مامور نہیں تھا جبکہ وہاں کے لوگ اس کوہستانی سلسلے کا راستہ بتانے سے گریزاں تھے۔ اس کے اوپر آگ جلتی رہتی تھی کیونکہ جس وقت سائرس نے پہلوی بادشاہ گشتاسپ کے ہاں قیام کیا تھا تو گشتاسپ نے سائرس کو یہی اشارہ دیا تھا کہ زرتشت اس کے ہاں سے بھاگ کر شمال مشرق کی سرزمینوں کی طرف چلا گیا تھا۔

اب سائرس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ وہاں کے لوگوں سے متعلق یہ ضرور جاننے کی کوشش کرے گا کہ کوہستانی سلسلے کے اوپر جو آگ جل رہی ہے اس کی حفاظت کون کرتا ہے۔ اگر زرتشت ان علاقوں میں آیا ہوا ہے تو کہاں چھپا ہوا ہے؟ چنانچہ اس بھید کو جاننے کے لئے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ کر لیا تھا۔



جب خیمے نصب ہو گئے، سائرس اپنے خیمے میں چلا گیا اور حکم دیا کہ کوئی میرے خیمے

سے بھی گفتگو کی طرف نہ آئے۔ اس سلسلے میں اس نے راز داری سے اپنی بیوی آمیتش سے بھی گفتگو کی۔ پھر اس نے سر پر رکھا شاہی تاج اور اسلحہ وغیرہ اتار کر عام سا لباس پہنا اور رات کے وقت جبکہ چاروں طرف اندھیرا وغیرہ پھیل گیا تھا اور چاند اپنی دلکشی تاروں پر پھیلا رہا تھا، سائرس اپنے خیمے سے نکلا اور اپنے پرانے سالار اور امیر امبا کو اپنے ساتھ لیا اور دونوں مقامی لوگوں کے راز اور بھید جاننے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

چلتے چلتے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی کے قریب پہنچے۔ اتنے میں چاند کی روشنی میں وہ پہاڑی کی چوٹی پر جاتا ہوا راستہ صاف دیکھ سکتے تھے۔ جہاں دن کے وقت وہ گزر رہے تھے اس راستے پر جاتے ہوئے انہوں نے اندازہ لگایا کہ اس راستے پر بہت سے نشیب و فراز اور پیچ وخم تھے۔ یہاں تک کہ وہ راستہ جس پر وہ چل رہے تھے ایک درّے پر جا کر ختم ہوا۔ وہاں ایک جگہ اچانک سائرس اور امبا دونوں رک گئے۔ اس لئے کہ ان کے کانوں میں اس وقت سرود کے بجنے کی مانند ایک دلکش آواز سنائی دی جو کبھی دھیمی اور کبھی اونچی ہو جاتی تھی۔ چونکہ نئے سال کی ابتداء ہو رہی تھی لہٰذا سائرس نے سمجھا کہ نئے سال کی اس بڑھتی رات شاید زرتشت کے پیروکار بہت بلندی پر کسی حجرے یا کھلی جگہ پر بیٹھ کر جشن منا رہے ہوں گے۔

کچھ دیر وہاں کھڑے ہو کر دونوں اس آواز کو سنتے رہے، پھر مزید آگے بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسی چٹان تک پہنچے جسے کاٹ کر سیڑھیاں سی بنا دی گئی تھیں۔ یکلخت انہیں چمکتی ہوئی شے نظر آئی جس نے ان دونوں کو پریشان اور فکرمند کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ عجیب و غریب قسم کی آگ ہو۔ جب وہ نزدیک گئے تب اپنی حماقت پر پچھتائے کہ وہ چمکتا ہوا چونے کا پتھر تھا۔ آگ کے شعلے اس پتھر پر منعکس ہو رہے تھے۔ وہ پتھر آگ کی طرح چمک رہا تھا۔

وہ تھوڑا سا آگے گئے ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے ایک سفید پوش مغ نمودار ہوا۔ اسے دیکھ کر سائرس اور امبا دونوں حیران رہ گئے۔ اس لئے کہ یہ وہی مغ تھا جسے وہ دونوں ایک بار اکبتانا شہر میں دیکھ چکے تھے اور سائرس نے اسے اکبتانا سے مشرق کی سرزمینوں کی طرف جانے کی اجازت دی تھی۔ اس موقع پر اس مغ نے سفید پوشوں والی مخصوص عبا پہن رکھی تھی۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر بلندی کے اوپر جلتی ہوئی آگ کے پاس چند آدمی بھی دکھائی دے رہے تھے۔ چنانچہ وہ مغ انہیں ان آدمیوں کے پاس لے گیا جو بلندی پر جلتی ہوئی آگ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ سائرس نے دیکھا وہاں نہ کوئی،

عبادت گاہ تھی نہ کوئی ایسا نشان جس کے لئے وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہوں۔ وہاں پہنچ کر سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''میں یہاں ان سرزمینوں میں صرف زرتشت کی تلاش میں آیا ہوں۔ جسے تم لوگوں نے کہیں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔''

سائرس کی اس گفتگو کے جواب میں وہ لوگ سائرس کو ایک پتھر کے قریب لے گئے جہاں سائرس نے ایک بہت بڑا چوکور پتھر دیکھا۔ اس موقع پر مقامی لوگوں نے اسے بتایا۔

''زرتشت کو یہاں دفن کیا گیا تھا۔''

سائرس کچھ دیر تک عجیب سے انداز میں اس جگہ کو دیکھتا رہا۔ چار اطراف کی ملی جلی روشنی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ جس وقت سائرس وہاں چپ چاپ کھڑا تھا وہاں بیٹھے ہوئے ان لوگوں نے پھر سرود بجانا شروع کیا تھا اور سرود بجاتے ہوئے وہ کوئی نغمہ بھی الاپ رہے تھے جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا:

''وہ ملکوں سے بھاگا اشراف سے احباب سے اور مذہبی لوگوں سے۔ بھاگ کھڑا ہوا جھوٹے امیروں اور لڑا کے کارندوں سے۔ بھاگا اس طرف آیا اور نور کی طرف چلا گیا۔''

سائرس نے اپنی زندگی میں متعدد دیوتاؤں کی رسومات دیکھی تھیں لیکن اس قسم کی سادگی اسے کہیں نظر نہ آئی تھی۔ آخر سائرس وہاں بیٹھ گیا۔ سرود کی آواز سنتا رہا۔ گانے کے بولوں سے بھی لطف اندوز ہوتا رہا۔ اسی دوران وقفہ وقفہ سے وہاں سے اٹھ کر کوئی سفید پوش جاتا اور بلندی پر جلتی ہوئی آگ میں لکڑیاں رکھ آتا تھا۔

اس طرح رات تمام ہوئی اور پو پھوٹنے لگی اور دور اونچے اونچے کوہستانوں کے پیچھے سے سورج نے آہستہ آہستہ اپنا رنگ دکھانا شروع کیا، پھر شعلوں کی طرح چمکنے لگا تھا۔ دوسری جانب دور مغرب میں چاند جا چھپا تھا۔ چنانچہ ان سفید پوشوں نے نہ صرف سرود بجانا بند کر دیا بلکہ گانے میں بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔

اس کے بعد وہ یکے بعد دیگرے کوہستانی سلسلے سے بھی نیچے اترنے لگے تھے۔ پہاڑ کے دامن میں اور باہر دیہات پر ابھی تک تاریکی ہی چھائی ہوئی تھی۔ وہ لوگ رات کے جشن میں دیر تک جاگنے کی وجہ سے ابھی تک سو رہے تھے۔ لیکن بھیڑ بکریوں کے ریوڑ سبزے کی چادر اوڑھے پہاڑوں پر اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے۔ جس مغ نے سائرس کا استقبال کیا تھا اس کے ہمراہ سائرس اور امبا بھی کوہستانی سلسلے سے نیچے اترنے لگے۔

نیچے اترتے ہوئے سائرس نے مغ سے زرتشت کے مزار کی جب تفاصیل دریافت کیں تو جواب میں مغ کہنے لگا۔

''چند سال پہلے زرتشت شعائری ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کی لاش اس دور دراز درّے میں لے آئے۔ کیونکہ وہ خود بھی بھاگ کر اسی طرف آ رہا تھا۔''

اس مغ کی اس گفتگو سے سائرس مطمئن ہوا لہٰذا اس نے دوسرا سوال کیا۔

''کیا تم لوگ اسے پیغمبر مانتے ہو؟''

وہ مغ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا۔

''ہم اسے ایک معلم جانتے ہیں۔''

جواب میں سائرس نے پوچھا۔

''کیا اس کی تعلیم یہ تھی کہ آہورہ فردا یعنی جسے تم خدا سمجھتے ہو، وہ سورج دیوتا کے خاندان اور دیوتاؤں میں سب سے بڑا ہے؟''

مغ کے چہرے کے تاثرات سے لگتا تھا کہ اس نے سائرس کی اس گفتگو کو ناپسند کیا تھا لہٰذا سائرس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''نہیں، نہیں....... ہرگز نہیں۔ آہورہ فردا خدائے واحد کے ناموں میں سے ایک ہے۔''

جواب میں سائرس نے غور سے مغ کی طرف دیکھا، پھر پوچھا۔

''کیا وہ خدا صرف اسی درّے میں واحد ہے؟''

مغ نے جواب میں پھر سائرس کی طرف گھورا، کہنے لگا۔

''نہیں....... سب درّوں میں وہ واحد و بے ہمتا ہے۔''

اتنی دیر تک سائرس اور امبا دونوں مغ کے ساتھ چلتے ہوئے ایک بستی کے قریب پہنچ گئے جہاں چھوٹا سا ایک کنواں تھا جس سے زمین دوز نہریں نکلتی تھیں۔ ایک عورت اپنے دھیان میں ایک گھڑے میں پانی نکال رہی تھی۔ جبکہ قریب ہی اس کی بھوکی مرغیاں اس کے گرد اِدھر اُدھر پھر رہی تھیں۔ پاس ہی ایک کتا دھوپ میں چھلانگیں مارتا پھر رہا تھا۔ وہاں آ کر مغ رکا، پھر بڑے خوش کن انداز میں سائرس کو تعظیم دیتے ہوئے کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! تُو ہماری دعوت کے بغیر یہاں آیا ہے۔ تیرے لشکر نے ہماری فصلوں کو تباہ کیا ہے۔ تُو اس نقصان کی تلافی بھی نہیں کر سکتا۔ اس علاقے کو جس طرح تُو نے فتح

کیا ہے اسی طرح پھر اسے ہمیں بخش دے۔ اور جو مال و اسباب تیرے ہاتھ لگا ہے وہ بھی ہمیں واپس دے دے۔''

پھر اس مغ نے مغرب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سائرس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''میں نے اُس خطہ میں بہت سے فسادی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ وہاں صرف تُو ایک رعایا پرور بادشاہ ہے۔ تُو ایسی قدرت اور ارادے کا مالک ہے کہ دریاؤں کے رخ موڑتے ہوئے لوگوں کو امراض سے نجات دلائے۔ ہماری آزادی بحال کر دے تاکہ ہم اپنی روحوں کی تسکین کا سامان خود پیدا کریں۔''

اس کے بعد وہ مغ سائرس سے جدا ہو گیا اور سائرس بھی آرام کرنے کے لئے چلا گیا تھا۔

دوسرے روز سائرس نے بہت سے سفید پوشوں، ان کے بڑے بڑے مغ اور ان کے سرکردہ لوگوں کو اپنے پڑاؤ میں طلب کیا۔ جب سب اس کے پاس جمع ہو گئے تب اس نے ان کے مذہب سے متعلق گفتگو کا آغاز کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب تک جو ان علاقوں میں تمہارے ساتھیوں یا تمہارے سرکردہ لوگوں سے میری گفتگو ہوئی ہے۔ اسے سامنے رکھتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم آریائی خداؤں کی طاقت کے منکر ہو۔ یہاں تک کہ آریاؤں کی بڑی دیوی ناہید اور دیوتا مِہر کے بھی تم مقلد نہیں ہو جن کے اختیار میں آریاؤں کے مطابق انصاف اور جنگ ہے۔ لیکن اس موقع پر میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہارے زرگر نے جو پَر دار گھوڑے کا مجسمہ بنایا تھا تو اس کا مطلب کیا میں یہ سمجھوں کہ وہ دیوتا مہر کو آفتاب کی جانب لے جانا چاہتا ہے؟''

اس پر ایک سفید پوش اٹھا اور کہنے لگا۔

''ہم کسی سورج دیوتا کے بھی معتقد نہیں ہیں۔ سورج کے بارے میں ہمارا صرف یہ عقیدہ ہے کہ وہ صرف روشنی پھیلاتا ہے۔''

سائرس پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ باتوں کے نتیجے میں اخذ کیا ہے اس کے مطابق میں یہ سمجھتا ہوں کہ آہورہ فردا خداؤں میں سب سے بڑا ہے۔''

جواب ملا۔

''اصل میں آہورا فردا ایک ایسا عقلی سرور سا ہے جو دیکھا یا پہچانا نہیں جا سکتا۔ جس

طرح سورج کی طرف آنکھ اٹھا کر زیادہ دیر اسے نہیں دیکھا جا سکتا اسی طرح وہ خدا جو اس کائنات کا مالک ہے اسے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ اس کے باوجود یہ سورج سب سے بڑا نہیں ہے۔"

سائرس نے غور سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھ لیا۔

"تو پھر سب سے بڑا کون ہے؟"

اس پر ان کے ایک سرکردہ نے سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔

"سب سے بڑا وہ جس نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیشہ ہماری سمجھ سے بالاتر رہے گا۔"

سائرس نے ایک نیا سوال دوہرایا۔

"تم لوگوں کے مطابق روح کا کیا معاملہ ہے؟"

زرتشتی نے سائرس کو مخاطب کر کے کہا۔

"موت کے بعد روح کو پُل صراط سے گزرنا ہوتا ہے۔ اگر اعمالِ نیک افعالِ بد پر فائق آ جائیں تو روح اس پُل سے گزر کر نئی زندگی میں داخل ہو جاتی ہے۔"

سائرس کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر دوبارہ اس نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"حیات بعد از موت کی بقاء کے لئے تم کیا کرتے ہو؟"

اس پر ان لوگوں میں سے ایک نے کہا۔

"ہم اس کا تمہیں کوئی مناسب جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن ہم اپنے ایک عالم کو بلاتے ہیں،۔ نام اس کا اشیر ہے۔ اس اشیر کو طالع کا لقب بھی ملا ہے۔ چونکہ وہ ان کے عالم اور مرشد زرتشت کا براہِ راست شاگرد رہا ہے اور ایک دفعہ وہ زرتشت کے گھر سے لے کر بحیرۂ خزر کے کنارے گشتاسپ جو اس وقت زرتشت کا پیروکار تھا کے گھر تک زرتشت کا ہمسفر بھی رہ چکا ہے۔ اب اشیر بوڑھا ہو چکا ہے، قبر میں پاؤں لٹکائے ہے۔ ہم اسے بلاتے ہیں۔ وہی تمہارے اس سوال کا جواب دے گا۔"

اس کے ساتھ ہی کچھ لوگ وہاں سے اٹھے اور اشیر نام کے اس عالم کو لینے چلے گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ لوٹے۔ درختوں کی شاخوں کے بنے ہوئے ایک تخت پر ایک بوڑھے کو بٹھا کر لائے جس کے بال سفید ہو چکے تھے۔ وہی ان کا عالمِ اشیر تھا۔ سائرس نے اس سے حیات بعد از موت سے متعلق بحث کی اور اشیر نے اسے بڑے معقول جواب دیئے۔ اشیر کے ساتھ اس کی گفتگو سے سائرس نے یہ انداز ہو لگایا کہ اس کا کہنا یہ ہے کہ جو کسی کی پیروی نہیں کرتا وہ گناہ گار ہے۔ چنانچہ سائرس کہنے لگا۔

''تو کیا میں بھی گناہ گاروں کا بادشاہ ہوں؟ چونکہ میں کسی کا پیروکار نہیں ہوں؟''
جواب میں اشیر کہنے لگا۔
''خدا بزرگ و برتر کے فیصلے کیانی اُمراء اور روئے زمین کے بادشاہ یہاں تک کہ قومِ ماد کے بادشاہ سائرس سے لے کر ایک گڈریے تک سب پر حاوی ہوتے ہیں۔ سب اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ لہٰذا اسے تسلیم کرنا ہی نیکی اور خیر ہے۔''
اس کے بعد سائرس کے کہنے پر وہ لوگ بوڑھے اشیر کو وہاں سے لے گئے تھے۔
اس طرح ان زرتشتیوں سے گفتگو کرتے ہوئے سائرس نے ایک طرح کا وجدان اور سکون محسوس کیا۔
اب وہ مزید مشرق کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرنا چاہتا تھا کہ اسی دوران اس کے کچھ مخبر اس کی سلطنت کے مختلف علاقوں کی خبروں کے علاوہ بہت سے خطوط لے کر آئے۔ سائرس نے سارے خطوط وہاں پر پڑھنے شروع کئے۔ اسے سب سے زیادہ تشویش ایک خط پڑھ کر ہوئی اور یہ خط ایشیائے کوچک کی طرف سے آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہارپیگ مر چکا ہے اور اس کی موت کے بعد اناطولیہ کے حکام نے ان علاقوں کے بارے میں سائرس سے نئے احکام کی درخواست کی تھی۔
ایک خط قومِ عیلام کے بادشاہ گوبارو کا بھی تھا۔ اس نے اپنے خط میں اصرار کیا تھا کہ بہت جلد واپس لوٹ آئے۔ اس لئے کہ بابل میں طاعون پھیل گیا ہے اور طاعون کی یہ وبا متعدد علاقوں کو بھی اپنی گرفت میں لے رہی ہے۔ لہٰذا سائرس واپس آ کر طاعون سے اپنے علاقوں کی حفاظت کا سامان کرے۔
جو خطوط اس کے آبائی وطن پارس سے آئے تھے ان میں لکھا تھا کہ سائرس کے بیٹے کمبوجیا نے مصر کے فرعون پر حملے کی تیاریوں کو آخری شکل دے دی ہے۔ اس لئے کہ مصر کا فرعون اس سے پہلے اناطولیہ کے بادشاہ کرزوس کے حلیفوں میں سے تھا۔ سائرس کے بیٹے نے سائرس کو یہ بھی اطلاع دی تھی کہ اس نے جو سرکاری خزانہ اسکے اختیار میں دیا تھا اس کی خوب حفاظت کی ہے۔ جس وقت یہ سارے خطوط سائرس کے سامنے پیش کئے گئے اور اس کو پڑھ کر سنائے گئے اس وقت سائرس آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس کے اردگرد سارے سردار، اُمراء اور سالار بیٹھے ہوئے تھے۔ سارے خطوط پڑھنے کے بعد سائرس کچھ دیر بیٹھ کر سوچتا رہا۔ آخر حکم دیا کہ اب مزید پیش قدمی نہیں کی جائے گی۔ واپسی کا رخ اختیار کیا جائے گا۔

سائرس نے جب واپسی کا اعلان کیا تب ان علاقوں کا زرگر اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور سونے کا جو پَر دار گھوڑا اس نے بنا رکھا تھا اب وہ گھوڑا اس نے سائرس کو پیش کیا۔ اس علاقے کے لوگوں کو جب سائرس کی واپسی کا علم ہوا تو وہ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوسرے مفتوحہ علاقوں کی طرح عہد کیا کہ سائرس کے دشمنوں سے اس علاقے کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

آخر میں سائرس نے اس مغ کو بلایا جس نے کوہستانی سلسلے سے نیچے اترتے وقت سائرس سے بات کی تھی وہ مغ جب سائرس کے سامنے آیا تو اسے مخاطب کر کے سائرس کہنے لگا۔

"لو........ تمہاری آرزو پوری ہوئی۔ میں تمہارے وڑنے سے جا رہا ہوں۔ اب تمہیں آگاہ کرتا ہوں، تم کسی کے غلام نہیں ہو۔ ہاں، جب کبھی ضرورت ہو تم خود میرے پاس چلے آنا۔ میں تم لوگوں کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔ کیونکہ یہ میری سب سے زیادہ مہمان نواز نو آبادی ہے۔"

اس مغ نے سائرس کا شکریہ ادا کیا اور سائرس کو تعظیم دینے کے لئے اپنی گردن کو اس نے خم کر دیا۔

اس کے بعد سائرس نے وہاں سے کوچ کیا۔ وہ چاہتا تو تھا کہ مزید مشرق کی طرف پیش قدمی کرے گا لیکن مختلف علاقوں سے خطوط آنے کی وجہ سے مجبوراً اسے واپسی کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ لیکن واپس جاتے ہوئے سب سے پہلے وہ اس راستے کی طرف گیا جو دریائے زرفشاں کی طرف جاتا تھا جس سے مقامی لوگ سونا نکالتے تھے۔

سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے زرفشاں کے پیچ و خم کھاتے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا تھا۔ اسے وہاں سے روانگی یقیناً شاق گزری تھی۔ اپنے لشکر کو تھوڑا سا آرام فراہم کرنے اور ستانے کا موقع دینے کے لئے اس نے دریائے زرفشاں کے کنارے پڑاؤ بھی کیا تھا۔

دریائے زرفشاں کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد رات کے وقت سائرس نے تاروں بھری رات میں آگ کے شعلے آسمان کو اُڑتے ہوئے دیکھے تھے۔ دراصل یہ وہی آگ تھی جو اس نے مغ کے پاس بیٹھ کر کوہستانی سلسلے کے اوپر دیکھی تھی جس آگ کے پاس زرتشتی بیٹھے گانا گانے کے ساتھ سرود بھی بجا رہے تھے۔

سائرس نے ایک روز دریائے زرفشاں کے کنارے پڑاؤ کیا، پھر اس کے بعد اس

نے وہاں سے بھی کوچ کیا۔ جس جس راستے سے اس نے سفر کیا، مقامی لوگ اس کے لشکر میں شامل ہوتے رہے۔ اب وہ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو ایران اور افغانستان تک چلی گئی تھی۔ نئے لشکریوں کے اس کے لشکر میں شامل ہونے کے بعد اب اس کے لشکر کی تعداد لگ بھگ پچاس ہزار کے قریب ہو چکی تھی۔

واپسی کا سفر اختیار کرتے ہوئے پچاس ہزار کے اس جرار لشکر کے ساتھ سائرس گورگانیوں کے پہاڑی علاقے میں داخل ہوا۔ اس کے آگے اور پیچھے ایک بہت بڑی اور وسیع سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں خیر مقدم کرنے والے شعراء کا ہجوم تھا کہ آغازِ تمدن سے لے کر اس وقت تک کسی نے اتنی وسیع سلطنت اور حکومت نہ کی ہوگی۔

اس کے بعد دشتِ کویر سے ہوتا ہوا سائرس آگے بڑھا۔ گو اس نے اتنی بڑی سلطنت کا مرکزی شہر اکبتانا کو قرار دے رکھا تھا لیکن باختر کی ان وادیوں سے نکلتے ہوئے اس نے سب سے پہلے اکبتانا کا رخ نہیں کیا بلکہ اپنے باپ کے پرانے اور قدیم شہر پارساگرد کی طرف گیا تھا۔





سائرس نے چونکہ اکبتانا شہر کو اپنا مرکزی شہر قرار دے دیا تھا لہٰذا اپنے پرانے مرکزی شہر پارساگرد میں اس کا قیام عارضی تھا۔ اس بناء پر لشکر کے قیام کے لئے شہر سے باہر خیموں کا شہر آباد کر دیا گیا تھا جہاں لشکر کے قیام کا اہتمام کیا گیا تھا۔

کراوش اور سرینا دونوں میاں بیوی ایک روز اپنے خیمے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ دروازے پر فرناک نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی دونوں میاں بیوی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ فرناک مسکراتے ہوئے آگے بڑھا، پھر کراوش کے شانے پر ہلکی سی دھپ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

''جب میں تمہارے خیمے میں آؤں تو اس طرح کھڑے مت ہوا کرو۔ ساتھ ہی تم سرینا کو بھی زحمت دیتے ہو۔ وہ میری بہن ہے۔ بلکہ اس کی آمد پر مجھے کھڑا ہونا چاہئے۔''

فرناک جب نشست پر بیٹھ گیا تب کراوش اور سرینا بھی دونوں میاں بیوی جہاں سے اٹھے تھے وہیں بیٹھ گئے۔ اس موقع پر سرینا نے بڑے غور سے فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بھائی! اگر آپ برا نہ مانئے تو میں ایک موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔''

فرناک نے کچھ سوچا، پھر بڑے غور سے سرینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سرینا! تُو میری بہن ہے۔ میں تیری قدر، تیری عزت کرتا ہوں۔ جس موضوع پر تم گفتگو کرنا چاہتی ہو وہ موضوع اگر تیمرس سے متعلق ہے تو ایک بہن کی حیثیت سے میں تم سے التماس کروں گا کہ اس موضوع پر مجھ سے گفتگو نہ کرنا۔''

فرناک کے ان الفاظ پر سرینا پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی کراوش کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک بول اٹھا۔

''کراوش! میرے عزیز بھائی! میں ابھی سائرس سے مل کر آ رہا ہوں۔ دیکھو! سائرس ہی نہیں، لشکر کا یہاں قیام عارضی ہے۔ تم دونوں میاں بیوی مجھے ایک خیمے میں رہتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔ سائرس سے کہہ کر میں نے تمہارے لئے ایک قیام گاہ کا اہتمام کیا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی آج ہی اس میں منتقل ہو جانا اور وہاں تمہیں ضرورت کا ہر سامان اور ہر شے مہیا کی جائے گی۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب کراوش نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بھائی! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟....... پارساگرد میں اگر ہمارا قیام عارضی ہے تو پھر ہمیں کسی پختہ مکان میں رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ پہلے بھی ہم دونوں میاں بیوی خیمے ہی میں رہے ہیں۔ اگر یہاں چند دن کا قیام ہے تو پھر کسی عمارت میں منتقل ہونے کا کیا فائدہ؟ ہم خیمے ہی میں رہیں گے۔''

جواب میں بڑی سنجیدگی سے فرناک نے بھی نفی میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگا۔

''کراوش! میرے بھائی! ہم جتنے دن یہاں ہیں اتنے دن تو کم از کم جو چیزیں تمہیں میسر آ رہی ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ دیکھو! سائرس نے جو قیام گاہ تمہارے لئے مخلص کر لی ہے، میں اسے دیکھ کر آیا ہوں اور اس میں ضروریات کے سامان کا اہتمام کر کے لوٹ رہا ہوں۔ اب تم دونوں میاں بیوی اپنا سامان سمیٹو اور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اس قیام گاہ میں منتقل کرنے کے بعد پھر اپنے خیمے کی طرف آؤں گا۔ دیکھو! انکار مت کرنا۔ اگر تم دونوں بھلے چند دن کے لئے ہی کیوں نہ سہی، اس مکان میں منتقل ہو جاؤ تو اس میں میری خوشی ہو گی۔ میں سمجھوں گا تم دونوں میاں بیوی کو کم از کم یہاں قیام کے دوران آسائش تو ملی۔ مجھے امید ہے کہ تم میرا کہا ٹالو گے نہیں۔''

جواب میں کراوش نے سرینا کی طرف دیکھا۔ پھر دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے۔ کراوش کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! تیرا کہا ٹالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسے تم چاہو گے ویسا ہی ہو گا۔''

کراوش کی اس گفتگو سے فرناک خوش ہو گیا تھا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے اپنا سامان سمیٹا اور فرناک کے ساتھ ہو لئے تھے۔



اُسی روز تیمرس اپنے خیمے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ خیمے میں ایزت داخل ہوئی۔ ایزت کو

دیکھتے ہی تیمرس نے بیٹھے ہی بیٹھے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے چہرے پر اس موقع پر گہری نفرت کے آثار تھے۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ایزت مسکراتی ہوئی خیمے میں داخل ہو گئی تھی۔ تیمرس کے قریب ہی ایک نشست پر بیٹھ گئی، پھر تیمرس کو مخاطب کرتے ہوئے بول اٹھی۔

''تیمرس! میری عزیز بہن! میری طرف دیکھو۔''

تیمرس مڑی۔ پہلے کھا جانے والے انداز میں ایزت کی طرف دیکھا، پھر بے پناہ غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''تم مجھے بہن کہہ کر مخاطب کر رہی ہو۔ پہلے یہ کہو کہ کیا تم اس قابل ہو کہ تمہیں بہن سمجھا جائے؟ تم نے جھوٹ، فریب اور ریاکاری کا سہارا لے کر میری زندگی میں زہر گھولنے کی کوشش کی۔ ایک ایسا زہر جو میری جان لینے کے درپے ہو چکا ہے۔''

تیمرس کے ان الفاظ پر ایزت بھی اُداس ہو گئی تھی۔ چنانچہ آگے بڑھ کر ایزت نے تیمرس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے پھر بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگی۔

''میری عزیز بہن! مجھے تمہاری حالت کی خبر ہے اور اپنے کئے پر انتہا درجہ کی ندامت اور شرمندگی بھی ہے۔ میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ معافی مانگتی ہوں۔ دراصل مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ وہ میری خود فریبی تھی کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ فرناک مجھے پسند کرتے ہیں اور میں بھی ان سے محبت کرتی ہوں۔ یوں جانو وہ الفاظ میں نے بیخبری میں صرف اپنا بھرم رکھنے کے لئے کہہ دیئے تھے۔ ورنہ ان میں کوئی حقیقت نہ تھی اور میرے اس جھوٹے انکشاف کے بعد جو حالات تم پر بیتے مجھے ان کی بھی خبر ہے۔ فرناک نے تمہارا بازو پکڑا اور تم نے فرناک کے لئے بڑے نازیبا اور نامناسب الفاظ استعمال کئے جس کی بناء پر وہ اب تم سے بھی ناراض اور خفا ہو چکا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ایزت جب خاموش ہوئی تو تیمرس آگ کی طرح بھڑک اٹھی اور ایزت کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں اپنی محبت میں بڑی پُرسکون تھی۔ لیکن تم لہروں کے پیچ و تاب، سانپ کی پھنکار کی طرح نمودار ہوئیں۔ موت کی طرح بنجر پیاس بن کر مجھ پر چھا گئیں۔ مجھے تم نے اپنے کردار سے حسرتوں کے انبار، زندگی کی محرومیوں تلے دفن کر کے رکھ دیا ہے۔ تم نے اپنا کردار ادا کر کے میری ہڈیوں کی تازگی تک چھین کر مجھے جلتے منقطع خوابوں، لرزتے وجود، خوفزدہ چہرے اور بے دیار و بے ٹھکانہ مسافر پرندوں جیسا کر کے رکھ دیا ہے۔ میں

نے اپنی زندگی میں صرف ایک شخص سے محبت کی تھی، وہ فرناک ہے۔ تو نے انہیں غلام سمجھ کر جتنی ان سے نفرت کی اس سے کئی گنا میں نے بڑھ کر ان سے محبت کی۔ میں نے اسے ایسی گہرائیوں سے چاہا کہ غم کے بے اتھاہ بھنور، کھولتے خونی انقلاب، سمندر کے سے اُٹھتے طوفان بھی میری اس محبت پر غالب نہ آ سکتے۔ لیکن تُو نے ہم دونوں کے درمیان دراڑ پیدا کر دی ہے۔ میری محبت اب بھی ان سے ایسی ہی ہے۔ لیکن وہ مجھ سے دور ہو چکے ہیں۔ ایزت! تُو نے میری محبت کا مذاق اور تمسخر اُڑایا ہے۔ ورنہ ان سے میری محبت ایسی ہے جو ساغر کو شبنم و طوفانوں کے بگولوں اور سورج کی کرنوں اور آندھیوں کو بگولوں تک میں تبدیل کر کے رکھ دے۔ ایسی محبت جو پربتوں کے غبار، راہوں کی سیاہی، بدگمانیوں کی بارات، نفرتوں کی بھڑکتی آگ کو بھی روح کے وجدان اور الماس و گوہر میں تبدیل کر کے رکھدے۔ اب تُو نے مجھے اپنے کردار سے نفرت کے ایسے دوراہے، بے زاریوں کے ایسے چوراہے پر کھڑا کر دیا ہے جہاں میرے سامنے مستقبل کے لئے روشنی کی کوئی معمولی سی کرن بھی نہیں ہے۔ اب میں کہاں جاؤں انصاف کے کس فقیہی کے سامنے التماس کروں کہ مجھے انصاف دیا جائے؟ شہر کے کس مفتی، کس محتسب کے دروازے پر دستک دوں؟ ایزت! تُو نے مجھے نفرت کی آندھیوں میں بے حیثیت و بے منزل کر کے رکھ دیا ہے۔''

تیمرس جب خاموش ہوئی تب بڑی محبت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ایزت بول اٹھی۔

''میری بہن! اس وقت تم جو کچھ بھی کہو میں اسے تسلیم کروں گی۔ جو الزام بھی مجھ پر دھرو گی، اسے قبول کروں گی۔ اس لئے کہ جو کچھ تم پر بیت رہی ہے وہ میری غلطی کی وجہ سے ہے۔ میں نے اپنے مفاد کی خاطر تمہارے سامنے کانٹے بوئے۔ اب وہی کانٹے مجھے اپنی پلکوں سے چننے پڑ رہے ہیں۔ میری عزیز چھوٹی بہن! کبھی میں سمجھتی تھی کہ مجھ سے خوب صورت تو کوئی لڑکی ہے ہی نہیں۔ اپنی زندگی میں دو بار میں رشک و حسد کا شکار ہوئی۔ ایک اس وقت جب بھائی سائرس نے میری بہن آمیتش کا رشتہ مانگا۔ اس وقت میں نے یہ خیال کیا تھا کہ میں اپنی بڑی بہن آمیتش سے کہیں زیادہ خوب صورت ہوں لہٰذا سائرس نے کس بناء پر میری بڑی بہن کو مجھ پر فوقیت دی؟ اس کی نظر عنایت مجھ پر کیوں نہ پڑی؟........ دوسری بار میں اس وقت حسد اور رشک کا شکار ہوئی جب مجھے نظر انداز کرتے ہوئے فرناک نے اپنی محبت کے پھول تم پر نچھاور کئے۔ بس اُسی حسد، اُسی

رشک نے مجھے خود پسندی کے عروج پر پہنچا دیا اور اسی خود پسندی میں ڈوب کر میں راہ بھٹکی اور تم سے اپنی اور فرناک کی محبت کا جھوٹا افسانہ گھڑتے ہوئے تمہیں ایک طرح سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ میری عزیز بہن! تم جتنی بار کہو، میں اتنی بار ہی تم سے معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ایزت نے تیمرس کے ہاتھ چھوڑ کر اس کے دونوں پاؤں پکڑ لئے، پھر رونے کے انداز میں کہنے لگی۔

"مجھے معاف کر دو۔"

تیمرس نے فوراً اپنے پاؤں پیچھے کھینچ لئے۔ کہنے لگی۔

"ایسا کر کے تم مجھے گناہ گار کر رہی ہو۔ دیکھو ایزت! اب معافی مانگنے سے کیا حاصل؟ جو کچھ ہونا تھا، سو ہو چکا۔ میں اپنے رویے کی معافی مانگتے ہوئے فرناک کو کئی بار راضی کرنے کی کوشش کر چکی ہوں۔ لیکن اب وہ مجھ سے بہت دور جا چکے ہیں۔ مجھ سے گفتگو کرنا تو بہت دور کی بات اب تو وہ میری شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ میری عزیز بہن! تو معافی مانگے نہ مانگے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تاہم میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ تم نے مجھے بہن کہہ کر پکارا تھا، سو میں بھی تمہیں بہن ہی کہتی ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ اور کہنے کے لئے تو میرے پاس چارہ بھی نہیں ہے۔"

تیمرس جب خاموش ہوئی تب انتہائی تھکے لہجے میں ایزت کہنے لگی۔

"تیمرس! میری بہن! میری حالت تم سے مختلف نہیں ہے۔ یوں جانو ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہے۔ تم جانتی ہو شال کے کوہستانوں اور دریائے زرفشاں کی مہم کے دوران میرے باپ، میرے بھائی نے لشکر میں شمولیت اختیار نہیں کی تھی۔ وہ اپنے مرکزی شہر شوش ہی میں رہے۔ صرف میں اکیلی لشکر میں شامل رہی تھی اور شامل ہونے کی وجہ بس میری فرناک سے محبت تھی جس کا انکشاف میں اپنے باپ بھائی پر بھی کر چکی ہوں۔ میری بڑی بہن آمیتش کو بھی اس کا علم ہے۔ ورنہ میں اکیلی کیوں لشکر میں شامل ہو کر یوں دریائے زرفشاں اور دور دراز کے علاقوں کی خواہ مخواہ خاک چھانتی پھرتی۔ یہ سب کچھ میں نے فرناک کی محبت اور اسے راضی کرنے کے لئے کیا۔ لیکن میری بدبختی میں اسے غلام سمجھتی رہی۔ غلاموں سے مجھے سخت نفرت تھی۔ وہ نفرت میرے اور فرناک کے درمیان شروع میں حائل رہی۔ آخر جب اس نے اپنے کارناموں، اپنی جرأت، اپنی دلیری سے اس نفرت کے پردے چاک کر کے میرے دل پر محبت کی ردا پھیلا دی، اب میں آپ

سے آپ ان کی طرف کھنچتی چلی گئی۔ لیکن مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ میں فرناک کے دل سے وہ نفرت نہ نکال سکی جو غلاموں سے نفرت کرنے کے ردِعمل کے طور پر فرناک کے دل میں میرے غلاف بیٹھ چکی تھی۔ کاش! فرناک ہم سے راضی ہو جائے۔ کاش! حالات کے اندر کوئی ایسا عجوبہ، کوئی ایسا انقلاب برپا ہو جائے کہ ہم دونوں بہنیں اپنی اپنی منزل سے ہمکنار ہو جائیں۔ میری بہن! کیا ایسا ممکن نہیں کہ اپنی مشترکہ منزل کو حاصل کرنے کے لئے ہم دونوں ایک ہی راستے پر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر آگے بڑھتی رہیں؟........ اگر ہم ایسا کریں تو میرا دل کہتا ہے کہ ایک نہ ایک روز ہم اپنی منزل تک پہنچنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ایزت جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں تیمرس کہنے لگی۔

''ایزت! میری بہن! یہ بات تُو نے بڑی تاخیر سے کہی۔ اگر تُو یہ بات مجھے پہلے کہہ دیتی تو میں تجھے اپنی منزل کا شریک، اپنی محبت کا ہم سفر بنا لیتی اور اس طرح ہم دونوں مل کر فرناک کی زندگی کی ساتھی بن کر اسے خوش اور شادمان رکھنے کی کوشش کرتیں۔ لیکن میری بہن! اب تو خونی انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ ایک ایسی تبدیلی برپا ہو چکی ہے جس پر قابو پانا اب ہم دونوں میں سے کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ لیکن میری بہن! تم اس سارے مسئلے کو حل کر سکتی ہو۔ بکھرے سارے حالات کو سمیٹ سکتی ہو۔''

''یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔'' تیمرس نے بھی اسی کے انداز میں کہنا شروع کیا تھا۔ 'اس میں شک نہیں کہ فرناک نے تم سے کبھی محبت کا اظہار نہیں کیا اور مجھے وہ یقیناً چاہنے لگے تھے۔ لیکن جو حماقت تم سے ہوئی وہ حماقت مجھ سے بھی سرزد ہوئی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ جس طرح وہ تم سے، پہلے دور اور بیگانے تھے اس سے کہیں بڑھ کر وہ اب مجھ سے بیگانگی برت رہے ہیں۔ ایسے حالات میں میری بہن! تُو خود ہی کہہ، وہ کون سا حربہ ہے؟ وہ کون سا جتن ہے جسے استعمال کر کے ہم فرناک کی طرف جانے والی اپنی راہوں کو سنوار سکتی ہیں؟''

یہاں تک کہنے کے بعد تیمرس جب خاموش ہوئی تب اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ایزت پھر کہہ رہی تھی۔

'تیمرس! آج سے میں تمہیں اسی طرح اپنی بہن سمجھوں گی جس طرح میری بڑی بہن آمیتش ہے۔ میں جانتی ہوں مجھ سے کچھ حماقتیں ہوئیں۔ رشک اور حسد میں، میں

نے تمہارے خلاف بے وقوفوں کا سا راستہ اختیار کیا۔ لیکن اب میرے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں ایک بار پھر تم سے معافی مانگتی ہوں۔ ساتھ ہی تم سے یہ بھی پوچھتی ہوں کہ اگر ہم دونوں ایک ساتھ فرناک کی زندگی کی ساتھی بنیں تو ہم ان کے ساتھ اتفاق، اتحاد اور پیار و محبت کے ساتھ گزر بسر کر سکتی ہیں۔''

ایزت کے خاموش ہونے پر طنزیہ سی مسکراہٹ تیمرس کے چہرے پر نمودار ہوئی۔ کہنے لگی۔

''ایزت! تم عیلام کے بادشاہ گوبارو کی بیٹی ہو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے........''

یہاں تک کہتے کہتے تیمرس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی طرف گھورنے کے انداز میں دیکھتے ہوئے ایزت بول اُٹھی۔

''تیمرس میری بہن! اس تفریق اور تقابلی جائزے کی بات مت کرنا۔ اگر میں عیلام کے بادشاہ کی بیٹی ہوں تو تم بھی سبزہ زارِ اعظم کے حکمران کی بیٹی ہو۔ اس وقت نہ میں عیلام کے بادشاہ کی بیٹی ہوں اور نہ تم ہی سبزہ زارِ اعظم کے بادشاہ کی بیٹی ہو۔ دونوں ہی غریب الوطن اور ایک ہی منزل کی مسافر ہیں۔ اب ہمارے سامنے اس کے علاوہ اور کوئی مدعا و مقصد نہیں ہے کہ فرناک کو راضی کرنا ہے اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا ہے۔ تیمرس! تم تو سبزہ زارِ اعظم سے اپنی چچا زاد بہن سرینا کے ساتھ اپنی خوشی سے اگبتانا کی طرف آئی تھیں۔ لیکن جس وقت کرزوس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد سائرس نے شمال میں دریائے زرفشاں تک جانے کا ارادہ کیا تھا تو میں لشکر میں صرف فرناک کے ساتھ اپنی محبت کو سامنے رکھتے ہوئے لشکر میں شامل ہوئی تھی۔ حالانکہ لشکر میں نہ میرا باپ تھا، نہ بھائی۔ لشکر میں میری کوئی ضرورت بھی نہیں تھی۔ ہاں مجھے فرناک کی ضرورت تھی۔ اسی کی خاطر میں لشکر میں شامل ہوئی۔ شمال مشرق میں دریائے زرفشاں کی طرف اس کی خاطر دھکے کھاتی رہی۔ لیکن اب تک وہ مجھ سے ناراض ہے بلکہ اس کی ناراضگی اور خفگی مجھ سے دن بہ دن بڑھتی ہی چلی گئی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ دونوں کسی وقت ایک ساتھ فرناک کے پاس جائیں اور اس سے اپنی ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگیں اور........''

ایزت اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔ اس لئے کہ تیمرس بول اُٹھی۔

''ایزت میری بہن! ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں اب وہ ہم دونوں کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ مجھے تو وہ اب اپنے خیمے میں بھی داخل ہونے نہیں دیتے۔''

اس موقع پر ایزت بھی جھٹ سے بول اٹھی۔
''میرے ساتھ بھی ان کا رویہ ایسا ہی ہے۔''
''ان حالات میں ہم دونوں کا ایک ساتھ ان کے پاس جانا اور معذرت کرنا کوئی اچھا فعل نہیں ہے۔'' تیمرس نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اس طرح ان کی ناراضگی اور خفگی میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ ہاں! میں نے ایک طریقہ ضرور اپنایا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں بھائی کراوش سے بات کی ہے۔ سرینا سے بھی میں نے کہا ہے جب بھی وہ فرناک کے ساتھ بیٹھیں، میرے متعلق ان سے گفتگو کرتے رہیں۔ انہیں میری طرف مائل ہونے کی انگیخت کرتے رہیں۔ میرا دل کہتا ہے اگر وہ لگاتار ایسا کرتے رہیں تو مجھے امید ہے کہ اب ہم نے جو اپنے ہاتھوں سے اپنے راستوں پر کانٹے بچھائے ہیں وہ کسی حد تک صاف ہو جائیں گے۔ اب تک کراوش اور سرینا کے ساتھ میں نے صرف اپنی ذات سے متعلق گفتگو کی تھی، اب میں اس سلسلے میں ان سے تمہارے متعلق بھی کہوں گی۔
ایزت! اگر تم مجھے اپنی بہن سمجھتی ہو تو آج سے میں بھی تمہیں اپنی سگی بہنوں کی طرح چاہوں گی اور میں تمہیں اپنا یہ عندیہ دیتی ہوں کہ ہم دونوں مل کر فرناک کی زندگی کی ساتھی کی حیثیت سے انتہائی اتفاق اور چاہت و محبت کے ساتھ زندگی کے دن گزار سکتی ہیں۔''
تیمرس کی اس گفتگو سے ایزت کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آگے بڑھی، تیمرس کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ کئی بار اس کا منہ چوما، پھر کہنے لگی۔
''تیمرس! اپنی گفتگو سے تُو نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میری بہن! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم دونوں ایک ہی خیمے میں اپنی رہائش رکھ لیں۔ دیکھو! میں علیحدہ خیمے میں اکیلی پڑی رہتی ہوں۔ ہر وقت ایک اُلجھن، ایک دباؤ ذہن پر پڑا رہتا ہے۔ پریشانیاں و فکر مندیاں دل میں اپنا گھر کئے رکھتی ہیں۔ تم بھی خیمے میں اکیلی ہو۔ پہلے تو تمہارے پاس سرینا تھی تو تمہارا وقت اچھا گزر جاتا ہوگا۔ اب سرینا شادی کے بعد بھائی کراوش کے ساتھ رہ رہی ہے۔ اگر ہم دونوں اکٹھے رہ لیں تو میرے خیال میں.......''
ایزت یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیمرس کہنے لگی۔
''ایزت! ایسی بات کر کے تُو نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں خود خیمے میں اکیلی رہ

رہ کر تنگ آ گئی ہوں۔ پہلے سرینا تھی، وقت اچھا گزر جاتا تھا اور دونوں بہنیں کسی نہ کسی موضوع پر بات کر لیتی تھیں۔ کمرے کے اندر چھوٹا سا آگ کا الاؤ روشن کر کے کافی دیر تک بیٹھ کر گفتگو کرتی تھیں۔ اب اکیلے پڑے پڑے مجھے اتنی بیزاری ہوتی ہے جسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اگر تم میرے خیمے میں منتقل ہو جاؤ تو میں سمجھوں گی میری تنہائیاں اور میرے تفکرات آدھے ہو کر رہ جائیں گے۔''

تیمرس کی اس گفتگو سے ایزت بھی خوش ہو گئی تھی۔ پھر دونوں نے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ دونوں تیمرس ہی کے خیمے میں رہیں گی۔ اس کے بعد تیمرس اُٹھی اور ایزت کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اب اٹھو! تمہارا سامان یہاں میرے خیمے میں لاتی ہیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک کھانے کا وقت ہو جائے گا اور میرے خیمے ہی میں دونوں بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔''

ایزت نے مسکراتے ہوئے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر دونوں خیمے سے نکل گئی تھیں۔





سائرس ایک روز اپنے پرانے شہر پارساگرد میں اپنے سالاروں میں سے فرناک، کراوش، ہزار پت، مہرداد، امبا اور دوسرے سالاروں اور اُمراء کے ساتھ اپنی مستقبل کی متوقع مہموں سے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اچانک اس کمرے کے دروازے پر اس کا چوبدار نمودار ہوا اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! ہمارے وہ مخبر جو بابل کی طرف گئے ہوئے تھے، وہ لوٹے ہیں اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بابل کی کچھ خبریں کہنا چاہتے ہیں۔''

اپنے چوبدار کے یہ الفاظ سن کر سائرس چونکا تھا، مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''انہیں روکو نہیں، فوراً اندر بھیجو۔ مجھے انہی کا تو بڑی بے چینی سے انتظار تھا۔''

چنانچہ چوبدار پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کچھ مخبروں کو لے کر آیا اور انہیں سائرس کے سامنے لا کھڑا کیا۔ سائرس نے پہلے بغور ان کا جائزہ لیا، پھر کہنے لگا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ بابل سے متعلق جو خبریں تم میرے لئے لے کر آئے ہو وہ خبریں تم نے کہاں اور کس سے حاصل کی ہیں؟ اگر تم بابل شہر کے اندر گئے تھے تو بابل شہر کی حالت کے علاوہ وہاں کی عسکری قوت اور وہاں کے عام لوگوں کے رہن سہن کے علاوہ مذہبی لوگوں کے ہمارے متعلق کیا خیالات ہیں؟''

سائرس جب خاموش ہوا تو ان مخبروں میں سے ایک بول اٹھا۔

''مالک! آپ جانتے ہیں اس وقت بابل ان علاقوں کا سب سے بڑا اور عظیم شہر شمار کیا جاتا ہے۔ دریا کے کنارے ہونے کی وجہ سے ہمہ وقت اس کے سامنے بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں کھڑی رہتی ہیں جو مال کا لین دین کرنے کے لئے وہاں لنگر انداز ہوتے ہیں۔ جہاں تک وہاں سے خبریں حاصل کرنے کا تعلق ہے تو خبریں حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس سب سے بڑا ذریعہ آڑھتی ہیں۔ یہ لوگ شہر سے باہر جاتے ہیں اور

آئندہ کے واقعات کا اندازہ لگانے میں بڑے ہوشیار ہیں۔ بابل شہر کے اندر دو طرح کے بڑے لوگ ہیں۔ ایک مملکت کے اُمراء، دوسرے مذہبی نمائندے جن کا تعلق بابل کے سب سے بڑے معبد اساگیلا سے ہے۔ اساگیلا اس معبد کا نام ہے جس کے اندر بابل کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کو رکھا جاتا ہے۔ یہ آڑھتی گو مال کے لین دین میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ صاحب ثروت بھی ہیں لیکن یہ لوگ اُمرائے دربار اور اساگیلا کے معبد کے گماشتوں اور کچھ دوسرے لوگوں سے کم تر ہی خیال کئے جاتے ہیں۔ یہ آڑھتی نہ صرف بابل بلکہ آس پاس کے علاقوں کی خبریں بھی خوب رکھتے ہیں۔ ہم نے انہی آڑھتیوں کے ہاں قیام کیا ہوا تھا اور وہ آڑھتی آپ سے متعلق بھی خوب خبریں رکھتے ہیں۔ ایک آڑھتی نے ہمارے وہاں قیام کے دوران ہم پر یہ انکشاف کیا کہ پارساگرد اور اکبتانا کا بادشاہ سائرس جس نے ایشیائے کوچک کے بادشاہ کرزوس کو شکست دے کر اس کے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہ ان پڑھ ہے۔ اور یہ کہ اس کا باپ کسی دور میں دہقان ہوا کرتا تھا۔ اس آڑھتیے نے ہم پر یہ بھی انکشاف کیا کہ جہاں تک سائرس کے قبائل کا تعلق ہے تو وہ سومیری قوم کی طرح دور دراز کے بیابانوں کو تسخیر کیا کرتا ہے۔ لیکن سائرس کے آباؤ اجداد بھی ماضی میں بابل کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اور پھر بخت نصر نے بابل کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا ہے۔

مالک! ان دنوں یہ آڑھتیے پریشان اور فکرمند ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے خزاں کے موسم میں ان کے ہاں قیام کیا ہوا تھا اور خزاں کے موسم میں یہ آڑھتیے کاروبار کی مسلسل سرد بازاری اور اناج کی قیمت میں بتدریج زیادتی اور وبائی امراض کی بدولت بڑے پریشان اور فکرمند تھے۔ اس لئے ان کا کاروبار بالکل سرد ہو چکا تھا۔ مقامی لوگ خصوصیت کے ساتھ اساگیلا کے معبد کے گماشتوں کا تو یہ خیال تھا کہ یہ جو بابل کے اندر مسلسل سرد بازاری ہے اور اناج کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے، وبائی امراض پھیل رہے ہیں یہ سب ان کے بڑے دیوتا مردوک کی ناراضگی کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ جب بابل اور اس کے گرد ونواح میں یہ خبریں پھیل گئیں کہ بابل میں جو امراض پھیل رہے ہیں یا قحط کا سماں ہے وہ مردوک کی وجہ سے ہے۔ تب بابل کے بادشاہ بنونید نے سب سے بڑے دیوتا مردوک کو راضی کرنے کا فیصلہ کیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"مالک! آپ جانتے ہیں، بابل کے بادشاہ بنونید نے عرب کی سرزمینوں میں وادیٔ

تیما کے اندر ایک محل تعمیر کیا ہے۔ اس کے امراء بھی وہاں کچھ محل تعمیر کر چکے ہیں۔ بنونید سال کا اکثر حصہ اسی محل کے اندر قیام کرتا ہے جبکہ بابل کا نظم ونسق اس کے بیٹے بل شعر کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ لیکن بڑے دیوتا کی ناراضگی کا خیال کر کے بنونید وادیٔ تیما سے بابل شہر میں داخل ہوا۔ چنانچہ بڑے دیوتا کو راضی کرنے کے لئے وہ بذاتِ خود دیوتا کو راضی کرنے کی رسم میں شامل ہوا۔ وہ اساگیلا کے معبد کی سیڑھیاں چڑھ کر دیوتا کے حرم تک پہنچا اور وہاں دیوتا کی نظر لطف وکرم اور اپنی نذر کے ثبوت میں مردوک دیوتا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور مردوک کے خوفناک مجسمے کے سر پر اس وقت لاجوردی موتیوں کا تاج اور گلے میں طلائی ہار تھا اور اس کو ہر طرح سے خوب سجایا گیا تھا۔ ایسا کر کے مقصد اسے راضی کرنے کا تھا۔

لیکن بابل کے اندر اس رسم کے باوجود یہ خبریں اُڑتی رہیں کہ بابل اور اس کی حکومت سے ابھی تک مردوک دیوتا کی ناراضگی ٹلی نہیں ہے۔ اس لئے کہ بابل کے بادشاہ بنونید اور اس کے بیٹے بل شعر کے درمیان ناراضگی کی خبریں پھیلنے لگی ہیں۔ اور یہ خبریں عام لوگوں تک صراف پہنچاتے ہیں۔ یہ صراف اساگیلا کے معبد کے علاوہ بابل کے قصر کی غلام گردشوں میں بھی بے تکلف دندناتے پھرتے ہیں۔ ہم نے کچھ خبریں صرافوں سے بھی حاصل کی ہیں۔ صرافوں کا کہنا تھا کہ بابل کے بادشاہ بنونید نے جو اپنے بڑے دیوتا مردوک کو راضی کرنے کی رسم ادا کی تھی۔ اس رسم کے دوران بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنے سالاروں اور اُمراء کو پہلے کی نسبت دُگنی شراب دی۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ وہ شراب کھجور کی کوئی عام شراب نہ تھی بلکہ انگور کی شراب تھی جسے لبنان سے منگوایا گیا تھا۔

جن صرافوں سے ہم نے کچھ خبریں حاصل کیں ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ بابل کا بادشاہ بنونید ان دنوں اپنی ذات میں کئی حصوں میں بٹ چکا ہے۔ اس کے اور بڑے دیوتا مردوک کے پجاریوں کے درمیان خلیج اور نفرت کی دیواریں کھڑی ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ کیونکہ بنونید نہ صرف بادشاہ ہے بلکہ دینی پیشوا بھی خیال کیا جاتا ہے لہٰذا اس کے اور معبد کے پجاریوں کے درمیان یہ نا اتفاقی اور نفرت بابل کے لئے منحوس خیال کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ غلام گردشوں میں بے تکلف پھرنے والے کچھ صرافوں نے یہ بھی خبر دی تھی کہ بنونید کا بیٹا بل شعر جو بابل کے لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ ہے اور لشکریوں کے سفید وسیاہ کا مالک ہے وہ اب اس تاک میں رہنے لگا ہے کہ اپنے باپ بنونید کی کسی غلطی کی آڑ لے کر اسے زہر دے دے اور خود بخت نصر کے تاج وتخت کا وارث بن کر تخت نصر ثانی کی

حیثیت سے بابل پر حکمرانی کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ بابل کے بہادر محافظ کی حیثیت سے اس کا باپ نہیں، وہ خود ہی بہتر انداز میں فرائض انجام دے سکتا ہے۔

لیکن بابل کی مقامی رسومات کے مطابق دربار اور قصر میں یہ تبدیلی اور یہ انقلاب ایک رسم ادا کئے بغیر برپا نہیں کیا جا سکتا۔ بابل کی رسم یہ ہے کہ وہ شخص جو بابل پر حکومت کرنے کی تمنا رکھتا ہو وہ کم از کم بابل کے کسی ایک دشمن کو پہلے نیچا دکھائے۔ فتح و کامیابی اس کے قدم چومے تو پھر اسے بابل کا بادشاہ بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ بابل میں اب تک امن و امان قائم رہا ہے۔ کسی بیرونی حکومت نے اس پر حملہ نہیں کیا لہٰذا بنونید کے بیٹے بل شعر کو موقع ملا ہے۔ اس نے اپنے لشکر میں بڑا اضافہ کر کے اپنی عسکری قوت کو مضبوط کر لیا ہے۔

وہاں کے سالاروں اور آڑھتیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ بابل کے بادشاہ بنونید کو بھی اس بات کی خبر ہو گئی ہے کہ اس کا بیٹا بل شعر اس تاک میں ہے کہ اسے کوئی مناسب موقع ملے اور وہ بابل کے کسی دشمن کو زیر کرے اور پھر بابل کا بادشاہ بن جائے۔ چنانچہ یہ بنونید بھی اپنے بیٹے کو نیچا دکھانے کے لئے اب بابل شہر میں کارروائیوں میں مصروف ہے اور ان کارروائیوں میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہے۔ جہاں تک اس بنونید کا تعلق ہے تو اس کے متعلق صرافوں اور آڑھتیوں کا کہنا ہے کہ وہ ایک متلون مزاج اور ذہین آدمی ہے۔ بابل کے گرد و نواح کے لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ بنونید بابل کے عظیم بادشاہ بخت نصر کی دختر کا حقیقی بیٹا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ بخت نصر کے بعد واقعی بابل کا حکمران اس کی بیٹی کا بیٹا ہی بنا تھا لیکن وہ زیادہ عرصہ تک حکومت نہ کر سکا اور بنونید اس پر غالب آ گیا۔ ہوا کچھ اس طرح کہ موجودہ حکمران بنونید حقیقت میں بخت نصر کی طرح کلدانی قوم سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کی ماں حران شہر میں چاند دیوتا کے معبد کی پجارن ہوا کرتی تھی اور اس معبد میں جو چاند دیوتا کے نام سے بُت رکھا جاتا تھا اسے دیوتا سین کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ پجارن کے بیٹے بنونید نے بڑی رازداری اور بڑی حکمتِ عملی سے بابل کے تاج و تخت کے مالک بخت نصر کے نواسے کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور خود بابل کا بادشاہ بن بیٹھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب سائرس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم نے بات کو کچھ ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ تم نے پہلے اپنی گفتگو کے دوران ذکر کیا تھا

کہ بابل کا بادشاہ بنونید اور اس کا بیٹا بل شعر ایک دوسرے کے مخالف ہو چکے ہیں۔ بیٹا اس کوشش میں ہے کہ باپ کو تاج و تخت سے محروم کر دے۔ لیکن اس کے لئے اسے ایک مقامی شرط پوری کرنا ہو گی اور وہ یہ کہ کسی ہمسایہ حکمران پر حملہ آور ہو کر اسے اس کے خلاف فتح حاصل کرنا ہو گی۔ یہ تو تم نے بل شعر کے کردار کی وضاحت کر دی۔ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ بابل کا بادشاہ یعنی بل شعر کا باپ بنونید اپنے بیٹے بل شعر کو اپنے سامنے زیر کرنے اور لگاتار بابل کا بادشاہ رہنے کے لئے کیا کیا جتن کر رہا ہے۔''

جواب میں اس مخبر نے پہلے سر کو خم کیا، سائرس کو تعظیم دی۔ پھر دوبارہ کہنے لگا۔

''اپنے بیٹے بل شعر کو نیچا دکھانے اور اپنی بادشاہت کو استحکام بخشنے کے لئے بنونید نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے اپنے بڑے دیوتا مردوک کو خوش کرنے کے لئے سالِ نو کا جشن منانے کا اعلان کیا۔ سالِ نو کا جشن منانے سے بنونید نے بلور کے پتھر پر ایک تحریر رقم کروائی تھی۔ وہ تحریر آپ سے متعلق تھی۔ جو پیش گوئی بنونید نے بلور کے پتھر پر کندہ کرائی وہ شاید اس طرح تھی۔

''فارس کا بادشاہ سائرس میرے قدموں پر جھکے گا۔ اس کا ملک میرے قبضے میں آ جائے گا۔ اس کی املاک میرا مالِ غنیمت ہوں گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر رکا، پھر کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! جب آپ کے خلاف یہ لوح تیار ہو چکی تو بنونید نے اپنے مصاحبوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''اگر سائرس نے کبھی اس کتبہ کو پڑھا تو وہ پریشان ضرور ہو گا۔''

پہلے اس کتبہ کو نصب کرنا واقعی بنونید کے لئے ایک ہوش مندانہ فعل ثابت ہوا اور اس کی طرف سے اس کے بیٹے کے خلاف ایک عمدہ قدم بھی خیال کیا گیا۔ مردوک کے بڑے معبد اساگیلا کے خدام نے اس موقع پر اس تحریر کو پڑھ کر آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''اس عمل کے ذریعے بنونید اپنے لڑکے کی سبقت پر غالب آ گیا ہے۔ اور اگر بل شعر نے اہل فارس و ماد کے بادشاہ سائرس کے خلاف کسی قسم کی کامیابی حاصل کر بھی لی تو اس کے باپ کی فتح ہو گی جس نے بابل کے دیوتاؤں کے نام سے پیش گوئی کر دی ہے۔''

اے بادشاہ! جس وقت یہ سارے اہتمام اور انتظامات ہو رہے تھے، اس وقت میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بابل شہر میں موجود تھا۔ اس وقت بابل شہر کے نجومیوں نے اپنے

بادشاہ بنونید کے بیٹے بل شعر کے لئے یہ بھی پیش گوئی کر دی تھی کہ وہ چونکہ شراب بہت زیادہ پیتا ہے لہٰذا بہت جلد مر جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا۔ پھر دوبارہ سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! اب اپنے بیٹے بل شعر کو نیچا دکھانے کے لئے بابل کے بادشاہ بنونید نے جب اپنے بڑے دیوتا کا جشن منانے کا اعلان کیا، ہم نے دیکھا اس روز آسمان بالکل صاف تھا۔ آسمان پر ایک بادل بھی نہ تھا اور پُرسکون فضا میں کوئی گرد وغبار بھی نہیں اٹھ رہا تھا۔ اس وقت بابل کے بڑے دیوتا کو اساگیلا کے معبد سے نکال کر بابل کی شاہراہوں پر پھرایا گیا۔ بنونید یہ عمل کر کے اپنے بیٹے بل شعر کو اپنے آپ سے نیچا دکھانا چاہتا تھا۔ جس وقت دیوتا کو نکال کر اسے گلی کوچوں میں گھمایا اور جشن کا سماں برپا کیا گیا تو اس وقت بابل شہر کی شاہراہوں پر حسب معمول داغ شدہ غلام تاریک گلیوں میں کھڑے ہوئے تھے۔ آزاد لوگوں کے علاوہ دیہاتیوں، گلہ بانوں اور باربرداروں کا شاہراہوں پر ایک ہجوم تھا۔ ذرا اونچے طبقے کے لوگ، دھات کا کام کرنے والے لوگ، نانبائی اور قصائی اپنی اپنی گلیوں میں کھڑے تھے۔ منشی، تاجر، آڑھتی اور انتظامیہ کے لوگ لکڑی کی بینچوں پر اور بعض دولت مند لوگ سائبانوں کے نیچے کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ مکانوں کے چھجوں اور چھت کے اوپر اور دریچوں میں اُمراء قیمتی لباس زیب تن کئے آرام سے بیٹھے دیوتا مردوک کا جشن مناتے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے جو بڑے آدمی تھے انہوں نے اپنے گلوں میں موتیوں کے ہار اور بچوں نے پھولوں کے ہار ڈال رکھے تھے۔ اے بادشاہ! اس موقع پر جو ایک عجیب سماں تھا وہ یہ کہ عبرانی یعنی یہودی بھی ان گنت تعداد میں بابل کی شاہراہوں کے کنارے کھڑے بابل کے بڑے دیوتا کا جشن دیکھ رہے تھے۔ اے بادشاہ! یہ وہ یہودی ہیں جنہیں بابل کا بادشاہ بخت نصر اس وقت فلسطین سے قیدی بنا کر لایا تھا جس وقت وہ بیت المقدس اور دوسرے شہروں پر حملہ آور ہوا تھا۔

اے بادشاہ! جشن کو اپنے عروج پر لے جانے کے لئے بابل کے بادشاہ نے اچھی خاصی رقوم خرچ کی تھیں۔ بے دین لوگوں کے علاوہ جادوگروں اور طوائفوں کو رقوم دے کر گھروں سے لایا گیا اور شاہراہ کے کنارے کھڑا کیا گیا۔ گانے والی طوائفیں اور ان کے شگون بتانے والے نجومیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے۔ اس موقع پر دیوتا کی رتھ کے آگے پیچھے بنونید کے پاسبان کتے بھی بڑی تنظیم کے ساتھ دیوتا کے ساتھ چل

رہے تھے۔“

مخبر دم لینے کے لئے رکا، اس کے بعد سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”مالک! یوں جانئے کہ اس وقت بابل شہر میں دو سانڈ ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے ہیں۔ ایک خود بابل کا بادشاہ بنونید جو اپنے بیٹے کو زیر رکھنے کے لئے جتن کر رہا ہے۔ دوسرا بل شعر جو بنونید کا بیٹا ہے، اپنے ہی باپ کو زیر کر کے اس کی جگہ خود بابل کا حکمران بننے کے درپے ہے۔

مالک! جس وقت بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنے بیٹے کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لئے معبد کے پجاریوں کے علاوہ دیوتاؤں کا بھی سہارا لیا، اس نے دوسرے شہروں کے دیوتاؤں کو بھی پہلے بابل شہر سے منگوایا، اس کے بعد اساگیلا کے معبد سے بڑے دیوتا مردوک کو نکالا گیا۔ جب مردوک کو اساگیلا کے معبد سے نکال کر ایک بڑے رتھ میں سوار کرایا گیا اس وقت معبد سے نکلتے وقت کئی بگل بجائے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار کبوتر فضا میں چھوڑے گئے تھے۔ بابل کی گلیوں میں ایک طرح سے ان دیوتاؤں کا جشن منایا گیا تھا۔ سب سے آگے مردوک کا رتھ رکھا گیا تھا جسے سفید رنگ کے گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ اس کے بعد حران شہر کا دیوتا سین رکھا گیا تھا جسے بابل کے لوگ ظلم کا دیوتا خیال کرتے ہیں۔ اس کے بعد اسپارتا شہر کا شمس دیوتا رکھا گیا تھا جو پروں والے شیر پر سوار تھا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کے پیچھے بابل ہی نہیں، سامی قوم کی سب سے بڑی دیوی اشتار بھی اپنے رتھ پر سوار تھی اور اس سمے اس کے چہرے پر نہایت باریک ریشمی نقاب ڈال دیا گیا تھا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب اس کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

”چونکہ بابل والوں نے اپنے دیوتاؤں کا جشن منایا تھا اور اس موقع پر تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری زبان سے اُس جشن کی مزید تفصیل سنوں۔ اس سے آگے بتاؤ کہ کیا ہوا؟“

اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔

”مالک! شام تک یہ جشن برپا رہا اور اس جشن کے دوران فال کی تعبیر نکالنے والے، بخت کشائی کرنے والے اپنی پیش گوئیاں اور سوالات کے متعلق قیاس آرائیاں کر کے بڑے سکے اور رقوم کماتے رہے۔ مالک! جب سورج غروب ہو گیا، رات نے اپنے

چہرے سے نقاب ہٹایا، تب بابل کی ترپین عبادت گاہوں کے دروازوں پر چراغ لگائے گئے۔ اس کے علاوہ زمین کے دیوتاؤں کی تین سو، آسمانی دیوتاؤں کی چھ سو، بے شمار دوسری زیارت گاہیں جو بابل کی شاہراہوں کے کنارے دیواروں کے اوپر تشبیہیں بنائی گئی تھیں، ان کو بھی بڑی اہمیت دی گئی اور ان کے اردگرد چراغ روشن کیے گئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب سائرس کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر دوبارہ اُس نے اُس مخبر کو مخاطب کیا۔

''میرے عزیز! جو خبریں تم لے کر آئے ہو اس کے لئے میں تمہیں تمہاری محنت کی داد دیتا ہوں۔ تمہارا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ پر کہو کہ بابل میں اب صورتِ حال کیا ہے؟''

اس پر وہی مخبر بول اٹھا۔

''مالک! بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنی مختلف کارروائیوں کے ذریعے اپنے بیٹے بل شعر کو اپنا زیر اور ماتحت کر لیا ہے۔ میرے خیال میں اب وہ اپنے باپ کے خلاف بغاوت کھڑی نہیں کرے گا۔ مقامی رائج رسومات پر عمل پیرا ہو کر بابل کے لوگوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور جس روز وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا، بابل کے لوگ بنونید کی جگہ اسے بابل کا حکمران بنانے کی تجویز پیش کر دیں گے۔ جب ایسی تجویز پیش ہو جائے گی تب بل شعر ہر صورت میں اپنے باپ کو معزول کر کے بابل کا بادشاہ بن جائے گا اور یہ مقام حاصل کرنے کے لئے بل شعر ان دنوں زور وشور سے اپنی تیاری میں مصروف ہے۔ بابل کا پہلے ایک بہت بڑا لشکر موجود ہے۔ بل شعر نئے تیغ زنوں کو لشکر میں بھرتی کر کے نہ صرف ان کی تربیت کا کام انجام دے رہا ہے بلکہ اپنے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ اس نے مشرقی سرحدوں کی طرف متعین کیا ہے۔ اپنے لشکر کی تعداد اور اس کی قوت ایک حد تک بڑھانے کے بعد وہ آپ کے خلاف حرکت میں آئے گا اور آپ کے خلاف فتح حاصل کر کے اپنی ہر دلعزیزی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرے گا۔ آپ کو ہدف اس لئے بنایا جائے گا کہ بل شعر کے سامنے اس وقت آپ کے علاوہ کوئی حکمران ہے ہی نہیں جس سے ٹکرا کر اور جسے شکست دے کر وہ بابل کا حکمران بننے کے قابل ہو سکے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر جب خاموش ہوا تو کچھ دیر خاموش رہ کر سائرس کچھ سوچتا رہا۔ آخر فیصلہ کرنے کے بعد اس نے مخبروں کو رخصت کر دیا اس کے بعد وہاں بیٹھے اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''عزیز ساتھیو! جو کچھ مخبروں نے کہا، میں نے بھی سنا، تمہارے کانوں میں بھی ان کے الفاظ پڑے۔ اب کہو، ہمیں بابل کی اس عسکری قوت کے جواب میں کیسے اور کس طرح کے ردِعمل کا اظہار کرنا چاہئے؟''

سائرس کے ان الفاظ کے جواب میں اس کا پرانا اور تجربہ کار بوڑھا سالار ماذری بول اٹھا۔ سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جیسا کہ مخبر بتا چکے ہیں، بابل میں ایک انقلاب رونما ہونے کے درپے ہے۔ بابل کے بادشاہ بنونید اور اس کے بیٹے بل شعر کے درمیان کشاکش اور مخالفت جاری ہے۔ بنونید بابل کے اندر مختلف انتظامات کر کے اپنے بیٹے کو اپنا زیر اور ماتحت اور فرمانبردار رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جبکہ بل شعر نے اپنے لشکر کی تعداد بہت زیادہ بڑھا لی ہے۔ چونکہ وہ بابل کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا ہے اور بادشاہ بننے کے لئے مقامی رسم کو پورا کرنا لازمی ہے کہ پہلے وہ کسی بیرونی حکمران کے خلاف کامیابی اور فتح حاصل کرے۔ لہٰذا بل شعر کے سامنے بس ایک ہی راستہ ہے کہ وہ آپ پر حملہ آور ہو اور اس کے بعد حکمرانی کے اپنے خواب کو حقیقت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے کہ آپ کے علاوہ بابل کے نواح میں کوئی دوسرا حکمران ہے ہی نہیں جس پر حملہ آور ہو کر بل شعر بابل کا بادشاہ بننے کی اپنی آرزو کی تکمیل کر سکتا ہے۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں تو آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آنا چاہئے اور بابل پر حملہ آور ہو جانا چاہئے۔''

جب تک ماذری بولتا رہا، دوسرے سالاروں کے علاوہ سائرس بھی بڑے غور اور انہماک سے اسے سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تب ماذری کی اس تجویز کو نہ صرف سائرس بلکہ سارے سالاروں نے بھی پسند کیا۔ اس فیصلے کے بعد سائرس نے وہ اجلاس تو ختم کر دیا تاہم اسی روز اس نے اپنے تیز رفتار قاصد قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف روانہ کئے تھے اور اپنے سسر اور عیلام کے بادشاہ گوبارو کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ بابل کے حالات اردگرد کے حکمرانوں کے لئے خطرناک صورتِ حال اختیار کر رہے ہیں لہٰذا سائرس بابل پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ ان حالات میں گوبارو اپنا لشکر لے کر سائرس کے پاس پہنچ جائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سائرس کا پیغام ملتے ہی گوبارو اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ اپنے بیٹے لازار کو بھی اس نے لشکر میں شامل کر لیا تھا اور یہ دونوں باپ بیٹا لشکر کو

لے کر بڑی برق رفتاری سے سائرس کے طے شدہ منصوبہ کے مطابق اگبتانا پہنچے۔ اس کی آمد سے پہلے سائرس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اگبتانا پہنچ چکا تھا۔ لہٰذا بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے اس متحدہ لشکر نے اب اگبتانا سے بابل کی طرف کوچ کیا تھا۔

☆★☆

اگبتانا سے بابل کی طرف جاتے ہوئے ایک روز سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ راستے میں پڑاؤ کیا تھا تاکہ اپنے لشکر کو آرام کرنے اور ستانے کا موقع فراہم کرے۔ وہاں قیام کے دوران جس وقت فرناک اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا، خیمے کے اندر کراوش اور سرینا دونوں میاں بیوی داخل ہوئے۔ ان کی آمد پر فرناک مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ تینوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب کچھ دیر خاموشی رہی۔ اس دوران فرناک بڑے غور سے کراوش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آج میرے خیمے میں آنے کے بعد تم جو سنجیدہ بیٹھے ہو اور تمہارے چہرے پر سوچوں کے جو آثار ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ تم کسی انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے آئے ہو۔ دیکھو، مجھ سے کوئی چیز نہ چھپانا۔ جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو سچ سچ کہو۔''

فرناک کے ان الفاظ پر کراوش کے چہرے پہ ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ اپنے پہلو میں بیٹھی سرینا پر پہلے اس نے ایک گہری نگاہ ڈالی۔ دونوں میاں بیوی نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا، پھر کراوش فرناک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''فرناک! جس طرح سرینا، تیمرس سے بڑی ہے لیکن اس کی چھوٹی بن کر اس کی خدمت کرتی رہی ہے، اس کی ہر بات مانتی رہی ہے اسی طرح تم بھی مجھ سے چھوٹے ہو لیکن میں نے سرینا ہی کی طرح ہر معاملے میں تمہاری ہر بات مانی، تمہارے ہر فیصلے کو آخری حکم جان کر اس کا اتباع کیا۔ آج میں تم سے کچھ مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی التماس کرتا ہوں کہ میری بات کا برا نہ ماننا۔ اس لئے کہ تمہاری ناراضگی کم از کم میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔

میرے عزیز بھائی! میں اور تم نے بچپن اکٹھے گزارا۔ ایک ہی برتن میں کھاتے رہے۔ تم میرے مزاج سے خوب واقف ہو۔ میں تمہاری سیرت سے خوب آگاہ ہوں۔ میری بس تم سے یہی التماس ہے کہ تیمرس سے راضی ہو جاؤ۔ وہ ان دنوں بڑی پریشان اور فکر مند ہے۔ بے چاری ہر وقت سوچوں میں کھوئی رہتی ہے۔ بلکہ میں کہوں گا تیمرس کے ساتھ ساتھ ایزت کو بھی معاف کر دو۔ دیکھو میرے بھائی! ایزت سے جو غلطی ہوئی،

اس کی وہ تم سے کئی بار معافی مانگ چکی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایزت نے ہمارے ساتھ زیادتی کی تھی۔ لیکن میرے بھائی! یہ بھی سوچو کہ پہلی بار جب ہم اس کے مرکزی شہر میں گئے تھے تو ہم غلام تھے۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ ہمارے حالات سے پوری طرح واقف نہیں تھی۔ اس بناء پر اُس نے اپنا یہ فیصلہ دیا تھا کہ ہمیں ہمارے مالکوں کے پاس واپس بھیج دینا چاہئے۔ اور یہ بات اس نے غلط نہیں کہی تھی۔ غلاموں سے متعلق ان علاقوں میں ایسے ہی احکامات ہیں کہ جو غلام بھاگے، جس کے پاس وہ پہنچے اس کا فرض ہے کہ اس کے مالک کے پاس اسے پہنچائے۔ لہٰذا ایزت نے اس موقع پر ہمارے متعلق غلط بات نہیں کہی تھی۔ چونکہ ہمیں واپس نہیں کیا گیا تھا۔ سائرس نے ہمیں اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یہ رواج اور رسومات کی خلاف ورزی تھی اور اس خلاف ورزی نے ایزت کو برہم کر دیا تھا۔ وہ ہم دونوں سے متنفر ہو گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب میں اور تم سائرس کے سفیر بن کر عیلامیوں کے مرکزی شہر گئے تو ایزت نے پہلے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

میرے عزیز بھائی!...... اب وہ بے چاری بار بار تم سے معافی مانگ چکی ہے۔ اس سے پہلے وہ جس قدر تم سے نفرت کرتی تھی اس سے کئی گنا بڑھ کر اب وہ تمہیں چاہنے لگی ہے...... وہ بڑی مخلص، بڑی ہمدرد لڑکی ہے۔ کئی بار میرے اور سرینا کے پاس آ چکی ہے اور ہم دونوں سے التماس کر چکی ہے کہ ہم دونوں کوشش کر کے تمہیں اس سے راضی کرا دیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کراوش دم لینے کے لئے رکا۔ اس دوران فرناک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ کراوش نے پھر کہنا شروع کیا۔

''میرے بھائی! تم جانتے ہو اس سے پہلے تیمرس اور ایزت کے درمیان نفرت کی ایک دیوار حائل تھی۔ تیمرس تو کسی کو ناپسند نہیں کرتی تھی لیکن ایزت تیمرس کے خلاف تھی اور اس وجہ سے خلاف تھی کہ تم ایزت سے نفرت کرتے تھے اور تیمرس کو پسند کرنے لگے تھے۔ اس بناء پر اُس نے تیمرس کے سامنے یہ جھوٹا انکشاف کیا کہ تم ایزت کو پسند کرتے ہو، ایزت تمہیں چاہتی ہے۔ لہٰذا اب تیمرس ان حالات میں تمہاری طرف پلٹنے کی کوشش نہ کرے۔ ایزت نے اسے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ان حالات میں اگر تیمرس نے تمہاری طرف بڑھنے کی کوشش کی تو تیمرس کو وہ تمہاری بیوی کی حیثیت سے کبھی قبول نہیں کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ تیمرس بھی پیچھے ہٹ گئی اور تم نے

اس کا بازو پکڑا۔ تیمرس نے اس لئے ہی تمہارے لئے نازیبا الفاظ استعمال کئے کہ اس سے پہلے ایزت اس پر یہ جھوٹا انکشاف کر چکی تھی کہ تم ایزت کو پسند کرتے ہو اور ایزت تمہیں چاہتی ہے۔ اس بناء پر تیمرس تم دونوں کے بیچ میں حائل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ سو اس نے تم سے اپنا بازو چھڑا لیا۔ اب ان دونوں کے درمیان صلح و صفائی ہو چکی ہے اور دونوں اس قدر شدت کے ساتھ ایک دوسری کو چاہتی ہیں کہ دونوں نے آپس میں سگی بہنوں کا رشتہ قائم کر لیا ہے اور ایزت اب اس قدر تیمرس کو چاہنے لگی ہے کہ اپنے خیمے کی رہائش گاہ اس نے ترک کر دی ہے اور اب وہ تیمرس کے ساتھ اس کے خیمے میں ہی رہائش اختیار کر چکی ہے۔

میرے بھائی! میں نے آج تک تم سے کچھ نہیں مانگا۔ بس تم سے یہ التماس کرتا ہوں کہ ان سے راضی ہو جاؤ۔ بلکہ اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گا کہ دونوں کو اپنی زندگی کی ساتھی بنا لو۔ وہ دونوں تمہیں خوش اور مطمئن رکھنے کی کوشش کریں گی۔ اس طرح تمہاری زندگی........"

یہاں تک کہنے کے بعد کراوش کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ بیچ میں فرناک بول اٹھا۔ کہنے لگا۔

"کراوش! میرے بھائی! میں دل سے تمہاری قدر کرتا ہوں۔ تمہاری ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ اور میرے عزیز بھائی! مجھ سے یہ مطالبہ نہ کرنا کہ میں ان دونوں کو معاف کر دوں اور انہیں زندگی کا ساتھی بنا لوں۔ یوں جانو وہ موقع، وہ وقت گزر چکا جب میں ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کرنے والا تھا۔ جہاں تک ایزت کا تعلق ہے تو اسے تو میں نے کبھی اپنے دل میں جگہ دی ہی نہیں۔ اس لئے کہ میرے اور اس کے درمیان جو تعلقات تھے یا جان پہچان تھی ان کی بنیاد ہی نفرت پر رکھی گئی تھی۔ سو میں نے کبھی اس کی طرف محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ جہاں تک تیمرس کا تعلق ہے تو بے شک میں اس کی طرف مائل ہوا تھا لیکن جس انداز میں اس نے اپنا بازو چھڑایا اور بازو چھڑاتے وقت جس لہجے میں اس نے مجھ سے گفتگو کی، جو الفاظ ادا کئے وہ تو میرے لئے پوری زندگی دل میں چبھ جانے والے خنجر کی نوک کی طرح اذیت پیدا کرتے رہیں گے۔

کراوش! تم میرے بھائی ہو۔ میں جس طرح کی زندگی گزار رہا ہوں، بالکل مطمئن ہوں۔ میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ میری اس زندگی میں کوئی انقلاب، کوئی تبدیلی لانے

کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو بس جس حال میں، میں زندگی کا سفر کر رہا ہوں اسی حال پر مجھے رہنے دو۔''

فرناک کے ان الفاظ پر کراوش پگھل کر رہ گیا تھا۔ آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ منت کرنے کے انداز میں کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! حالات ایسے ہی رہے تو پھر تیمرس اور ایزت دونوں اپنی جان سے گزر جائیں گی۔''

''جان سے تو سب نے ایک روز گزر جانا ہے۔ کیا میں نے اور تم نے یہاں سے کوچ نہیں کرنا؟ سدا تو یہاں کسی نے نہیں بیٹھ رہنا۔ یہ عالمِ فنا ہے۔ ہر ایک کو اس وقت یہاں سے کوچ کرنا ہے جو وقت اس کائنات کے مالک نے کسی کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ سو میرے بھائی! ان کی قسمت میں یہاں سے گزر جانا نہیں لکھا۔ ہم سب نے یہاں سے کوچ کرنا ہے اور یہ کوچ ہر ایک کے مقدر ہر ایک کی قسمت میں پہلے ہی خالقِ حقیقی نے لکھ رکھا ہے۔ سو میرے بھائی! میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ آئندہ مجھ سے تیمرس اور ایزت کے معاملے میں گفتگو نہ کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں سمجھوں گا کہ میرے اور تمہارے درمیان جو بھائی کا رشتہ ہے تم اس رشتہ کو ختم کرنے کے درپے ہو۔''

فرناک کے ان الفاظ پر کراوش لرز کانپ گیا تھا۔ سرینا کی حالت بھی عجیب ہوگئی تھی۔ اس وقت فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے کراوش کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک دم خاموش ہوگیا۔ اس لئے کہ دروازے پر تیمرس اور ایزت دونوں نمودار ہوئی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہی کراوش اٹھ کھڑا ہوا۔ سرینا بھی کھڑی ہوگئی۔ پھر دونوں میاں بیوی تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے خیمے سے نکل گئے تھے۔ شاید وہ تیمرس اور ایزت دونوں کو موقع فراہم کرنا چاہتے تھے کہ وہ دونوں خیمے میں داخل ہوکر خود فرناک سے گفتگو کر لیں۔

کراوش اور سرینا کے جانے کے بعد چند لمحوں تک ایزت اور تیمرس دونوں خیمے کے دروازے پر کھڑی ہوکر خیمے کے اندر بیٹھے فرناک کی طرف دیکھتی رہیں۔ پھر دونوں آہستہ آہستہ خیمے میں داخل ہوئیں اور جن دونشستوں سے کراوش اور سرینا اٹھ کر گئے تھے دونوں فرناک کے سامنے ان دونشستوں پر بیٹھ گئیں۔ خیمے میں بالکل خاموشی رہی۔ آخر اس سکوت کو فرناک نے غصہ بھری آواز میں توڑا۔

''دیکھو........ مجھے زیادہ تنگ نہ کرو۔ تمہاری آمد سے پہلے کراوش اور سرینا بھی مجھ

سے اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اب میں مزید اس موضوع پر کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا تم دونوں چپ چاپ اٹھو اور اپنے خیمے کی طرف چلی جاؤ۔''

ایزت اور تیمرس جب دونوں اپنی جگہ سے نہ اُٹھیں، ایک دوسرے کی طرف گھورتے ہوئے وہیں بیٹھی رہیں، تب فرناک نے کچھ فیصلہ کیا، خود اٹھا اور بڑی تیزی سے خیمے سے نکل گیا تھا۔

اسی روز شام کے بعد سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اور ایک بار پھر بابل کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔





بابل کا بادشاہ بنونید ایک روز اپنے قصر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے امراء میں سے ایک جس کا نام ریموت تھا، اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ شاید بنونید کے ہاں بڑا صاحب عزت اور پُروقار خیال کیا جاتا تھا لہٰذا اس کی آمد پر بنونید نے خوش کن انداز میں اس کا استقبال کیا اور اسے اپنے قریب ہی بیٹھنے کے لئے کہا۔

ریموت بیٹھ گیا۔ پھر تفکرات بھرے انداز میں وہ بنونید کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آج ایک نئی اور بری سی خبر لے کر آیا ہوں، وہی آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس خواہش کا بھی طالب ہوں کہ اس خبر کا کوئی سد باب ضرور ہونا چاہیے۔''

گھورنے کے انداز میں بنونید نے اس کی طرف دیکھا، پھر پوچھا۔

''تم کیسی خبر لے کر آئے ہو؟''

اس پر ریموت بول اٹھا۔

''میں آج جب دریائے فرات کے کنارے سے یہودیوں کی بستی کی طرف گیا تو وہاں مجھے عجیب وغریب حالات کا سامنا کرنا پڑا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ریموت دم لینے کے لئے رک گیا تھا۔

(یہودیوں کی یہ بستی جس کا ذکر ریموت نے کیا تھا یہ دراصل وہ یہودی تھے جنہیں بابل کا بادشاہ بخت نصر اس وقت فلسطین سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا جس وقت اس نے فلسطین پر حملہ کیا تھا اور ان گنت یہودیوں، اسرائیلیوں کو اس نے اپنا قیدی بنایا تھا اور انہیں ہانکتا ہوا بابل لے کر آیا تھا۔ انہیں دریائے فرات کے کنارے آباد کیا گیا تھا اور ان سے بابل شہر کی نالیوں کی صفائی کا کام لیا جاتا تھا۔)

بہرحال تھوڑی دیر دم لینے کے بعد ریموت بنونید کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہہ

رہا تھا۔

''تو میں کہہ رہا تھا، جب میں یہودیوں کی بستی کی طرف گیا تو وہاں میں نے یہ افواہ سنی کہ قومِ ماد اور قومِ فارس کا بادشاہ سائرس بابل پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے مرکزی شہر سے نکل چکا ہے اور بابل کی طرف پیش قدمی کئے ہوئے ہے۔ ساتھ ہی میں نے یہودیوں کو اپنی آزادی کے گیت گاتے بھی سنا اور وہ واپس یروشلم کی طرف جانے کے گیت بھی گا رہے تھے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ریموت جب خاموش ہوا تب بنونید اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ریموت! میرے خیال میں یہ خبر جو تم لے کر آئے ہو اتنی اہمیت نہیں رکھتی اور نہ ہی یہ کوئی نئی بلت ہے۔ کیونکہ یہودیوں کے سرکردہ لوگوں نے گزشتہ سالوں میں بھی اہلِ ماد کے حملے کی ہولناک افواہیں پھیلائی تھیں جو صحیح ثابت نہیں ہو سکیں۔ ہاں، یہ ممکن ہے کہ یہ یہودی بیت المقدس واپس جانے کی آرزو میں ڈوبے اس قسم کی خبریں اُڑانے کے ساتھ ساتھ اپنی واپسی کے گیت گاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے رہنماؤں کی سرِعام کھال اتار دی جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بنونید جب خاموش ہوا تب ریموت پھر بول اٹھا۔

''مالک! یہ خبر بالکل ہی پس پشت ڈالنے والی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے یعقوب عقیبی کو بھی اس موضوع پر باتیں کرتے سنا ہے۔ آپ جانتے ہیں یعقوب عقیبی کی ماں تو ان لڑکیوں میں شامل تھیں جنہیں بخت نصر فلسطین سے غلام بنا کر لے کر آیا تھا۔ اس لڑکی نے یہاں آ کر بابل کے ایک مقامی شخص سے شادی کر لی جس سے یہ یعقوب عقیبی پیدا ہوا۔ اب یعقوب عقیبی کا باپ تو بابل کا ہے، ماں اسرائیلی ہے لیکن وہ اصل یہودی ہے۔ اور وہ قانونِ موسیٰ (علیہ السلام) کی پیروی کرنے واال ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے یہودیوں کی طرح وہ کسی چیز کو نہیں مانتا۔ کیونکہ پیغمبروں نے انہیں دوسرے قوانین کی پیروی کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ آپ جانتے ہیں بابل شہر میں یعقوب عقیبی کوئی معمولی اور عام آدمی نہیں ہے۔ بابل کے چند امیر ترین اور صاحب ثروت لوگوں میں وہ سرِفہرست ہے اور بابل کے بڑے بڑے لوگ اس کے مقروض ہیں۔ جس قدر لوگوں کو دل کھول کر وہ قرض دیتا ہے، کوئی بھی نہیں دیتا۔ یعقوب عقیبی نے مجھ پر انکشاف کیا کہ چند دن پہلے کچھ گھڑ سوار بابل شہر میں داخل ہوئے تھے۔ وہ آرامی زبان بولتے تھے۔

یعقوب عقیبی نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اس سلسلے میں اینٹیں بنانے والا ایک شخص نوسکو اور اس کی بیوی ایلین بھی اس بات کی گواہ ہیں کہ کچھ سوار جو اجنبی تھے، بابل شہر میں شاید جاسوسی کی غرض سے داخل ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک سوار کی ملاقات نوسکو کی بیوی ایلین سے بھی ہوئی تھی۔ میں آپ سے گزارش کروں کہ نوسکو بنیادی طور پر یہودی ہے لیکن یہ ان یہودیوں میں شامل نہیں ہے جو بخت نصر کے ہاتھوں غلام بنا کر فلسطین سے یہاں لائے گئے تھے۔ یہ نوسکو عرب کی سرزمینوں کا رہنے والا ہے۔ بس تلاشِ معاش میں یہاں بابل میں آ کر بیٹھ گیا ہے۔ اینٹیں بنانے کا بڑا ماہر ہے۔ اس کی بیوی نام جس کا ایلین ہے، بنیادی طور پر وہ بابل ہی کی رہنے والی ہے۔ کسی دور میں طوائف تھی لیکن اب یہ پیشہ ترک کر کے نوسکو کی بیوی کی حیثیت سے باعزت زندگی گزار رہی ہے۔ اس ایلین نے بھی ایک اجنبی سوار سے جو آرامی زبان بولتا تھا، ملاقات کی تھی اور ایلین نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس اجنبی سوار نے ایلین کو چند سونے کے سکے بھی دیئے تھے۔''

ریموت کے اس انکشاف پر بنونید کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔ پھر غور سے ریموت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابھی اُٹھو! یعقوب عقیبی کے علاوہ اینٹیں بنانے والے نوسکو اور اس کی بیوی کو بھی پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔''

بنونید کا یہ حکم سن کر ریموت اٹھا اور نکل گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ یعقوب عقیبی، نوسکو اور اس کی بیوی ایلین تھے۔ یعقوب عقیبی بڑا صاحبِ ثروت شخص تھا۔ بنونید اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ ریموت نے جب ان تینوں کو بنونید کے سامنے لا کھڑا کیا تب بنونید نے یعقوب عقیبی کو مخاطب کیا۔

''یعقوب عقیبی! بابل میں تمہاری بڑی اچھی ساکھ، بڑی عزت اور بڑا وقار ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے ریموت سے کہا کہ چند دن پہلے بابل شہر میں کچھ اجنبی داخل ہوئے تھے اور وہ جاسوسی کی غرض سے آئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ فارس کے بادشاہ سائرس کے جاسوس یا مخبر ہوں۔ کیا تم ان سے متعلق کچھ روشنی ڈالو گے؟''

بنونید کے اس سوال پر یعقوب عقیبی نے اپنی نظر پہلے اپنے قریب کھڑی ایلین اور اس کے شوہر نوسکو پر ڈالی۔ یہ وہی نوسکو تھا جو فرناک اور کراوش کا ساتھی تھا۔ دونوں پر گہری نگاہ ڈالنے کے بعد یعقوب عقیبی نے بنونید کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''مالک! میں نے اُس اجنبی کو اپنی آنکھوں سے بابل شہر میں نہیں دیکھا تھا۔ یہ بات مجھے نوسکو کی بیوی ایلین نے بتائی تھی۔ دراصل گزشتہ چند سالوں سے نوسکو کا کچھ کام مدھم جا رہا ہے۔ اس لئے کہ یہاں اب اینٹیں بنانے والے بہت ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ دونوں میاں بیوی ایک عرصہ سے میرے مقروض چلے آ رہے ہیں۔ دو دن پہلے نوسکو اور ایلین سونے کے کچھ سکے لے کر آئے تھے جس سے انہوں نے میرے قرض کا کچھ حصہ اتارنا چاہا۔ اور جب میں نے سونے کے ان سکوں سے متعلق پوچھا تب ایلین نے مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ ایک اجنبی بابل شہر میں داخل ہوا تھا اور اس نے اسے سونے کا وہ سکہ دیا تھا۔''

یعقوب عقیبی سے نگاہیں ہٹا کر بنونید نے اس بار غور سے ایلین کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کے اس طرح دیکھنے سے ایلین کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ وہ کپکپانے لگی تھی۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے بنونید کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

''گھبراؤ نہیں۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تمہارے متعلق پہلے سے بتا دیا گیا ہے کہ تم کسی دور میں طوائف تھیں۔ اب تم اس پیشہ سے تائب ہو کر نوسکو سے شادی کر چکی ہو۔ لہٰذا یہ بات تو طے ہے تم کسی کی بھی جاسوسہ نہیں ہو اور نہ ہی میرے اپنے اندازے کے مطابق تم بابل کی مملکت کے خلاف کوئی کام کر سکتی ہو۔ لہٰذا مجھے تفصیل بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے؟ کون بابل شہر میں داخل ہوا اور تمہیں سونے کا سکہ دینے والا کون تھا؟''

بنونید کی اس گفتگو سے ایلین کو کچھ حوصلہ ہوا۔ پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

''اے بادشاہ! میں جو کچھ کہوں گی، سچائی پر رہتے ہوئے کہوں گی۔ جو کچھ میں نے دیکھا، وہی آپ کے سامنے بیان کروں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے، میں کبھی بابل کی طوائفوں میں شمار کی جاتی تھی۔ لیکن تائب ہو گئی اور اینٹیں بنانے والے اس نوسکو سے شادی کر لی۔ میں سمجھتی ہوں ہم دونوں میاں بیوی احمق ہیں بلکہ کچھ لوگ ہم دونوں کو احمق جوڑا کہتے ہیں۔ جن دنوں مردوک دیوتا کا جشن منایا گیا تھا، جشن کے دنوں میں ہم نے جو کچھ اپنے اس تھا، سب کچھ خرچ کر دیا اور اگلے دن ہمیں بھوکا رہنا پڑا۔ اس دن میں نے اپنے شوہر نوسکو سے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ قرض خواہ دلالوں سے دور رہے تا کہ کوئی اس سے رقوم کی واپسی کا مطالبہ نہ کر سکے۔

اے بادشاہ! اگلے روز میں بابل کی شاہراہ پر گزر رہی تھی کہ میں نے ایک گھڑ سوار کو دیکھا۔ آپ جانتے ہیں ہمارے رسوم و رواج کے مطابق طوائفیں چہرے پر نقاب ڈالے باہر نہیں نکل سکتیں۔ میں نے چونکہ طوائف کا پیشہ ترک کر دیا تھا، ساتھ ہی میرا ان طوائفوں سے بھی تعلق نہیں تھا جو اپنی نسبت ایشتار دیوی سے رکھتی ہیں۔ لہٰذا اس روز میں نے اپنے چہرے پر رومال ڈال رکھا تھا۔ جس سوار کو میں نے دیکھا، وہ مجھے اس بناء پر اجنبی لگا کہ وہ ایک قیمتی گھوڑے پر سوار تھا۔ ایسے سوار بابل میں کبھی کبھار ہی آتے ہیں اور یہ سوار جو کبھی کبھی آتے ہیں اپنے ساتھ رقوم کی بڑی تھیلیاں لاتے ہیں۔ یہ عموماً غیر مہذب اور ناشائستہ قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور طوائفوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے ہی بابل شہر میں آتے ہیں۔ لیکن وہ اجنبی سوار جسے میں نے دیکھا وہ یقیناً سال بہ سال آنے والے وحشی قسم کے غیر مہذب سواروں سے مہذب تھا۔

''اے بادشاہ! جس وقت میں اس کتبہ کے پاس سے گزر رہی تھی جو کتبہ آپ نے نصب کرایا تھا اور جس پر لکھی گئی تحریر میں قومِ ماد اور قومِ فارس کے بادشاہ سائرس کا مذاق اُڑایا گیا ہے تب وہ اجنبی سوار بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر وہ اجنبی سوار میری طرف اس انداز سے دیکھنے لگا تھا جیسے وہ مجھ سے کوئی سودے بازی کرنا چاہتا ہو۔ ہوسکتا ہے اس نے مجھے طوائف ہی خیال کیا ہو۔ جب میں نے اس کی طرف کوئی رغبت نہ کی تب بات بنانے کی خاطر اس نے کتبہ کی طرف اشارہ کیا اور مجھ سے پوچھا کہ اس کتبہ پر کیا تحریر لکھی ہے؟

جواب میں، میں نے کہا کہ یہ کتبہ ہمارے بادشاہ نے یہاں نصب کرایا ہے اور اس پر جو تحریر لکھی ہے اس کا لب لباب یہ ہے:

''فارس کا بادشاہ میرے قدموں پر جھکے گا۔ اس کے ملک پر میرا قبضہ ہو گا۔ اس کی املاک میرا مالِ غنیمت بنیں گی۔''

اے بادشاہ! یہ الفاظ سن کر اس اجنبی سوار نے ایک قہقہہ لگایا پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔ ''فارس کا بادشاہ سائرس گو ان پڑھ ہے وہ اس کتبہ کو بابل میں داخل ہونے کے بعد پڑھ نہیں سکے گا۔ لیکن اہورہ کی قسم بابل میں داخل ہونے کے بعد وہ حکم دے گا کہ اس کے لئے اس کتبہ کو پڑھا جائے اور پھر سنایا جائے۔''

یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد وہ اجنبی گھڑ سوار رکا، پھر سونے کا ایک سکہ اس نے میری طرف پھینکا اور دھیمے لہجے اور رازداری کے سے انداز میں مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ سکہ اٹھاؤ۔ جدھر جا رہی ہو، چلی جاؤ۔ تاہم تمہارا گزر دریائے فرات پر کام کرنے والے یہودیوں کے پاس سے ہو تو انہیں یہ خوشخبری دینا کہ عنقریب سائرس اپنے لشکر کے ساتھ بابل میں داخل ہو گا۔ اس وقت جو کچھ تم اس سے مانگو گے وہ تمہیں دے گا اور تمہیں آزادی کی نعمت عطا کر کے تمہیں فلسطین کی طرف جانے کی اجازت دے دے گا۔''

یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد وہ اجنبی سوار ایک طرف چلا گیا۔ میں آگے بڑھ گئی۔ بس اس کے سوا میں اس اجنبی سوار سے متعلق کچھ نہیں جانتی۔''

جواب میں بنونید نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

''یعقوب عقیبی! تم اور یہ دونوں میاں بیوی اب جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں جو اجنبی سوار بابل میں داخل ہوا تھا جس نے میرا نصب کیا ہوا کتبہ پڑھا تھا وہ یقیناً سائرس کا کوئی مخبر ہو گا اور اہل شہر سے متعلق تفصیل جاننے کی غرض سے آیا ہو گا۔ بہرحال، تم جاؤ۔ سائرس اگر بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر ہی چکا ہے تو اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔

جہاں تک سائرس کی عسکری قوت اور اس کی اقتصادی حالت کا تعلق ہے تو بے شک اُس نے اس میں کافی اضافہ کر لیا ہے لیکن ہماری طاقت میں بھی کمی نہیں آئی بلکہ ہم نے پہلے کی نسبت اس میں اضافہ ہی کیا ہے۔ سائرس کے مقابلے میں ہم نے مغربی تجارتی راستوں کو ازسرنو تعمیر کر کے سائرس کی فتوحات کے مقابلے میں ایک طرح سے بابل کا نعم البدل حاصل کیا ہے۔ چونکہ اس وقت اناطولیہ کے ساحل کے علاوہ بالائی دریاؤں کو عبور کر کے شمالی راستوں پر بھی اہلِ فارس کا قبضہ ہے اس لئے شمال کی زرخیز زمین اور آشوری حکومت کے رہے سہے علاقے بھی ان کی ملکیت میں آ گئے ہیں۔ جبکہ ان علاقوں میں جہاں پہلے آشوری عرب حکومت کیا کرتے تھے وہاں اب ہماری حکومت ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ آشوریوں کے وارث ہم ہیں۔ آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا پر پہلے ہم نے ہی قبضہ کیا تھا۔ اور پھر آشوری ہمارے ہم زبان بھی تھے لہٰذا ان کے علاقوں پر حق جتانا ہمارا فرض بھی بنتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنوب کی طرف عیلامی قوم پھر اُبھر رہی ہے۔ حالانکہ آشوریوں نے عیلامیوں کو ایک طرح سے فنا اور برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ لیکن ان کا نیا حکمران گوبارد پہلے جیسی طاقت اور قوت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ آشوریوں کے مورث ہونے کی وجہ سے دجلہ اور فرات کے منبوں کی سرزمین کے بعد بھی ہم ہی مدعی ہیں۔ جن کے دھارے سمندری آمد و رفت کے لئے نہ سہی لیکن ماہی گیری کے لئے نہایت

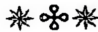
اہم خیال کئے جاتے ہیں۔‘‘

یہاں تک کہنے کے بعد بنونید رکا، پھر اپنے سردار ریموت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’یعقوب عقیبی، نوسکو اور ایلین کو جانے دو۔ اگر انہوں نے بابل شہر میں کسی اجنبی گھڑ سوار کو دیکھا تھا تو اس میں ان کا تو کوئی قصور نہیں۔ بابل میں داخل ہونے والا وہ اجنبی سوار ہو سکتا ہے سائرس ہی کا کوئی جاسوس ہو۔ لیکن ہر حکومت اپنے دشمنوں کا جائزہ لینے کے لئے ایسے مخبر اور جاسوس روانہ کرتی ہی رہتی ہے۔ اسے بھی ایک عام سا واقعہ سمجھ کر فراموش کر دینا چاہئے۔‘‘

اس کے بعد بنونید نے جب سب کو جانے کی اجازت دے دی، تب ریموت، یعقوب عقیبی، نوسکو اور ایلین سب وہاں سے نکل گئے تھے۔





سائرس کی آمد کا سن کر اہلِ بابل چوکنے ہو گئے تھے۔ بابل کے بادشاہ بنونید نے اس سلسلے میں اپنے بیٹے بل شعر کو بھی آگاہ کر دیا تھا۔ جہاں تک بابل کی عسکری طاقت اور قوت کا تعلق تھا تو تعداد کے لحاظ سے بابل کا لشکر بابل کے سابق آشوری حکمرانوں کے لشکر کے برابر تھا اور لشکر کی دیکھ بھال اور اسے بہتر انداز میں مسلح کرنے کے لئے بنونید کے بیٹے بل شعر نے اس سلسلے میں بہت زیادہ اہتمام سے بھی کام لیا تھا۔ بنونید اور بابل کا حکمران طبقہ جو کلدانی کہلاتے تھے وہ اپنے آپ کو آشوری عربوں کا وارث خیال کرتے تھے۔ اس لئے کلدانی خود بھی اپنے آپ کو عرب ہی کہتے تھے۔ لیکن دنیا سے ختم ہو جانے والی آشوری قوم کے مقابلے میں ان کلدانیوں کے مسلح جوان جنگ کی ہنرمندی میں آشوریوں کے برابر نہ تھے جبکہ بابل کے موجودہ لشکر آشوریوں جیسی جنگ کی ہنرمندی بھی نہ رکھتے تھے۔

بابل کی قلمرو اب سائرس کے دو شہروں یعنی پارساگرد اور اکبتانا اور بحیرۂ روم سے گھری ہوئی تھی۔ یہ شرقاً غرباً تجارتی راستوں پر واقع تھی۔ چنانچہ سائرس کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ بابل کے حکمرانوں نے یہ بھی کام کیا تھا کہ جنوب کی طرف جانے والی تجارتی شاہراہ کی حفاظت کی جائے جس کے ذریعے بابل کے مصر کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے۔

اس کے علاوہ اہلِ بابل مصر کے فرعون کی طرف سے بھی بڑی امیدیں وابستہ رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر بابل پر کسی نے حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو مصر کا فرعون از خود لشکر لے کر نکلے گا اور بابل والوں کی مدد کے لئے پہنچے گا۔ اس لئے کہ بابل کے ساتھ فرعونِ مصر کا پہلے سے دفاعی معاہدہ چل رہا تھا۔

لیکن مصر کی حالت اب مختلف تھی۔ مصر کا فرعون ایشیائے کوچک کے حکمران کرزوس

کی سائرس کے ہاتھوں شکست کے بعد اب اس بات کے فیصلے کا منتظر تھا کہ بین البحرت یعنی دو دریاؤں دجلہ و فرات کے درمیان زمین کے تاریخی میدان کا کون حکمران ہو گا۔ اس لئے کہ ان سرزمینوں پر اس سے پہلے بہت سی اقوام حکومت کر چکی تھیں۔ حکومت کرنے والوں میں حتی، حوری، آشوری اور اب اہلِ ماد کے بعد سائرس ان دو دریاؤں کی سرزمینوں پر قبضہ کرنے کے درپے تھا۔ اہلِ مصر اور ان کا حکمران فرعون یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ دو دریاؤں کے درمیان حکومت کرنے والی ان اقوام کو انحطاط کا سامنا کرنا پڑا۔ سائرس کے بابل پر حملہ آور ہونے کی خبریں مصر تک پہنچ چکی تھیں لیکن مصری دور ہونے کی بجائے عملی طور پر جنگ میں حصہ تو نہ لے سکے لیکن انہوں نے متوقع جنگ میں بابل کی ہر ممکن مدد کی۔ کیونکہ وہ اس بات کو جانتے تھے کہ جب تک دریائے فرات کے کنارے کلدانی اپنے شہر پر حکومت کر رہے ہیں، کوئی وحشی حملہ آور نیل کی سرزمینوں پر تاخت و تاراج نہیں کرے گا۔

بابل کے بادشاہ بنونید کے بیٹے بل شعر نے سائرس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ شہر کا دفاع کرنے کی جو تدبیریں مرتب کی گئی تھیں ان کی بنیاد بابل کے سابق حکمران بخت نصر کی قلعہ بندی پر رکھی گئی تھی۔ بابل کی سب سے پہلی فصیل جو کافی مضبوط اور مستحکم تھی، اس کے پیچھے بل شعر نے اپنے پیدل دستے رکھے ہوئے تھے۔ ان لشکریوں کی پشت پر بابل کا شہر آباد تھا جسے بابل کے گزشتہ حکمرانوں نے ایک ناقابل تسخیر قلعے میں تبدیل کیا ہوا تھا اور ان قلعہ بندیوں کے مقابلے میں ماضی کی کئی اقوام کو جو بابل پر حملہ آور ہوئیں، شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے علاوہ بابل کے بادشاہ بنونید کے بیٹے بل شعر نے ایشیائے کوچک کے حکمران کرزوس کی غلطی بھی نہ دوہرائی۔ اس نے کرزوس کے خلاف اس کے پہاڑوں میں فوج بھیجی تھی۔ اگرچہ بل شعر خود بھی چاہتا تھا کہ شہر سے باہر نکل کر اپنے لشکر کو استوار کرے اور سائرس کا مقابلہ کرے۔ لیکن اس کے باپ ہی نے نہیں بلکہ بابل کے دیگر امراء اور بڑے بڑے سالاروں نے بھی اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا اور یہی تجویز رکھی گئی تھی کہ بابل کی پہلی فصیل کے پیچھے رہ کر سائرس کے حملوں کا جواب دیا جائے۔

دوسری طرف سائرس بھی ہر صورت میں بابل کے حکمرانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نیچا دکھا کر بابل کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بناتے ہوئے اسے اپنی مملکت میں شامل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ جب موسم گرما ختم ہو گیا اور فصل کی کٹائی کا زمانہ شروع ہوا، سائرس

شمال کی طرف سے نمودار ہوا۔ دریائے فرات کے کنارے کنارے اس نے بابل کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ یہاں تک کہ آگے بڑھتے ہوئے وہ ان علاقوں میں داخل ہوا جو اہل بابل کے تھے اور اب اہلِ بابل کے علاقوں کے اندر سائرس کے لشکری اپنے گھوڑے دوڑانے لگے تھے اور اناج سے بھری فصلوں کو کاٹنے لگے تھے۔

یہ صورتِ حال بابل کی مملکت کے لوگوں کے لئے بڑی پریشان کن تھی اور وہاں کے باشندے بھاگ کر دریائے دجلہ کے کنارے سرحدی شہر ابیس میں پناہ لینا شروع ہو گئے تھے۔ سائرس نے بتدریج آگے بڑھتے ہوئے بابل کی طرف اپنے فاصلے کو کم کرنا شروع کر دیا تھا۔ بظاہر وہ زیادہ تر غلہ جمع کرنے میں لگا ہوا تھا اور دیہاتوں میں لوٹ مار کرنے سے باز ہی رہا تھا۔

چنانچہ سائرس کی ان کارروائیوں کی اطلاع جب بابل میں پہنچی تو بابل کے بادشاہ کے بیٹے بل شعر کو یقین ہو گیا کہ سائرس آنے والے سرما کے لئے سامانِ رسد جمع کر رہا ہے۔ گو اس سے پہلے بل شعر نے بڑی دانش مندی سے کام لیا تھا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ بابل شہر سے باہر نہیں نکلا تھا۔ لیکن اب جو خبریں آنے لگیں تو اس کے ارادے تبدیل ہونے لگے۔

دوسری طرف سائرس بھی شاید یہی چاہتا تھا کہ بابل کا کوئی لشکر شہر سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کرے۔ اسی لئے اس نے بابل کی سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد لوگوں کی املاک پر قبضہ کرنے کے علاوہ فصلوں پر بھی قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور جب لگاتار لٹے پٹے لوگ بابل اور دوسرے شہروں کا رخ کرنے لگے اور ساتھ ہی ناقابل برداشت خبریں بھی بابل پہنچنا شروع ہوئیں تب بل شعر نے شہر سے باہر نکل کر سائرس پر ضرب لگانے کا تہیہ کر لیا تاکہ اپنی سرزمینوں سے سائرس کو مار بھگائے۔

چنانچہ بل شعر نے جلدی جلدی تیاری کی، اپنے لشکر اور رتھوں کو لے کر نیزہ بازوں کے ساتھ بابل شہر سے نکلا اور سائرس کے لشکر کا رخ کیا۔ دوسری طرف سائرس کے مخبر بل شعر کی ایک ایک نقل و حرکت کی اطلاع سائرس تک پہنچا رہے تھے۔ جس طرف سے بل شعر اپنے لشکر کے ساتھ آ رہا تھا اس سمت سائرس نے لکڑی کی بلیاں کھڑی کر کے ان کے اوپر لکڑی کی چھتیں ڈال دی تھیں اور ان کے نیچے سے گزر کر بابلی لشکر کو سائرس کا رخ کرنا تھا اور ان لکڑی کی چھتوں کے قریب ہی جن فصلوں سے اناج نکال لیا گیا تھا ان کے بھس کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔

جونہی بل شعر اس مقام پر آیا، سائرس کے کہنے پر لکڑی کی ان چھتوں کے علاوہ کھلیانوں کو بھی آگ لگا دی گئی۔ آگ لگنے سے شعلے زمین سے اٹھتے ہوئے آسمان سے باتیں کرنے لگے تھے۔ یہ صورتِ حال اہلِ بابل کے لئے بڑی پریشان کن تھی۔ چنانچہ اہلِ بابل کے رتھوں کے گھوڑے آگ کی وجہ سے خود سر ہو گئے۔ اس موقع پر بابلی نیزہ بازوں نے اپنی صفوں کو درہم برہم ہونے سے بچانے اور آتش زدگی سے محفوظ رکھنے کے لئے شاہراہ کو چھوڑ دیا اور دائیں بائیں جو کوہستانی ندیاں یا سبزہ زار تھے ان کے ذریعے پیش قدمی کرنا چاہی۔

جس وقت بابلی لشکری آگ اور دھوئیں میں گھرے ہوئے تھے سائرس نے ان پر آخری ضرب لگانے کا تہیہ کر لیا اور اس نے اپنے گھڑ سواروں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سائرس کا حکم ملتے ہی اس کے گھڑ سوار تیز گرد و غبار کے بادلوں سے باہر آنے لگے اور تاریکی میں معین صفوں نے دھوئیں ہی میں بڑھ کر بابلی لشکر پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ سائرس کے لشکریوں کے نیزے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کے سروں سے آگے نکلے ہوئے تھے جنہیں وہ دشمن کے جسموں میں گھونپتے ہوئے ان کا خاتمہ کرنے کا فیصلہ کئے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ سائرس کے زرہ پوش سوار اپنی ڈھالوں کی پناہ میں جھکے ہوئے تھے جبکہ بابلی نیزہ بازوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ بابلی نیزہ باز پوری طرح مسلح بھی نہ تھے۔

جب بل شعر کے رتھ ان کے گھڑ سواروں کے مقابلے پر ہوئے تو سائرس کے گھڑ سواروں نے بابلیوں پر اس انداز میں تیز تیر اندازی کی کہ ان گنت بابلی رتھ چلانے والے مارے گئے جو پوری طرح جنگی لباس میں بھی ملبوس نہ تھے اور ان کے گھوڑے نیچے گر گئے۔ تاہم بعض رتھوں نے حملہ کیا اور ایرانیوں کے کچھ دستوں کو مار بھگانے میں کامیابی بھی حاصل کی تھی۔ لیکن مجموعی طور پر اہلِ بابل کو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی بلکہ ان کے لشکر کا خاصا نقصان ہوا۔

جب رات ہوئی، گرد و غبار کم ہوا تب بل شعر اور اس کے سالاروں نے اندازہ لگایا کہ ان کے لشکر کا تو خاصا نقصان ہو چکا ہے اور وہ اس قابل نہیں رہے کہ سائرس کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ بابلی سالاروں نے اپنے اپنے دستوں کو ترتیب دیا تاکہ وہ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی محفوظ مقام پر جا سکیں۔

دوسری طرف سائرس کے لشکری اب پیش قدمی کر رہے تھے اور بری طرح ان کا

تعاقب کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔
چنانچہ رات کی تاریکی میں بابلی سالاروں نے مشعلیں روشن کیں تاکہ ان مشعلوں کی روشنی اور ان کے اشارے سے وہ اپنے سارے لشکر کو یکجا کریں۔ دوسری طرف سائرس کے لشکری بھی چوکس تھے اور بابل والوں کی ان کارروائیوں کا بہ غور جائزہ لے رہے تھے۔ چنانچہ اچانک انہوں نے اہلِ بابل پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ اب اندھیرے سے روشنی کی طرف تیروں کی بارش آنے لگی تھی۔ ان تیروں کی وجہ سے جب بابلیوں کا نقصان ہونا شروع ہوا تو ان کے لشکری اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور اس بھگدڑ اور رسہ کشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سائرس کے لشکری خستہ حال بابلی لشکریوں کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

اب حالت یہ ہوئی کہ بل شعر اپنے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سائرس کے لشکر نے تعاقب شروع کر دیا تھا۔ یہ تعاقب رات کی تاریکی میں بھی جاری رہا۔ رات کے اندھیرے میں سائرس کے لشکری بابلی رتھوں کو دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن ان کی کھڑ کھڑاہٹ کی آواز انہیں آ رہی تھی۔ چنانچہ اسی کھڑ کھڑاہٹ کو اپنی منزل کی سمت جانتے ہوئے سائرس کے لشکریوں نے بل شعر کے بھاگتے لشکر کا تعاقب جاری رکھا۔

بل شعر نے جب دیکھا کہ سائرس کے لشکری اس کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے ہیں تب اس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ بابل کی طرف جانے والی شاہراہ کو چھوڑ کر گمنام راستوں پر ہوتے ہوئے بابل کا رخ کریں۔ چنانچہ بابلی لشکری اصل راہ کو چھوڑ کر راستے میں پڑنے والی ندیوں کے کناروں کی آڑ لینے کے ساتھ ساتھ گمنام راستوں سے ہوتے ہوئے بابل کی طرف بڑھے تھے اور ان کے اندر بل شعر کے علاوہ ان کے سردار بھی شامل تھے۔ یوں بل شعر کو سائرس کے مقابلے میں شکست کا سامنا کرنا پڑا جب وہ بابل شہر میں داخل ہوا تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے لوگوں سے کہا۔

''سائرس کے مقابلے میں مجھے اس لئے فتح نہیں ہوئی کہ آندھی، آگ اور تاریکی نے پیش نہ چلنے دی تھی۔''

بابل کے بادشاہ کے بیٹے کو مار بھگانے کے بعد سائرس اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی مملکت کے دوسرے بڑے شہر سیپر میں داخل ہوا۔ سیپر والوں نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ شہر پناہ کے دروازے انہوں نے کھول دیئے۔ سائرس جب شہر میں داخل ہوا تو سب شہر کا

داروغہ جس کا نام اَب ایلی تھا، اپنے اُمراء کے ساتھ سائرس کی خدمت میں حاضر ہوا اور مقامی رواج کے مطابق مٹی اور پانی سائرس کو نذر کے طور پر پیش کئے۔ ایسا کرنا اطاعت کی نشانی خیال کیا جاتا تھا۔ اس موقع پر سائرس نے سپر شہر کے داروغہ اَب ایلی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے سنا ہے کہ سپر شہر کا سب سے بڑا دیوتا شمس ہے اور وہ شہر پناہ کے دروازے پر نصب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب میں شہر پناہ سے داخل ہوا ہوں تو تمہارے اس دیوتا کو دیکھا نہیں ہے۔''

اس پر داروغہ اَب ایلی بڑی عاجزی میں کہنے لگا۔

''دراصل بابل میں بابل کے بادشاہ نے دیوتاؤں کا جشن منایا تھا۔ چنانچہ شمس دیوتا کو بھی سپر سے بابل لے جایا گیا اور شہر کا بڑا دیوتا شمس ابھی تک بابل ہی میں مقیم ہے۔''

اَب ایلی نے التجا کرنے کے انداز میں سائرس سے یہ بھی کہا کہ اس سال بارش نہیں ہوئی، زمین خشک پوست کی طرح رہ گئی ہے۔ جوار باجرے کی آدھی فصل محصول کے طور پر بابلی لے گئے ہیں اور پیداوار کا باقی حصہ آگ نے جلا کر خاک کر دیا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اہلِ سپر آپ کی نظر کرم کے محتاج ہیں۔

اَب ایلی کی یہ باتیں سن کر سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اب یہ قانون بن گیا ہے کہ طاقت ور کسی کمزور کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں سائرس قانون کو نافذ کرتا ہوں کہ تمہیں خوب جانتا ہوں کہ تم پر ظلم ڈھائے گئے ہیں۔ لہٰذا اس بات کی کسی اور کو شہادت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اس کے بعد سائرس نے شہر کے لوگوں کو عام معافی دے دی۔ شہر کا نظم ونسق درست کیا۔ اگلے روز سائرس لوگوں کی باتیں سننے کے لئے ایک شہہ نشین پر بیٹھا۔ اس وقت وہ شاہی زیورات اور زرق برق لباس پہنے ہوئے تھا اور قومِ ماد کا مرصع تاج بھی اس کے سر پر تھا۔ قدیم آشوری عرب بادشاہوں کی طرح اس نے جھالر دار ارغوانی قباء پہن رکھی تھی۔ ایک جواہر دار خنجر نشانی کے طور پر اس کی کمر کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے ہاتھوں میں طاقت کا کوئی نشان نہ تھا۔ اس کے دائیں بائیں شمشیر دار اور کمان دار کھڑے تھے اور اس کے پیچھے اس کے سردار پرے باندھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

اس موقع پر سپر شہر کے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ لہٰذا سائرس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ ایک ایسے نام کے بادشاہ نے جو بخت نصر کا حقیقی وارث نہیں ہے، یوں مشہور کر رکھا ہے کہ وہ روحانیت میں سب سے بڑا ہے اور بابل پر وہ حکومت کر رہا ہے۔ لیکن اس نے تم پر حکومت کرنے کے لئے اپنا بیٹا بھی مسلط کر دیا ہے جس کے لشکر ہر اچھی فصل کو ٹڈیوں کی طرح ختم کر دیتے ہیں۔ تمہارے نگہبان شمس کو وہ یہاں سے اٹھا کر لے گیا ہے اور اس طریقے سے تمہاری عبادت سے بھی تمہیں محروم کر دیا ہے اور اب وہ صرف نام ہی کا بادشاہ ہے۔ اب اس مصیبت کو جو اس کی وجہ سے نازل ہوئی ہے دور کیا جائے گا۔ یہ میرا قول ہے۔

میری طرف سے شہر کے لوگوں کو کہو کہ باہر آ جاؤ۔ اپنے گلّوں کو جمع کر لو اور اپنے جانوروں کے لئے پانی کھینچ لو اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کر لو۔ مصیبت ختم ہو گئی ہے۔ اب یہاں امن کی حکومت قائم ہو گی۔ یہ سائرس بادشاہ کا حکم ہے۔''

اس کے بعد سائرس کے حکم پر اس کے ایلچی شہر کے اندر گھومنے لگے۔ اس وقت وہ گھوڑوں پر سوار بانسریاں اور ساز بجاتے چلے جا رہے تھے اور ساتھ ہی شہر میں امن قائم رکھنے کا اعلان بھی کرتے جا رہے تھے۔

چند دن تک سپر شہر میں قیام کرنے کے بعد آخر سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف کوچ کیا۔ اس بار اس کا بیٹا کمبوجیہ بھی اس کے لشکر میں شامل تھا۔ اس کے علاوہ قوم عیلام کا بادشاہ گوبارو ایک خاصا بڑا لشکر لئے ہوئے سائرس کے ساتھ تھا۔ گوبارو کے لشکر میں زیادہ تر تیز رفتاری سے حرکت میں آنے والے چرمی ڈھالیں لئے سوار تھے اور بڑے بڑے نیزے تھامے ہوئے تھے۔ سائرس کے لشکر میں اب بھانت بھانت کے لشکری جمع ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ اس کی سلطنت اب کافی وسیع ہو چکی تھی اور مختلف اقوام کے لشکر اب اس کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ جو لشکر لے کر وہ بابل کی طرف بڑھا تھا اس میں ارمنی بھی تھے جن کے پیتل کے خود اور غلافی ڈھالیں چمک رہی تھیں۔ اس کے علاوہ سائرس کے لشکر میں مشرق کے گھڑ سواروں میں سے گرگانی، تورانی اور سفری بھی تھے۔ وہ بہترین ہتھیاروں سے مسلح تھے اور جس وقت وہ حرکت کر رہے تھے ان کے ہتھیار گھنٹیوں کی سی جھنجھناہٹ پیدا کرتے جا رہے تھے۔

راستے میں ایک جگہ سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ پھر اس نے سارے سالاروں کو اپنے خیموں سے باہر طلب کر لیا تاکہ بابل پر حملہ آور ہونے کی منصوبہ بندی

کی جائے۔

جب یہ معاملہ سائرس نے سب کے سامنے پیش کیا تو سب سے پہلے ہزار پت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس وقت ہمارے پاس ایک جرار، انتہائی طاقت ور اور تربیت یافتہ لشکر ہے۔ چنانچہ اس لشکر کی شجاعت ہر کڑی آزمائش کے مقابلے میں آمادہ ہے اور اپنی جنگی مہارت سے ہم بہت جلد بابل کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ وقت ضائع کئے بغیر ہمیں بابل کا رخ کرنا چاہئے۔ کہیں تیر اندازی سے، کہیں سنگ باری سے، کہیں رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر کسی نہ کسی طریقے سے شہر پر چڑھتے ہوئے بابل کو اپنے سامنے تسخیر کر لینا چاہئے۔''

ہزار پت جب خاموش ہوا تب سائرس نے فرناک کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''فرناک! تم اس وقت سالارِ اعلیٰ ہو۔ تم نے بھی بابل شہر دیکھ رکھا ہے۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟''

جواب میں فرناک، سائرس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہزار پت میرا بہترین دوست اور ایک عمدہ سالار ہے۔ لیکن جو کچھ اس نے کہا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ جہاں تک سنگ باری کا تعلق ہے تو یہ سنگ باری بابل شہر کے قلعے کے ان پشتوں کو نہیں توڑ سکتی جو پختہ اینٹوں کے بنے ہوئے ہیں اور ان کی موٹائی کم از کم بیس گز کے لگ بھگ ہے۔ کیا بیس گز کی موٹائی کو کسی منجنیق کا پتھر نقصان پہنچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور پھر دوسری بات ہمیں یہ بھی نگاہ میں رکھنی چاہئے کہ بابل شہر کی فصیل لگ بھگ ساٹھ گز اونچی ہے۔ اب میں یہ پوچھتا ہوں کیا ہمارے تیر ساٹھ گز اونچی دیوار کی بلندی تک پہنچ کر برجوں یا قلعے کے خلال میں بیٹھے ہوئے دشمن کے لشکریوں کو نقصان پہنچا سکیں گے؟ یقیناً نہیں۔''

فرناک شاید مزید کچھ کہتا کہ سائرس بول اٹھا اور ہزار پت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہزار پت! جو کچھ فرناک نے کہا ہے میرے خیال میں وہی درست ہے۔ اب میں محترم گوبارو سے کہوں گا کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس لئے کہ بابل شہر کو ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔''

اس پر گوبارو سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جہاں تک ہزار پت کے خیالات کا تعلق ہے تو اس سے میں اتفاق نہیں کرتا اور جو کچھ فرناک نے کہا ہے، حقیقت وہی ہے۔ بابل شہر کو فتح کرنے کے لئے نہ تیر اندازی کام دے سکتی ہے نہ سنگ باری کوئی معرکہ مار سکتی ہے۔ اس کے علاوہ میں سب لوگوں پر یہ بھی انکشاف کروں کہ بابل شہر کے استحکام کو مزید نا قابل تسخیر بنانے کے لئے بابل کے حکمرانوں نے امغول بل اور میتی بل کے جنگلے بنا رکھے ہیں جو حملہ آوروں کے سامنے بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس موقع پر میں ہزار پت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمت اور شجاعت اسے پَر نہیں دے دے گی جس سے وہ پرواز کر کے قلعے کو فتح کر لے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی انکشاف کروں کہ بابل کی فصیل کو کھود کر بھی گرایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ان فصیلوں کی بنیادیں زمین کی انتہائی گہرائی تک چلی گئی ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گوبارو جب خاموش ہوا تو فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے سائرس کہنے لگا۔

''پھر بابل شہر کو ہمیں کس طرح فتح کرنا ہوگا؟''

جواب میں کچھ سوچتے ہوئے گوبارو کہنے لگا۔

''جہاں تک بابل شہر اور اس کے قلعے کا تعلق ہے تو خصوصیت کے ساتھ میں کہوں گا کہ بابل کا قلعہ نا قابل تسخیر ہے۔ اگر آپ بابل کو بذریعہ قوت فتح کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس موقع پر میں آپ سے یہی کہوں گا کہ واپس چلے جائیں۔ اہلِ بابل حملے سے نہیں ڈرتے اور اس طرح شہر فتح نہیں ہو پائے گا۔ ہاں، شہر کو فتح کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اہلِ بابل اپنے دیوتاؤں سے بڑے خوف زدہ ہیں۔ اس چیز کا فائدہ اٹھاؤ اور اس بات کا اعلان کر دو کہ تم ان کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے پرستار ہو۔ چنانچہ بابل کے سب سے بڑے معبد کا نام اساگیلا ہے جس کے اندر بڑے دیوتا مردوک کو رکھا جاتا ہے۔ اس معبد کے پجاری آج کل بابل کے بادشاہ بنونید سے نالاں ہیں۔ اگر تم ایک حکم نامہ جاری کر دو کہ میں مردوک کی پرستش کو دوبارہ رائج کرنے آیا ہوں، اس طریقے سے یہ ممکن ہوگا کہ بابل کے مذہبی گروہوں میں تفرقہ پڑ جائے اور اسی تفرقہ سے فائدہ اٹھا کر بابل شہر کو فتح کیا جا سکتا ہے۔''

گوبارو اور فرناک کی باتیں شاید سائرس کو اچھی لگی تھیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا اور کہنے لگا۔

''کمبوجیہ! میں دیکھتا ہوں، تم چپ ہو۔ تم بھی تو کچھ کہو۔''

اس پر کمبوجیہ فوراً سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر بابل نا قابل تسخیر ہے تو بابلیوں کے لئے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ زیادہ عرصہ قلعہ بند رہ سکیں۔''

کمبوجیہ کی گفتگو سے لگتا تھا جیسے اس کے ذہن میں پہلے سے یہ منصوبہ تھا اور وہ اس مسئلہ کے حل کے لئے قدیم یونانیوں کی سی منطق عمل میں لانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس بات کو آگے بڑھاتا ہوا کہنے لگا۔

''چونکہ دیوارِ شہر اتنی طویل ہے کہ اس کا محاصرہ مشکل ہے اور سرزمین اتنی زرخیز نہیں کہ وہ بابل کے لشکریوں کا خرچ زیادہ عرصہ برداشت کرے۔ اس صورت میں یہ بہتر ہے کہ بابل کے کھیتوں کو نذرِ آتش کر دیا جائے۔ بابل کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم اپنے لشکر کو لے کر دریائے نیل کا رخ کریں۔ فرعون پر حملہ آور ہوں اور بابل شہر اور اس کے رہنے والوں کو قحط کے حوالے کر دیں تا کہ قحط خود ہی ان کے خلاف کام کرتا رہے اور وہ اپنی موت آپ مر جائیں۔ اور اتنی دیر تک مصر کو فتح کر کے فرعون کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے اور اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ آنے والے دور میں کوئی بڑی قوت ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آ سکے گی۔''

کمبوجیہ جب خاموش ہوا تب سائرس نے نفی میں گردن ہلائی۔ اس کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار بھی تھے۔ کہنے لگا۔

''کمبوجیہ! جو کچھ تُو نے کہا ہے یہ کسی بھی صورت قابلِ عمل نہیں ہے۔ جو کچھ گوبارو اور فرناک نے کہا ہے درست وہی ہے۔ سن میرے بیٹے! تم ایک اچھے سپہ سالار ہو لیکن حکمرانی کرنا نہیں جانتے۔ میں یہاں کے باشندوں سے امن کا وعدہ کر چکا ہوں۔ کیا میں اپنے قول سے منحرف ہو جاؤں؟ کیا میں ان چیزوں کو جلا دوں اور معدوم کر دوں جو اب میری ملکیت ہیں؟ یہ وسیع میدان اب ہمارا ہے۔ میرے بیٹے! صرف بابل کا شہر ہمارے خلاف مسلح ہے اور اسے کسی طریقے سے ہم نے اپنا مطیع بنانا ہے۔ اردگرد کے سارے علاقے تو اب ہماری اطاعت اختیار کر چکے ہیں۔''

کچھ دیر خاموشی رہی، اس کے بعد سائرس اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''گوفرناک اور گوبارو کی تجویز پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن بابل کو فتح کرنے کے لئے ایک ترکیب میرے ذہن میں بھی ہے اور یہ ترکیب مجھے میرے مخبروں نے کہی ہے۔ اگر

اس ترکیب پر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں جنگ کے بغیر ہی بابل پر ہم قبضہ کر سکتے ہیں اور بابل شہر پر قبضہ کرنے کا جو طریقہ میرے مخبروں نے بتایا ہے وہ ایک خفیہ راستہ ہے جس کے ذریعے بابل شہر میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اور گوبارو! اس راستے سے پہلے تم ہی داخل ہو گے۔"

اس کے بعد بڑی رازداری کے ساتھ سائرس، گوبارو کے ساتھ گفتگو کرنے لگا تھا۔ بعد میں اُس نے اجلاس ختم کر دیا تھا۔





سائرس نے اپنی اور گوبارو دونوں کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے بابل شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ پڑاؤ اٹھانے سے پہلے اس نے اپنے کچھ مخصوص ایلچی اور مخبر بابل کی طرف روانہ کئے۔ رات کی تاریکی میں یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر منادوں کی طرح بابل کے اطراف میں دیہاتیوں اور نہر میں کام کرنے والے لوگوں کے اندر یہ بھی کہتے رہے:

''بابل کے عظیم دیوتا مردوک نے اس شخص کا انتخاب کر لیا ہے جو اس کی رضا کے مطابق کام کرے گا۔ چنانچہ مردوک دیوتا کی نظر انتخاب اب سائرس پر پڑی ہے۔ وہ ایک عظیم بادشاہ ہے۔ مردوک نے سائرس کو اس کا نام لے کر مخاطب کیا ہے۔ مردوک اب سائرس کے ساتھ چلتا ہے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ سب لوگ اس اعلان کو سن رہے ہیں اور ان دونوں کی آمد کے منتظر ہیں۔''

سائرس کے یہ نقیب اور منادا اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے تھے اور یہ اعلان کرتے جاتے تھے اور ان منادوں کو روانہ کرنے کے بعد سائرس نے پیچھے پیچھے ایک لشکر کے ساتھ گوبارو کو بھی روانہ کر دیا تھا۔ خود لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ بابل کی طرف جاتے ہوئے راستے میں سائرس ایک جگہ رک گیا۔ جہاں وہ رکا وہاں چھوٹی سی ایک جھیل تھی۔ جب دریا میں طغیانی آتی تھی تو طغیانی کا پانی وہاں جمع کر دیا جاتا تھا اور فصلوں کی آبپاشی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جھیل آشوریوں کی ملکہ سمیرامیس نے بنوائی تھی۔

دوسری طرف بابل اور اس کے نواح میں اب فصل کٹنے کا وقت آ گیا تھا۔ اور فصل کاٹنے کا عمل اس وقت شروع ہوتا تھا جب ان کا بادشاہ بنونید اس کا حکم دیتا تھا۔ چنانچہ

بنونید نے جب فصل کاٹنے کا حکم جاری کیا تو اس کے دربار کے منشیوں نے اپنی مٹی کی لوحوں پر یہ حکم لکھا کہ شاہِ بابل بنونید نے فصل کٹائی کے جشن کا اعلان کر دیا ہے۔ کہتے ہیں اس موقع پر بنونید نے ایسی عبا پہن رکھی تھی جس پر عقیق اور دوسرے موتی آراستہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ سب لوگوں کے سامنے فصل کاٹنے کا اعلان کر کے بنونید اپنے محل کی طرف چلا گیا۔

اسی روز بابل کے اندر ایک انقلاب کی ابتداء ہو گئی تھی۔ ہوا یوں کہ اسی روز چراغ روشن ہونے کے بعد جس وقت غلاموں کے لئے شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے تھے، بابل کے بادشاہ بنونید نے اپنے رتھ پر بیٹھ کر شہر کی فصیل اور ان علاقوں کا دورہ کیا جہاں جہاں اس نے اپنے لشکریوں کو دفاع کے لئے متعین کیا ہوا تھا۔ اس موقع پر فصیل کی منڈیروں کے ساتھ منجنیقیں تیار کھڑی تھیں۔ نیزہ برداروں کے علاوہ دشمن پر پتھر پھینکنے والے بھی چوکس تھے۔ تیل اور پانی کے بڑے بڑے کڑاؤ لٹک رہے تھے جن کے نیچے آگ جل رہی تھی تا کہ سائرس کے لشکری جب فصیل کے قریب آئیں تو ان پر کھولتا تیل اور پانی پھینکا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ بابل میں جب فصل کاٹنے کا موسم آتا تھا تو دریائے فرات کی سطح اس حد تک گر جاتی تھی کہ اس کے نیچے تہہ میں جو پتھر تھے وہ بھی نظر آتے تھے۔ چنانچہ اس رات بابل کے مختلف طبقات اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ اشراف اپنے اپنے باغوں میں خوش تھے۔ تاجر اور کاریگر روشن گلی کوچوں میں جمع ہو گئے تھے۔ مانگنے والے شہر کے اندر گشت کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ یہودی جنہیں بخت نصر بہت سال پہلے فلسطین سے قیدی بنا کر لایا تھا وہ بھی اپنے عبادت خانوں میں عبادت کرنے کے بعد اپنے گھروں میں دبک گئے تھے۔ اس وقت تمام شہر میں روشنی چونکہ عمودی خطوط میں جل رہی تھی، شہر کے اندر لوگ فصل کاٹنے کی ابتداء ہونے کی وجہ سے جشن منا رہے تھے، اسی جشن کے موقع پر سائرس کے کچھ مخبر مسلح دستوں کے ساتھ دریائے فرات کے گھٹنے گھٹنے پانی کو عبور کر کے شہر کی طرف بڑھے تھے۔

اس رات بابل کے بادشاہ بنونید اور بل شعر کی عجیب حالت تھی۔ بل شعر بابل کے لشکریوں کا سالارِ اعلیٰ تھا۔ وہ یہ گمان اور ظن کرتا تھا کہ کوئی بھی لشکر بابل شہر کو فتح نہیں کر سکتا نہ اس کی فصیل کو گرا سکتا ہے اور نہ ہی فصیل پر سیڑھیاں پھینک کر فصیل کے اوپر چڑھنا ممکن ہے۔ لہٰذا اسی ظن و گمان کے تحت اس رات بل شعر پر شراب خوری کی ہوس

غالب تھی۔ اس رات جشن مناتے ہوئے اس نے ایک نیا کام شروع کیا۔ بخت نصر جن یہودیوں کو فلسطین سے قید کر کے لایا تھا وہ اپنے ساتھ زریں اور نقرئی جام بھی لائے تھے جو شاید ان کے عبادت خانوں میں ہوا کرتے تھے۔ بل شعر نے اس روز انہی زریں اور نقرئی جاموں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب پینا شروع کی تھی۔

بل شعر کے اردگرد ہر کوئی اپنی دھن میں جشن منا رہا تھا۔ کوئی کسی کی طرف متوجہ ہی نہ تھا۔ ایسے میں سائرس کے وہ لشکری جنہیں اس نے گوبارو کی سرکردگی میں بابل کی طرف روانہ کیا تھا وہ سائرس کے مخبروں کی رہنمائی میں چور راستے سے شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

جس وقت بل شعر جشن منا رہا تھا، باہر سے کچھ پہرے دار بھاگتے ہوئے آئے اور بل شعر کو یہ اطلاع دی کہ سائرس کے کچھ دستے شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔

پہلے تو بل شعر کو یقین ہی نہ آیا۔ آخر جب شراب کا بھوت دشمن کی آمد کی وجہ سے کچھ کم ہوا تب چونک اٹھا۔ اس موقع پر جو ہتھیار کسی کے ہاتھ لگا اسے لے کر بل شعر کے ساتھ ہولیا۔

چنانچہ بل شعر اور اس کے ساتھی نیم مسلح تیرہ و تار جگہ پر آ گئے اور اپنے مسلح ساتھیوں کو آوازیں دینے لگے تاکہ وہ بھی ان کے ساتھ آن ملیں اور سائرس کے لشکریوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اتنی دیر تک سائرس کے لشکر کا بیشتر حصہ شہر میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ ان کا بل شعر کے ساتھ ٹکراؤ شروع ہو گیا تھا۔ سائرس کے چونکہ کافی دستے شہر میں داخل ہو چکے تھے لہٰذا لشکر کے جس حصے کے ساتھ بل شعر نے سائرس کے لشکریوں کی راہ روکنے کی کوشش کی تھی، سائرس کے لشکریوں نے حملہ آور ہو کر ان سب کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔ اس ٹکراؤ میں بابل کے بادشاہ بنونید کا بیٹا بل شعر بھی مارا گیا تھا۔ بل شعر کے مارے جانے کی جب خبر پھیلی تو کیا مرد، کیا عورتیں، کیا مسلح، کیا غیر مسلح سب شور کرنے لگے تھے۔ چاروں طرف یہ آوازیں آنے لگی تھیں۔

”دشمن نے تاریکی میں ہم کو اچانک آ لیا ہے اور ہمارے سرداروں اور سالاروں کا خاتمہ کر دیا ہے۔“

ان الفاظ کی وجہ سے ہر طرف شور و غوغا برپا ہو گیا تھا۔ یہ شور جب بابل کے قصر تک پہنچا تب شور سن کر بابل کا بادشاہ بنونید بھی بیدار ہو گیا۔ اس شور کی وجہ سے پہلے تو وہ اپنے قصر کے خادموں پر برس پڑا لیکن جب اسے حقیقت حال کا علم ہوا تو کپکپا اٹھا۔ اسے

جب خبر دی گئی کہ سائرس کے لشکری شہر میں داخل ہو چکے ہیں، بل شعر نے ان سے ٹکرا کر انہیں شہر سے باہر نکالنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور سائرس کے لشکریوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے، تب بنونید کے پاؤں تلے سے زمین کھسکنا شروع ہو گئی تھی۔ بھاگتا ہوا ایک برج پر چڑھا۔ اس نے دیکھا نیچے مشعلوں کا سیلاب تھا جو شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ سائرس کے لشکری تھے جو رات کے وقت مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے اور وہ مشعل بردار لشکری بغیر کسی رکاوٹ کے شہر میں داخل ہو رہے تھے۔ اس لئے کہ چور راستے سے سائرس کے جو دستے پہلے شہر میں داخل ہوئے تھے انہوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے تھے اور اب سائرس اور گوبارو کے لشکری شہر میں بڑی آزادی سے داخل ہونا شروع ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ سارے لشکری گوبارو کے تحت کام کر رہے تھے اور گوبارو خود شہر میں داخل ہو چکا تھا لہٰذا گوبارو نے تیز رفتار قاصد سائرس کی طرف روانہ کر دیئے جو اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا اور اسے یہ اطلاع دی کہ وہ بغیر لڑے شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

یہ صورتِ حال بنونید کے لئے ایک ناقابل برداشت تھی۔ سب سے پہلے وہ ہراساں ہو کر قصر کے تہہ خانے کی طرف بھاگا جہاں اس وقت اس کی بیٹی دیوتاؤں کے سامنے اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی بیٹی کا نام شمورہ تھا۔ چنانچہ بنونید نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ تہہ خانے سے نکل کر وہ اصطبل میں آیا، اپنے رتھ پر سوار ہوا پھر چور راستے سے اپنے کچھ مسلح ساتھیوں کے ساتھ وہ بابل سے نکل کر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔

بابل شہر میں بل شعر کے مارے جانے اور بنونید کے بھاگ جانے سے مزاحمت ختم ہو چکی تھی۔ چنانچہ گوبارو بے دھڑک شہر کے اندر آگے بڑھا اور ایک کھلے میدان میں آن رکا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر بابل شہر کے سب سے بڑے معبد کے پجاریوں نے اپنی ایک جماعت کو گوبارو کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کی آمد کی غرض و غایت سے آگاہ ہوں۔ پجاریوں کی یہ جماعت جب گوبارو کے پاس پہنچی اور اس کی آمد سے متعلق سوال کیا تب گوبارو نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کی حیثیت صرف ایک حقیقی بادشاہ کے نقیب سے زیادہ نہیں ہے اور یہ حقیقی بادشاہ سائرس ہے جس نے بابل کے پریشان لوگوں کو اپنے حفظ و امان میں لے لیا ہے۔''

ساتھ ہی گوبارو نے ان لوگوں پر یہ بھی انکشاف کیا کہ سائرس یہ سب کچھ دیوتاؤں کے سردار مردوک کی منشا کے مطابق کر رہا ہے کیونکہ مردوک اپنے بندوں کی تکلیفوں سے

اور اپنی رسوم سے لاپرواہی برتی جانے کی وجہ سے ملول تھا۔
اس موقع پر ان پجاریوں نے آپس میں مشورہ کیا اور پھر گوبارو کو مخاطب کر کے پوچھا۔
''سونے چاندی اور قیمتی اشیاء کے وہ کون سے تحائف ہیں جو ہم اپنے نئے بادشاہ سائرس کو پیش کریں اور وہ خوش ہو جائے؟''
اس پر گوبارو نے ان پجاریوں کو خوش کرنے کے لئے کہا۔
''سائرس نے مجھے حکم دیا تھا کہ وہ بابل کے لوگوں کو تحائف دینے آئے گا۔ ان سے کوئی چیز لینے یا کسی چیز کا مطالبہ کرنے تو نہیں آئے گا۔''
گوبارو کا یہ جواب سن کر پجاریوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔
یوں گوبارو نے بابل شہر کا نظم ونسق اپنے ہاتھ میں نے لیا تھا۔
اگلے روز سائرس بھی بابل شہر میں داخل ہوا اور بابل شہر میں داخل ہونے کا اس کا منظر بڑا عجیب وغریب تھا۔ سائرس بڑی شان وشوکت سے بابل میں داخل ہوا۔ اس کی آمد سے پہلے ہی بابل کے لوگ ایک طرح سے اس کے شیدائی ہو چکے تھے۔ کہا جاتا ہے سائرس بابل کے اس دروازے سے شہر میں داخل ہوا جسے ''بابِ ایشتار'' کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اس موقع پر شہر کے لوگوں نے کھجور کی چھوٹی چھوٹی شاخیں کاٹ کر اس راستے پر بچھا دی تھیں تاکہ سائرس ان شاخوں پر چلتا ہوا آگے بڑھے۔
چنانچہ ''بابِ ایشتار'' سے سائرس جب شہر میں داخل ہوا، کھجور کے پتوں پر چلتا ہوا آگے بڑھا تو اس نے دیکھا راستے کے دونوں طرف عوام کا ہجوم تھا جو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے رومال اور ہری شاخیں ہلا ہلا کر سائرس کا استقبال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے جذبات کا بھی اظہار کر رہے تھے۔ اس موقع پر سائرس کے پیچھے پانچ ہزار شمشیرزن اور نیزہ بردار بالکل چوکس چلے آ رہے تھے۔
لوگوں کے اس والہانہ استقبال سے سائرس بڑا خوش ہوا۔ یہاں تک کہ وہ اس کھلے میدان میں آئے جہاں گوبارو نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ گوبارو نے شاندار انداز میں سائرس کا استقبال کیا۔ اس موقع پر بابل کے ان گنت لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ چنانچہ سائرس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''تمہارا دیوتا مردوک صحیح قسم کے حکمرانوں کی جستجو میں تھا جو دنیا پر حکومت کر سکے۔ اس نے مجھے کورش کا نام لے کر پکارا اور دنیا کی حکومت مجھے سونپ دی۔ اس نے میرا

ہاتھ پکڑا اور اپنے شہر بابل کی طرف جانے کا حکم دیا۔ اس نے لوگوں کے دل میری طرف مائل کر دیئے۔ کیونکہ میں بھی ان کی عبادت کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ مردوک دیوتا میرا راہبر بنا اور بغیر کسی جنگ کے بابل میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اور اس طریقے سے اس نے اپنے شہر کو ایک بہت بڑی مصیبت سے بچا لیا۔ تمہارا سابق بادشاہ بنونید جو تمہارے بڑے دیوتا مردوک سے نہیں ڈرتا تھا، اس مردوک نے اسے میرے ہاتھوں سے شکست دی۔

بابل کے لوگوں نے سائرس کے ان الفاظ کو پسند کیا اور اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اور اگلا دن فتح کا جشن منانے کے لئے مقرر کیا گیا۔

چنانچہ اگلے روز شہر کو خوب سجایا گیا۔ شہر کے وسط میں جو میدان تھا اسے جشن کے لئے استعمال کیا گیا۔ اس روز جب سائرس بابل کے دیوتا کے پھولوں بھرے مجسمے کے سامنے پہنچا تو اس نے اپنا وہ عصا جو حکومت کی نشانی سمجھا جاتا تھا، بابل کے بڑے دیوتا مردوک کے سامنے زمین پر ڈال دیا تھا۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ وہ بابل کے سب سے بڑے بادشاہ کی حکومت کو تسلیم کرتا ہے۔ اس موقع پر بابل کا سب سے بڑا پجاری آگے بڑھا اور وہ عصا اٹھا کر اس نے سائرس کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔

بابل کے پجاریوں نے سائرس کی بادشاہت کے لئے مخصوص لہجے میں دعائیں پڑھیں اور اسے بادشاہِ سرزمین، کا خطاب دیا۔ یہ لقب اس سے پہلے آشوریوں کے بادشاہ سارگن اور بابل کے بادشاہ بخت نصر کو بھی مل چکا تھا۔ اس موقع پر منادوں نے بلند آوازوں میں سائرس کا حکم پڑھ کر سنایا۔ وہ حکم کچھ اس طرح تھا:

> ''آج سے بابل کا بادشاہ میں اپنے بیٹے کمبوجیہ کو مقرر کرتا ہوں۔ بابل کی مملکت کو سارگن اوّل اور بخت نصر کے زمانے کی طرح تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ اس کی حدود بحر تا بحر پھیلی رہیں گی۔ یعنی شمال کے بحر عظیم سے لے کر خلیج فارس تک اس کی حدود سمجھی جائیں گی۔''

اس موقع پر سائرس نے یہ بھی اعلان کیا کہ تمام دور دراز کے شہروں حتیٰ کہ صحرائے تیما اور سطح مرتفع، ایران اور دیگر علاقوں کی تعمیر و تدوین کی جائے گی اور دوسرے شہروں کے دیوتاؤں کو بابل سے نکال کر ان کے شہروں کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد سائرس نے ایک بہت بڑا اعلان کیا۔ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''بابل شہر کے اندر وسیع میدانوں کے اموری، پہاڑی علاقوں کے عیلامی ہنرمند، سطح سمندر کے نواحی علاقوں کے کشتی بان اور مغربی سواحل کے فونیقی جو اس وقت بابل شہر کے اندر غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں سب کو رہا کیا جاتا ہے اور سب کو آزادی دی جاتی ہے۔ وہ جس وقت چاہیں اپنے اپنے علاقوں کی طرف جا سکتے ہیں۔''

اس موقع پر یہودیوں کا ایک وفد سائرس کی خدمت میں حاضر ہوا اور سائرس کو بتایا کس طرح بخت نصر اپنے دور میں فلسطین پر حملہ آور ہوا تھا اور فلسطین کو فتح کرنے کے بعد ہزاروں کی تعداد میں یہودیوں کو قیدی بنا کر بابل لایا تھا۔ چنانچہ اس وفد نے یہ التجا کی کہ یہودیوں کو آزاد کر کے انہیں اپنی سرزمین فلسطین کی طرف جانے کی اجازت دے دی جائے۔

سائرس نے ان کی درخواست کو بڑے غور سے سنا۔ اس کے بعد ان سب کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

''حکم دیا جاتا ہے کہ بابل میں جو جو بھی اسیر ہے، اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائے۔ کیا یہودی دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں؟ میرا حکم سب کے لئے ہے۔ جب تمہارا دل چاہے، یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور اپنی سرزمینوں میں جا کر اپنے لئے نئے معبد تعمیر کرو۔''

سائرس کے اس طرح آزادی دینے سے ان یہودیوں کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔ جنہیں کئی برس پہلے بخت نصر فلسطین سے قیدی بنا کر لایا تھا۔ چانچہ سائرس کے اعلانِ آزادی کے بعد وہ یہودی جو دریائے فرات پر نہروں کی کھدائی کے لئے مزدور کا کام کرتے تھے یا معلق باغوں میں مالی کے فرائض انجام دیتے تھے، اس کے علاوہ وہ یہودی جو اینٹوں کی بھٹیوں میں کام کرتے تھے اور وہ یہودی بھی جو بابل شہر کے گندے نالوں کی صفائی کیا کرتے تھے سب ایک جگہ جمع ہوئے۔ یہ اسیر یہودی اپنے اہل وعیال سمیت اور کچھ اپنے گھوڑے اور بھیڑیں بھی ساتھ لائے۔ قبیلے کے سردار اور شیوخ نے سب سے پہلے بابل کے نواح میں دریائے فرات کے کنارے سوختہ قربانیاں دیں اور کھلے آسمان تلے اپنے خداوند قدوس کی عبادت کی۔ ان یہودیوں نے ایک سرکردہ یہودی شرسر کو اپنا امیر بنا لیا تھا تاکہ اس کی کمانداری میں بابل سے فلسطین کی طرف سفر کریں۔

بابل کے یہودیوں میں یعقوب عقیبی اور دوسرے بہت سے بھی جو اہم حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن یعقوب عقیبی اور دوسرے یہودی صراف اور وہ خاندان جو بابل میں

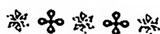
صاحب ثروت ہو گئے تھے انہوں نے بابل سے نکل کر فلسطین کی طرف جانے سے انکار کر دیا تھا۔

ان یہودیوں نے سن رکھا تھا کہ یہودیہ کی پہاڑیاں عریاں ہو گئی ہیں۔ اور اب وہاں پر زرخیزی بھی نہیں رہی ہے۔ اور داؤدؑ کے شہر کی شان و شوکت بھی ختم ہو چکی ہے۔ بابل کے یہ یہودی دو نسلوں سے وہاں آباد تھے۔ انہوں نے اپنے مکانات وہاں بنا لئے تھے۔ کاروبار کو ترقی دی تھی۔ ان کے بچے بھی عبرانی زبان نہیں جانتے تھے بلکہ بابلی زبان میں ہی بات چیت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے آباؤ اجداد بھی جو شریعتِ موسیٰ (علیہ السلام) کی پیروی کرتے تھے، انہوں نے بھی دریائے فرات کے کنارے اپنے معبد بنا لئے تھے اور وہیں عبادت کرتے تھے۔ ان وجوہ کی بناء پر وہ بابل ہی میں ٹھہرے رہے۔ فلسطین واپس جانے سے انکار کر دیا۔

ان دولت مند یہودیوں نے جنہوں نے بابل ہی میں رہنا پسند کیا، فلسطین کی طرف ہجرت کرنے والے یہودیوں کو تنہا نہیں چھوڑا۔ انہیں بھاری رقوم کے علاوہ چاندی کا ایک ذخیرہ بھی دیا۔ جب یہ لوگ دریائے فرات کے پل سے گزرنے لگے تو مؤرخین لکھتے ہیں، اس وقت ان یہودیوں کے پاس کافی مال و اسباب جانوروں پر لدا ہوا تھا۔ وہ چھکڑوں کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکے۔ اس لئے کہ صحرا میں سے گزرتے ہوئے چھکڑے ریت میں دھنس سکتے تھے۔

جس وقت ان اسیر یہودیوں نے بابل سے فلسطین کی طرف کوچ کیا اس وقت ان کے ساتھ 736 گھوڑے، 435 اونٹ اور 642 خچر تھے۔ ان کے علاوہ 6700 لدے ہوئے گدھے تھے۔

اس طرح یہ یہودی آزادی اور خداوند قدوس کی نعمت کے گیت گاتے ہوئے بابل سے نکل کر فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔





سائرس نے چند ہی روز بابل شہر میں قیام کیا۔ پھر وہ بحیرہ روم کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ شہر میں قیام کے دوران اس نے بابل کے مالیات کا محکمہ اپنے امیر و سالار مہرداد کے سپرد کیا۔ سلطنت کے امور گوبارو کو سونپے۔ بابل اور اس کے نواحی علاقوں کی حکومت اس نے اپنے بیٹے کمبوجیہ کے حوالے کی۔ اس موقع پر اس نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا۔ جس وقت سائرس کا باپ زندہ تھا اور سائرس اپنے مرکزی شہر پارساگرد سے نکل کر اکبتانا آیا تھا تو اکبتانا کی ملکہ ماندانہ نے اسے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اکبتانا میں قیام کے دوران ملکہ ماندانہ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا تھا کہ کاش کبھی وہ اپنے باپ بخت نصر کے شہر بابل جا سکے اور وہاں اپنے باپ کے تعمیر کردہ معلق باغات کو دیکھ سکے۔

سائرس نے جب بابل کو فتح کیا تو اس نے ملکہ ماندانہ کی اس خواہش کی تکمیل کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنے کچھ دستے اکبتانا شہر کی طرف روانہ کئے اور انہیں حکم دیا کہ عزت و احترام کے ساتھ ملکہ ماندانہ کو وہاں سے بابل شہر لے کر آئیں۔ چنانچہ ملکہ ماندانہ اپنے حاجب، خواجہ سراؤں اور خزانچیوں کے ساتھ بابل شہر میں داخل ہو گئی تھی۔

بحیرہ روم کی طرف جاتے ہوئے ایک جگہ جب سائرس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تب اس نے فرناک کو طلب کیا۔ اس طلبی پر فرناک جب سائرس کے خیمے میں داخل ہوا اس وقت سائرس اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ سائرس منہ سے کچھ نہ بولا۔ ہاتھ کے اشارے سے اس نے جب خالی نشست کی طرف اشارہ کیا تو آگے بڑھ کر فرناک اس پر ہو بیٹھا تھا۔ سائرس کچھ دیر تک تیز نگاہوں سے فرناک کی طرف دیکھتا رہا۔ اُس کے اس طرح دیکھنے سے فرناک نے دھیمے لہجے میں سائرس کو مخاطب کیا۔

"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی جواب طلبی یا سزا کے لئے آپ نے مجھے طلب کیا ہے؟ اگر کوئی ایسا معاملہ ہے تو دیر نہ کیجئے۔ جو سزا آپ میرے لئے تجویز کر چکے

ہیں، مجھے سنائیے تاکہ میرے شعور اور میرے ضمیر و دل میں اس وقت جو ایک تجسس ہے میں اس سے نجات پا سکوں۔''

فرناک جب خاموش ہوا تب سائرس گھورنے کے انداز میں کہنے لگا۔

''تم سے ایک بہت بڑی غلطی بلکہ یوں جانو ایک جرم سرزد ہوا ہے جس کی کوئی معافی ہی نہیں ہے اور اس کی سزا تمہیں ہر صورت میں ملنی چاہئے...... فرناک! میں جانتا ہوں تم میرے سارے سالاروں میں اعلیٰ و ارفع ہو۔ بلکہ اب تم میرے لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ ہو اور اس سے بھی بڑھ کر میں تمہیں اپنا بیٹا کہہ چکا ہوں۔ مجھے تم اپنے سگے بیٹے کمبوجیہ سے کسی طرح کم عزیز نہیں ہو لیکن جرم بہرحال جرم ہے۔ یہ جرم میرا بیٹا بھی کرتا تو میں اسے ضرور سزا دیتا۔ لہٰذا جو جرم تم سے سرزد ہوا ہے اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔''

اس موقع پر فرناک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کمر پر بندھی ہوئی چمڑے کی وہ پیٹی جس میں اس کی تلوار اور خنجر تھے، اس نے کھولی اور چپ چاپ جھکتے ہوئے چمڑے کی وہ پیٹی اس نے سائرس کے قدموں پر ڈال دی تھی اور سر پر باندھا ہوا عمامہ اس نے کھول کر اپنی گردن کے گرد لٹکا دیا تھا۔ گردن کے گرد عمامے کے لٹکانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس کا اطاعت گزار اور فرمانبردار ہے اور اپنی تلوار اور خنجر سائرس کے حوالے کرنے سے اس کا یہ مقصد تھا کہ وہ اس کا مطیع ہے جو چاہے اس کے لئے سزا تجویز کرے۔

فرناک کی اس حرکت پر سائرس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''پہلے اپنی پیٹی اپنی کمر پر باندھو، اپنے عمامے کو پہلے کی طرح سر پر باندھو، پھر میں تم سے بات کرتا ہوں۔''

فرناک نے پہلے پیٹی کمر پر باندھی، عامہ بھی سر پر باندھ لیا، پھر خیمے میں سائرس کی آواز گونجی۔

''جہاں سے اٹھے ہو، وہیں بیٹھ جاؤ۔''

فرناک چپ چاپ اپنی جگہ پر ہو بیٹھا۔

سائرس کچھ دیر تک غور سے اسے دیکھتا رہا، پھر ہلکا سا تبسم اس کے منہ پر نمودار ہوا۔ ساتھ ہی فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا تھا۔

''فرناک! جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اب تم میرے لشکریوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ اور میرے بیٹے ہو۔ دیکھو، کراوش نے سرینا سے شادی کی اور اب اس کا ایک بیٹا بھی

ہے۔ وہ دونوں میاں بیوی اپنے بیٹے کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم اب اپنے ماں باپ کو کس جرم کی سزا دینے پر تلے ہوئے ہو؟''

''ماں باپ کو سزا؟'' بڑے اچنبھے پن اور حیرت سے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے فرناک نے پوچھ لیا تھا۔ ''میں اپنے ماں باپ کو کیوں سزا دوں گا؟''

''تم سزا دے رہے ہو۔'' سائرس نے پھر کہنا شروع کیا تھا۔ ''اور وہ اس طرح کہ تم یوں چاہتے ہو کہ تمہارے باپ کی نسل اور تمہارے باپ کا شجرۂ نسب تم پر آ کر ختم ہو جائے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے ایسا کرنے سے تمہارے آباؤ اجداد اور تمہارے ماں باپ کی روحیں مطمئن ہوں گی۔ تم اپنے خاندان کے شاید واحد فرد ہو۔ کیوں اپنے خاندان کے شجرۂ نصب کو اپنے آپ تک منقطع کرتے ہو؟........ میں چاہتا ہوں تم شادی کر لو۔ تمہارے بچے ہوں جو تمہارے اِدھر اُدھر، تمہارے گرد کھیلتے پھریں۔ اگر ایسا ہو جائے تو اپنے دل پر یہ لکھ رکھو، اس میں میری خوشی اور میری طمانیت ہو گی۔

فرناک! میں نے آج تک تم پر کوئی بات، کوئی حکم مسلط نہیں لیا۔ ایک بار میں نے تمہیں اکبتانا واپس جانے کی سزا دی تھی، اس پر بھی پچھتایا تھا اور میں نے وہ سزا واپس لے لی تھی۔ تم سے یہ کہہ دیا تھا کہ تم سیدھے بابل جا کر اکبتانا کی بجائے لشکر میں آ سکتے ہو۔ اب میں سوچتا ہوں جو بات میں کہنے لگا ہوں، پتہ نہیں تم وہ تسلیم کرتے ہو کہ نہیں۔ اسے مانتے بھی ہو کہ انکار کرتے ہو۔''

فرناک نے غور سے سائرس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''یہ کیسے ممکن ہے، آپ کوئی بات کہیں اور فرناک انکار کر دے؟........ آپ میرے لئے کوئی سزا تجویز کریں اور میں اس سزا کو اپنے لئے قبول نہ کروں؟........ یہ ناممکن ہے۔ آپ کہیں، کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

''شادی کر لو!'' سائرس نے جھٹ سے کہہ دیا۔

''کس سے؟'' سائرس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے فرناک نے پوچھ لیا تھا۔

''ہیمرس اور ایزت دونوں سے۔''

''کیا یہ آپ کا حکم ہے........؟'' فرناک نے غور سے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

''حکم نہیں۔ لیکن میری سب سے بڑی خواہش ہے۔ میں اس وقت کنعانیوں اور فونیقیوں کے شہروں صور اور صیدہ کی طرف جا رہا ہوں۔ یہاں آج کے دن پڑاؤ رہے گا۔

کل میں یہاں سے کوچ کروں گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ صور اور صیدہ پہنچ کر تمہاری شادی کا شاندار انداز میں اہتمام کیا جائے۔ کیا تم میری اس خواہش کا احترام کرو گے؟ فرناک! شاید میں تم سے یہ بات نہ کہتا۔ لیکن بابل سے ان علاقوں کی طرف روانہ ہونے کے بعد ایزت اور تیمرس دونوں کئی بار مجھ سے ملاقات کر چکی ہیں۔ وہ مجھ سے یہی مطالبہ اور تقاضا کرتی ہیں کہ فرناک ان دونوں سے ناراض ہے۔ لہٰذا میں فرناک سے کہہ کر تم تینوں کے درمیان صلاح کرا دوں۔ ان سے میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی ہے۔ وہ دونوں تم سے شادی کرنے پر آمادہ ہیں اور دونوں تمہارے ساتھ ہنسی خوشی رہنے کے لئے تیار ہیں۔ فرناک! کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ تیمرس کی ایک معمولی سی لغزش کی وجہ سے تم اسے اتنی بڑی سزا دے رہے ہو کہ اس سے رشتہ نہیں قائم کر رہے۔ اس سے تم نے بول چال بھی بند کر دی ہے۔ حالانکہ ایسا اس نے ایزت کی وجہ سے کیا تھا۔ اس بے چاری کی کوئی غلطی نہیں۔ اس کے ساتھ تم نے زیادتی کی ہے۔ جہاں تک ایزت کا تعلق ہے تو یوں جانو، پہلی ایزت مر چکی ہے۔ وہ ایزت جس نے شوشان شہر کے اندر تمہارے ساتھ ناروا سلوک کیا تھا جو تمہیں غلام سمجھتی تھی۔ وہ ایزت جو غلاموں سے انتہا درجہ کی نفرت کرتی تھی۔ وہ ایسی بدلی ہے کہ اس نے پہلی ایزت کا گلا گھونٹ کر زمین میں دفن کر دیا ہے۔ اب جو ایزت ہمارے سامنے ہے وہ تو خود تمہاری داسی اور تمہاری لونڈی بن کر تمہارے ساتھ رہنے کے لئے تیار ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد سائرس خاموش ہو گیا۔ فرناک بھی کچھ دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا، اس کے بعد فیصلہ کن انداز میں سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں کچھ نہیں کہوں گا۔ جو کچھ آپ کرنا چاہتے ہیں، کر گزریں۔ میں آپ کے ہر فیصلے کو قبول کرتا ہوں۔“

فرناک کے اس جملے پر سائرس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آگے بڑھ کر فرناک کو اس نے لپٹا لیا تھا۔ پھر اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہنے لگا۔

”اگر یہ بات ہے تو پھر کنعانیوں کی سرزمین میں پہنچ کر ایزت اور تیمرس دونوں کے ساتھ شاندار انداز میں تمہاری شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔“

اس کے ساتھ ہی سائرس کے اجازت دینے پر فرناک اس کے خیمے سے نکل کر اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا۔

اگلے روز سائرس نے وہاں سے کنعانی عربوں کے شہر صور اور صیدا کی طرف کوچ

کیا تھا۔

صور اور صیدا کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جن جن علاقوں سے بھی سائرس گزرا، لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی تھی۔ اس طرح مغرب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے سائرس اپنی مملکت میں وسعت پیدا کرتا چلا گیا تھا۔ دراصل وہ بحیرۂ روم تک جانا چاہتا تھا تاکہ سمرقند کے نواح سے لے کر اس کی سلطنت بحیرہ روم تک یونانی سرحدوں کے قریب پہنچ جائے۔ راستے میں نبطیوں نے اس کا بہترین خیر مقدم کیا تھا۔ اس کے علاوہ جو آرامی اور دوسری اقوام اس کے راستے میں آباد تھیں، انہوں نے بھی اس کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی۔ یہاں تک کہ سائرس بحیرۂ روم کے کنارے فونیقی یعنی کنعانی عربوں کے ہاں پہنچا۔

کنعانیوں کے سردار اور سرکردہ لوگ اس موقع پر سائرس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت سائرس نے ان کے علاقوں میں پڑاؤ قائم کر لیا تھا۔ دو کنعانی سردار یا امراء سائرس سے ملنے کے لئے آئے۔ وہ اپنے ساتھ ضروری اجناس اور ساز و سامان اونٹوں پر لاد کر لائے تھے تاکہ سائرس کی خدمت میں پیش کریں۔

یہ لوگ سر پر منڈھی ہوئی ہلکی ٹوپیاں پہنتے تھے اور بڑے روئیں کی طویل گلابی اون میں ملبوس تھے۔ سائرس کے سامنے ہو کر انہوں نے نہ صرف اس کی اطاعت اختیار کی بلکہ سائرس کو نہایت نفیس اور نادر تحائف پیش کئے۔ ان تحائف میں شیشے کے لوح جس میں قوس قزاح کے سات رنگ جھلکتے تھے۔ کانسی کے ہلکے پیالے، تانبے کی صراحیاں اور قلابے جن پر انسانی شکلیں بنی ہوئی تھیں جن کے سر عورتوں کے تھے اور دھڑ پرندوں اور درندوں یعنی ابوالہول کی شکل میں تھے۔

ان کنعانیوں نے کچھ مورتیاں بھی پیش کیں جو نیلم کی تھیں اور سونے میں جڑی ہوئی تھیں۔ اور ان کے پنکھ تھے۔

ان سب تحائف کے علاوہ ان کنعانیوں یعنی فونیقیوں نے سائرس کی خدمت میں سات انتہا درجہ کی خوب صورت اور نازک اندام لڑکیاں بھی پیش کیں جو مختلف قوموں کی تھیں جن کا تعلق مصر، حبشہ، جزائر کریٹ اور یونان سے تھا۔ ان سات لڑکیوں میں سے ہر ایک کے ہاتھوں میں نفیس قیمتی اشیاء کے طبق تھے اور ان نفیس چیزوں میں چاندی کے آئینے، عود سوز اور سنگِ مرمر کی قندیلیں تھیں۔ یہ سب چیزیں پیش کر کے کنعانیوں کا مدعا یہ تھا کہ وہ سائرس کی خوشنودی حاصل کریں۔

یہ لڑکیاں پیش کرتے ہوئے کنعانیوں کو یہ بھی امید تھی کہ ان حسین لڑکیوں کو دیکھ کر سائرس کے دل میں شاید یہ آرزو پیدا ہو کہ سرزمینِ مغرب میں ان کے ملکوں کو بھی فتح کر لے۔ سائرس سب کچھ سمجھ رہا تھا۔ اس نے ہر ایک لڑکی کے لئے ایک مختلف قسم کا جواہر تحفتاً دیا اور یہ عطیے دیتے وقت وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ ان لڑکیوں میں ایک لڑکی انتہا کی خوب صورت تھی۔ مؤرخین کے مطابق اس لڑکی کا تعلق جزیرہ کریٹ سے تھا۔ اس کا رنگ گورا اور اس کے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے جو بڑی آب و تاب سے چمک رہے تھے۔

اُن سات لڑکیوں کا سائرس نے جائزہ لیا پھر ان کنعانیوں سے جنہوں نے وہ لڑکیاں پیش کی تھیں، کہنے لگا۔

''غور سے دیکھو، اس وقت عصر ہے۔ یہ جو سات لڑکیاں ہیں تم انہیں ایک بار پھر سورج غروب ہونے سے پہلے میرے سامنے پیش کرنا۔''

سائرس کے اس جواب سے کنعانی اُمراء خوش ہو گئے تھے۔ شاید وہ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ ان سات لڑکیوں میں سے سائرس کوئی اپنے لئے پسند کر لے گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو سائرس مقامی کنعانی عربوں سے اپنی خوشی اور خوشنودی کا اظہار کرے گا۔

اسی روز شام سے کچھ پہلے جس وقت فرناک اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا، ایک لشکری خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور اسے پیغام دیا کہ سائرس نے اسے طلب کیا ہے۔

یہ پیغام سن کر فرناک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس مسلح جوان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ سیدھا سائرس کے خیمے میں گیا۔ سائرس اس وقت اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے کی طرح ہاتھ کے اشارے سے فرناک کو اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ فرناک جب بیٹھ گیا تب سائرس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تھوڑی دیر پہلے میں نے ایزت اور تیمرس کو بھی بلایا تھا۔ میں نے اُنہیں یہ تو نہیں بتایا کہ فرناک تم دونوں سے شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے لیکن میں نے، ان پر صرف یہ انکشاف کیا ہے کہ فرناک نے بہر حال کہیں نہ کہیں شادی کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ دیکھو! دن کے وقت کنعانی اُمراء نے میرے سامنے سات حسین اور خوب صورت لڑکیاں پیش کی تھیں۔ ان لڑکیوں کا میں نے جائزہ لیا تھا۔ وہ انتہا درجہ کی خوب صورت ہیں۔ میں نے تیمرس اور ایزت پر تمہاری رضامندی کا اس لئے اظہار نہیں کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کی شادی ایک عزت اور وقار کے ساتھ ہو۔ میں ان کے ذہن میں یہ بات نہیں ڈالنا

چاہتا کہ ان دونوں سے شادی کرنے کے لئے میں نے تمہیں رضامند کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان تک یہی بات پہنچے کہ تم از خود ان سے شادی پر رضامند ہوئے ہو اور تم نے ہی اپنی مرضی سے ان دونوں کے ساتھ شادی کرنے کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے لئے میں نے ایک عجیب طریقہ بھی وضع کیا ہے۔

وہ سات لڑکیاں جن کا میں نے تم سے تھوڑی دیر پہلے ذکر کیا ہے اور جس سے متعلق میں نے بتایا ہے کہ شام سے تھوڑی دیر پہلے کنعانی ان سات لڑکیوں کو پھر میرے خیمے کے سامنے لائیں گے۔ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، فرناک! اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ ان سات لڑکیوں میں دو کا اضافہ کر کے میں نو کر دوں گا۔ جن دو لڑکیوں کا ان میں اضافہ کیا جائے گا وہ ایزت اور تیمرس ہوں گی۔ چنانچہ سب بڑے سالاروں اور امراء کو یہاں جمع کیا جائے گا۔ اس موقع پر کنعانی بھی یہاں موجود ہوں گے۔ میں ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اپنی طرف سے سات حسین لڑکیاں مجھے پیش کیں۔ لیکن میں اب عمر کے اس حصے میں ہوں کہ کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ میں ان پر واضح کروں گا کہ فرناک میرے سالاروں میں سے سب سے عمدہ اور میرے لشکریوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ اور میرا بیٹا ہے، چنانچہ ان سات لڑکیوں میں، میں نے دو کا اضافہ کر دیا ہے اور اب میں اپنے سپہ سالار فرناک کو یہ اجازت دیتا ہوں کہ وہ ان نو میں سے کم از کم دو لڑکیوں کا انتخاب کرے جنہیں وہ اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرتا ہے۔ میرے عزیز! اس موقع پر تم ایزت اور تیمرس کا انتخاب کرنا۔ اس طرح وہ دونوں خوش بھی ہو جائیں گی اور ان کی عزت، ان کا وقار بھی بحال رہے گا کہ فرناک نے از خود ان سے شادی کرنے کا اظہار کیا ہے اور ان کی ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو اس نے معاف کر دیا ہے۔ ویسے بھی میں تم پر یہ انکشاف کروں وہ سات لڑکیاں جو فونیقیوں نے میرے سامنے پیش کی تھیں اگر انصاف پسندی سے جائزہ لیا جائے تو وہ حُسن و خوب صورتی میں ساتوں کی ساتوں لڑکیاں کسی بھی طور ایزت اور تیمرس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ایزت اور تیمرس ان سے کہیں زیادہ پُرکشش اور خوب صورت ہیں۔ اب بتا فرناک! تُو کیا چاہتا ہے؟"

سائرس جب خاموش ہوا تب فرناک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں تو وہی کچھ چاہتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں۔"

فرناک کے اس جملے پر سائرس نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا، پھر کہنے لگا۔

"ایسا کرو اب تم اپنے خیمے کی طرف چلے جاؤ۔ میں تھوڑی دیر تک ان سات لڑکیوں

کو یہاں بلواتا ہوں۔ تیمرس اور ایزت کو بھی بلوا کر ان ساتوں لڑکیوں کے ساتھ کھڑا کر دوں گا۔ پھر سب کے سامنے کہوں گا کہ فرناک کو بلا لیں تاکہ وہ ان لڑکیوں میں سے اپنے لئے کم از کم دو لڑکیوں کا انتخاب کر لے۔ اس کے بعد تم آنا اور جو بات اس سے پہلے میں نے کہی ہے، اس پر عمل کرنا۔"

فرناک نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سائرس نے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

چنانچہ شام سے کچھ پہلے سائرس کے کہنے پر فونیقیوں نے ان سات حسین اور خوب صورت لڑکیوں کو سائرس کے خیمے کے سامنے ایک قطار میں لا کھڑا کیا تھا۔ اس موقع پر ایک آدمی بھیج کر سائرس نے تیمرس اور ایزت کو بھی بلا لیا۔ جب وہ دونوں آئیں تو سائرس نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"جس طرح یہ سات لڑکیاں میرے سامنے کھڑی ہیں، ان کی حیثیت میری بیٹیوں کی سی ہے۔ ان کے اندر کھڑی ہو جاؤ۔ ایسا کر کے میں ایک بہت بڑا کام سرانجام دینا چاہتا ہوں۔"

اس موقع پر تیمرس نے فکرمندی سے سائرس کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا کہ اس سے پہلے ہی ایزت بول اُٹھی اور سائرس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"آپ ہمیں ان لڑکیوں کے ساتھ جو کھڑا کرنے کا حکم دے رہے ہیں، اس میں خیریت تو ہے، کیا معاملہ ہے؟"

جواب میں سائرس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"معاملہ کچھ نہیں ہے۔ بس تم کھڑی ہو جاؤ۔ دیکھو کیا بنتا ہے؟"

سائرس کے ان الفاظ کے جواب میں ایزت اور تیمرس خاموش رہیں۔ چنانچہ ان سات لڑکیوں کے ایک طرف قطار میں وہ دونوں بھی کھڑی ہو گئی تھیں۔ ہاتھ کے اشارے سے سائرس نے اپنے ایک چھوٹے سالار کو بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز! جا اور فرناک کو بلا کر لا۔"

اس پر وہ سالار وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اس سالار کے جانے کے بعد سائرس نے وہاں جمع ہونے والے فونیقیوں کے علاوہ اپنے امراء اور سالاروں کو بھی اس انداز میں مخاطب کیا کہ اس کی آواز تیمرس اور ایزت بھی سن لیں۔ وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے یہ سات لڑکیاں میری خوشنودی کے لئے میرے سامنے پیش کیں۔ میں عمر کے اس حصے میں ہوں جہاں میں ان لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ ان کی حیثیت میرے ہاں بیٹیوں کی سی ہے۔ دیکھو! میرا ایک سپہ سالار اعلیٰ ہے۔ اس کا نام فرناک ہے۔ میں نے اسے اپنا بیٹا بھی کہہ رکھا ہے۔ میں نے اسے بلایا ہے۔ جب وہ یہاں آتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ ان نو لڑکیوں میں سے وہ جونسی بھی دو لڑکیوں کا انتخاب کرے گا ان لڑکیوں کو اس کی زندگی کا ساتھی بنا دیا جائے گا۔ تم لوگوں نے سات لڑکیاں پیش کی تھیں۔ دو میں نے اپنی طرف سے ڈال کر نو کر دی ہیں۔''

اس پر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک کنعانی سردار سائرس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''اے فارس کے بادشاہ! یہ جو دو لڑکیاں آپ نے اپنی طرف سے کھڑی کی ہیں یہ حُسن و خوب صورتی اور اپنی جسمانی کشش میں اعلیٰ درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اور جو سات لڑکیاں ہم نے پیش کی ہیں ان ساتوں کی ان دو کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ لہٰذا میرا اندازہ ہے کہ آپ کا جو سالار ان نو لڑکیوں میں سے دو کا انتخاب کرنے آئے گا وہ یقیناً ان دو لڑکیوں کا انتخاب کرے گا جن دو کا آپ نے اضافہ کیا ہے۔''

اس کنعانی سردار کے ان الفاظ پر سائرس مسکرایا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک ایک طرف سے فرناک آتا دکھائی دیا۔ لہٰذا سائرس خاموش ہی رہا۔

فرناک تیز تیز چلتا ہوا سائرس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سائرس نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی۔ کہنے لگا۔

''فرناک! میرے بیٹے! اس سے پہلے جو میرے اور تمہارے درمیان گفتگو ہوئی تھی اس کے مطابق تم شادی کرنے پر رضامند ہو گئے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کم از کم دو حسین اور خوب صورت لڑکیوں کو اپنی زندگی کی ساتھی بناؤ........ یہ تمہارے سامنے اس وقت نو لڑکیاں کھڑی ہیں۔ ان کا تعلق مختلف علاقوں سے ہے۔ ان کا جائزہ لو۔ جن دو کو اپنے لئے پسند کرو گے ان دو سے آج سورج غروب ہونے کے بعد تمہاری شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ اب ان لڑکیوں کی طرف بڑھو، ان کا جائزہ لو اور دو کا اپنے لئے انتخاب کرو۔''

چونکہ سائرس نے پہلے سے یہ سارا معاملہ فرناک کے کان میں ڈال رکھا تھا لہٰذا فرناک چپ چاپ مڑا۔ لڑکیوں کی طرف بڑھا۔ پہلے سرسری نگاہ سے سات لڑکیوں کا

جائزہ لیا جو کنعانیوں نے پیش کی تھیں اور ان کے سامنے سے گزرتا ہوا وہ ایزت کے سامنے آن رکا۔ اس موقع پر ایزت نے اسے محبت بھرے اور انتہائی پُرخلوص انداز میں دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی تھی۔ یہاں تک کہ فرناک نے اسے مخاطب کیا۔

''گوبارو کی بیٹی! میرا نام فرناک ہے۔ میں اپنی زندگی کے ایک دور میں غلام بھی رہ چکا ہوں۔ کیا تم ایک ایسے شخص کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرو گی جس کی زندگی کا ایک حصہ غلامی میں گزر چکا ہو۔''

فرناک کے ان الفاظ پر ایزت چونکی تھی۔ بڑی بے بسی اور لاچارگی سے بھرپور ایک نگاہ اس نے فرناک پر ڈالی، پھر کہنے لگی۔

''آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں۔ میرا تمسخر اُڑا رہے ہیں۔ میں نے اس ایزت کا گلا گھونٹ کر اسے زمین کی تہہ میں دفن کر دیا ہے جو ایسے لوگوں سے بے زاری کا اظہار کرتی تھی جن کی زندگی کا کوئی حصہ غلامی میں گزرا ہو۔ اگر آپ بھی اپنی زندگی کے کسی حصے میں غلام رہے ہیں تو آپ کی زندگی کا وہ حصہ جو غلامی میں گزرا وہ مجھے سب سے زیادہ پسند، عزیز اور پسندیدہ ہے۔ جہاں میں نے پہلی ایزت کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہاں میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اب جو ایزت آپ کے سامنے کھڑی ہے، وہ غلاموں سے کیا نفرت کرے گی۔ وہ بے چاری تو خود اب آپ کی لونڈی اور خدمت گار ہے۔''

ایزت کی اس گفتگو سے فرناک خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ اپنا منہ ایزت کے قریب لے گیا اور سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔

''کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟''

ایزت مسکرائی اور کہنے لگی۔

''آپ سے شادی کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی اور خوشنودی ہو گی۔''

ایزت کے ان الفاظ پر فرناک مسکرایا تھا۔ کچھ دیر تک ٹکٹکی باندھے ایزت کی طرف دیکھتا رہا، پھر آگے بڑھا۔ اب آگے تیمرس کھڑی تھی۔

کچھ دیر تک فرناک بڑے غور سے تیمرس کو دیکھتا رہا۔ تیمرس بے چاری پریشان گردن جھکائے کھڑی رہی۔ یہاں تک کہ فرناک نے اسے مخاطب کیا۔

''گزر کی بیٹی! میرا نام فرناک ہے۔ میں صحرائے عرب کا ایک بدو ہوں۔ ایک بار انجانے اور بھولے سے میں نے تمہارا بازو پکڑ لیا تھا اور تم نے ایسے الفاظ استعمال کئے کہ جو کم از کم میرے لئے ناقابل برداشت تھے۔ کیا وہ بدو جسے تم ایک بار جھٹلا چکی ہو اور رد

کر چکی ہو اس کے لئے ملامت آمیز الفاظ استعمال کر چکی ہو اگر وہ بدو تمہارے سامنے آئے اور تم سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کرے تو تمہارا ردِعمل کیا ہو گا؟''

تیمرس نے گردن سیدھی کی۔ فرناک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگی۔

''سب سے پہلے تو میں یہ احتجاج کرتی ہوں کہ آپ مجھے میرے نام سے مخاطب نہیں کر رہے۔ ایسا ہی آپ نے ایزت کے ساتھ بھی کیا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ ایزت کو بھی اس کے نام سے مخاطب کرتے اور مجھے بھی میرا نام لے کر مخاطب کرتے۔ اس لئے کہ آپ ہم دونوں کے نام سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جہاں تک آپ کے بازو پکڑنے پر میں نے خفگی اور ناراضگی کا اظہار کیا تھا، وہ معاملہ کچھ اور تھا۔ اس وقت کچھ غلط فہمیاں، کچھ انجانے اندیشے بھی بیچ میں حائل تھے جن کی بناء پر مجھ سے اتنی بڑی غلطی سرزد ہوئی اور اب تک میں اس غلطی پر پچھتا رہی ہوں۔''

تیمرس مزید کچھ کہتی کہ فرناک نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ جواب میں تیمرس کی گردن پھر جھک گئی تھی۔ فرناک نے آگے ہاتھ بڑھایا، اپنی دو انگلیاں اس نے تیمرس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھیں اور اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

''اگر میں تم سے بھی شادی کرنے کی رضامندی کا اظہار کروں تو کیا تم پہلے کی طرح بازو جھٹک کر میرے لئے ناپسندیدگی کے الفاظ تو استعمال نہیں کرو گی؟''

اس موقع پر ہلکا سا تبسم تیمرس کے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنا دایاں بازو آگے کیا اور فرناک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ ذرا میرا بازو پکڑیں۔''

فرناک مسکرایا۔ ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے تیمرس کا بازو پکڑ لیا۔ اس موقع پر تیمرس کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔ ساتھ ہی کہنے لگی۔

''اب بازو ہی نہیں، تیمرس کی ہر چیز، اس کی جان و مالِ، سب کچھ آپ کا ہے اور میں اپنا سب کچھ آپ پر نچھاور کرتی ہوں۔ اگر آپ مجھ سے شادی کرتے ہیں تو میں سمجھوں گی، مجھے دنیا بھر کی خوشیاں مل گئی ہیں۔''

فرناک نے تیمرس کا بازو چھوڑ دیا۔ پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

''تیمرس! اگر میں تمہارے ساتھ ایزت سے بھی شادی کروں تو کیا تم اس پر رضامند ہو جاؤ گی۔ میں نہیں چاہتا کہ ایزت ہجر و فراق لمحوں میں سسک سسک کر زندگی کے دن گزارتی رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں شروع میں اس نے مجھ سے نفرت کی ابتداء کی تھی۔ لیکن اب جتنی اس نے نفرت کی اس سے کہیں زیادہ محبت کا اظہار کر رہی ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم دونوں سے بہ یک وقت شادی کروں۔ کیا تم اپنے ساتھ میری بیوی کی حیثیت سے ایزت کو قبول کر لو گی؟''

فرناک جب خاموش ہوا تب انتہائی خوشی اور مسرت میں تیمرس کہنے لگی۔

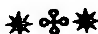
''اگر آپ میرے ساتھ ساتھ ایزت سے بھی شادی کرتے ہیں تو یوں جانیں اس میں میری خوشی اور مسرت ہو گی۔ میں اور ایزت دونوں آپ کے ساتھ اس طرح رہیں گے جس طرح دو بہنیں اتفاق اور یکجہتی سے رہتی ہیں۔''

تیمرس کا یہ جواب سن کر فرناک خوش ہو گیا تھا۔ پھر پیچھے ہٹا، سائرس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''یہ جو سات لڑکیاں کنعانی عربوں نے پیش کی ہیں یہ انہیں واپس کر دیں۔ میں ان لڑکیوں سے جن کے نام ایزت اور تیمرس ہیں، شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔''

فرناک کے ان الفاظ پر جہاں ایزت اور تیمرس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی وہاں سائرس کے علاوہ اس کے سارے سالار اور امراء بھی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر ان سات لڑکیوں کو وہاں سے ہٹا لیا گیا۔ تیمرس اور ایزت کو ان کے خیمے میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد سائرس کے حکم پر اس کے لشکر کے اندر شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور سورج غروب ہونے کے کچھ دیر بعد تیمرس اور ایزت دونوں کی فرناک سے شادی کر دی گئی تھی۔ لہٰذا دونوں اپنے خیمے سے نکل کر فرناک کے خیمے میں منتقل ہو گئی تھیں۔





بحیرۂ روم کے سارے علاقوں اور شہروں کا چکر لگانے اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد سائرس اپنے آبائی شہر پارساگرد کی طرف چلا گیا تھا۔ پارساگرد میں اس نے کوئی چند روز ہی قیام کیا ہوا تھا کہ شمال میں اس کے لئے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ علاقہ سفد کے حاکم کی طرف سے پیغام پر پیغام آنے لگے کہ شمال کے وحشی ان علاقوں پر جو سائرس کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر رہے ہیں اور دور دور تک انہوں نے علاقوں، بستیوں اور قصبوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

سائرس کو یہ بھی اطلاع ملی کہ دریائے سیہوں کے پاس جو سائرس نے قلعے اور حفاظتی چوکیاں قائم کی تھیں اور جو ایک شہر آباد کیا تھا وہ بھی شمال کے وحشی حملہ آوروں نے جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔ ساتھ ہی سائرس کو یہ بھی پیغام بھیجا گیا کہ اگر جلد شمال کے ان وحشی اور برفانی حملہ آوروں کی سرکوبی نہ کی گئی تو وہ دریائے جیہوں تک سارے علاقے کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

یہ خبریں ملنے کے بعد سائرس اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ پارساگرد سے روانہ ہوا۔ شمال میں دریائے جیہوں اور دریائے سیہوں کا کا اس نے رخ کیا تھا۔

اس کے نامور سالاروں میں سے فرناک، کراوش، ہزار پت اور دوسرے سب اس کے ساتھ تھے۔ جن دیہاتوں سے سائرس اپنے لشکر کے ساتھ گزرتا وہاں کی عورتیں اس کے اور اس کے لشکریوں کے لئے اناروں، تربوزوں اور سیبوں کی ٹوکریاں پیش کرتیں اور ان کے اس عمل سے سائرس نے اندازہ لگایا کہ اس سال ان کے باغات کی پیداوار خوب ہوئی ہو گی۔ جو بھی عورت پھلوں کی ٹوکری اس کے پاس لے کر آتی، وہ ہر ایک کو ایک سکہ انعام دیتا اور وعدہ کرتا کہ دشمن کو مغلوب کر کے واپسی پر وہ یہاں قیام کرے گا۔

چنانچہ آگے بڑھتا ہوا سائرس اپنے لشکر کے ساتھ گورگان کے درّوں تک جا پہنچا۔ یہ درّے گشتاسپ کے علاقوں میں شامل تھے۔ گشتاسپ نے چونکہ سائرس کی اطاعت قبول کر لی تھی اس لئے ایک طرح سے وہ علاقے اب سائرس ہی کے تھے۔ گشتاسپ فوت ہو چکا تھا اور اب اس کی جگہ اس کا بیٹا داریوش وہاں کا حاکم تھا۔ چنانچہ سائرس جب گورگان کے درّوں میں پہنچا تو داریوش اپنے گورگانی جنگجوؤں کے ساتھ سائرس کے لشکر میں شامل ہو گیا۔

سائرس اپنے لشکر کے ساتھ جب دریائے آموں کے کنارے پہنچا تو ان گنت خوارزمی بھی اس کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ اس طرح اس کے لشکریوں کی تعداد کافی بڑھ گئی تھی۔ سمرقند کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے سائرس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سیہوں کی طرف بڑھا۔

اس کے بعد جو مناظر پیش آئے وہ سائرس اور اس کے سالاروں کے لئے بھی ناقابل برداشت تھے۔ سیہوں کی طرف ایک کھلے میدان میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہاں اس علاقے کے بوڑھے بچوں کی لاشیں دور تک بکھری پڑی تھیں۔ وہاں کچھ لوگوں نے سائرس کو بتایا کہ شمال کے وحشی حملہ آور ہوئے۔ بوڑھوں اور بچوں کو قتل کر کے اور جوانوں کو محنت مشقت کرانے کے لئے اپنے ساتھ لے گئے۔ سائرس کو یہ بھی بتایا کہ شمال کے حملہ آوروں نے مقامی لوگوں کو تیز دھار کے ہتھیاروں سے قتل کیا تھا تاکہ اپنے تیروں کی کفایت کر سکیں۔ یہ بھی انکشاف کیا گیا کہ اس بار سرمتی حملہ آور ہوئے تھے اور ہر شہر، ہر قصبہ کی انہوں نے اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ سرمتی وہی تھے جن کی کسی دور میں تیمرس شہزادی تھی۔

سائرس جب اپنے لشکر کے ساتھ مزید آگے بڑھا تو اس نے دیکھا سرحد پر جو اس نے کورا نام کا قلعہ آباد کیا تھا، شمال کے حملہ آوروں نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ سارا علاقہ آبادی سے خالی ہو چکا تھا۔ جگہ جگہ لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ فضا مردار خوروں سے پُر تھی۔ یہ صورتِ حال یقیناً ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ سائرس نے حکم دیا دریائے سیہوں پر کشتیوں کا پُل بنا کر دریا کو عبور کرتے ہوئے شمال کے وحشی حملہ آوروں کا تعاقب کیا جائے۔

چنانچہ دریائے سیہوں کو عبور کیا گیا۔ اب سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ایسے خشک صحرا سے گزر رہا تھا جہاں درختوں کی سوکھی شاخیں بھوتوں کی طرح ناچ رہی تھیں۔ وہ تھوڑا سا

ہی آگے گئے ہوں گے کہ دشمن کے ان گنت لشکری انہیں اپنے سامنے بھاگتے دکھائی دیئے۔ سائرس نے برق رفتاری سے ان کا تعاقب کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

آگے آگے بھاگتے شمال کے وحشیوں کی وجہ سے فضاؤں کے اندر گرد و غبار بلند ہونے لگا تھا۔ سائرس شمال کے ان وحشیوں کا تعاقب کرتے ہوئے ایک درّے تک جا پہنچا جہاں قبائلی پہلے سے گھات لگائے بیٹھے تھے۔ جونہی سائرس اپنے لشکر کے ساتھ اُن درّوں کے پاس پہنچا، سرمتی اور دوسرے شمال کے وحشی دائیں بائیں اور سامنے سے بھوکے بھیڑیوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے۔ شمال کے ان درّوں کے پاس کچھ دیر تک ہولناک جنگ ہوئی۔ سرمتیوں کے علاوہ ان کے دوسرے عزیز و اقارب قبائل بھی چاروں طرف سے گِدھوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ گھوڑوں کے دوڑنے سے گرد و غبار ایسا اُٹھا تھا کہ اس میں لشکری گم ہو کر رہ گئے تھے۔ گرد و غبار میں تیروں کی آوازیں گونجنے لگی تھیں جنہوں نے فضا کو خوف ناک بنا دیا تھا۔

کچھ دیر کی مزید جنگ کے بعد سائرس نے اندازہ لگا لیا کہ ان درّوں کے پاس شمال کے حملہ آور وحشیوں کی تعداد لحہ بہ لحہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا تھا کہ شمال کے ان وحشیوں کو درّوں سے باہر کھلے میدان میں لا کر ان پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ سائرس نے اپنے لشکریوں کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔

جونہی سائرس اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹا، سرمتی، ساگتی اور دوسرے وحشی قبائل ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کے تعاقب میں آئے اور اس طرح سائرس انہیں کھلے میدان میں لے آیا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے سائرس نے شمال کے وحشیوں پر قابو پانے کے لئے ایک اور جتن استعمال کیا۔ اس نے اپنے پیچھے کھلے میدانوں میں اپنا پڑاؤ قائم کیا تھا اور وہاں پڑاؤ کی حفاظت کے لئے لشکر کا ایک حصہ بھی رکھا تھا۔ اس لشکر کی طرف اس نے پیغام بھجوایا کہ پڑاؤ کے خیموں کو خالی کر دیا جائے اور ایک طرف ہٹ جایا جائے۔ خود سائرس بھی خیموں سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ اس طرح وہ شمال کے وحشیوں کو اپنی خیمہ گاہ لوٹنے کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا۔ ایسا وہ اس لئے چاہتا تھا کہ جونہی وہ خیموں پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار میں مصروف ہوں، ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیا جائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جونہی سائرس اپنے لشکر کے ساتھ ایک طرف ہٹا، شمال کے وہ وحشی خیمہ گاہ پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اس موقع پر سائرس آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا۔ اپنے پورے لشکر کے ساتھ وہ وحشیوں پر حملہ آور ہوا۔

ایک بار پھر سائرس کے پڑاؤ کے اندر ہولناک جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کے دوران شمال کے وحشیوں کو زبردست نقصان پہنچایا گیا۔ ان کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور آخر وہ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن اس ٹکراؤ کے دوران سب سے زیادہ نقصان فرناک کو پہنچا۔ وہ چونکہ اب سائرس کے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ تھا لہٰذا آگے تھا۔ دشمن پر جان لیوا حملے کر رہا تھا۔ چنانچہ جنگ کے دوران شمال کے کسی وحشی کی تلوار اس کے پاؤں پر پڑی اور اس کا پاؤں کٹ کر علیحدہ ہو گیا تھا۔ دوسرا نقصان خود سائرس کو پہنچا۔ وہ اس طرح کہ سائرس کے پہلے ایک تیر شمال کے وحشیوں کا آ کر لگا اور پھر خیموں پر حملے کے دوران اسے نیزے کا ایک گھاؤ بھی لگا۔ جب شمال کے وحشی شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔ تب سائرس نے وہاں خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ اس کے زخم بڑے مہلک تھے لہٰذا ایک جھونپڑا بنا کر جھونپڑے کے اندر اسے رکھا گیا تھا۔ جس وقت وہ جھونپڑے میں منتقل ہوا، کراوش اس کے پاس آیا اور آہستگی سے اس کے کان میں کہنے لگا۔

''فرناک! اس وقت اپنے پڑاؤ کے ایک الگ خیمے میں ہے وہ اپنے خیمے میں نہیں۔ جنگ کے دوران اس کا ایک پاؤں کٹ چکا ہے۔ اس حالت میں وہ اپنی دونوں بیویوں کے سامنے نہیں آنا چاہتا۔ لشکر کی ساری عورتیں محفوظ ہیں۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ایزت اور تیمرس نے جب مجھ سے فرناک سے متعلق پوچھا تو میں نے ان سے یہ بہانہ کر دیا ہے کہ خیمہ گاہ کی جنگ سے پہلے ہی سائرس نے فرناک کو کچھ دستوں کے ساتھ گورگان کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ تاکہ وہاں سے کمک لے کر آئے۔ اس طرح وقتی طور پر ان دونوں کو مطمئن تو ضرور کر دیا ہے۔ لیکن میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ بھی حکم جاری کر دیں کہ فرناک کے زخمی ہونے کی خبر کی تشہیر نہ کی جائے۔

سائرس نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ لشکر نے وہاں چند روز قیام کیا اور بدقسمتی یہ ہوئی کہ وہاں قیام کے دوران سائرس اپنے زخموں سے جانبر نہ ہوا اور اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اس موقع پر مختلف علاقوں کی طرف مخبر بھجوائے گئے تاکہ سائرس کے مرنے کی اطلاع دی جائے۔ جو پیغام بھجوایا گیا وہ کچھ اس طرح تھا۔

''عظیم بادشاہ سائرس، شمال کی وادی میں دشمنوں سے لڑتے ہوئے مارا گیا۔''

سائرس کے مارے جانے کی خبر آن کی آن میں سمرقند سے باختر تک پھیل گئی اور پھر ہزاروں میل دور ملطیہ اور یونان کے جزیروں تک جا پہنچی اور ان تمام علاقوں میں جن کو سائرس نے فتح کیا تھا، اس کی موت کا سوگ منایا۔ چنانچہ شمال کی ان وادیوں سے سائرس کے لشکر نے کوچ کیا۔ لاش کو مصالحے لگا کر محفوظ کر کے ایک گاڑی میں لاد دیا گیا تھا۔ گورگان کی بلند وادیوں سے ہوتے ہوئے سائرس کا لشکر اس کی لاش لئے جنوب کی طرف بڑھا تھا۔ لاش والی گاڑی کے اندر فرناک کو بھی رکھا گیا تھا اور اس کے زخمی ہونے کی اطلاع کسی کو نہیں دی گئی تھی۔

راستے میں جب لشکر گورگان کے دروں کو عبور کر گیا تب ایزت اور تیمرس دونوں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتی ہوئی کراوش کے پاس آئیں اور شکوؤں بھری آواز میں ایزت نے پوچھا۔

''کراوش! میرے بھائی! آپ نے کہا تھا، فرناک گورگان کے درّوں کی طرف گئے ہیں۔ اب تو ہم گورگان کے درّے سے بھی گزر چکے ہیں۔ وہ کہاں ہیں؟''

اس پر کراوش نے اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ بکھیری۔ کہنے لگا۔

''اب حالات یکسر بدل گئے ہیں۔ سائرس کی موت کی اطلاع پارساگرد تک پہنچ چکی ہیں لہٰذا جو دستے فرناک کی کمانداری میں دیئے گئے تھے اور اسے گورگان کی طرف بھیجا گیا تھا، وہ پارساگرد کی طرف چلے گئے ہیں تاکہ سائرس کی لاش کی تدفین کے انتظامات کر سکیں۔''

کراوش کے اس بہانے سے ایک بار پھر ایزت اور تیمرس مطمئن ہو گئی تھیں اور سفر جنوب کی جانب جاری رہا۔

جب لشکر پارساگرد پہنچا تو پارساگرد کے سب امراء شہر سے باہر موجود تھے۔ سائرس کا بیٹا کمبوجیہ بھی کھڑا تھا۔ اس نے خود آگے بڑھ کر اس بگھی کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں جس کے اندر سائرس کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس موقع پر لشکر کی عورتیں بگھی کے گرد جمع ہو گئی تھیں۔ کراوش نے لاکھ کوشش کی کہ ایزت اور تیمرس کو وہاں سے ہٹا دے لیکن وہ وہاں سے ہٹی نہیں اور جب لشکریوں نے سائرس کی لاش باہر نکالی اور اس کے پیچھے پیچھے شکریوں نے سہارا دے کر فرناک کو بھی بگھی سے اتارا تب ایزت اور تیمرس دونوں کی حالت ناقابلِ برداشت تھی۔ سب سے پہلے ایزت نے دیکھا کہ فرناک کا پاؤں کٹ چکا تھا۔ کچھ لشکریوں نے اسے اٹھا کر بگھی سے اتارا تھا۔ پھر ایک لشکری نے ایک بیساکھی اس

کی بغل میں دے دی تھی۔ اس موقع پر ایزت کو نجانے کیا ہوا، چکرائی اور اپنے گھوڑے سے گر گئی تھی۔

اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے تیمرس گھوڑے سے کود گئی۔ کراوش اور دوسری عورتوں کے علاوہ کراوش کی بیوی سرینا بھی ایک دم لپکی۔ جب انہوں نے آگے بڑھ کر ایزت کا جائزہ لیا تو ایزت ختم ہو چکی تھی۔ شاید فرناک کے زخمی ہونے کے غم کو وہ برداشت نہ کر سکی تھی اور موت کی وادیوں کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

اسی روز سب سے پہلے سائرس کی تدفین کا اہتمام کیا گیا۔ پارساگرد کے نواح میں دریا کے کنارے سات سیڑھی اونچا اس کے لئے سادہ سا مزار اس کے بیٹے کمبوجیا نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا اور اسی میں اسے دفن کر دیا گیا تھا۔ اس موقع پر آریاؤں نے ایک نئی رسم کی ابتداء کی۔ سائرس کے بیٹے کمبوجیا نے اپنے درباریوں، سالاروں اور امراء کو اس بات پر راضی کر لیا کہ سائرس کی میت کو مصر کے فرعونوں کی طرح سونے کے تابوت میں رکھ کر دفن کیا جائے۔ چنانچہ سائرس کی لاش کو تاج و جواہرات کے ساتھ زردوز لباس میں سونے کے تابوت میں رکھ کر دفن کیا گیا تھا۔ دفن کرتے وقت ممتاز درباریوں اور مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں اور وہ اس کے لئے دعائیہ کلمات کہہ رہے تھے۔

تابوت کے ساتھ سائرس کی اس تلوار کو بھی سونے کی تختی پر رکھ دیا گیا تھا جسے وہ اپنی کمر سے باندھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کا کتانی جنگی سینہ پوش ارغوانی رنگ کا جنگی پاجامہ جواہرات سے مرصع کمربند اور چمڑے کے موزوں کو بھی سونے کی تختی پر لگا کر تابوت کے ساتھ رکھ دیا گیا تھا۔ اس طرح اس عظیم بادشاہ نے اس فانی دنیا سے کوچ کیا تھا۔

سائرس کی تدفین کے بعد اسی روز شام کے وقت ایزت کو بھی پارساگرد کے نواح میں ایک بلند کوہستانی ٹیلے کے اوپر دفن کر دیا گیا تھا۔ جب سب لوگ چلے گئے تب ایزت کی قبر پر بیٹھ کر تیمرس اور سرینا روتی رہیں۔ جب کہ ان کے قریب ہی فرناک اور کراوش دعائیہ الفاظ کہتے رہے۔ اس موقع پر فرناک اپنے کٹ جانے والے پاؤں کی طرف بغل میں بیساکھی لئے ہوئے تھا۔

روتے روتے اچانک جب تیمرس کی نگاہ فرناک پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بارش کے قطروں کی طرح ایزت کی قبر پر گر رہے تھے۔ تب وہ اپنے

آپ کو سنبھال کر اٹھی۔ فرناک کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اس موقع پر سرینا بھی اپنی آنکھیں خشک کرتی ہوئی کھڑی ہوئی تھی۔ اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال سے تیمرس نے فرناک کی آنکھیں خشک کیں، پھر کہنے لگی۔

''دیکھیں سورج غروب ہونے والا ہے۔ اب گھر چلیں۔ کل پھر آئیں گے۔ کمبوجیا کی مہربانی کہ اس نے ہمارے اور کراوش دونوں کے لئے رہائش کی عمدہ حویلیوں کا اہتمام کر دیا ہے۔''

اس موقع پر فرناک کچھ نہ بولا تاہم اثبات میں اس نے گردن ہلا دی تھی۔ پھر تیمرس فرناک کو سہارا دیتی ہوئی ٹیلے سے نیچے لائی۔ کراوش اور سرینا بھی نیچے اتر آئے تھے۔ نیچے اس موقع پر تین گھوڑے تھے۔ دو پر کراوش اور سرینا ہو بیٹھے۔ تیسرے گھوڑے پر کراوش نے پہلے سہارا دے کر فرناک کو سوار کروایا، اس کے بعد اسی گھوڑے پر فرناک کے پیچھے تیمرس ہو بیٹھی تھی اور گھوڑے کی باگیں اس نے ایک ہاتھ میں لیتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے فرناک کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ اس طرح وہ سب گھوڑوں کو میانہ روی سے ہانکتے ہوئے پارساگرد شہر کی طرف بڑھے تھے........ جبکہ دور مغرب میں سورج اب ایک تپے ہوئے سرخ قرص کی صورت میں غروب ہو رہا تھا........!

(ختم شد)